بہ یمن چمن پیرائی چمنستان کون و مکان کار فرمائی ماشاء کان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز التقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوے شیرین بیان سخن سنج و مصائب خوان پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سر آمد اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

... منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر مینیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر۔ مترجمہ مخمور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید۔ عہ
" " کاغذ حنائی عہ
طلسم ہوشربا (جلد اول) سے
" (جلد دوم) سے
" (جلد سوم) سے
" (جلد چہارم) للعہ
" (جلد پنجم) زیر طبع
" (جلد ششم) للعہ
" (جلد ہفتم) للعہ
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷
ایضاً باریک قلم بلا تصویر۔ ۴
سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔ ۶

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔ ۴
آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔ ۶
ایضاً بغیر تصویر۔ ۵
داستان امیر حمزہ۔ باتصویر۔ عہ
مقتول جفا۔ ۲
نوطرز مرصع۔ ۲
بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ عہ
جام سرشار باتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی عہ
فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ للعہ
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵

بیمن چمن پیرائی چمنستان کون و مکاں کارفرمائی تماشاکان
فسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر دہوش ربائے جادو تقریر نوعروس
کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے
جلد پنجم
حصہ اول
طلسم ہوش ربا
ترجمہ داستان
امیر حمزہ صاحبقران
بار سوم ۳
تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیریں بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان آمد اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں تجلی طبع سے محلی ہوئی
اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال نثار بیمثال صاحب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

اے بلبل خامہ ہاں چہک جا
ہو باغ سخن میں نغمہ پیرا
آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کروں خدا کی
کیا پاک ہے ذات رب عالم
کیا کیا ہیں صفات رب عالم
مالک ہے زمین و آسمان کا
بانی ہے بنائے دو جہان کا
کیا خاک کو اُسنے دی ہے تاثیر
مٹی ہے کہیں کہیں پہ اکسیر

زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیاں دکھائیں ہیں اکبر کہیں زیبائی شاہد گل کی کہیں نغمہ سرائی بلبل کی کہیں قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرہ کہیں فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہے ملاحظہ چمنستان عالم ست بوئے یکتائی پیدا ہے کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ افوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ اے کلک نعت رسول خدا
کہ صاحب ہے جو قاب قوسین کا
وہ بزم نبوت کا مصباح ہے

طلسمات عالم کا فتاح ہے
یہ روشن ہے ہر ایک پر سر بسر
کروں ذکر کیا اسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
رہے جس سے حیرت میں سلطان
یہ مہر نبوت سے پایا نشان
کہ ہے لوح فتح طلسم جہان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ثنا خوان پیمبر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہے اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے جو ہے دریائے فیض
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین
قدر دان رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے مجھکو ایک نکتہ یاد ہے
قطرہ بنجائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر
تجھ سے ہے غضنفر یا امیر المومنین
قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نہ پیدا کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالائے ہوشربا اے دکان سخندانی ناظرین اولو الابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پائے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم و دالاگہر گوہر بے بہائے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزائے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں آئے نہ کسیطرح خلل
فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل
ادب آموز فلاطون ہیں مضامین خیال
حشر تک دفتر اقلیم رہیں سب مہمل
عزت و دولت و اقبال رہیں سب ہمراہ
دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیادہ
ہر کنایہ میں ارسطو کو ہے تعلیم عمل
اے خدا تا کہ رہیں شمس و قمر کے جلوے
شوکت و شان دو چند میں نہ پیدا ہو خلل
تجھے جو حیوان وہ انسان نے خدمت سے
کہئے اسکو سبق حضرت استاد ازل
گر نہ آمیزش تدبیر ہو پا میں ترتیب
اے خدا تا کہ رہیں رات سے دن دست بغل
تم از مخزن علم و شعور سینے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کا لیکر تشریف لائے نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت ناز ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی از راہ قدر دانی ارشاد فرمایا

کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو
تحریر فرمایئے کہ ناظرین بلند بین و مشتاقان خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ
آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو وحید عصر شاعر و شارہ ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہے افسوس ہمکو قبل
خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤسائے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا
اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کر کے آپ کو تکلیف دی اگر قبل سکے آپ سے
نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب تامل نہ فرمایئے بسم اللہ
قلم اُٹھایئے مقامات رہائی اسد و لاور و حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام
نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حجرۂ ہفت بلا مین بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا
اور چیز ہے ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو تمیز ہے ہر کہ دمہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہوا اس شہر مین سب
داستان گو آپ کے پیرو ہین دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ
تھا اب آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق اشد من الموت
مشہور ہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن بمفحوائے المرفوق الادب
انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین با تمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب
بہ جہل و نادانی آشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب
پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران و افشا کنندگان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون
لیکن انشاء اللہ تعالیٰ بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب ایسی
داستانہائے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہے کہ حظ وافر اُٹھائین گے **نظم**

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر
نقد دل دیدے کے خواہاں نکتہ دان ہون تو سہی

ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نافہم کا
اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی

داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی
دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی

ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان
دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی

اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب
منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی

نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا
آب ڈر سے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی

یون کرون تحریر رنگیں آمد فصل بہار　　بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند　　ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے　　روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سب کو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب
کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
کہان ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار
ترے میکدے کی سدا خیر ہو
نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اُٹھا ساقی بے نظیر
کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر
ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون
مرے ساقی مہرخ و بیعدیل
نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
اُٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد
کرین کیون نہ چشمک زنی برق و رعد
ہوئی کیا عنایات رب صمد
صریر قلم ہے کہ گونجا اسد
رہائی کا اک شیر کی ذکر ہے
بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہے
اسد شیر دل ہونگے جب رہا
کھلین گے اُدھر حجرہ ہاے بلا
پلا جام صہباے حیرت شتاب
یہ مغرور ہو مثل افراسیاب
امید وفا ہے تری ذات سے
بچانا مجھے ظلم آفات سے
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ مشتاق ہین مہوش جابجا
تڑپتا ہے دل اور ہی ذکر ہے
کہ عیاری برق کی فکر ہے
اشارہ ہے یہ طبع بیباک کا
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
تراشندہ ریش جادوگران
زنامش بہ بزم عدو ابتری
شہنشاہ اقلیم افسون گری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت و گرفتاران محبس اندوہ و محنت محبوسان خرابۂ درد انگیز و مقیدان قید خانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر و دلبستگان ریسمان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر و افسر اسد دلاور کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہے کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ کلاب عقاب سوار عین معرکہ کارزار مین بخدمت افراسیاب

حاضر ہوا ہے اور افراسیاب کو مقابلۂ مہرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیر لے گیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے
لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو
گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزا ے
کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہوکر کہا واہ بھائی
خوب تمنے تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر
زیر گنبد نور آکر اترا ہے اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر
ایک جادوگر نے ملکہ بران شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سُنائی ہے اور یہ حال رنج مآل سُنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی
ہے اور خواجہ عمرو بران سے یہ کہکر اُٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبحکو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون
یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا
پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہے اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالی شان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بیت جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برائے شکار طائر روح
کلاب عقاب سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین
کہ جب کلاب عقاب سوار دہ کا۔ آفراسیاب ناہنجار کو قتل اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کر کے
داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہے کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سنا سر دغا درمع
عیاران لشکر برائے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہوکر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل
بنکر بارگاہ افراسیاب مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کروفر متمکن ہے
پہلو مین ملکہ حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس
طناز کلمات افراسیاب پر گوش برآواز جلوہ فرما ہے صحبت عیش و نشاط بصد انبساط گرم ہے یکایک
کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ ترخواہ عرض کرتا ہے منادی کو حکم ہو
کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو در پیش تھی کہ آسمان
پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب بشکل عجیب سامنے افراسیاب کے
آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجالایا افراسیاب نے پوچھا اے تحریر کوہ نشین اسوقت آنیکا کیا سبب ہوا
دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی
کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اڑ گئے برائے خیر خواہی

واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے
صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی غمخوار ہر وقت اس کتاب ساختۂ
منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص برای انتظام بنائی ہین
ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان
نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے
لگائے اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا
حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے
ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار
اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کا مزا نہ چکھنا اگر طلسم کشا آکر قید ہو اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو
جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر ڈھو ہی مثل سخن
نشنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرمائے
برف انداز کو بلایا اور فرمایا اے وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز
دیر نہ لگاؤ وزیر بدتدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب
تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم
ہوش ربا ہی اُسکو کون قتل کر سکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سُنکر سرمائے برف انداز کے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے
دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونیکی پتلی لباس نقرئی در بر
تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو

بیت بہر خندہ کر لب بر انگیختی ٭ نمک بر دل خستگان ریختی ٭

نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان

حسین مہ جبین قاتل عاشقان ٭ وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری ٭ بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز ٭ خبردار علم نشیب و فراز ٭ جب سرمائے برف انداز مثل

آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا او مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس
قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر و شہنشاہ کو
اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی اسکو قتل طلسم کشا
مین کلام ہی یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھا کر وزیر کو دی سرمائے
برف انداز نے افراسیاب کی جانب راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر

لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا سارا
قصہ گفتگو کا کہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ای وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوشربا مین بیشمار ہین یہ حرامزادیان
کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین مابدولت کا عالم مین کون ہمسر دہر رنگ آفتاب روبرو میرے
جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان ہلادون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلا دو فلک
لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پر
دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی
مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا
دیکھنا ضرور ہی اُس فاحشہ کی باتین مابدولت سے کہنا سراسر تمہارا قصور ہے یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرما
کے لیکر کھولا اور انگلیوں پر شمار کر کے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر
تمنے حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل میعاد مین
باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بر وقت اطلاع دینگے تمہارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ
اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوشربا اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے
چونکہ کلاب عقاب سوار کہ دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا ہے
دست بستہ عرض ساہوا کہ غلام بغیر کوئی کار نمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر کے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی افراسیاب نے بمجبوری
خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چھ عیار ہین مگر
قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤ گے تب مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤ گے اس بیحیا نے
ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور
پھر زندہ واپس جائین ایک شارہ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر گیدن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب کیفیت
دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون بتعجیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا ہے دیکھیے کیا دکھاتا
ہی مگر ای عمرو اگر بن پڑے اور خدا افضل شریک حال کرے تو اسکو تا بہ لشکر نجانے دو یہ فن عیاری راہ مین
دل سے باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ بازار شہر نا پرسان مین ہلڑ ہوا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ
مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیراگی بغل مین شنجرفی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد
کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جماؤ ہی اگر کسی نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آئے ہو کہان

جاؤگے تکیہ اپنا کہان ہے جو آ دیا بابا کیہ فقیر کا پروردگار ہے ہے **بیت** فقیرون کا ماؤیٰ مسکن کہان + جہان بیٹھ گئے بیٹھے وہ گھر ہو چکا + بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پانون پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہین **عمرو** خدمتگار بنا ہوا **برق** کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور بادب سلام کیا **برق** نے بھی استاد کو پہچانا آپس مین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین **عمرو** نے انھین اشارون مین جانا **کلاب** عقاب سوار کا **برق** کو سمجھایا اور کہا کہ فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر **برق** ایک جانب اور **عمرو** ایک جانب روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان رنگین بیان [illegible] اثر ملکہ **مہرخ سحر چشم** بیان ہوتے ہین کہ یہان کل سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ **افراسیاب** جادو دست بصد سحر و تاراج آئے ملکہ **مہرخ** سر بجا [illegible] پر جادو [illegible] ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ تھا خدا نے ہاتھ سے **افراسیاب** ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا ساحر زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ **بہار جادو** رنگین بیان لون زبان سے گل فشان ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان **لشکر اسلام** کو محفوظ رکھیگا اور صانع گلشن عالم ہوا ہے [illegible] دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی گفتگو مین [illegible] لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا اٹھا کے یون [illegible]

[illegible] بجالائے تکبیر [illegible] قل ہو اللہ احد	[illegible] جان تو ہو الصمد
لم یلد بیاں سے و لم یولد ہمہ جا دستگیر / ہم کہین یا ہر دو ولم یکن لہ کفوا احد	[illegible] بھی ستار [illegible]

پھر دربار در بار گور رب اکبر ہمیشہ سر سبز و شاداب رکھے اور نافرمان اس چمن بے خزاں کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جفائے ہوا ئے مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان **افراسیاب** قبل آسایش بیچو اگر شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب دو ہے کتاب دیکھکر گھبرایا [illegible] ارادہ فاسد ہو یا نہ آیا گیا اب **کلاب** عقاب سوار نا [illegible] لشکر ساحران [illegible]

[illegible]

[illegible] سرین بانفیہ [illegible]

پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ **مہرخ** سے عرض کی کہ حقیقت مین یہ **کلاب** [illegible] بدعت [illegible] ہوا ہے [illegible] زبردست ساحر ہے حال سے اسکا [illegible] خصال سے [illegible] ماہر ہے [illegible] سحر [illegible] بازی مین شہرہ آفاق [illegible] تھا کہ [illegible] **برق** [illegible] حیران و پریشان [illegible] بید لرزان داخل بارگاہ ہوے تشریف آوری خواجہ سے سب سرداران آگاہ ہوے ملکہ **مہرخ** نے

پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت آپکا حال کیون غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمہارے مقابلہ کو
آیا ہی جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہی جسوقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر اسطرف
چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کرکے راہ مین اسکو مارین اور تا بہ لشکر اسلام نہ جلنے
دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور برو ے ہوا اڑا کر روانہ ہوا تمہارے مقابلہ مین آ پہونچا وہ دیکھو سامنے
بارگاہ مین استادہ ہین ہمارے تمہارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو
سر لاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر **کلاب** عقاب سوار کے روانہ ہوے
لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ **کلاب** عقاب سوار کے آواز آئی
کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ آبدار خانہ بے آبرو بقصد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ **عمرو**
نے دیکھا ہر چند کہ قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام رنگ و روغن عیاری
کا لگاکر ایک خدمتگار کی شکل بنے گوٹے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چکن زیب جسم انور شروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھہرو ٹھہرو کہتے ہوے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب شہنشاہ **کلاب**
پیاسے ہین ہم سب کو تشنیع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا کہ شاہ نے جوش
غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے
ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضہ
شمشیر چوم رہا ہی سات سو زنگل و کرسیان گرداگرد تخت آراستہ ہین اُنپر ساحران غدار ایک یک سامری
ہمشیدہ روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل **مہرخ** و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت **افراسیاب** کا بھر رہے ہین
ایک کہتا ہے مہرخ کو قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون
نے بڑا سر اُٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ **افراسیاب** ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا بخوبی لینگے
سر میدان شکست دینگے **عمرو** یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لیکر بات بات مین
روبرو ے **کلاب** پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً
پانی شرارہ بنکر اڑ گیا **کلاب** عقاب سوار نے کہا تو کون ہی **عمرو** مثل برق جہندہ نعرہ کرکے پہلو مین آیا تاج سر **کلاب**
سے لیا لپٹ کر خنجر مارا **کلاب** عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا
چاہا جست کرکے نکل جائے جان بچا کر رل جائے **فریب جادو** اسکا وزیر پہلو مین تخت کے زنگل پر متمکن
تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیر رہا **عمرو** مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا **فریب جادو** تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس
نا ہنجار کا کاٹ لون اس بیباک کی سزا دون بقدرت پروردگار مہتر **برق** نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین

آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب کے اس زور سے
مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے
مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی سراپردہ چاک کرکے نکلا کلاب جادو نے جو یہ
معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اٹھا کہ ابھی جاکر ساربان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر
دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے
آسمان پر اڑادین کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملادین سبکے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر صدائے نقارۂ جنگی پر
چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبرین لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوئے تمام حال عیاری خواجہ
بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو
اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا انکی جان کا
نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا سامان ہی بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش
ازل و رکاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق حیرانی ہی اسیوقت سات سو نقارہ
پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر۔ نقارہ آواز آمد عجیب ۔ کہ نصر من اللہ فتح قریب ۔ تمام اہالیان
لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بو قلمون تاج دولت
کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہی دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ مین کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جابجا ہوم خانے درست ہوئے لڑائی پر مردان عالم
چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم نبرد
کھلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا
دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیچارا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے
ہین دامن صحرا سے منہ چھپائینگے کمانہائے کیانی جہان جہان سے خانہ گرگئی تھین سینک کر تیار کیا تیر کمانے
سے پہلو کو زرہ مین بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے دلیران جنگی کے
زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادہ حرب و پیکار ہی مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے
ہین وہ جو نامرد بز دلے ہین بھاگنے کی تدبیر جان بچانیکی تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو
آواز دی دہو حاضر ہو سائیس سامنے آیا سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد
ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور برتن کا ٹٹو پہر رات رہے سے تیار رہی سائیس گستاخ تھا عرض کی پہر رات رہے سے

کیا ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحرائے پربہار مین جائینگے شیران دشت کو شکار کرکے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ روز معرکۂ کارزار ہی ہر نمکخوار شاہی آمادۂ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی و مردانگی دیجئے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرامزدگی جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمہاری تمنائین برآئین تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اسکو لیکر بھاگ جاؤ عرض **بیت** کند ہمجنس با ہمجنس تجویز نہ مخنث با مخنث ہیز با ہیز ٭ اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی بادشاہ لشکر اسلام ملکہ **مہرخ** نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر آیا وہان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا وغیرہ پربہار باغ حسینون کا غنچہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حور نژادون کا جمگھٹا سامنے آیا ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخسارون نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی وسط خیمہ مین بچھا دی گرداگرد گلدستہ ہائے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول تھے چن دیئے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ گر ہوئین کنیزون نے سبوئے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا جسکو دیکھکر ابر دگوہر بے بہا کی آب آب ہوا اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہوا اس آب نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نصف باندھی نصف اوڑھی موئے مشکین سے قطرے پانی کی ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجہ خورشید نما سے زلف تابدار کو نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا تھین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطہ تقدیر نے تصدق اتارے کرخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہی چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہی ٭ ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا ابھار اس آن بان کو دیکھکر گلعذار وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے اشعار

ہین نہاں نہین گو زندہ ہی کرنیوالے	ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالے	مرحبا قتل ہین کرکے مکرنیوالے
منہ سے کہتے نہین احسان کے کرنیوالے	ہر ادا کو تری سکھلائینگے انداز قضا	جی نہ بچے یار اگر جی سے گذرنیوالے
یہی کرتا ہے شمار کوئی اٹھتا جوبن	یون ابھرتے ہین محل پاکے ابھرنیوالے	لکھو لکر بال کی پیشان نہ کرے روح کو تو

او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ حرف بانی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچے چٹکنے لگے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن و ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ شعلہ رخ مو کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جا بجا روشن ادھر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا یا کل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہے ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ ہو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ اے خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا پوجا کیا بھینٹ سے تیرا پیٹ بھرا کل بنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا لے کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر چڑھ کر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جا بجا نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین بیت جوانو جوان مرد تیار ہو ؛ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ؛ یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی خمسہ مصنف

ریخ سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر
جان دیدونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہو گا مرے ہاتھون گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہی مرگ کا ہنگام قریب
دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہی عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
ولولہ ہین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کو درپے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا بعد
اے شب وصلت محبوب ذرا رہیو گواہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا
اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین ہین قول ہی یہ راست ملا
شور و غوغا اسے سمجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ بہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا
ملے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہی بے چون و چرا
چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین دیکھکے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہی ترا عز و جل
لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل
چوتک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہی سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر
زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہی بسر
شوق نظارہ ہی اسدرجہ اسے مد نظر
صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہی قربان سحر

خوش بیان یا رسا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم
اس جگہ بند ہین سب چہچہے پردازون کے دم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم
ای قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب

مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوار خیمہ حصار کردۂ سحر سے
باہر آیا لفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہزیمت اثر تیار ہوا سمت میدان
کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری در دمند
ہوئی جلو خانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوئے انتظار آمد شہنشاہی
مین چشم دا مردمون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت
میدان نبرد جا چکا ہے وہ عرض کر رہے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول جلال و ورود اقبال فرمایا
چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ
تخت زرین پر تاج شاہی بر سر چار قبۂ شاہنشاہی بہ بر سپر و شمشیر مثل ہلال خورشید سامنے رکھی ہوئی
ایک پہلو مین اسباب سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب
آگے آگے آواز لگاتا ہوا صدائے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ؎ بڑھے
عمر و دولت قدم با قدم ؎ پہلے سب ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پر ہاتھ رکھا
اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے حقیقت مین مہر و وفا تمھارے آب و گل مین ہے بعد ازان
ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ موے کاکل کشاد ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ نے
باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت میدان کارزار روانہ
ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی ؎ کہے تو کہ باد بہاری چلی ؎ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ
فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری قائم ہین اس کیفیت سے لشکر مہرخ
میدان جنگاہ مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی لشکر کلاب عقاب سوار بڑے رو ز
و شور سے آتا ہے ہر ساحر روسیاہ اپنی شان و شوکت دکھاتا ہے نشان ہاے سیاہ کلاب
عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین پھر پھرے اُڑ رہے ہین اُنپر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہوئی ہین
صدا بجر نگ نجر نگ کی کہین نعرۂ یا سامری جمشید کی باغند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان آراستہ
ہونے لگا ایک ساحر نے جوش مین بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی
خس و خاشاک کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر
تھے اُنکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے
بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے درست ہوا
نقیب ہاے بلند آوازہ کو اشارہ ہوا گویون کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال کچھ ولی عہد تین کلاہ زرین

برسر لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان مین ہمشکل و یکتا آن بان مین ہمشکل لالہ پھیرو دین کے سرون مین سرود بجائے اہالیان میدان کارزار و جد مین آئے گن گنا کر آوازین لگائین ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے
ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
کدھر کو ہے دارا فریدون کہان
بڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے
قمر مہر خالق ہین کر عمر صرف

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب ولاور مست ہو گئے سر جھکائے شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مرجائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جا و ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کرا بار سر بر تن است حکیم علاجش بدست من است ٭ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارۂ جگر جوان بیعدیل شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن بفرط مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا فرمایا اے جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ ملک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہے وہ گولہ گویا موم کا ہو کر ہاتھ مین آیا شکیل جادو نے اسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد بد بنیاد دے تیرا بیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولا اسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب سینہ فولاد مشت زن چلا ہر چند سحر سے اسکو روکا مگر نہ رکا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر

پار نکل گیا **فولاد** مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا
مجھکو کہ جسکا نام **فولاد** مشت زن تھا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ **مہرخ** نے بھی فرمایا
کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے **شکیل جادو** واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر
ولولۂ شجاعت میں مہیب دی اے فرقۂ باطل پرستان جو تم میں سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہے کہ سات ساحران زبردست طرف سے **کلاب** عقاب سوار کے نکلے ہاتھ سے **شکیل جادو**
کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتوں ساحر **شکیل** کے ہاتھ سے مارے گئے **کلاب** عقاب سوار کو غصہ آیا
اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا اور مثل دیو کے چنگھارتا ہوا قریب **شکیل** پہونچا پہونچتے پہونچتے
ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک ابر بنگیا
جوں جوں اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہے کہ خدائے برو بحر کا قہر ہے یا اژدر پر زہر ہے خدا آبرو
شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے **گا** کشت سرسبز حیات ساحران لشکر **مہرخ** کو جلاکر خاک کریگا چشم زدن میں
ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا ایکایک وہ ابر محیط عالم ہوا ہر چند کہ **شکیل** نے بہت روکرنے ابر ندکو رمیں
جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریائے قہار پانی کی طغیانی ہوئی
کشتی حیات **شکیل** طوفانی ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف **شکیل** کے جھپٹا
یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤں اُس
نہنگ کے منھ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر **شکیل جادو** کے پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گری مثل کشتی سامنے
سے بہتی ہوئی نکل گئی **شکیل** نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر
اسی دریائے تلاطم میں غائب ہوا **کلاب** عقاب سوار **شکیل** سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش میں آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا اپنے ابر و دریائے سحر کو کل لشکر **مہرخ** پر اشارہ کیا ابر آسمان سے برسنے لگا
دریا سے طوفان اٹھا ملکہ **مہرخ** اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان خدا دریائے سحر میں ڈوبے مثل حباب
تیرتے پھرتے ہیں وہ تلاطم ہے کہ ہر ایک کا ہوش گم ہے دریا تو اس جوش پہ ہے ابر میں یہ اثر ہے کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہے
پانی ہوکر بہ جاتا ہے پناہ پانی اہل لشکر **مہرخ** کو مشکل ہے ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہے اُدھر سر پہ بارش باران
سحاب ہے کیونکر جان بچائیں آفت ہائے ارضی و سماوی نازل ہیں کہاں جائیں ناخدائے کشتی عالم کے سوا
کون بچائیگا اس طوفان موج خیز میں وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ **مہرخ** وغیرہ نے ملاحظہ کیا اپنی اپنی
سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیوں
کو قتل کیا ملکہ **مہرخ** نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر ابر پر گری چاک چمک کر ابر کے ٹکڑے

اُڑائے پانی برسنا دم بھر مین موقوف ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے
دریا کا کلیجہ پھٹ گیا ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پُرآب بنگئے حباب بنے تھے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی کچھ پاش کے
دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی نہیب سے دریا غائب ہونے لگا کلاب عقاب سوار قہر و غضب
مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین
یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج لشکر مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم
ہائے زرین کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے
گولے اُچھلنے لگے تیغ چلنے لگے نخل ہائے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت اکر ملکہ بہار نے
گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر ہو ٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے دام تھا
مجھے تو فراغ مدام تھا مگر ایکی پیچ مین آ گئے
کھڑے پوچھو ہو ہمین یہ کسکے گھر ہی عاشقون کے تو ہین گھر
انھین لیستی ہو والون کے تھے جگر جو تھامے داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا اس بیقراری مین
یہ پکارتا تھا کہ ای غنچہ نودمیدہ باغ خوبی و اے سرو رعنائے چمن محبوبی ہم اسیر طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو نگاہ مہر
وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین برائے با عنان قضا و قدر یک نظر سے خوش گذرے
ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین
کیونکر مرتے ہو دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سُنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے
لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی ہم رعد جادو و برق جادو
مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سنی فوراً تڑپکر گرہی کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک
سمت ملکہ سرخ موے کا کل کشا لعبد نازو ادا اسطور سے مصروف جنگ ہے کہ پنجہ نگارین سے کاکل مشکین
تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین
ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہے ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین
برپا کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایہ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغ دان

مع چوماک نکالا بجائے روغن اُس چوماک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا یا سامری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہوکر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار کو مارین اور بڑھ بڑھ کر اُنکو للکارین یا لیکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سردارونکے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے

ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہے
کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے
کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا
کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین
کہین جھجپہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ
سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ
کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت نے مست
کوئی صاحب دولت و تاج ہے
کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین
تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین
ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب
کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ
لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا
اُدھر سحر سب کو فراموش تھا
قمر سرنگون ہون اسی غور مین
نکلے جان اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی نے یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بناکر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر نہ پڑے بطلب چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پُر ملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہے ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہے ضو چراغ کی پھیلی ہے دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہے ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آیا ہے ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہے یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہے ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا ہے ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہے اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان و اے دادرس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر **نظم** موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان
چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب سفیدم کن چو خورشید
تو ای یاری دہ فریاد ہر کس
بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آیا
اُسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری برسر زیور جواہر جسم پر آراستہ موتیوں کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے
زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ اے قوت بازوے من کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانیکی تدبیرین
کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش
ہوا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم و دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان
جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آکر اُترا کلاب نے
جھک کر سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا اے برادر مین باغ سیب کتاب سامری مین تمھاری
جرأت اور شان و شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے جوش مین آکر اسکو مٹایا
شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے
ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی اے شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہے
مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اُسکو بھی قتل کرونگا یہ چراغ بزرگونکے زمانہ سے ہے جب کوئی بُرا وقت
آتا ہے تب روشن کیا جاتا ہے بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہے اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے
نکلتا ہے مگر ان نمک حرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہے سحر سامری
کا نمونہ عیان ہے مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بخوبی آگاہ ہو جسدن سے
بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہے مخمور کی جدائی بادۂ رنج و غم کا خمار ہے گویا نشہ کا
اُتار ہے ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا اے شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین
جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا پہلو سے آواز آئی باش او بیحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ تاجک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر
نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی
آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا
لباس بھی اُتارا قصد عمرو کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی
ہمارے خیمہ مین نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی
وہ چراغ جلکر خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر
خواجہ نے آکر کلاب عقاب سوار کو مار لیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب

پر حملہ کیا گولے ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش
پڑا تھا سحر مین اس بیحیا کے بتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اٹھا نگہبان دوڑے چاہا پکڑ مین
شکیل نے چند سنگریزے اٹھاکر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مر کر زمین پر گرے سحر شکیل سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر
ہلاک ہوئے اسیطرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامۂ رزم گرم ہے فوج کلاب پر آفت برپا ہے سرداران مہرخ
کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر سے بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر
بیکار ہین آخر ملازمان کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بمشکل تمام لاشۂ کلاب اٹھایا اور ایک کھٹولے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل سلام نے خیمے و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین
کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر انعام ملا کہ غنی ہو گیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع
ملکہ مہرخ سحر چشم داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھول کر اترے سجدۂ شکر یزدان بجا
بجالائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار ہو کے آئے تھے وہ تخت انکو ملک
زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہے حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دامہ جادو
بہت بڑی ساحرہ تھی اسنے سامان خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمین زبرجد شاہ
رہتا تھا صبح کو اس تخت پر سوار ہو کر بصد کر و فر تخت کو اڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کر کے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار
کر کے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر معلق کیونکر جاؤن اسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین
کہ پایۂ تخت مین ایک تختی نصب ہے اسمین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین
نصب ہین اگر فلان کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو تو اسطرح اس
کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جبسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہے بوقت
ضرورت اسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے
تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بلاحظۂ ناظرین باتمکین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال
فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی
خاصیت اسمین یہ ہے کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لی
ہے کہ بلا وجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو
بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دھا
گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر

نیکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا یکایک خواجہ عمرو بصد کرو فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگاکر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے منھ پھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملک مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیچیا کو مارا وہ دونون صندوقچے کمر سے گرگئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکاکر فرمایا اُنکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو دیکر سمجھاؤنگا آیندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کر کے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے زر کثیر بصد توقیر منگاکر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے باادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نے بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز

نظم

ایک اک ان مین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ اے بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پربہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فوراً کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا

خمسہ

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز نغر ریہ سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے

اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی **غزل**

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
تو چھپائے لاکھ جب چھپتے تبھی دے دل کی تڑپ
بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے **جلال**

اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
پھر بھی ہے جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
دل ہے عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
ترچھے زخمون کی ادا وہ ہے جو ابرو مین نہین
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جا ہوا ہے مگر اب دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب جادو** باغ سیب مین آیا ہے چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھے **افراسیاب حیرت** جادو سے کہ رہا ہے **کلاب** عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا نکر سکے دل مین کھٹکیگا وہ راہ فسون گری سے بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہو نگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نہ کرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا اُنکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کاٹے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اینٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اٹھائے ہین ان نمکحرامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا **حیرت** نے گھبرا کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین دیکھنے واسطے خبر کے اٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی افراسیاب نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے

حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول بر و دریائے سحر
بنایا اُس سحر کو نمکحرامون نے باطل کیا اس روشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کر کے
بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش
ہوا کل لشکر نے بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے
چراغ دکھاتے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین لیکن
جان کی امان پائین تو زبان پر لائین افراسیاب نے کہا بیان کیون نہین کرتے اسمین معافی خطا کیسی تمہاری
ایسی تمیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی اے
شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار
کے حضور اُترے ہمنے دور سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکارا کلاب کی
کوکھ پر خنجر مارا وہ تڑپ کر گرا آپ سحر کر کے غائب ہوگئے خداوند صاف فرمائیے غلامون سے نہ چھپائیے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع والا ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے یہ انتقام لیا
اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت سے معزول کرتے شہنشاہ
ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا مزا ملا اب ہم سب پر حال بغاوت مہرخ و بہار
وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سنکر
افراسیاب مثل مار دُم بریدہ کے غصے سے بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سرخ ہوا کف منھ
مین بھر آیا بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیحیا نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو بابدولت تو
سحر سے بیرون باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے ہین نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچازاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا مگر
کرورہا روپیہ خرچ کر کے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا تھا اسپر ہاتھ
کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ
پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا ہے
خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی
ان سبکو جوتیان مارو ان زبان درازون کی ناکین کاٹ لو کہ بابدولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل
بتاتے ہین غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑ کے قمچیان کمر سے نکالنے لگے اُن سبکی
ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغۂ سحر برق مثال کھینچا ساتھ والون کو آواز دی
کہ یارو اب نکٹے ہوگے یا جان دو گے ہین اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا ناک نہ کٹواؤنگا یارون کیون حیران

ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول
نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم
دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکہ پڑے
یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہے زبردستی ہماری آبرو ریزی کا درپے ہے ساتھ والون نے آواز دی اے
افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز
ناکین نہ کٹوائینگے یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سبکے طرار نامدار عقب مین یہ فوج
بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و ناوخ تیغ و ناوک چھرے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت برسے ہوتے ہین ایک چشم زدن
مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑکر نکل جاوے
افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق
چمکنے لگی رعد گرجنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوکر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہوگئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھو طوق و زنجیرین مسلسل کرو ہوشیار کرکے انکو ہمارے
سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا جوش تھا اپنے کو مقید پایا افراسیاب نے
آواز دی کیون نمکحرامو اب کہو تمھارا کیا حال کرون طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ
لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو خاک سے پاک کیا اسی کو پکڑ کر گرفتار کرکے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ
بن بیٹھا ہی ہمکو نمکحرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سُنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر کھینچو کہ سرکشان
طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین
جلادان مریخ خصلت تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوئے سامنے آئے کسی کو زیر دار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریتکے
بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس دل سے کہتا تھا اے مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات
پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی
کہ خداے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو
بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے سے نمایان ہوئی
یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کر قریب افراسیاب کے آئی عرض کی اے شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہے
ان سبھون کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ سب ہمکو قاتل کلاب عقاب سوار بتاتے ہین

کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اُسکو خنجر سے مارا ماہدولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین
کہ آپنے مارا اور اے صرصر ماہدولت تو آج دو باغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا
بیخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو
عیار سارہ بان زادہ بلاے بے درمان ہے اُسکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ
فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت
پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت
افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی
سفارش کرو ماہدولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے
معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے
تعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدۂ سحر دیا کہ ان
سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے ماہدولت کا اُٹھ جائے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو
خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا
سرما نے کہا کہ اے طرار جاؤ اس اپنی فوج کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے
باغ سیب سے نکل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی بھائیو
تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلاوجہ ذلیل کیا اب کہو کیا ارادہ ہے سبنے جواب دیا آپ بجائے شہنشاہ کلاب
عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست ٭ یہ سُنکر
طرار جادو نے کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے مطیع اسلام ہوکر
خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خود بخود افراسیاب ہمارے اور
تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین
کہ ہمارا ایک خدا ہے کوئی اُسکا شریک نہین ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یہان پونے دو سو خداوند مشہور ہین
کیونکر ہو سکتا ہے دو بادشاہ سلطنت باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا
نہ کہ مقدمۂ خدائی اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہے
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سبنے عرض کی کہ اے سردار نامدار بہت درست ارشاد فرمایا ہماری بھی عقل مین یک

بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہے خدائے نادیدہ کا مقدمہ مذہب درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر
چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کمو ہمارے کون استقبال کو آئیگا اسنے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجئے ہم سب
مطیع اسلام ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی اے سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہے کہ عقب اس کوہ کے
لشکر ابریق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ مژدۂ جانبخش سنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس
بیحیا پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور
عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی بیان کی سرداری سے بہتر ہے یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق
کوہ شگاف پر آکر گرا سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو نام مردبہ از مرد ہوتا ہے لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو نام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بیحیاؤن کو شکست دینا خدائے نادیدہ انجام بخیر کرے غرضکہ سب نے یہی کیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید
زرین سحر فرزند دلبند ملکہ مہرخ ہوئے کل کشا گر طرار نامدار نے آواز دی منم معمار قدرت صاحب شوکت
فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی کر خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نتھی جو گھبرا کر
اٹھا ہاتھ سے سرداران طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بیحیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہے حواس ہر ایک کا گم ہے بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے
اسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے یہ سنکر آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا
تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا
میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دلمین ارادہ یہ تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین
بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی مینخ اکھڑ کر
سر پر پڑی گھوڑے سے خود ہی زمین پر گر پڑے سمجھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمراہیان طرار آکر پہونچے سحر کرکے
میان ساحر صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جلد ابریق کو جگایا گھبرا کر اٹھا
پوچھا کیا ہنگامہ ہے خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے آپکے
لشکر کو دیکھکر آ گرے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشۂ شراب مین جھومتا ہوا اُٹھا
کہتا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر
جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہے کچھ ہاتھ نہین آتا ہے اس اثنا مین ادھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا
ابریق کو دیکھتے ہی ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصے مین تیغۂ
سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دہ ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق

عشق کھا کر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لوں بہ نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کروں لشکریان ابریق نے ابریق پر
اپنے تئیں گرا دیا صدہا نے اپنے کو قتل کرا یا مگر ابریق کو بمشکل اٹھایا ہوا دار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہیں
بارگاہیں لوٹ لیں اپنے قبضہ میں کیں خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر ٹھہر کر رہ گئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت
سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق
نہ پایا اسی خیال میں ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہاں ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت میں بسر کی ہے
کہ یکایک جوڑیاں ہرکاروں کی سامنے سے آئیں دعائے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائیں اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد

اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہے کلاب عقاب سوار جو
مارا گیا تھا اسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو شگاف
پر مارا لاکھوں ساحر قتل کرکے آتا ہے اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ
طرار نامدار سے ظاہر ہے کہ بے وجہ خدمت میں آتے ہوئے شرماتا ہے جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ
مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائیں اور طرار نامدار کو استقبال
کرکے با آبرو لائیں اسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال دبلکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج
دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئیں یہاں طرار جادو مع اپنی
فوج کے ایک صحرا میں ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوئے اور کہا ملکہ
مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہیں اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائیں ہمکو بہر استقبال آپکے
بھیجا ہے طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہیں کہ مجھ ذلیل کے
استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہے کیونکر افسوس کہ نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سرداروں کے
قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران نامدار
کے بارگاہ سے برآمد ہوئیں اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا
طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدموں سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے سر اسکا سینے سے لگایا
اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبرو سے تمام لاکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب
شاہزادہ خورشید زرین سحر ذنگل بیٹھنے کو ملا اسکے ساتھ والوں کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہیں خیمہ سراپردہ ایستادہ
کرکے ان سبکو بآرام تمام اس بارگاہ میں داخل کرو اس پرورش خداوندانہ و مرحمت خسروانہ پر طرار نے شکر کیا
ابھی چند ساعت بیٹھنے نہ پایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیوں کے ہمارے

دعوت قبول کرو جو کچھ چچہ آش سیر ہی تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً
فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بکیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہائے سرداران نامی ہی لیکن افراسیاب جادو
باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریہ وزاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ
تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین
آئی سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو
یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی بہار سے ناحق رنج و ملال ہی تمھارے
طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوادار پر پڑے ہوئے
آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان خاک بر سر کنان ابریق کو وہ تسگاف کو ہوادار پر ڈالے
ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اُترے
ہوئے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون مار گرے ایسے لیسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے
دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم
غفلت مین زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ
تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُنکی دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار
و شمیمہ نقب زن عیار پیچیان پُر فن سلامی آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ
دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان
حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید کی نگاہون پر بار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار
کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر
تمام سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا کیا لشکر عمرو مین
پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نکحرام نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو
ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کیون
نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑ کر
آئے ہین خوب مابدولت کو ثابت ہوا ہی کہ تپا کھر کا بندہ سرکا مسلمانون کو جا سمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے
سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو ہوش آیا
افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنیٰ غلام نمکحرام
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال با انتظام نہ خوف ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی

عشق کھا کر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لوں بہ نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کروں لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرا دیا صدہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھایا ہوا اور پڑا الگ لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر ٹھہر کر رہ گئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نپایا اسی خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی تھی کہ یکایک جوڑیان سحر کارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہے کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو وہ سگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کر کے آتا ہے اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہے کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوئے شرماتا ہے جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کر کے با آبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال و ملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوئے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہے طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جو ہنر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہے کیونکر ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سرداران کے قطع راہ کر کے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران نامدار کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبروے تمام لاکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر ذلگل بیٹھنے کو ملا اُسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمے سراپردہ ستادہ کر کے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کر دو اس پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری

دعوت قبول کرو جو کچھ چیچۂ آش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام در بہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہی لیکن افراسیاب جادو باغ سیب میں ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریۂ وزاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت میں طرار کی گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہیں پائے کہ رونے کی صدا کان میں آئی سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی بہار سے ناحق رنج و ملال ہی تمہارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوا دار پر پڑے ہوے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان خاک بر سر کنان ابریق کو وہ تسگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ میں اترے ہوے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون لا کر ے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت میں زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہیں ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُنکی دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیار پچیان پُرفن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید کی نگاہون پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اُسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر تمام سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا کیا لشکر عمرو میں پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نامدار نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچے قہقہے ہو رہے ہین افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کیون نالائقو ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑ کر آئے ہین خوب مابدولت کو ثابت ہوا ہی کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو ہوا سمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی اُتاب برلیق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا میں مبتلا ہین ہمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نمکحرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی

اگر مابدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نمکحرام کا
سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے تاج سر پر
رکھا زیور جواہرات زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے مرکب تند شکل بساز زر و یراق سے آراستہ
زمین پر آکر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا
ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا اشہب تیزگام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب باد رفتار تھا ÷ کہ طرار تھا اور
فرار تھا ÷ قصد ہوا افراسیاب کالا سپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قہرا اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام جہان
پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربندہای طلسم مقہور بن قہار و ماران
اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے مثل بلاے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین سامری عہد جمشید زمانہ ہو دست بستہ ہوکر ہر ایک نے
قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والاتبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو عیار سا مکار
غدار وہان موجود ہے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے وہان موجود ہین
جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے فنون عجائب و غرائب سے بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل
اور صاحب اختیار نہوتے تو وہ طلسم کشا کو اتابک چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا
ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہے لونڈیون
غلامون کی کیا لیاقت ہے سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے اُن خودسرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے تعجیل تمام رقاصون کو حکم دیا
رقص شروع ہو گیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن تھام کر افراسیاب کا بھاؤ
بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصعی اُٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہرچند
کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب کا غصہ نہ اُترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد
کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر جا پڑون ہاتھ اُٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی
فکر مین ہین قتل مسلمانان کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر
لکہ ابر چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی بر سوے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم ہوتا تھا
یکایک وہ ابر شق ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو بغور دیکھا تو ایک بادشاہ
جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ جھکاتا ہوا عجائب و غرائب سحر کے دیکھتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اُترا

ساحر مذکور تخت سے کود ا سامنے افراسیاب کے آیا جھک کے سلام کیا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا لیکن بے اختیار
ہنس پڑا بہ شفقت و محبت پوچھا اے غواص دریانشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹا
بھی بہتا ہے ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی دریادلی کا باعث ہے کہ اس
ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا پر اے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لمحہ فرصت نہین ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا
کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا ہے اہالیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج
دشمن سرکار کی طغیانی ہوگئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہوگئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان لجۂ بےانتظامی
سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ کار و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر
مر جائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین اُبھر نہ سکین یہ کلمات حیرت آیات سُنکر افراسیاب نے
غواص دریانشین کو گلے لگا لیا پہلوے تخت مین دنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا اے خیرخواہ بلا اشتباہ مین کیا
کسی سے پایہ کمی کار رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بدانجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ حیدر سے
کہ کوکب انکا سرپرست ہوا ہے غرور سبکا بڑھ گیا ہے دختر بلند اختر اُسکی نام کو زن ہے اسم بامسمی شمشیرزن ہے اُسکے ہاتھ سے
بڑے بڑے رنج اُٹھائے اسی نے دریاے خون روان خشک کیا پل پریزادان توڑا عمرو کو مین نے برج غضب مین
قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی ہٹایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہے تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری
کے سپرد کیا ہے مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہے عجائب و غرائب کھاتی ہے ابھی چند روز ہوے کہ بہنین قید کرکے پردۂ ظلمات
مین بھیجدیا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہے چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا
نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بعد کرد فریب پردۂ ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے
نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو
رہا کرین اب جو مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہے سنا ہے کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہو جائے کوکب اس صدمہ سے
گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سُنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے
شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیرزن طرف سے اپنی مان کے ورثہ دار ساحری ہے آپ کو بخوبی حال
معلوم نہین ہے مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ مرصع نگار ہے بڑی صاحب جاہ و وقار ہے فی الحال اپنے شوہر کوکب سے بخدو ہے
ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہے باعث ملال یہ ہے کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حناے گلگون پوش شاہزادی قلعۂ رنگین
حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پامال کنندہ جہان آفت جان عاشقان
ہے عاشق ہوکر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم

عالم پر عیاں ہیں ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گزار ہیں بموجب **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک بلبل بیچ
شادی غیر ممکن ہی اور اگر حظ سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمائیے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائیے موافق **مصرع** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را اگر اسکے
خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا
کوکب نے تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً و مشروحاً ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شبکو جب
کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ
ناہید نے پوچھا کیوں شہنشاہ مزاج کیسا ہی **کوکب** نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہروں سے نہین آیا ہی مجھے تردد
و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیوں چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے
پائے جاتے ہین مین نے سنا کہ عشق حنا کا رنگ قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو
میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سنکر
البتہ غصہ آیا ہی دل گھبرایا ہی کہ ایک شخص کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے عزیزونمین
شرمائینگے آپ مطمئن ہوں اگر کل ہی جاکر اُسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب
اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشاں کو اپنے گھر
سہرہ بندھوا کر بلاتی ہی چوچلے کی خوبی مین کل لاکر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دلھن بناؤنگی
یہ کلمات ملکہ ناہید کے سنکر **کوکب** روشنضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی لے شہنشاہ زن و شوہر مین
ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اُسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر
سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان باختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی **کوکب** نے جوش حنا
مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنائے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے
بیاہ لایا اُسیدن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم
تیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیائے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مانع اپنی ختر
بلند اختر مرجان شمشیرزن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ
ہوں یعنی حجرۂ پنجم بلا جو ظلمات کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا ملک **اسد خضر** گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیاں
ملکہ لعل سخنداں و ملکہ یاقوت سخنداں منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین انکے حسن کا کوئی عدیل نہین ہے
سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ و منیر ملکہ ناہید کی یہ دونوں بھانجیاں ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی

ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کے بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان تھین کہ حکومت جھرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہے اسی کے خواب مین روز بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اسس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ممکن نہوگی بران پر کوئی ہاتھ اٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ اے خیر خواہ بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر نہان ہی غواص دریانشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اگر بگوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعۂ جوہر نگار کا پیر بھائی کوکب روشنضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر مجاب سے مست ہی اُسکے پاس تیغہ قتل ملکہ بران شمشیر زن ہے طلسم جہان مین بڑا سحر ساز و پُر فن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تلک وہین شب و روز مزے اڑاتا ہی نہایت مغرور خود سر ہے کوکب کا بڑا معتبر ہے اسی وجہ سے وہ تیغہ اُسکے سپرد ہی کوکب کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نکریگا اپنے حتی الامکان تیغہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب نے پوچھا کہ پھر وہ تیغہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعائے دلی برآئے غواص نے غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعنائے حدیقہ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروئے قاتل قتل پہ ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون دل پھنسانے کے لیے سرکار دولا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُسپر صمصام بادشاہ قلعہ جوہر نگار بہت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ منھ بنواؤ مثل حلوا خوردن را روئے باید

بیت

تمسے چودہ ہزار مرتے ہین + کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین + وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن وہ کسی شے پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمۂ خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال نرہا کہ اُسکی تدبیر کرتا اب سوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف لیچلین پہلے اسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا عجب ہے کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہین اُسپر

سب طلسم کا اختیار ہے **غواص** نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی **کوکب** کو معلوم ہوگا نمیچہ مذکور اُس سے اگر لیجائیگا پھر سوا افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا **افراسیاب** نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا **غواص** کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحر غائب کرکے تاکہ مجکو راہ مین کوئی ندیکھے طرف قلعہ جوہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریانشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعۂ جوہر نگار کے بواسطے حصول نمیچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر بمقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
کہ وقت سحر ہے صبوحی اٹھا
پلا بادۂ ارغوانی کا جام
ترے دور مین عذر ہی صبح و شام
ہو اصاف مستی مین یہ امتحان
کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
یہی میکدون مین ہوئی قیل و قال
کہ ہے دختر رز تو کی چھنال
حقیقت مین طرار و بیباک ہے
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج
ہر اک جام سے چشم پُرنم ہے آج
نہین آج مستونین بالکل تپاک
اُڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
بہت میکدہ اب تو بیرنگ ہے
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
تم مجھپہ روشن ہوا سربسر
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سُنکے بے لطف ہین بادہ نوش
تردد مین ہے شیشہ مے ہی خموش
وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند
کیا جسنے ہر ایک کو دردمند
نہ مے ہے نہ ساقی عجب طور ہے
حقیقت مین اب اور ہی دور ہے
زمانیکی آب و ہوا ہی خراب
ہر اک شے مین پاتا ہون مین انقلاب
مرے دشمن جانستان ہین حبیب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز
بچائے اُسے خالق بے نیاز
نگارندۂ داستان عجیب
یہ لکھتے ہین اب ماجرائے غریب

صاحبان شمشیر برق نظیر سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب **غوص** دریانشین فراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول **افراسیاب** کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرنغۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہان **صمصام** اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران غدار امیران سلطنت و مشیران اکتبت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غوصان قلزم اخبار عشرت خیز

وشناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفائے خبر ہوا ہر آرزو کو بقصد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے
عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت و غریق لجۂ الفت یعنی غواص دریا نشین تشریف لاتے
ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرازینی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت
بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہے ناتوانی کا زور ہے لب گور ہے لیکن نام اپنے دوست کا سنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا و وزرا کے
باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر
دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہے مین تمکو بہت نحیف ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر
کہا **شعر** مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ÷ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ÷ **نظم**

حال دل آہ کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہے
چشم سے نہر اشک جاری ہے	یاد مین صبح و شام روتا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کا شکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص بیچارا دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی ملول ہوکر دامن
سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی تم گھبراؤ ہوش مین آؤ یہ کہکر جھکے سے کان مین
کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ
ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا اے برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری
ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ
تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہے اگر شہنشاہ کو راضی کروگے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہے بدون رضا مندی
افراسیاب دامن عصمت تک اسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہے اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہے صمصام نے کہا کہ
مین اپنی جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن غواص نے کہا مخفی میرے ساتھ چلو
شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کرکے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص
آمادہ کرکے صمصام کو بالائے کوہ لایا صمصام دوڑکر افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب
نے جلد ہی بہ شفقت گلے سے لگالیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدردانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ادنیٰ ملازم کو برحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تمکو اور اس ذرہ نوازی پر ناز کرتے ہین دیکھو ایک
بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہے نہ مردون کی قدر جانتا ہے نہ کسی شریف و لئیق کو پہچانتا ہے دوسرے اور ستم اُسنے
برپا کیا ہے کہ دین جد و آبا کو ترک کرکے ملحد ہوگیا ہے خداے نادیدہ جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اسکی توصیفین

تعریفین اور لینے دو سو خداوندون کی برائیان آٹھ پہر اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے شیمنی ایک ساربان زادہ
تین روپیہ کا پیادہ اُس سے بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹا
ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے آشنا سُنا تھا کہ تم لالہ زار نرگسی چشم
پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہے
کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیمچہ قتل ملکہ بران لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنائینگے
تمہاری سہرہ سر پہ باندھکر تخت پر سوار کرکے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے
داماد کہلاؤ گے ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی ہین
یہ مژدہ جان بخش سُنکر صمصام بھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام ٹھرا یا عرض پیرا ہوا کہ میرا
جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیمچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر
ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی یہ مجال ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا بنالین
اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین
خیال نہ کرو فوراً نیمچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کرکے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان تمکو
بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤ گے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤ گے غواص نے اس طرح سمجھایا اور وصال لالہ زار کا
لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی
گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمائیے جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے
پیدا ہوئین اور سن انکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایکدم آنکھون سے
اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران کرنا واجب و لازم ہے
طلسم وسیع ہی حکومت زیادہ ہی جب اُسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت
کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش
ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نہ کر سکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس
بحکم کوکب جمع ہوئے غرضکہ سب ملکر یہ نیمچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیمچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیاز مند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار جانکر وہ نیمچہ میرے سپرد ہوا
یہ بھی اسمین قید ہی کہ سوا میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت
تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن حقیقت مین کوکب کا دین جدو آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت
ناگوار ہوا غواص نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی

تمہارا مہیا ہو الغرض صمصام نے کہا حضور چلیں غلام مع فوج و لشکر نتیجہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غرض
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بد انجام قلعہ مین آیا تمام افسران
فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب
جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا پونے دو سو
خداوندون کو چھوڑا ایک خدائے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دیگئے کیا ہمارے دادا پردادا
بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم تو حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت
یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا قتل کرنا اسکا واجب ہے بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو
ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر بار کرایا وہ نتیجہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا
قلعہ جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہے کہ نام اسکا سعید جادو ہے نہایت خوش سرشت ہے
صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا
کہ یہ بیجا افسوس شریک افراسیاب کا ہوگیا نمکحلالی کا خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تا بہ ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک
عقاب سحر تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت سریر
جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہے اسوقت بلور چہار دست
سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہے کہ ملکہ بران دشت عجائبات تک پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے
جانبازی جاتی ہین نامہ انکے پاس شہنشاہ اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا
موقوف رہا مگر سردار افراسیاب کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو
نے بصورت افراسیاب اسکو مارا شکر ہے اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہے بڑا فضل پروردگار ہوا کہ
لشکر مہرخ اسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہے کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہے پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ لے نور نظر لشکر خواجہ عمرو سے ملحق ہو
ایک طرف سے ہم جمشید تمہارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول و قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف
ہین بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا یکایک
دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندہ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید
نامدار حاضر ہے امیدوار باریابی ہے کوکب نے جو نام قلعہ جوہر نگار سنا نہایت متردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اسکو ہمارے
سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے کے ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ترقی عمر و دولت و اقبال کی قطعہ ٭ الٰہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ٭ بچشم دشمنانت خار بادا ٭ کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رخ متغیر
لرزان و ترسان حیران و پریشان آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین
نکلتا ہے اسطرح گھبرایا ہوا ہے کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون اے خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہے سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہے سعید ضبط کر کے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت
کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے
صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش خود بخود شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا
تھا کہ غواص دریا نشین ملازم افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے
وہان سے جو آئے تو آپکی دشمنی کا جوش تھا وہ بیحیا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سرداروں سے
کہا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کھدواتے ہین اُس مقام
پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب
مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سرداروں نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اسیوقت فوج تیار کر کے
بیرون قلعہ گیا ہے بارہ کوس پر جا کر مقام کیا ہے غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اس نمکخوار قدیم کو
اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق
نہ تھا یہ خبر وحشت اثر سُنکر کوکب مثل بید تھرا گیا او خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا
اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب پرند شکین سامنے حاضر ہوا باساز و یراق
مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر
اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید روشن رائے وزیر اعظم دستور معظم تھرتھراتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے
اُٹھا دوڑ کر قدم اقدس کو بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہے ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہے
ارشاد تو ہو ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اس باغی بوستان بیخزان شاہی کو خاک مین ملا دین یہ سُنکر کوکب کی آنکھوں سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ اے خورشید وہ بیحیا کیا ہے جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہے کہ اسمین کیا راز ہے وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہے پاس اُسکے
نیمچۂ قتل ملکہ بران رکھا گیا بیحیا کو وفادار او رصاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے

افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جب سردار غواص کا نام لیا وہ از حد متأثر غدار ہی
شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ زر و زرگار کو جال میں پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون
روک سکیگا وہ سحر میں بےمثل ہے ہر کس و ناکس نہ ٹوک سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیمچہ قتل
ملکہ بلران میں پسینہ آگیا عرض کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلاموں کو اسمیں دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے
نہیں ہیں کہ اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت میں جان بچاکر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہیں ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سرداروں نے عرض کرنیکا موقع پایا بلور چہار دست بستہ
سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام کی مشکیں باندھکر لاتا ہی ایکطرف سے
آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونوں وزیر خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو
نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی میں ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ میں
اُٹھا ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائیں ہم ابھی جائیں اُس نمکحرام کو جوہر جرأت دکھائیں نیمچہ چھین لائیں
مگر کوکب نہیں مانتا فرماتا ہی کہ اے خیرخواہان دولت میں تمکو خوبی پہچانتا ہوں اچھی طرح جانتا ہوں بخدا جہان
میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ چپکے صبر کریں
جبسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب
صاحب تامل فرمائیں میرے عقب میں بھی نہ آئیں یہ کہکر خانہ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا
مرکب کو اُڑائے مثل باد صرصر نکلجائے کہ یکایک طائر صفت رنگ بیدرنگ چنگھاڑیں مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا
کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ گود میں کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑ گیا کوکب نے نامہ اٹھایا مہر برہمن روئین تن کو
سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا تو پایا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب شاہی برہمن نے
بصد شد و مد لکھا ہی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے
وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیرخواہ نے نقشۂ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتیں حضور پر نہایت سخت ہیں
سرکار کے دشمن لاکھوں بدبخت ہیں خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی
گردش سیارگان سے طالع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی
ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روشن ضمیر ہے زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ
حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوکے گھوڑے سے اُتر آیا حیران تھا کہ کیا کروں اسکو بھیجوں وہ نہایت
زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا ملازمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک
عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بکر و فر و شوکت و بہ رعب جلالت چار عقاب

تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھو ساحران نامدار ہر ایک چیدہ روزگار نمایان ہوا تخت زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُترکر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ذنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ ہنر بر پیلتن یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہے اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہے پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہے کہ آئینۂ رخسار پر صاف گرد ملال ہے اس جان نثار پر آئینہ فرمایئے کہ کیا صورت ہے سبطرح خیریت تو ہے دربار کو مثل تصویر اتصویر پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدانخواستہ کوئی حادثۂ نو پیش آیا ہے گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہے ہنر بر پیلتن نے جو براہ خیرخواہی اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا اے برادر رواے جان نثار خوش سیر بموجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد ؎ تازہ ترازتازہ ترے میرسد ؎ فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپے آزار ہے نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور ؎ دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش ؎ نہین دنیا مقام آسائش ؎ کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے ؎ کہین جو تھی ہے اور چالا ہے ؎ کہین افضال حق تعالے ہے
ہے کہین شادی حنا بندان ؎ اور کہین شور مرگ فرزندان ؎ ہے یہ دنیاے دون کا سررشتہ
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ ؎ آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین ہے کیسے کیسے داناے روزگار پس گئے

شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفاے گلچین سپہر سے پامال ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُسوقت ہنر بر پیلتن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی تاب و صبوری مین طاقت نہین ہے مفصل ارشاد فرمایئے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہوسکتا ہے خدا نے سبطرح کا اختیار دیا ہے بالکل مجبور ہونا جائز نہین کیا ہے کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک ضمصام کا شہزادہ ہنر بر پیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نتیجہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہنر بر پیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہے کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہے مع نتیجہ اُس بیحیا کو گرفتار کرکے لاتا ہے غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہے خود مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خاص دشت لالہ زار رشک بہار مین بارگاہین استادہ ہورہی ہین خود مُسر فرو دگاہ

بھی انتظام کرتے دیکھا ہے میں سمجھا کہ آجکل حکم شاہنشاہی براے لشکر کشی خراج گزاروں پر نافذ ہوا ہے یہ بھی بموجب ارشاد
فیض بنیاد تیاری لشکر میں مصروف ہے اگر اس حال سے واقف ہوتا تو اب تک اسکو گرفتار کر لیا ہوتا میں خوب اسکی ہوشیاری
لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہوں میرا ہم مکتب ہے ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہے یہ کہکر بعد گرفتاری کوکب کے
کہا میں اور تدبیر کرتا ہوں مگر اس شیر بیشہ جرات نے ناگاہ تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر حضور روکینگے تو
یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثاروں میں نام کر جائیگا اسوقت سے غلام نے حال سنا ہے کلیجہ ٹکڑے
ہوتا ہے بیحیا تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی لیلئے لایا ہے ان شمشیر برگ شعلہ حیات گل کرنیکا قصد
کرے بڑا اندھیر ہے اسکی موت آئی ہے تقدیر کا پھیر ہے ایسے ایسے کلمات غصے میں کہتا ہوا قادر دن سے لپٹ کے خوب رویا
اشکوں سے منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خداے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ اگر کوئی خرابی واقع ہو
ہرچند میرا ستارہ گردش میں ہے فوراً آؤنگا لیے کر تم کو جب پہونچاؤنگا یہ کہکر جلیمن تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج
دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اڑاتا ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش
و خروش براے مقابلہ صمصام نمکحرام جاتا ہے مگر حال اسکا بیان کیا جاتا ہے یعنی صمصام نمکحرامی پر کمر باندھکر دشت
لالہ زار میں کہ اسکے قلعہ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہے وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اترا حکم دیا بارگاہ
استادہ ہو یارو ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئیں تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ افراسیاب پہونچاؤں
جاتے ہی سزا دوں ملکہ بران کو قتل کروں کہ جلدی سامان شادی ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذر رہے
فراق محبوب میں تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا وقت وصل محبوب قریب آیا تم سب صاحبوں کو وہ
عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہے نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتیں واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد نخوت بیٹھا سارا لشکر
اترا پڑا جو کہ صاحب دل ہیں عاقل ہیں اپنے فعل ناشایستہ پر خجل ہیں آپس میں کہتے ہیں یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے
آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا ہے نشہ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہے اپنے ہوش میں نہیں ہیں
جس بادشاہ نے خاک سے پاک کیا براے حکومت قلعہ جوہر نگار ایسا ملک بازر ریز حسن خیز آباد رعایا دلشاد
اس مالک کے مقدمہ میں یہ فرماتے ہیں اسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہیں ہوتا بیچ دریا میں ڈوبیگا
گرداب محیط بلا میں گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہے کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہیں پڑتا
ایک شفیق کے واسطے افسوس ہے یہ انتظام ہیں فوج میں تو یہ چرچا ہے بعضے ہنستے ہیں بعضے روتے ہیں کچھ لوگ
رنج و ملال میں کچھ خوش ہوتے ہیں لیکن یہ بیحیا کھانا زہر مار کرکے ناچ راگ میں مصروف تھا سامان عیش
و نشاط مہیا ہے شراب پی رہا ہے کف منھ میں بھرا ہے نشہ میں بلبلا رہا ہے کہ یا سامری و جمشید جلدی سحر

اے مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب نایاب
نمایان ہوئے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آکر گرے پنجہ سے آکر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا
غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویر ہائے سنگین کے گرا
فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر بر نامدار نے دیکھا مجبور ہو کر ایک نعرہ کیا
سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونوں جلکر خاک ہوئے ایسے ایسے آپسمین بہت سے سحر
ہوئے کبھی غالب کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہنر بر پلتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا آپسمین دونوں
افسرون مین سحر ہونیلگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا
ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہنر بر پلتن نے گولہ نکالکر مارا صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے
تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج
شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہے ترنج پر چھو چھو کر رہا ہے دیکھا ہنر بر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہے بلکہ
ایک ٹڈ بنا ہے اُسکو کھولکر ہنر بر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہنر بر کے حصار غبار بیچ مین یہ غدار ہے سحر پڑھا جاتا ہے
اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بیحیا نے مجھکو خاک مین ملایا زبانمین بھی لکنت آئی
سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی گھیر لو اور قتل کرو
اب مین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پیر لٹکائیگا
ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہنر بر پلتن اُس قلعہ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت
سامنے موجود ایسا ہی ساحر زبردست ہے کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہے صمصام کو بھی خوف ہے قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہے غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہے اور فوج ہنر بر پر زیادہ دباؤ ڈال رہا ہے مگر وہ سب
مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اُس غبار کے مصروف جنگ ہین ہرچند قصد کرتے ہین خاک
ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہے گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو
ان دلاورون کا یہ رنگ ہے اُدھر ہنر بر پلتن اپنی جان سے تنگ ہے مگر اقبال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا ہے کہ نہایت عدالت گستر
رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے نمکخوارون کا خیال اتنے سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک
افراسیاب نہوا مگر اس بیحیا کا جس وقت سے یہ حال سُنا ہے سر دھنا ہے ہنر بر جو صدر کے چلا آیا ہے کوکب بہت شاق ہے
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہے کہ اُسکو مرأت واقعہ کہتے ہین خاصیت یہ ہے
جام جہان نما ہے جب اُسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جس وقت
سے ہنر بر پلتن واسطے جنگ صمصام کے گیا ہے کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہے جو کہ یہان حالات

گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر پیلتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہے کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا ممکن نہ تھا ورنہ فوراً جاتا غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیزرو جلد حاضر ہو یکایک چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتاباں پیشانی پر ثابت ہوتا ہے کہ ستارہ اقبال کا چمکتا ہے اترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمین سے ایک شیشہ پُراز آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیزرو کے دیا فرمایا اے سیار تیزرو جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہزبر پیلتن صمصام نام سے مصروف جنگ ہے اُسنے سحر غبار سامری کیا ہے وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہے غرق زمین ہوکر اپنے تئین پہونچا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے منھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست ہوکر اسکا آب نایاب جسپر پڑ جائیگا اُسکو بنا دبانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اُسکے تخت پر صندوق رکھا ہے اُسمین نیمچہ ہے وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرماکر سیار کو حکم دیا کہ جلد جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیزرو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہزبر کو حصار غبار سحر مین پھنسایا ہے جانتا ہے کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر پیلتن کے پلٹا ہے اپنے دست نجس سے کوے ترنج مار رہا ہے ہزبر نے اب بدحواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہے کہ تلوار کھینچون کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیزرو مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا منھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہوکر غائب ہوا ہزبر پیلتن نے فوراً پہلے شیشے سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہزبر پیلتن مثل شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھاکر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہزبر پیلتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہے گھبرایا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا صمصام نے قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہے اس سے بچنا دشوار ہے کدو کاوش بیکار ہے چاہتا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہوکر نکل جاؤن جان بچاؤن یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہزبر پیلتن مثل قضائے ناگہانی اُسکے قریب آیا گردن پکڑکر پائی زبان صمصام کی منھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہزبر نے سوزن دیا مشکین ہاتھ مین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیمچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑکر فوج پر جا پڑا وہ سب بیہوش تھی یہ حال اُسکے اقبال کا

دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہوگیا ہزبر بالفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بدانجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب ہزبر بالفتح و ظفر بعد کرو فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقیماندہ کو لیکر طرف کوکب کے چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرآت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدۂ شکریہ پروردگار کیا قصر مرآت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سبنے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد نازو انداز حاضر ہوئے ملکہ حناے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان نازنین حاضر ہون آج ہمکو انتہا کی خوشی ہے ہماری دختر نیک اختر کی خدانے جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب آسمان طلسم نور افشان ہے اُسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہے کوکب نے فرمایا کہ اے ملکہ بخدا اسوقت جان ہیمے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گانے شروع کیے

نظم

لاتا ہے بار بار نوید وصال عید
ابر دے مہوشان کی طرح اہل دید کو
پہناے آسمان مین دکھنہ سال عید
ذکر سر فریرنج کو لاتا ہے و حدید
سینون مین اہل شوق کے دل ہیں نہال عید
آراستہ ہین حجلہ نشینون کی محو ہے
آآ کے نذر دیتے ہین جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
ہو آب آب ہو عرق انفعال عید
احباب شاد ہو کے بغلگیر ہون بہم

معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہے کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
چرچے ہیں انجمن مین نشاط و طرب کے ہیں
صوفی کو حال آتے ہین سُن سنکے حال عید
دکھلا رہا ہے بزم حسینان کو آئنہ
مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
سرشادی شبانہ ہے نوروز کا جواب
کچھ منفعل ہوے ہین یہ جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہین
اعدا کے ہون گلے تہ تیغ ہلال عید

آتا ہے دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید
دیتا ہے مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہے مستونکو دیکھکر
ہر بزم مین ہے غلغلۂ قیل و قال عید
ناز خرام دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہے دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلّے تو راہ مین
خدام بارگاہ مین جاہ و جلال عید

دربار مین کوکب کے وہ جشن و عیش ہو کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہے زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہے فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہے محفل خوشی کی دم بھر مین درہم و برہم کرتا ہے کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز خوب بابند مسدس

ہے عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار

تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار		قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در دیرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ سنہر ہر پیلتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا نیچہ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہے خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہے اور عالم خوشی مین کہتا ہے کہ لے نا تون محل مین آپکے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام مع نیچہ قتل ہران آتا ہے مگر بڑی مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہے تمھاری مصاحب جو ہے لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب ہران قتل ہو جائیگی خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہے مگر اسوقت دام تزویر ضرور رکھنا چاہیے اس مرغ زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے کہ آج صمصام کس منزل پہ اُترا ہے کیا کر رہا ہے بلے خوشامد اس حوالی کے تاجدارونکو فرمان لکھکر روانہ کر دون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح پر حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ کتاب ملاحظہ کرتے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے ہاتھ ریش فش پہ پڑا ہے نوچنے کا ارادہ ہے غصے مین زانو پہ ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے اتنا فقط افراسیاب نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلۂ آتش سرکش بلند ہوا استارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان سنہر ہر پیلتن نے دشت لالہ زار سے نکلنے کا قصد کیا ہے تھوڑا راستہ طے ہوا ہے کہ آسمان پر سے آواز آئی او سنہر ہر کہان جاتا ہے مین آ پہونچا ہر ہر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پہ آیا اور چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر سنہر ہر پر پتھر برسنے لگے سنہر ہر کہ ابھی اسکی اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا گھبرا گیا سحر تو منھ پر کیا لیکن کرکے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر تعجب ہوا کہ نکل جاؤن نیچہ تو میرے قبضے مین آ چکا ہے لڑائیکی ضرورت کیا ہے پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند جن سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی

زبان سے جلد سوزن نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولادی زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہنر ہرنے دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے
جاتا ہی گولے ترنج نارنج اسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اٹھاتا ہوا قریب
صمصام پہونچا جاتے ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین ہو کر
غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو قتل کر رہا ہی ہنر ہر بھاگا بھاگا
پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہنر ہر کے جا کر ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہنر ہرنے سپر سحر پر روکا آواز دی
او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے جا ہار دکون لگہ تلوار مثل برق
گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذر تی ہی خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہائے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی اے شہنشاہ دہائی ہی بچلیئے ہنر ہرنے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لون
افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہنر ہر بلیتن
مثل ہر افراسیاب پر برس پڑا اسباب سحر صرف کیا یعنی گولے ترنج نارنج کچھے پیکان کے دانے ماش کھاے بیے
افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اٹھایا سر پہ ہنر ہر بلیتن کے
لگایا وہ تیغہ قضا تھا کیونکر رکتا ہنر ہر بلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جہان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت پر سوار کیا جس
تخت پر صندوق نتیجہ قتل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور صمصام بدانجام کو ہمراہ
لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر
دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی اے شہنشاہ ٹھہر جایئے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی
محبت مین سب مارے گئے افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا
افراسیاب تا بہ حد طلسم ہوشربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی
مابدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ لائیگا تمکو باحتیاط
لشکر حیرت مین پہونچائیگا مابدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی راضی کیا سب سامان وہان مہیا ہی آنا تامل
اسواسطے ہی کہ بدولت تمھارا گذر رو بروے لشکر ماہرخ سہولستان و شوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے
ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام
بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا
کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط

ساتھ ہی صمصام خوشی خوشی عیش جشن کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہاں لشکر ہنر بر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوا ے گرم کے چلنے سنگباری برف باری موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو نام میرا ہنر بر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز جو سرداران ہنر بر نے دیکھا گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی لاشہ ہنر بر پیلتن کا اُٹھا یا رونے پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشنضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش آراستہ وزیر سے باتین کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ ہنر بر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشۂ جرأت نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہوگا ہی وزیر اعظم صمصام کو بھی سمجھانا ہمارے قدمون پر گروانا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر نیچہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ جان کا ہی حفاظت ملکہ بران شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس نیچہ کو خدمت مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالکہ حجرہ بلاے طلسم نور افشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ چیچون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدینگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے عرض کی بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سُنائی گویا جان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہے شاید کچھ ہنر بر پیلتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرأت واقعہ لاؤ ابھی حال اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرأت واقعہ لاؤن اور شہنشاہ کو دکھاؤن یکایک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے لاشہ ہنر بر پیلتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشنضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام کو گرفتار کر چکے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحراے لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہنر بر پیلتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور و شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر دل ایسا لڑا کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہنر بر پیلتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اس ظالم سے کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ تاریخ تاثیر نہ کرے اس جری نے جانبازی سے منھ نہ پھیرا افراسیاب نے تلوار کھینچ کر جا پڑا جرأت سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب

جنسی کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب روشن ضمیر تنہا کا درد مند ہوا
آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا
کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو مرضی پروردگار کی اگر موت بران کی قریب ہے تو ہمارا کیا اختیار ہے ہر طرح بندہ مجبور و
ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے اے خورشید روشن رائے
یہ تو دریافت کرو کہ وہ ہیجا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ صمصام
بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا غرض گذران افراسیاب راہ مین آکر اُس سے بغلگیر ہوئے طرف
لشکر حیرت کے رہگیر ہوئے یقین ہے کہ صمصام نکھرام ہو پہنچ گیا ہو گا یہ سنکر کوکب روشن ضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع
کرنا ضروری ہے وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یارو صاف تو یہ ہے کہ عمرو کیا کیا کام کرے مقابلہ ساحران غدار کا
وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے گو جرات عمرو پر ختم ہے مین عمرو کا بندہ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت
حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے کہ ملکہ بران شمشیر زن ابھی راہ مین
ہونگی نامہ لکھکر وکیل بھیجیے طرف ملکہ مہرخ کے بجائیں یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین تو حکم فرمائیے
کہ اے نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہے بعد اسکے جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان
کیا جائیگا کوکب نے فرمایا اے وزیر اعظم تمنے براہ خیر خواہی تدبیر معقول بتائی یہ ہماری عقل مین آئی مگر شیوہ جرات
سے بعید ہے تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا مین مشہور ہو جائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نکھرام کے
خوف سے کوکب ایسا لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے
مرجانا بہتر ہے مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہے کہ وہ انکی کنیز ہے یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران دل و جان سے عزیز ہے
مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبز رنگ کے کشتہ ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر
زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارگذاری سے پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ
کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب روشن ضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشن ضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بر نکھرامی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیر زن کا لشکر مہرخ مین اور داخل ہونا صمصام
کا لشکر حیرت مین اور برق کا جا کر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب مین دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیش زن جادو کو واسطے مدد لقا - نامہ

اے شہنشاہ اوج عیاری
تا جدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہے بھری دل میں حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہے
آفت تازہ سر پہ آئی ہے
وہ جو صمصام ہے خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو بجے ظاہر
ہر بر آن وہی ہے تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہے
سمجھ بوجھ سے بھیجیے گا

وہ سپہ آسمان طراری
رہرو جادۂ اولوالعزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہے درپے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہے
ہو گیا دوست جان کا دشمن
ہے عدو جان کا وہی غدار
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر مات سے ہے وہ
ہمت افراسیاب جاتا ہے
حال رنج و غم دملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طے کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہے کوکب بیدار
کر دیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہے
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بر آن پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بیحیا کے تھا رکھا
اے شہنشاہ ہے یہ جلئے بکا
قاطع رشتۂ حیات ہے وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہونچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ بہزاد سلتین سے بھی ظاہر کرنا کہ بینے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیردل بصد صولت و شوکت جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہے اُسکو انسان نا چار ہے وہ پیدا کرنے والا مالک مختار ہے اور بہزاد سلتین کی قضا آچکی تھی یہ یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیردل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام ودنبال انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہورہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران دالاگہر و مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین اور حال خیرت آل طرار نامدار کے ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند ہوا سیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت ایک ہوا دگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا چاہتا ہے وزیر و میر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گذار افراسیاب کا ہوگا غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہے کہان کا رہنے والا ہے آنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے

پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے جنگ کرکے آیا ہی اسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی خداوند دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران آکر عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض کی بغور ملاحظہ فرمایئے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا اے ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھلائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سُنکر ہر سردار کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی اور رو رو کے حال مصیبت ہنر پر یلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہے اہالیان دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سُنکے اشک حسرت بہا رہے ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے نمک حرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ؛ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلہ پر آئیگا اپنی سرکشی کی انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہے ہر سردار اپنی جان سے تنگ ہے زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین آٹھ پہر اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلائے ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو مثل ہی قطعہ

هر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمایئے کہ فی الحال واسطے چند دنکے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دین اثنائے راہ سے اپنے پاس بلا لین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیر بیشہ جرأت صاحب شوکت ولیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک نمک حرام کے خوف سے بران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین ہمکو کیا دخل ہی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بران کو باغ نگارین مین چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اٹھا ہے کہ تمام

صحرا سُرخ ہوگیا ہے کوئی کہتا ہے آج آسمان سے خون برسیگا کوئی کہتا ہے شفق پھولی ہے شام ادھر کی کیفیت بھولی ہے
یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہے حقیقت مین قلب تھراتا ہے وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک نی برق کی
دل ہلاتی تھی طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا وہ ابر اسی جانب آتا ہے خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہے خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق جملہ
سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر
زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اُترنے ساحر کے سحر سے روکین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے
ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جا کر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق
حباب ہائے بیہوشی ہاتھو مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہے کہ یہ جو کوئی ساحر ہے جلد اُترے اُترتے اُترتے حباب ماردن
قریب جلکے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بہ تعجیل گوشے مین آیا بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین
مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہے ضرغام شیر دل ایک
چوبدار بنکر تیار ہوگیا عصائے نقرئی ہاتھو مین گوٹے دار پگڑی سر پر جیغہ ہوئی چپکن زیب جسم بلبل چشم کا پٹکا کمر مین جستی
و چالاکی تیور مین مہتر قران بغدا تھام کر ایک کوہ مین آ کر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سرداروں کو دیکھا
کہ آمادہ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج نارنج ماش کے دانے ہاتھو مین لیے بعضون نے جھولیان
اسباب سحر کی جلدی جلدی اُٹھا کر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک
وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ بُران شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھو مین علمہائے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے ہوا مین اُڑتے
ہوئے اُنپر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمد کی دھوم پہلو مین ایک تخت
مختصر اُسپر ملکہ مجلس جادوگر دو کنیزان خوشرو بارہ سولہ لڑکیان ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار گُرتے
جسم مین کلاہ ہائے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے پنڈھیان
گندھی ہوئین اُنمین نارے سُرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ
مجلس جادو جس تخت پر ہے ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک گڑیا دلھن بنی بیٹھی ہے
گھونگھٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسیکی کمر مین طبلہ بندھا ہے چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے
ٹھکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین ایک گجری سارنگی بجا رہی ہے ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے
بھاؤ بتا رہی ہے **بیت** دو بلبلون کی آواز انکی صدا ؛ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ؛ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیر زادی العبد نازنہ طاؤس سحر پر سوار پایہ تخت ملکہ بران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے عجب مسکراتی ہے

گویا بجلی چمک رہی ہے ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو بعہدہ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جاتی
ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ شعلہ برق اندام حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان
کو سرد کرتی تھی جدھر نگاہ اٹھاتی تھی برق سی چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش ایکطرف
ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو شاہزادیان ماہ رخسار طرحدار بصد زیب
و زینت گرد تخت ملکہ بران شمشیرزن زیبا بر گلنار بطور چار دستہ مرکب بادرفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار
ایک ہاتھ مین سپر صاحب فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر دو مٹھیان کھلی ہوئین لشکر عدو پر
آفت لائین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہے مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہے یہ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اجازت
لیکر شریک لشکر ملکہ بران شمشیرزن ہوا ہے تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان ہوا تمام سرداران لشکر
ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بران شمشیرزن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ ہو گئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت
و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہرنگار پر ملکہ
بران شمشیرزن جلوہ گر ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو یا تو گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین خواجہ عمرو نے بہ محبت سینے
سے لگا لیا دعاے جان درازی دی مگر بران شمشیرزن نے دیکھا کہ رنگ رخ خواجہ عمرو متغیر ہے آنسو آنکھون مین بھرے
ہوئے ہین رومال سے پاک کرتے ہین ملکہ بران نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے کیون آئینہ رخسار پر
گرد ملال ہے کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہے خواجہ عمرو نے کہا نہین اے نور نظر اپنے آقاے نامدار کے
فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی
یا محبت بین اسد غازی کے سالہا سال کی جدائی ہوئی دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے
ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار حمزہ نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کر رہی تھین دیکھا
ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا ہے مثل برگ بید کانپ رہا ہے روے زیباے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہے
ملکہ بران نے فرمایا اے طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہوا سقدر کیون گھبرائے ہو اسنے چاہا کہ مثل خواجہ کے
حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا تھا اور سب طرح خیریت ہے
ملکہ بران نے فرمایا اسقدر بیقراری کا باعث کیا ہے قسم تمکو ہمارے سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین
کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون براے خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر
ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سرداروں مین شور گریہ و زاری
بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے زیادہ تمسے

محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا رازدار بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے
کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریائے اور ٹوٹنے
پل پر یزادان کے نیمچہ سحر تمیر مارا اور لاشہ لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار رہتا مگر
عنایت سے پروردگار کی جا کر اُس بیحیا کو مارا اے نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ
پس و پیش ہوا ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ صمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیمچہ تمھارے دشمنون کے قتل کا جو اُس نمکحرام کے
پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اُسکو روکا تھا تمھارے ملازم سنبر پلتن نے
اُسکو آکر ٹوکا تھا لکھا ہی کہ اُسنے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے
اس خیال سے کہ اب ہمارا خیر خواہ نمکحرام کو گرفتار کرچکا ہی لاتا ہوگا یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی
افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے سنبر پلتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام
کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ
بعیش و راحت باغ نگارین مین بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبز رنگ اس بیحیا کو بھی نہ مارا اور نیمچہ اُس سے نہ لیا
تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی بھولا
بُران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپکو مثل والد نامدار کے جانتی ہون
محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجا لاتی مگر مقام غیرت ہی کہ ایک نمکحرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام
اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہوا اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز
آپکی صدق دل سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے
چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بیحیا طبل جنگی بجوا کر
میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا بیٹیا برق دریافت کرو
یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان
حیرت استقبال کر کے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری
ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوشربا کو جلد
ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سُنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو
سامنے ملکہ حیرت کے لائے یہ ملعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے

سر اُسکا بالعنایات اُٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے
وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ بھول گیا اپنی لیاقت کو بھولگیا
ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق
غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دورہ کا انجام
سامنے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا
رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

غزل

شب وصلت نہ وہ گر پر دغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
گرا او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پاتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا

سوال وصل پر اب تو نہین کی بار نے لیکن
دلا گر اُسکے منہ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا

پہونچ جاتے رواق شاہ مین برلے قمر ہم بھی
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ
ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم پیش نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل نرگس آنکھ سے
گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منہ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے
خود اُتار رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو مین ایک کھڑا جیرہ بجا رہا تھا کہا لو بی بی ہوا سے
عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل مین بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم
ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہے ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج
و پریشان ہے سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہے کسی نے کہا حال آیا جاتا ہے دل کا رنگ دگرگون ہے
کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہے ملکہ حیرت رومال منہ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار
لاؤ میان صمصام کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ سمجھی اپنے خود کے واسطے یہ بیچارہ مصیبت

کا مارا رو تا ہے مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھیپ کر
جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین رو نا ہون کیا مین خود کے لیے ملول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار
مین ملکہ عالم سے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے نہ کام بھی بنا اور لذت
دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی طبع بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے صمصام
شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمہ مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہے لیکن وہ بھی اپنے
ملک کی شاہزادی ہے کوئی زن بازاری نہیں ہے کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے
ایک باغ ہے اُسی سرو نازان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہے برہمنون کو طلب کیا ہے اُسی باغ مین تمھاری
گٹھ بندھن ہوکر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ تمکو دولھا بنا کر لیجائینگے کنجل ہاتھی پر بہاری سہرہ بڑی تیاری کا
سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے
مسکرا کر کہا میان صمصام صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی
نوجوان بنجاؤ صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منہ پھیر کر
کہا بھڑوا بھڑلوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی اسکے نورہ لگا دے ڈاڑھی
مونچھین بھوین کر جائین ہم بھبتی کہین قلندر لونڈا بنا رہ جائین یہان تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے
ہین مگر یہ قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہتا ہے کہ حضور کی باتون مین بڑھیا ان کا خاص مزا پاتا ہے جو حضور
فرمائینگی آنکھون سے بجالاؤنگا کیا غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہے حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی
ظاہر ہوئی مگر اب امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لاکر قدمون پر ڈالدون مگر غلام
لڑائی مین شیر سپیلتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہے دو تین روز علاج کر کے طبل جنگی اپنے نام پر بجواؤنگا عجائب
سحر دکھاؤن گا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری و جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو تمھاری واسطے استادہ ہوچکی تھی
اُسمین جا کر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا خیال ضرور ہے کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر
کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُسنے ذرا بچنا دو دم بھر مین
آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین صمصام نے کہا حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہے کہ زبان ہلائین مجھ تک
عیاری کرنے آئین دشمن سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آنیکا قصد کرین ورنہ اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین بوٹیان کاٹ
کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی کھڑا ہوا بصورت خدمتگار
یہ سب باتین سُن رہا تھا اُسکی لاف و گزاف پر سر دُھن رہا تھا دلمین اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات
گذرنا دشوار کر دونگا اب جو یہ چلا برق سے پیچھا کیا سوچتا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے

صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کر پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھوریا جاتا ہے برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا
برق ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ نگوڑا بھوریا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا نگاہ ہر سمت
دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہے اُس جادوگر کو آواز دی کہ اے میان جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار
کھڑا ہے یہ برق عیار ہے اسکو پکڑ لو وہ جادوگر پلٹا برق نے لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی
منم برق رفتار و خنجر گذار منم یکہ تیکین گران بر ہزار مشہور ہے کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہے گیر و دار کی
صدا بلند ہوتی ہے آندھی سیاہ اُٹھتی ہے موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہے جب قتل سحر
اُس جادوگر سے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا اُستانی تمسے سمجھونگا یہ ہنگامہ سُنکر
صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے ملکہ حیرت بھی شور و غوغا سُنکر بارگاہ سے باہر نکل آئی
صرصر نے سلام کیا پوچھا اے صرصر یہ کیا ہنگامہ ہے عرض کی ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام
کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار
اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت
مل گئی لیکن انپر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہے اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کیواسطے
یہان آئے ہین وہ یہان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد سے کہیگا
ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک ضرغام و جانسوز اور کالیا مہتر
قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسقدر کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ
صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہے حیرت نے جواب دیا کہ اے صرصر
در حقیقت تو نے سچ کہا مجھکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام بد انجام یہ باتین سُن سُنکر مثل آئینہ حیران
مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے
کہا اے صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیاریچیون کو تمھارے در بارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہے کہ گرد اپنی بارگاہ
حصار سحر کر لو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش
کر دیا کہ شعلۂ آتش کے بھڑک کے تا بہ آسمان پہونچے اور ماش کے آٹے کے دو مین اژدر بزور سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی
دور سے یہ سب معرکہ دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ معرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہے کہا استاد
غضب ہوا صمصام بد انجام آگیا حیرت جادو نے اسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان ہین خلعت دیا جب وہ
اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے اُستانی آگئین بھولے
بھوریا کہتی ہوئی دوڑ مین مین ایک جادوگر کو مارکر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین ملا ملم ہو صمصام اپنی بارگاہ مین

گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہے اب اُس تک جانا بہت مشکل ہے عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھیں
زیرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب نہوئی کوڑا لیکر اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے
برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلا وجہ
مارتے ہین عمرو نے کہا لے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہمنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جا دو گر کو
مارنا اور فکر ام صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا سب عیارون کے واسطے سد باب عیاری کیا برق
نے کہا استاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا
او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک غریب کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہے
وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے مطعون و بدنام کیا ہے مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوکا رہے تو گرہ سے دون قزاق
لائق ہون اگر پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے سے
برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہے اب خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے
اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا
دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران اور جانثار کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا
اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہے کہ اپنی بھلائی
فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ یہ پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے
روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے بوقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہے
کہ آج دربار سے جو اٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت غریق آتش
اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت
شیفتہ جمال ماہ تمثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و القہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصۂ درازی
مائل ہے جلدہائے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہے کہ اسی عشق مین افراسیاب سے بگڑکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے
شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہے
ہر کہ دمہ باہر ہے صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہے آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے
عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہے جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے بھرا ہے پانی نہین پیا ہے مگر سیراب ہون
آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہے جنگ طلسم کو روز بروز طول
ہوتا جاتا ہے اب یہ بھیجا فکر ام صمصام ناکام ارادۂ قتل بُران پر آمادہ ہوکے آیا ہے مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون

عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب سد غازی چھوٹینگے در بند ہائے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی جلد ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سرداران تہمتن و ذوالنظر صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا خیر جو نوشتۂ تقدیر بموجب

غزل

شب گذری یار جاتا ہی بوسہ لب کے لون
تیر نگاہ ایک دھر اور بھی سہی
ہم سب جگہ تو ہو مرے دل مین بھی آ بسو
حسرت دل ہی آسمن یہ شرر اور بھی سہی
ساقی پھر اور جام مئے ناب پیون
تا اُمید اشک دیدہ تر اور بھی سہی
اک فن بنا فساد کی ہی دوسرے ہین
ہو دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
جب بیچ اٹھانے غیر کے دشمن جو تلے ہا
محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہمنے اگر کیا رنگ گل تو خفا نہو
اے یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گالی بوسۂ لب دیکے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حور وش سا ایک نہین ہی جہان مین
زر نیسا اگر ہی تو زر اور بھی سہی
گھر سے کبھی کے آئے برابر ہے انھین حجاب
انداے خار اے گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک ضرر اور بھی سہی
مین سخت جان ہی صف عاشق مین زندہ ہون
نازک تمہاری اُس سے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو ڈھونڈھو حسین الگ
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے
یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی اُنکے ساتھ
اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

یہ غزل پڑھکر چھپر کھٹ پر جاکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہ تابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر ستارہ گولی اور چھرے کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آتے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین یہ کہتی ہی اے محمود یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہے شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا

بند مسدس

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ باغ ہے جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچۂ خستہ ہے نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

جتھے آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک
رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک

داغ بیکار اُٹھائین ترا اے رشک چمن
دل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک

بچ گیا چرخ سے جو قہر نے پیسا اُسکو
ہے بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک

مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے
نافہ سے آئیگا آہو سے تتار ایک نہ ایک

کبھی سہرہ ہے کبھی پھول ہین تربت پہ مری
کیفیت رہتی ہے بالین مزار ایک نہ ایک

یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا
آخر اُس گل کے گلے کا ہوا ہار ایک نہ ایک

اے قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہے ضرور
پار تلوون سے مرے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی یہ بہ اثر یہ تھی کہ اے مخمور تعلقات احباب سے ہاتھ اُٹھا کر گریبان چاک کرو طرف دشت ویران کے چلین پیادہ روی کا مزہ دیکھین خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے نوکہاے خار پار ہون یقین تو ہے کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی لگے ہین وہ بھی آنکھین دکھائینگے ہمارے قریب آئینگے تصویر قد محبوب ہان بھی پیش ہوگی کیا بگولون کو ان حال سے خبر ہوگی اس ولولہ وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتہ وادی مودت کی تڑپتے تڑپتے بند ہوگئی دیدہ ظاہری بند مگر دیدہ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ ہے مین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی رتیج روان ظل سبحانی شیر بیشہ جرأت صاحب سطوت و صولت حشم و چراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خرامان خرامان نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کا جا بہین سے جوش ادھر ناز اُدھر نیاز ادھر خواہش اُدھر کاہش یہ بیقرار وہ اشکبار مجکو مثل آئینہ حیرانی اُنکو مانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین چاہا کہ دامن تھام کر شکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار رہے ہم مجبور رہنا چار مقام افسوس ہے کیسکی جان جاتی کا کیا خیال ہے یہان دمبدم قلق ہے ہجوم غم و ملال ہے کونسی ساعت بد تھی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے دل دیا فراق مول لیا شعر

جگر کو تیر قاتل دیکھتا تھا
درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
اسد اسد رسد گر بدکاری دل

نہ تجھ مین ہے نہ تاب ہے یار دل میرا یہ کیا ہوا ہے پروردگار دل میرا اشعار

جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل

تیر مژگان نے انھین توڑکے تار اسکو
پسلیون سے نہوئی آہ سرداری دل

صدف ماتم نہ مجھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیشہ ریان سے بھی خوف آگے ہے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے مخمور اسی خواب مین بیقرار و بیتاب کہتی ہوئی دوڑی کہ اے شہریار سنیے تو مین بیٹھا ہون شناور دریائے عشق سے ناآشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب **شعر** نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ؛ کسے زبیکسے مانمی برد خبرے ؛ اے شہریار یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب **بیت** نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؛ یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی ہیر فرش کی پائے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادۂ عالی مقام ہے **اشعار مصنف**

ہوکے حیران ہر طرف دیکھا	اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا	آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا
کور ہو جائین یہ تو صبر آتا	پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا	ستیاناس ہوئے آنکھون کا
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم	نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ	ہائے کیون سو گئی تھی مین ہمدم
آفت تازہ سر پہ آن پڑی	کس بلائین ہماری جان پڑی	زندگی اب محال ہے واللہ
آنکھون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے	پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق	دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
		ہو گئی آہ مبتلائے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آواز گریہ و زاری ملکہ مخمور سرخ چشم سنکر گلعذار وزیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین **مخمس**

گرفتار رنج و بلا ہوگیا
برا دوست دشمن مرا ہوگیا
یہ کیسا ستم اے خدا ہوگیا
وہ اہل وفا بیوفا ہوگیا
بھلا ہوکے وہ بت برا ہوگیا

مصیبت مین مین مبتلا ہوگیا
غم و رنج کا سامنا ہوگیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہوگیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہوگیا
غضب ہوگیا وہ خفا ہوگیا

ہوا الجد مدت وہ خلوت نشین
بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین
مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی جہالت کے باعث ندامت ہوئی	بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی شب وصل بوسے پہ حجت ہوئی

خفا وہ پری رو سوا ہوگیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا مقدر ہے ان روزون سیدھا مرا	بر آئیگا دل کا مرے مدعا مجی سے زمانے کی اب خوف کیا

مددگار مشکل کشا ہوگیا

اکیلا جو کرے مین پایا اُسے سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے	طریق عداوت سکھایا اُسے رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے

وہ خوش ہوئے مجھسے خفا ہوگیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی	مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی جلایا کبھی مار ڈالا کبھی

مرا یار معجز نما ہوگیا

یہ حال پر ملال دیکھکر **گلعذار** قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی چٹر چٹر بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم ترپاک کیے عرض کی عاری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبراتی ہون کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان دیدین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ مخمور نے ایک دم سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے **گلعذار** کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ مین خواب مین جاتا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ **نورالدہر** مین پہونچی اے **گلعذار** شاہزادے کو دیکھا دل تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون ملاقات مین تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل پڑگیا یہ کہتے ہوئے منھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے ہمنے تمہارے فراق مین بڑی مصیبتین اُٹھائین اور تمنے خبر نہ لی ہاے نہین معلوم کہ اُس شاہزادہ والا قدر نے کیا صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس قیصر نشانی زبان سے فرماے گلعذار وہ **صاحبقران** کے بیٹے کے قیصر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کرین بڑے مرد

اگر چکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں ہنر برہنہ گلنگان صاحب بالا اگران صف شکن صفدر **طہماس بن عنقویل** لیے پر دس
حقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر کے زور کے آگے ایک سپر انداز تھا جب یہ جوان
طہماس بن عنقویل دیو بند راصدار گرد فرنگانے ٹل بہ بلند سحر لقا کے آیا کل **صاحبقران** کے سرداران کو
زخمی کیا اور **صاحبقران** بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آزاد گرہ دو بیٹے **صاحبقران** کے
یعنی **شیرویہ بن صاحبقران و فرخ** شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیاہ گنو جنان ہوئے
اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ماشاءاللہ قریب کو دو ازدہ شہزور سے کم
اسی **طہماس** کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بر سر کوہ آز رہا کر لپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے بڑے
جوان کو سنبھلنے نہ دیا یعنی بات ایسی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات **صاحبقران** کے ہاتھ سے مسلمان ہوا انکی غلامی
اختیار کی ہے بوا **گلعذار** میری کی قسم ہے کہو میری شانہ کرو اب بڑا زور **صاحبقران** یعنی شاہزادہ **نور الدہر**
ہیں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میاں **ایرج** صاحب فرزند **قاسم** نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا
انصاف کیا ہے **ایرج** بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ **عمرو** کو سلامت
رکھے کہ **صاحبقران** سے بگاڑ کر تھا گلی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے
ایسے زبردست پہلوان کو لاؤں کہ **صاحبقران** سے لڑواؤں میاں **ایرج** شہر فرنگو شیہ کی بازار میں بیٹھے تھے
دوکان تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ **عمرو** جا کر انکو لائے پہلوانی کے ہنر سکھلائے
خروج کرایا انکا **صاحبقران** نے آفتاب ستان نام رکھا دیتوں عالم کفر میں ہے ملک گیری کی آخر **صاحبقران**
کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ **امیر** کے پروتے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ بنانا واہ واہ
کیا منصفی ہے سچ تو یہ ہے کہ انصاف دنیا سے اٹھ گیا ہے **گلعذار** نے عرض کیا داری بموجب **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک
حقیقت میں آج سے بزرگی اور قدردانی **صاحبقران** کی میرے دل سے جاتی رہی ملکہ **مخمور** سرخ چشم نے فرمایا
کہ اے **گلعذار** ایک بات مختصر سی اور سناؤں کہ میاں **ایرج** صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ **گیتی افروز**
اپنی ماں پر عالم کفر میں عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ **گیتی افروز** کا ہوں اسی جوش
محبت میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑوں حملے کیے مگر اس بی بی کی
آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میاں **ایرج** کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہائے نہیں معلوم کیا صدمہ گذرا ہے
کہ جو اُنہیں تیغے عالم خواب میں ایسا کلمہ کہا ہے نہیں معلوم مزاج اقدس کیا ہے **گلعذار** نے عرض کیا اے ملکہ عالم خواب کا
آپکو ناحق خیال ہے یہ بیکار رنج و ملال ہے سُنا ہے کہ خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہے وہ آرام و چین سے ہونگے ہاں البتہ
آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاءاللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور میں فی الحقیقت آرام و چین نہ ہوگا

مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شعر

عنادل لحن دلکش بر کشیدند	سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست	لحاف غنچہ از رو در کشیدند	سمن از آب شبنم روے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ شب ملکہ مخمور کا زرد ہوا کہا لو گلعذار سحر ہو گئی اب یہ تمھارا ہمپر احسان ہوگا تمنے ہرچند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب انکے ہمراہ سے گذرے ہرچند کہ وہ بہت کھینچینگے ابھی نہ جاؤ مین بیان کی کل کیفیت ظاہر کرکے چلی آؤنگی تو تاتنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو وہ بوقلمون پر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشۂ بادہ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ ملا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحراے ختن مین جلوہ نما ہے یا مست ہاتھی کے ہاتھ مین آبدار تلوار دیدی مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو ❊ نیلگون کنڈا پنہایا مردم بیمار کو ❊ مطلع مصنف استغفار گردون نہین لازم ہے چشم یار کو ❊ ہے سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو ❊ پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پر افشان وہ اگر ماہ لقا ❊ تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ❊ اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت ہوا مصرع آب زر نجوم ہے برج ہلال پر اشعار مصنف ابرو دن کو تری کیا ابرو بے پیر کہین ❊ مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین ❊ چھٹ کے لگتے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ❊ تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ❊ سینے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرتی آب و تاب ان کی آئینون والہ چپت غرضکہ سب لباس درست کرکے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس اسواسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار نے سراپاے مخمور پر بخیال نظر بد نظر نہین کیا بلکہ نظر گذر ملکہ کا خیال کرکے تصدق اپنی نظر کا اُتارا اور تاکید کی داری بھول نہ جائیے گا جلد تشریف لائیے گا آجکل صمصام کا معرکہ درپیش ہے عمرو و مہرخ کو بہت پیش بیش ہے حضور کے ہونے سے ذرا تلانا طرح طرح کے فقرے بنا کر رہنگے خواجہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان کے خوف سے کہین جاکر چھپ رہین کنیز جواب دیسکیگی دل ہی ہے تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ جلد آنیکا کرکے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر سوار ہو کر زیر بغل لیکر نگاہ اٹھائی کہ اے مخمور کسطرف سے جا اٹھالیا تو نہ ہوا اگر اسباب کو خبر ہو جائے تو جان کیسا جان بچانا مشکل ہو جائیگا

فکر کرتے کرتے سوچی آبادی کاراستہ چھوڑ کوہستان وخارستان کاراستہ لو بہار کو مصمم لیں ٹھہر اکر طاؤس زرین سحر
پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ غل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش وخروش میں ملکہ مخمور برائے ملاقات شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہیں اسکو بھی ابھی یہیں چھوڑے وقت پر ذکر کیا
جائیگا لیکن یہاں یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہے چند فقرات میں حال افراسیاب سناؤں پھر ناظرین
کو نقشہ لشکر اسلام وفوج لقا کا دکھاؤں افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ
کرکے باغ سیب میں آیا نازنینان مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر
ایک قنسی چمکی ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کرکے نامۂ لقا ہاتھ میں
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہائے مطبوعہ میں مذکور ہے کہ جب نمرد شاہ باختری کو نامہ روانہ کرنا طرف افراسیاب کے
منظور ہوتا ہے نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالائے کوہ عقیق لیجاتے ہیں وہاں زیر نخل ایک نقارہ رکھا ہے نامہ اُس نقارہ پر رکھکر
چوب لگاتے ہیں ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہے وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہوجاتا ہے اور دربند اول کہ جسکا دربند جالندریہ
نام ہے وہاں کے حاکم کی گود میں لیجاکے وہ پنجہ ڈالدیتا ہے وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس
بھیجدیتا ہے اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم پہونچتا ہے وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہے حاکم دربند ہفتم اُس
نامے کو باحتیاط اپنے ملازم تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہے نام ان دربندوں کے انشاء اللہ تعالی
بشرط حیات بروقت پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا
اس مقام پر لکھنا ضرور ہے کہ واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہیں نہایت افراسیاب کا معتبر ہے
طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے میں ہیں شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا کا یہ وزیر اعظم تھا
یہ بہکا خبر کیا افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرادیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے
قبضے میں ہے پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ نمرد شاہ باختری کا ہاتھ میں افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا
آنکھوں سے لگایا پھر سونیکا ممبر منگا کر ایک مشیر بدتدبیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُس نے
بر سر ممبر آکے نامہ کھولا پہلے لقائے بے کبر ونخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خاطی قدرت
کو عرصہ دراز گذرا نزول اجلال وورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور
کو بھیجا قدرت کو کبر ونخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ سپہ سالار قدرت
ہے صاحب شوکت و لیاقت ہے یہ سب جاہ وحشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہے ظاہر میں دن کو بُرا کہتا ہے لیکن رات کو
اُٹھا سجدہ کرتا ہے ہمسے توبہ کرتا ہے ہماری محبت کا دم بھرتا ہے قدرت تو رحم دل ہیں خطا اُسکی معاف کردیتے ہیں
مگر اب اُسنے نسبت سرکشی پر کمر باندھی ہے قدرت چاہتے ہیں کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل

کرائین مرتبہ تیر ابر بڑھائین اور اگر تامل کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہے اُسکی موت کسیکے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کر مضمون نامہ سُنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ رُخ متغیر ہوگیا کہا صاحبو سُنتے ہو جو صاحب یہان سے جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور آگیا قدرت نے قتل کراڈالا مجھکو بڑا تردد ہے کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غارہ رسانی کا انتظام ملازم نہ کر سکین گا وزمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہے یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت پُرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانہ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوند مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہے کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہے کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑہائینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُسکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہے غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالاے قیطول پہونچادون افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ جب قدرت بالاے قیطول پہونچینگے دریچہ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے رحمت قدرت جوش مار یگا جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ جو ساحر اور غیر ساحر از باختر تا کوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے بھرا ہے شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جاکر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشزن یہ سُنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہوکر سامنے اُس بیجا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجاتا ہوا بشان و شوکت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بر وقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا محمود برق رفتار کا

اور لیجانا شاہزادۂ نور الدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے بسبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہے معرفت حکیم بقراط ثانی

عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی
تجھے آج میرے لہو کی قسم
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
قسم ہے تجھے میری فریاد کی
قسم ہے تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے بینائے گل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہے تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجھکو قسم
قسم ہے تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجھکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اُس مئے ناب مین
مجھے رو سے محبوب آئے نظر
بڑھون اُسکی جانب بصد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگا دون ہر ایک شخص کو خواب سے

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل و جان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجھکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہے تجھے ساغر صاف کی
قسم ہے تجھے اپنے آرام کی
قسم تجھکو رندان میخوار کی
قسم ہے تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہے تجھے جام بلور کی
پلادے وہ صہبا مجھے تا گلو
کہ ہے نشۂ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
رہین دفع ایذائے کلفت سے دل
نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا جب حال سب

تڑپتا ہے دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہے تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہے تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجھکو قسم
قسم تجھکو صہبائے گلنار کی
قسم ہے تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجھکو مجھ رند مخمور کی
بڑی بھی ذرا رنگ و بو کی نہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل
وہ معشوق بنکے بناز و ادا
یہانتک تو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک

چلا جاؤن ساقی مین اُس شوخ تک | کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین | چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
پھنسا دین اُسے گر کہین بخت بد | مگر صاف کہدون کرون مین مدد | جو ہین کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

شہسواران اشہب تیز گام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند با درفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانسو پچین سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے دنگل پر بصد کروفر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہا مرہی رائے بیضا ضیائے ناظرین بانمکین مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو **چالاک** اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب **چالاک** بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رد ہوئے ایک کا حکم ایک نا مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی **عمرو** جانتا تھا فرزندان **عمرو** یعنی **جواہر بن عمرو** و **شعبان** خنجر گذار و **سیارہ** و **امیہ** و مہتر **سہک ملتانی** و **نسیم بن عمرو** و **قسیم بن عمرو** وغیرہ سبکو خواہش ہی کہ بعد **چالاک** کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے **ابو الفتح** اصفہانی و **عمران خطائی** بھانجے خواجہ **عمرو** کے یہ بھی دونون بلائے روزگار مکار و غدار طرار فن عیاری مین طاق شہرہ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ **کلباد عراقی** و مہتر **برق خطائی** و مہتر **سنجر بلخی** وغیرہ یہ سب بھی بمثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر باتوقیر کو یہ تردد ہی کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہی تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہی ایک دن بان معجز بیان سے ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین **عمرو** قرار دین صرف اتنا فرمایا تھا آپسمین عیارون مین کج بحثیان ہو گئین ہر کوئی کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند **عمرو** کو جانشین **عمرو** کرون دوسرے فرزند کو صدمہ پہنچ دون شاگرد بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشۂ فطرت ہین آپسمین لڑ لڑ کر مر جاینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انمین کمتر ہے سب صاحبون کو مناسب ہے کہ اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سُنکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین بمضامین طولانی **ابو الفتح** نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ مین نے ماموجان سے شرط بدکر مہتر **کلیم** گوش کے کان کاٹے **برق خطائی** نے کہا جب مین عالم کفر مین تھا مین نے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا

فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیو نمین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک پہونچے اپنے اپنے
حالات لکھے مگر فیض یاب نہوئے صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرمادیتے ہین
کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہے کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہے
عیاران لشکر اسلام حیران تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو بطن سے ملکہ سرو سیمین تن
کے ہے کہ یہ شاہزادی ہے ملک ببران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے
چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش وکوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہے
ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اس شاہزادی کا عقد کیا اسکی
بطن سے سکندر عیار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آس بن الوس کے عین شباب مین
مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران سے بگاڑ ہوتا ہے کیونکہ عمرو غصے مین
غم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہے امیر کے خلاف ہوتا ہے عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران
سے الگ ہوکر بڑے کروفر سے مقابلہ کرتا ہے سالہا سال فساد رہتے ہین اسی فسانہ مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان و دارام
کشور کشا کہ یہ دونون اولاد صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھی عمرو انکو
فنون سپہ گری تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایۂ تخت بناکے صاحبقران سے سالہا سال لڑواتا ہے کہ
ان داستانون کا حال مفصل دفتر ایرج نامے مین درج ہے مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہے کہ خواجہ غم مین سکندر کے زوجات سے
ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر عیار انگیز کے غم مین مصروف گریہ وزاری رہتی ہے جب
بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہے کہ اے خواجہ عمرو سرو سیمین تن سے موصول ہو پروردگار فرزند
نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ حکم بزرگون کا بجالانے مین تخلیے مین پاس
سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین منتر جواہر
بن عمرو پیدا ہوتا ہے بڑا عیار زبردست ہوتا ہے خواجہ اسکو بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین
خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب لی صاحبقران کو کوئی عیار نہ ہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن
کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر
مین مطلب کو صاحبقران کے سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عمدہ اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہے
بعد القاب صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگذار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر عیار انگیز
کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو سیمین تن جواہر

بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا صاحبقران نے باواز بلند فرمایا اے
فرزندان عمرو و اے شاگردان ہنرور الاگہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا
بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا ہے کہ سرکار پر ایسا ہی حق اسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے
جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت
فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاؤ کیا ہے کہ جسطرح خواجہ عمرو
بخلق و محبت ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہین غرض دربار امیر با توقیر مین
ہنر و سرہنگ خشت ہائے زرین بر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہے ذکر خواجہ عمرو اور اسد کا
ہو رہا ہے امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا مین کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہین معلوم ہوتی
اتنا خوب دلکو یقین ہے کہ نہین معلوم عمرو پر کیا ہجوم رنج و الم ہے کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہے
سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہین کہ اے شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہے لشکر مین کون ایسا ہے
جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہے ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے
دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین اے پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لاکر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت
نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا اے جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہے جواہر نے عرض
کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مکی
و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ
اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے **قطعہ مصنف**

خدایا مرے شاہ پر دمبدم
رہے سر بسر سر پہ ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزہ کے پامال ہو
شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ

باختری اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و برآمد نے خبر دی ہے کہ فولاد فولاد شکن
بھانجا سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہے یہان سے تین کوس کے فاصلے پر
لشکر اُسکا ٹھہرا ہے لقا نے فرامرز تاجدار فرزندان نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل ذلت
کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہے سنتے ہین نہایت زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے
مست ہے حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہے دیکھئے گا
مسلمانون پر کیا گذرتی ہے صاحبقران نے فرمایا خدائے ما بزرگ است **مصرع** دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب کہ لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ فرامرز
تاجدار با فوج بیشمار اپنے چھرے پر سوار ہوکر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے

کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا ہی جاتا ہی کلاہ شیطان درگاہ خداوند اگر آپ
ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس بن عنقویل
دیو پرور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سی لرزان ہی مریخ فلک کا اسکی صورت مہیب
دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی گاؤ زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کریگا وہ یہ ہی
کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین اس خیال سے شاید سن چکا ہی کہ ملکہ مہر نگار دختر ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان
عالی وقار محبت مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سی کچھ نہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حران مین بدیع الزمان
کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سی گیا ہمارے بخت لقا ہو نچا بسلی ہی خیال سے
ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری
ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین
کیسے بہادر ہین راہ مین اسطرح ذکر ہوتے ہوئے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دارا اسفندیار جہان آپکی تشریف آوری
کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چکے ہین یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن گھمنڈ سے
پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدمے ہیبت سے پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے
ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجھکو بھی کاہش ہی
اسی سنتے ہین سب مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گھوڑے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرامان خرامان چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے سبزہ زار کے پہونچا
ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین تھرانے لگی طائر آشیانون سی گھبراکر اڑے
وارندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے
انکے بعد سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سیلاہا
گینڈے پر سوار پہلو مین لابہ گرز کا گرز گراتا ہوا چالیس من زبان زرگا کی اُس لابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین مگر بسبب
بار گران کے ہر مرتبہ پیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین رسیون کے سڑاکے پڑ رہے ہین تک تک کی صدائین
بلند ہیل گردون ورد مند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرو دون پر بل پڑے ہوئے ہین یا دریائے رود نیل کی
موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ ملاحدہ و دیان کا سردار سرکش ہیسر کالی کالی صورت کالا چہرہ
کی صورت یا غال چہرہ شب جیتون مین قہر و غضب ساقی نیچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین ارنے بھینسے کی کمان

بجائے کباب کھاتا ہے یا چھون سے خون بہتا ہے نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی بیش نگاہ بہ نخوت آنکھون کو
کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک کمی سی اڑا دی توجہ بھی نکی بختیارک دل مین کہنے لگا لات ومنات
اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا اس حرام زادے کو ناگوار ہے سقدر بادۂ وہم سے
مست و سرشار ہے اسوقت پکار کر آواز دی لے رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو
قدرت نے بھیجا ہے یہ سنکر بہ مشکل گینڈے سے اترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ
پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اترا کار گزار ان نے اسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب
ہوئے یاقوت شاہ اسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سرداراُسکے تمام
بارگاہ مین دنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ دا ہر طرف تاجدار ایک طرف بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ
بیٹھا ہے کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ دیو پیکر پہلوان تیغ زن واہ فولاد فولاد شکن جبرئیل
قدرت پوچھتے ہین کہ تمہارا مزاج کیسا ہے وہان خداوند مشتاق ہین قبل تمہارے آنیکے تقدیر فرماچکے ہین نہ ظالم
مسلمانون کا خون سپر وتیغہ فولاد کیا ہے مگر مسلمان بھی بلائے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو بھی سیرست
پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہے اب جو دیکھا تو ایک
شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی چہرے پر حرامزدگی کی نشانی ایک سوا ایک گز کا جامہ پہنے
چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہے صورت بختیارک کی دیکھکر سبب پایہ پوچھا صاحب
آپ کا نام کیا ہے بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہاہی یہی پتہ کافی ہے فولاد نے
کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہے بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین ان نامون پر ہنستے ہین
فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک
بن بختک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید ہے فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کولا ٹھکا
کہا کہ اے ملک جی سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھدیا
تھا فولاد نے کہا لعنت ہے آپکے بزرگون پر سوائے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بیوقوف بناتا ہے پورا مسخرہ ہے یہ کہکر جانب
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے
جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر
عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کیواسطے جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب دینے پایا تھا
کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا اے پہلوان زمان واہ گرسا شب جہان کیا جورو بیٹیان بھی ساتھ ہین

اسکا کیا سبب ہے نشۂ جرأت مین مدہوش ہو گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات
سنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہے بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز
صاحب فرزند دلبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب عشق
طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم
چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جوان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا
پاس عمر بسر کے جا پہونچین اورون کا ذکر تو کیا کرون خداوند زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین
نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ حسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرۂ
حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین نور چکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکر شکن
کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو سکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے
بھی تامل فرمایا ایسے سنگدلون کو سنگ سیاہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصۂ
یکتا نازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی شیر دلیر پر شیفتہ اور
فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین کیسے صف شکن
تیغ زن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ کے نور نظر پارۂ جگر قدرت
کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادۂ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک چتر و علم و نشان انکی نہیب شمشیر سے
بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت انکے خوف سے دامن صحرا سے منہ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر
آب کو چہرے پر لیا ہے مریخ فلک کانپتا ہے قدرت کے بھی پیارے ہین اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے انکی جرأت پر قدرت
کو بھی ناز ہوئے غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادۂ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہے کہ قلعۂ مشتری حصار پر
کمر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھا لیا سات کوس تک چرخ دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین
ہتھکڑیان پڑے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر کو ملاحظہ فرمایئے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے
بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر
بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوند انکی نہیب شمشیر سے
بندگان قدرت کو بچائین جنہین قدرت کی صاحبزادیون کا شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر سر آپ نے بہت مناسب
کیا ہے کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہے اب یہ فرمایئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی یا
ہمشیر شکیل و نوجوان تو نہین ہے فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے

زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے رفیدہ اُٹھا کر سر پر رکھا اور کہا دھول
دیجیے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے
سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون اور یہ بھی واضح رہی کہ میرا حکم لگاتا کبھی خلاف
نہین ہوتا ہی جو مجھکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب
نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے
ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن
سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین
نکال لے اور علاوہ اسکے ای ملک جی جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا معرکہ گذرتا
دریاے خون بہا دیتا گھسکر طالب مطلوب کے سر کاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع
امور مملکت خویش خسروان دانند اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تدبیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی
لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی
چوٹی پکڑکر گھسیٹ لاؤن اُنکے جاننے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بر وقت ملازمت قدرت سے
اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجھکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کرون یا لے آؤن بختیارک نے
جواب دیا ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے
حاضر و ناظر ہے دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی
صفت مین کہتے ہین بیت مراد را رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ۔ اور یہ قدرت کو بھی غرور
کسی کا نہین پسند ہی آپنے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہے کہ شاہزادیان
حسین و جمیل ہین مرد اُنکے آپ ایسے الو کے پٹھے قد و قامت ساکھو کے تھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین فرزندان
حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حسن مین ملاحت گفتگو مین
بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر پہلا ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد
ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام الغلام
غلام کا غلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون روتے کو ہنساتا ہون جو بات ہنسنے کو ہوتی ہی وہ سناتا ہون
یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اُسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو ابھی
ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے
قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے

ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سنکر
فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ پکڑ کر اُٹھا مع فوج اور مع محافون
قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیان
بٹھائین جبتک ناموس اُترے تیغہ پکڑے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی
نہ آنے پائے بختیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور فساد
پڑیگی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اُنکی آنکھ لڑیگی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچا لیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا بھنڈارا
کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ
جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کر کے آیا
بہرے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ فولاد فولادشکن طرف لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا
دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہے دیکھتا بھالتا تا بارگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا
کو کہ بچاسی ارنج کا قد و قامت سر مثل گنبد تنصر کہنہ ہاتھ پانون بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹہنے سیاہ رو بدخو
تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہرچند کہ
فولاد فولادشکن خود کہ یہ منظر ہے مگر صورت نحس لقا دیکھکے تھرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا
نے آواز دی اے بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب
تخت لقا ذرا نگل بیٹھنے کو ملا ساقی نیچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو بختیارک کی
باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکیدگان قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین
قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کرون صاحبزادیون کو
محافے مین سوار کر کے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپکے ہنر بر صحراے جرأت کو کون ٹوکتا ہی یہ سنکر لقا
قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے بندۂ خاص الخاص و اے طاعت گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی
پر موقوف ہی دخل دینے والا اسرار سے واقف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دیگی فولاد
یہ سنکر خاموش ہوا اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
تمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے جبرئیل نام پر طبل جنگ
بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت و خالوے قدرت و ضیغم
خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین

کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھاکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولاد شکن موسومہ بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہے تو اے عشق کا شعلہ سوزا
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے اے عشق دیکھا وہ برق

کہان ہے تو اے شمع پروانہ سوز
جو اے عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہے تو
کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق

جلا دینے مین تو وہ بیباک ہے
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہے تو

مشاطگان عرائس سخنوری و جھلہ پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان و یر بازنگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرماتے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور اسطرح دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
بادشاہا بارگاہت چون فلک معمور باد
تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد
داد عدلت در سرای آخرت معمور باد
آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان

کا ہمیشہ تابان و درخشان رہے فولاد فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عظم و شان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہے کبر و غرور اُسکا لائق گذارش نہین ہے نہایت بدزبان بدآئین ہے اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے براے عرصہ یکہفتہ اپنے قصر مین لے گیا ظاہر معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا اے دارا ے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان و تکل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب اُنکے نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد و غوجان دریا باری و سام بن غوجان دریا باری و معاد عاد رشک دراز گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی اے شہریار بعد مدت مدید و عہد بعید ایک ہفتے کی

مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے امیر سے اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش
سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے فرمایا کیون اے فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر
اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے فرمایا کہ ابھی ملک پر آشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کو بھی جابجا
رہزن ہین شکار کو جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو ہوکہ
دیکھا لندھور بن سعدان سے کہا چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکہ بھائی ایرج
کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین اکثر شیر بیشہ سے نکل آتے ہین
آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو
سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت
شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے ہین یہ کہکر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار
ملے تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ دیر نہ کرونگا صاحبقران
نے فرمایا اے فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تو دل پر تیر الم پڑا ہے خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہے
شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور قابو پا کر کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہے تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ
ہمارے ساتھ کھانا ایرج نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر
صاحبقران کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی
کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہے خود بخود ہجوم غم و ملال ہے ایرج نے عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور
جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہے قاسم نے کہا اے نور نظر
ایسی بات تو نکالا تم پر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے
ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیے کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہے دربار صیف الملک
مین جانا برق شمشیر چمکانا آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہوئی کوہ ہی
سے مہلت ہو دنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تابل ہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا مال ہے کیا
کسی کی مجال ہے جو سامنے آنکھ ملائے یا دنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین بڑے لوگ
بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین دست راستی اپنے
مقام پر ہنسا کیے نور الدہر مونچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان صاحبقران سے اجازت لیکر
بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً بہلیے
قراول میر شکار یوز باش حاضر ہوئے جانوران شکاری مثل باز بحری جرہ ترمتی کوہی بہیلا لگڑ جھگڑ چرغ

چرتے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ طائر خیال کو شکار کریں مرغ عنقا کو بقصد جستجو لائیں چیتوں کی چار پائیان مگت مانگی شیر شکار چست و چالاک بیان نظم

وہ کتوں کی تعین جوڑیاں لاجواب ❊ دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب
یہ بزدل نہیں وہ کہ منھ پھیر لیں ❊ جو شیروں کو وہ دشت میں گھیر لیں

الغرض جب یہ سامان شکار مہیا ہوچکا شاہزادہ پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا ملازم شکار ہوا صحرا میں آکر بیٹے قراولوں کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھوں نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اُڑے یہان سے بازداروں نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پروں سے طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر گرایا پنجۂ فولادی اپنا اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیرڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اُسنے نیچے میں دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کر کے اُترے طائران ہوا سے ارا بے بھرپیے کسی قدر دن چڑہا تھا نیر اعظم بلند ہوچکا تھا ایرج نوجوان نے ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیردل سے فرمایا اے برادر ہمارے جد عالی تبار منتظر ہیں ہونگے ہم چاہتے ہیں دوپہر سے قبل واپس ہوں مگر مقام تعجب ہے کہ اسوقت تک کوئی آہو اس صحرا میں نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہے ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گیسنان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانوں کا نہایت سرسبز و شاداب ہے وہاں شکار نایاب ہے کئی سو آہو اُس کھیت میں چرتے ہیں جلد چلیے شکار کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کہ ہمراہ رکاب ہوئے شکار آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوئے آکر دور سے دیکھا حقیقت میں گرد صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ایک سمت دھانوں کا کھیت اُسمیں پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ میں ایک آہوے کلان سنگوٹیاں مثل محبوبان آنکھیں بڑی بڑی شعر یہی اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھوں کا ❊ شکار شیر نہ کھیلیں تو ہم غزال نہیں ❊ از پشت تا بہ دم ایک لکیر سفید شاید اسمیں بھی کچھ بعید اُسکو کہکشان فلک کہیے یا جادہ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ میں مادہ ہائے آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہے اپنے معشوقوں سے دم محبت کا بھر رہا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا اور سب آہوؤں کے شکار کا سب صاحبوں کو ختیار ہے لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم شکار کرینگے یہ فرماکر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیرا نیزوں کے لٹو بغلوں میں دبائے سنان ہائے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑوں کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادوں کو کمین میں دیکھا کنوتیاں بدلیں چوکڑیاں بھریں جست و خیز کر کے بھاگے ایکدم میں ہوا ہوگئے سرداروں نے بھی اُنکے تعاقب میں گھوڑے ڈال دیے مگر وہ

آہوے کلان ایرج نوجوان سے آنکھ ملاکر جست جو کرتا ہے مرکب راکب کو فراکر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اسقدر آہوے وحشی نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا کہ وہ بن اشقر ہے وہ بھی طرارہ بھرکے چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی	نہ پہنچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی اک
خود اپنے سائے سے کرتا ہے رم غزال کی طرح	کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کادون کا ہے عجیب انداز	کہ جنکو دیکھکے ہے دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہے مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہے کم پیٹھ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہے ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھرکے نکل جاتا ہے شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہے اور سب پہلے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ شاہزادے کا مرکب جاتا ہے چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہے مگر شہزادہ ایرج نوجوان بعد کردہ فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ شاہزادے نے قربان کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا ایک جھپکتے جھپکتے بھر کمان مین پیوست کیا ادھر سیر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑکر باہر نکلا آہو تنجھیا گر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کے کھولے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے بوندلا گرد کا اُڑا نگاہ اُٹھاکے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہے عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ تیر اوچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہے ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اُٹھاکر کمان تیر اُسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اُسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہے دل کو بھاتا ہے مثل تیر مژگان محبوب دل کو بہاتا ہے نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہے رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپالون لیکا یک کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا ایک نقاب دار بادل پوش بصد جوش و خروش برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کی گھوڑے کو اُڑائے ہوئے مگر چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہے نقابدار نے نگاہ اُٹھاکر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اُس شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص تو نے کچھ پاید دولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا

ایرج نوجوان نے مسکرا کے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجائیے نقابدار غصے سے کانپنے لگا کہا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا مزہ کھو دیا پہر بھر سے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا وچھاڑا تونے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیر بار انخطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر ہے کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلۂ جوالہ غصے سے کانپنے لگا تیغ بیمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل کے ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر بفنون سپہ گری تھپکی دی تلوار پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا تیغ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادۂ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پائی گئی مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کر کے اٹھا یا کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر اٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو ہر چند چہرہ منظر پر خال خال ہین اگر جنمین ہن تو باعث ترقی حسن و جمال ہین سراپا

سوے خوشرنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچ کھنچ نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
زرد ہو جائے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے
ہے یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے ابھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان اُسپر
تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئنے مین شکم کے بال آیا

ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض پرنور
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ یا نسے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر ہے حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور

یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور	پا بجائے ہیں یون ہین جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا	ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا	قد کی تعریف مین ہے حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی	سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا	پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادۂ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون پنجۂ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر گفتی ؎ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ؎ اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا آنٹر پکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال ہمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نو خاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب لمعات دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھاکر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غدر نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبراتی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آشفتہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہے الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سر زمین سے اٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانون پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہے حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہے اسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی تعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر دقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہو کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا مخبر کہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہے ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا

نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دل کی	پڑی میرے بدن پر بہ کے بجلی تیغ قاتل کی

کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
چھری پھرتی ہے ذوق قتل مین مانع ہے کیون شارع
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی
شب ہر قد شب فرقت مین دن روز قیامت سے

صراحی تھی سرو ہی بھر حلق خشک قاتل کی
غضب ہو گی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
ہر اک ساعت ہے آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کہان شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہے
عروج و وقفہ جوش بہار تھوڑا ہے
شب وصال بہت کم ہے پوچھتے کیا ہو
مری نظر مین بھی دلکا قرار تھوڑا ہے

دیگر

زیادہ صبر سے اور اختیار تھوڑا ہے
ہماری خاک کرنے ہو بند آنکھون کو
کہ صبر سینے مین دم اے نگار تھوڑا ہے

سحر کو غنچہ کھلادو ہر ڈھلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دل مین غبار تھوڑا ہے
نگاہ کم سے جو دیکھا ہے یار سرکش نے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون نے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا تو حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہے آج تو جوان ایسا مبہوت ہے کہ شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنا ئین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
رہبہ جلوہ گہ یار جو تو ہوا سے شوق
شکوہ ہے برق تجلی سے کہ اونا انصاف
نازکی دیکھو ن ہٹھا لیتی ہے کیونکر تمکو
پاس آ بیٹھے سے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ
دل مین آتا ہے جگر سے تو جگر مین دل سے
کر چکی منتظری یار کی گو کام تمام
دست دلبر مرے سینے سے رہین دھیان مین دور
داغ کہتا ہے چراغ شب فرقت سے مرا
کس فسون ساز سے جاتے ہو دلا اپنے آنکھین
دل پامال کو جس سا ہاتھ سے ہم تھامے ہین
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ

آنکھ حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
ابھی موجود ہون آنکھین مری جلنے کے لیے
ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے
یہ بلا آئی ہے سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے
درد اٹھتا ہے ذرا آج مچلنے کے لیے
جان باقی ہے کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے
دل تو موجود ہے دو ہاتھ اچھلنے کے لیے
ٹھنڈے ہوئے کہ بیٹھو مین جلنے کے لیے
جلنے جا دو ہین وہ سب ساتھ مین چلنے کے لیے
کبھی اٹھتا ہے تو اُن تلوون سے ملنے کے لیے
دھوپ مین کو چۂ محبوب مین چلنے کے لیے

بن پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو ؛ موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین ؛ اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہے دشمنون کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہی مین اپنے کو ہلاک کرونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پردہ ہی مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایک ساتھ پیدا ہوے کیا حضور کی کہین طبیعت مائل ہوئی اگر وہ راز ہو تو بھی غلام کو فرمایئے جیسے اچھا کہ فنون عیاری مین قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہے اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا مین ابھی اپنے کوشش دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری مین ہوگا تو مثل قطرہ آب جذب ہو جاؤنگا مگر آپکے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی و سرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھاؤن قدمون تصدق ہو جاؤن جب اسطرح محبت و شفقت شاپور شیر دل پیش آیا مژدہ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا اے یار وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا ابھی ایک غارتگر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہے جب اُسنے نیچے کا ہاتھ لگایا تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا

مطلع
ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ؛ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ؛

کیا کہون خطاوار ہون مجبور ہونا چاہیے ہون ایک جلوۂ نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر پٹک پٹک کے مر جاؤنگا اے برادر جانی رحم ہی اُس محبوب جانی یار جادو دانی کا پتا لگاؤ یا ہمین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان و دل سے حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے آپکے والد نامدار جد عالی وقار و سرداران جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب قلیل ہے اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا اے بھائی اس مقام پر اُس ماہتابان کو دیکھا ہے اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی یہان بیقراری کو قرار ہے معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین تھین کہ سامنے سے پہلے قراول کچھ سوار کچھ پیدل نمایان ہوے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ جو شکار گاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام فرمائینگے کارگزار فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بمنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور فرزانہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہوسکے اُس محبوب جانی یار جانی و دانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری
زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ
والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمایئے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام و نشان
روز کا شنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہے دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو — خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین — نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین — تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ — کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ — پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی الٹ گئی تقدیر — اثر ہے نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر — لبون پہ دم ہے خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیان سُناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
ستایا کرتا ہے درد نہان امانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ہمیشہ ہے یہی ورد زبان امانت کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا اے برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ ودشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب شعر کار خود را خود بنحم تا خوب آید کشت من ؛ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ؛ شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت وسماجت ایرج کو سمجھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے منہ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے با رنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا **بیت** چو زرین علم شد ز عالم نہان ؛ بدشت تیرگون سر زد از قیروان ؛ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی وکافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی برای جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپسے صاحبقران ودشاہزادے خاور سیاہ ورستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہے بیشک اگر وہان جائینگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہوسکے میری معشوقہ سے مجکو ملا دو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر

ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ ہین ہمارے افسر جوہر بن عمرو کے دیدہ دادہ جانشین خواجہ عمرو ہین
موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سُنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل
ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے آقائے نامدار نہایت مشکل ہے ہر چند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حُسن دلفریب
ملکۂ عالم دکھائی ہے لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجر بچیان بازار مین نہین
بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے
مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب تلک اِن خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریائے خوبی
بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہے کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقائے معدوم کو دام تزویر مین
پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا
بعنایت صلاح ماہ و مہر ہیچ خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدہ
جانبخش جو شاپور شیر دل نے سنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا بے اختیار فرمایا نظم

اے مسیحا مین تیرے منھ کے نثار ہے یہ تدبیر خوش پئے بیمار تو نے ایسی خبر سنائی ہے
تن بیجان مین جان آئی ہے گر اُسے بھائی یہ کالی رات کیونکر کٹیگی دیو شب غم کا سامنا ہے یقین ہے
کہ مجھکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا

اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
زبان کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر

بلا ہے مری شام فرقت نہین کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین لحاظ و وفا پاس الفت نہین
کہا اُنسے جب حسن لودیکی لگی کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین
مجھے ایسے بشر سے محبت نہین بتو نہین ذرا آدمیت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین

شاپور شیر دل نے دیکھا جنون ترقی پر ہے
آتش عشق شعلہ در ہے اب نصیحت سے بجھنا دشوار ہے ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہے بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین
عاشق کو یہ بین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ، یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہے پتا لگاتا ہے
مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہے نوش کرین غلام کو خوف ہے افشائے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہین
اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر با توقیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے
کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جو تیری خوشی ہے خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے نکہونگا مگر کھانے سے

معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر جلدی سے آنسو
پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ
وہ قاتل عالم کسطرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہہ سنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی
صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اس نوگرفتار زندان
محبت و آشفتۂ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہے اول تحریر کیا گیا ہے کہ فولاد فولاد شکن
کوہی جو برائے مدد لقا آیا ہے اور بلغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہے حصول فنون سپہ گری کی پیرو ہے اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہے اسکی جرات اور مردگی
تمام سے نفرت بخوبی ظاہر ہے اُسی دن باپ سے پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی
واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اٹھا کر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے
کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھا کر زانو پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار
حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا اری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش
تصویر خیالی ایرج نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے دل سے کہتی ہے ہاے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحراے
ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار رہے نہ مددگار رہے نہ مونس رہے نہ غمگسار رہے بلکہ وہ تنہا خدا نخواستہ
دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے منھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار
نہین معلوم کون تھا راہ جاتا تھا ہاے تو کیون گھبرا گئی بدحواس ہو کر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش
مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین پیچ و تاب سے اور پر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی
تھی کہ اُسی طرف جاؤن دور سے دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہے اگر ہوشیار ہوا ہوگا محجوب بے پردہ دیکھ چکا ہے
یقین تو ہے کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہے خود سیکڑون اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہان
کہان پیغام و سلام ہوگا اے سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہے نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالی تبار
ہے اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین
و مضطر بارہ دری مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب سیار آفتاب نے صیدگاہ
صحراے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچ کر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو
گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانۂ ضیا بصد صفا اس نخچیرگاہ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت
کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے ردائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بچھائی تمام

پھیلائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع تھی وہ تاریکی کہ ٹکڑے جلے شب بے چور بھی + محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پہ ماہ تابان نہ تھا زال کا گولا عیان تھا سیارون کو چھپے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یا د زلف جانان مین اندھیرا دل بیتاب مثل ماہی بے آب قرح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے مومی کافوری روشن کین مگر شعلہ اُنکا خوف تاریکی شب سے بلند نہوتا تھا چراغ کے پھول نرگس تھے گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہے کیون گھیرا ہے کنیزین بھیانک ہوکر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہوگیا ہے ایک کہتی تھی ہو کسی کے یاد گیسو مین سودا ہوگیا ہے مین پہلے ہی شکارگاہ مین تاڑگئی تھی کہ کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہوکر آئی ہین مثل صید خالف بدحواس ہین ہوش اُڑے ہوئے مضطر و پریشان ہونٹھ پپڑاے ہے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز کمسن بولی ہاری چپ رہ ملکہ سُن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے اُنکو مرد کے نام سے نفرت ہے آٹھ پہر فنون سے گری مین بصد شوکت ہے سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہے یہ سُنکے سوسن قہقہہ مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہین عشق کے مزے اُٹھائے ہوے ہین اگر ملکہ کسی پر عاشق نہوئی ہون تو دولی لکھتی ہون دیکھ دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ رہے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ اُٹھایا ہے شیرین فرہاد کی تلاش ہے کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی جگہ مین جا بیٹھین مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی بے اختیار ہوکر پکاری نظم

حسبدن سے ہوئی تری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہے اے فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کج روی ہے ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہے ماہ تابان بھی مجھکو آنکھ دکھاتا ہے ابیات

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہے
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
میرا دلبر چھڑا الیاس مجھسے
چار پاے پلنگ کے مجھکو
تجھا مین ہو ہائین نجد کے بن بیت
کہتی ہے سر پہ اپنے ڈالکے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چار پاے درندہ ہین ابتو

تصویر خامہ ہوں کسی سے کلام نہیں کرتی ہیات	ہون تصور مین ترے صورت تصویر گی	جسم عیسیٰ ہے مرا پیکر بیجان کی طرح
ہے سر پہ رونے جنازے کو دیا ہے کاندھا	میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح	دل ہے دلہن دلمین سوز محبت سے شمع سان

بھلستی ہے ہڈی ہڈی آتش عشق سے جلتی ہے یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے
ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہے کہ بے دیکھے اُسکو چین نہیں پڑتا ہے صبح کو خواب
سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار لقا مین جاتا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی
آمد سنی تو ناچار کلی کرکے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈال لیا ہر چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگت زرد
کو کیا کرے رات بھر مین چہرہ غم سے ستا گیا ہے یا تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہے کہ خون بالکل جسم مین نہیں ملکہ
نے جلدی سے آب روان کے زرد دوپٹے پر سفید دولائی اوڑھی چوٹہ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو در باغ تک پیشوائی کو باپ کی
جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آ پہونچا واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد
فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری کیطرف چلا ملکہ چاہتی ہے باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے
آگے کبھی پیچھے اسطرح چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم
مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد
فولاد شکن کی چہرہ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہے یا رخ شمع
مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمھلا جاتا ہے فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر
گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر راحت جان باعث تسکین دل ہے جان آج تمھارا مزاج کیسا ہے
ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوؤں سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن نے
طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہا ارے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی کو
اسقدر آگاہ ہے کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہے صندل بھی گھسکر لگایا مگر یہ درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین
ہو گئی خاصہ بھی رات کو نوش نہیں فرمایا کنیزیں رات بھر جاگی ہیں اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تبرید تیار ہوتی ہے پلاؤنگی
فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہے
اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہے پُر از خس و خاشاک ہے آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوائے گرم صحرا
پر ہولنے جسم مبارک پر تاثیر کی ہے ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہے فولاد فولاد شکن نے یہ سنکر کہا
بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کر دی ہے یہی باعث ہے نقاہت کا ابھی اٹھکے
کھاڑے پر جاؤ ڈنڈ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار جشنون کو زیر دلاؤ ابھی بخار اتر جائیگا درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ
ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہے کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہے ہم

غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہے صحبت عیش و جشن
آراستہ کر دسامان ناچ رنگ کا مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بیہودہ بہت گرما گرم ہے خوب نقلین کرتی ہے
رو دتے کو ہنساتی ہے ایسا گاتی ہے کہ مطربۂ فلک کو شرماتی ہے غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک
حبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز و سامان جلد لا و حبشن بموجب حکم گھوڑے پر
سوار ہو کے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا اب سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آمون کے باغ کے پہلو مین
شعلہ رخسار کا خیمہ ہے جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سنے گی بتا خبردار فراموش نہ کر یاد ہین جانا کنیز نے بڑھکر
حبشن کو بخوبی بتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین
جاتے ہین پانچ چھہ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پا کے طبل جنگی بجواؤنگا ایک ہی دن مین خاتمہ کر دونگا
زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہے کہ حمزہ تو بڈھا ہو گیا ہے مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت و لیاقت لشکر
حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نو جوان معلوم ہوا کہ
دونون کی تلوار کی دھاک ہے اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہے اور ایرج نو جوان کا نام اس وجہ سے زیادہ
روشن ہوا ہے کوئی طلسم تھا موسوم بہ طلسم آئینہ اُسکو اسنے جا کر بڑی صفائی سے توڑا فتح کر کے آیا اُس وقت شاید جنگ
مغلوبہ تھی چند کو ہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو
کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا
یہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسیر عاشق ہو گئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تحفہ
طلسمی بھی پاس تھا سو جب وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کو ہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج
نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہے اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہے کہ قدرت کا نواسا ہے نام
ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھوں میں روشنی
آگئی حقیقت مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہے نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہے بقول شاعر۔ دل را بدل رہیست
درین گنبد سپہر۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہو کر باپ کے گلے مین
ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہے مفصل فرمایئے یہ قصہ ضرور مجکو سنایئے کہ ایرج نوجوان قدرت کا
نواسا ہے اور طرف سے مسلمانون کے لڑتا ہے کیا خداوند نے اُسکو نکالدیا ہے مسلمان ہو گیا ہے فولاد فولاد شکن نے
تیوری پر بل ڈالکے کہا بعض بات ایسی ہے کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہے مشیت قدرت مین کسی کو کیا دخل ہے نہین معلوم کیا
کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی طلائی یہ حال ہے دفتر بالا باختر مین و قایع نگار نے تحریر کیا ہے
کہ صاحبقران زمان ملک عجم پر تھے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا در بند جالندھر پر

قید ہوا اکوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت در بند طے کر کے قید قاسم
کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجداران جبیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ
سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہی ظاہر مین حمزہ ہمکو برا کہتا ہے دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم
نوجوان کو بالاے قیطول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار ہوا قفس آہن مین
بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو اے خداوند تیری قدرت کے صدقے
کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا
اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالاے کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
قدرت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا انھون نے باعزاز تمام قاسم کو باغ
مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے
غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جبھی لاکھون سے گرد بھڑ کر نکل جاتا تھا
ورنہ لاکھون سے کوئی اکیلا سواے نابدولت کے لڑ سکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز ساتھ قاسم
کے نکل گئین انکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی پس قدرت کا نواسا ہی یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ
کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوب متوجہ ہو کر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد
فولاد شکن کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تمسے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہے
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کیا ای بابا جان
یہ کتابین کہان ہین جنمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی
کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ
کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا تمھارا کیا مطلب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہے راتون کو پڑھواے
سب ملکہ سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو بہادر کو سننا ضرور ہی
کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہی کتابین
تلاش کر کے ضرور دیتے آئیے گا فولاد فولاد شکن وعدہ کر کے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا براے
ملاقات سلیمان عنبرین موے کوہ کو چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین
چہرہ سُرخ ہو گیا ہے کسی قدر تغیر دفع ہو گیا ہے غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا خاصہ

منگلوایا قسمین دیکر منت وسماجت دو ایک نوالے کھلائے جب وہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا غنچہ دہن تیرے
سر کی قسم اُبکائی چلی آتی ہے بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے مگر گلوری تک نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے
انتظار مین ہے کہ گائنین جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال دفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی کہ لونڈی
شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے پہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی تھین حاضر ہوا چاہتی ہین
غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو
تو غرضمہ چاہیے اُنکے ٹھسے سے آپ آگاہ نہین ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے
بلاتے ہین اُنکو فرصت کہان ملتی ہے یہان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہے بیٹھے کھڑے
پڑھتی ہے مستی انکی دن بدن بڑھتی ہے بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہے نہ حیا ہے نہ شرم ہے مردانی صحبتون مین
جاتی ہین رات رات بھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جا کر جگایا ان بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُٹھین تو مین نے
دیکھا ملی دلی کرتی جا بجا سے مسکی ہوئی اب اٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہو گئی بعد
مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے آئی عرض کی گائنین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی
سانس بھر کے کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہے والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی گانا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا ہے بقول
شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ہے جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ٭ غنچہ دہن نے عرض کیا واری اتنک آپ نے
مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہے جو جی ٹھکانے نہین ہے ملکہ نے کہا اے غنچہ دہن یہ حال ہے سے نہ پوچھو خیر تمھاری
خوشی گائنون حرامزادیون کو آنے دو تم سب بیٹھکر سننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے
لیکن دو کلمہ بہترین بہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیر دل کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین دیکے
برائے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ اے شاپور مین کہان جاؤن کیونکر اس طائر عنقا
کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہے کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ
شعلہ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب داد اللہ نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے تونے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے
جہان کہین ہمارا آقا عاشق ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا
پتا لگاتا اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت و رسوائی
کے خدانخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کوئی افتاد پڑی زندگی بیکار ہے پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے
اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین
ہم کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک

مقام پر آیا جھیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھویا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہے کہ اے رہبر کامل پردۂ غیب سے
کوئی سامان ایسا مہیا کر کہ نشان محبوب آب قانے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا ایک جانب سے گرد اُڑتی دیکھا ایک بہلی جوڑی نرگاو کی نہایت معقول سینگون پر بیلون کے خول چاندی کے چڑھے ہوئے
جھولین زربفت کی پشت پر گھوڑون سے راہ روی مین تیز تر اُڑے ہوئے چلے آتے ہین اور اُس بہلی مین ایک نازنین
پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ
پہنے ہوئے زیور معقول جسم پر آراستہ طبلے سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے
کہ اے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی
کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تونے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ
والیون سے کہتی ہے امی جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہین بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی
لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا نوکری تہ کر رکھین مجھے پرواہ نہین ہے میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن
آنے نپاؤن فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سُست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے باز آئی
یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان مین پڑین اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار دیکھون تیری اشتخونی
کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پُرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا عز و وقار ہے اری ان مردوئون کی چاہتین دو
دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن مین خزان آئیگی یہ مستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا
دھوپ مین سفید کیا ہے بڑے بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے
سینکڑون بلبل تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی طرح ہمیشہ چاہینگے
عمر بھر نباہینگے او مستانی بتلا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب
نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر گیا ہوشیار ہوئے بس
چل دیے اری جہانتک ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہے ادار بندگی
ڈھیلی ہے ہمیشہ ذلیل رہیگی دیکھو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اسوقت مین جہانتک ہوسکے چاہیے پیدا کرلو
یہ جوانی ڈھلتی پھرتی چھاؤن ہے جو اسوقت پیدا کر لوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا اپنی گانٹھ کا یار اپنے ساتھ کا مثل
مشہور ہے ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرچین سی لگتی ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون لگوڑی
ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہے بات کا جواب نہین دیتی اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو

لوٹو نگی ہماری پاپوش سے ہماری تو وہی مثل ہو بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا مُرانا چاہنے والا تیرا باپ بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہے پانی بھرتا ہے اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے میرے یہان پڑا رہتا ہے کیسے کیسے ظلم سہتا ہو اُسکی جورو حور کی صورت ہو میری خاطر سے اُسے آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیردل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین گانے جاتی ہو یہ بھی ظاہر ہے کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین اے شاپور کیا تعجب ہے کہ اسی ذریعہ سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون کہ دونون مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ ہیلی اسی نخل کے سائے مین آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا اری متانی یہ مثل ٹھیک ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحب ابھی ہمنے پہر بھر سر کھپایا ہی اسکا یہ ٹھہو رہے گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا امی جان میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کائین کائین نے میرا سر پھرا دیا انکے مارے کبھی ہوتی بند ہوتی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھال کر ہیلی سے کود پڑی ایک زرغہ کر نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہے ہے مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا فضل کیا اب اسکو بیہوش کر و اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی شاپور شیردل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیردل نے تعجیل تمام لباس اور زیور اُسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے مخفی کر دیا ادہر رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا ذرا عرصہ جو ہوا لالہ عذار ہیلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی اری ہو مر گئی ہو ہو کچھ سایہ سکہ نہو جائے بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور نے جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہے ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دو تھپڑ مارا کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل ہیلی پر سوار ہو گی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ مین بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہو گیا وہ سب بد حواس ہو کر دوڑین آگے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہے بان بیٹتی ہی وہ کچھ جواب نہین دیتی ہے ساتھ والیون نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہی

خاصی بھلی چنگی ہین ناحق گھبراتی ہو فال بد منھ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین
سنا ابھی کہتی تھی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گا تو روپیہ بہت سا دینگے یہ سُنکے وہ بھی سب گھبرائین
قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گاتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ
لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی
صدقے ہوکر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہوگیا ہے ہی بزرگون کا قول سچ ہی گھڑی مین
گھڑیال ایک دم مین بھونچال ہی ہی اب کسکے ساتھ گائینگے مشتاق تڑپ تڑپ کے مرجائینگے شاپوریون چپ ہی گویا
منھ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو چیخا کرو پیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہین اپنی عیاری سے خوب مطمئن
ہین مر بھی جاؤگی تو منھ سے نہ بولینگے جہان موقع ہوگا وہان زبان کھولینگے آخر سبھون نے گود مین اٹھا لیا
بہلی پر لاکے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہی کہ جانتی ہونگی
یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بھڑوے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس
کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر کا آتا تھا شعر چودھون
سال خدا خیر سے کاٹے تمیر ۔ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر ۔ ہائے مین تو تصدق بھی اُتار چکی انکی سلامتی
کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے نکلی یہ آفت سامنے آگئی اے خداوند لقا میری
بچی کو صحت دے تیرا رتجگا کرونگی سلامتی کا ڈنکا شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی
روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہی کہ سامنے سے لشکر فولاد فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے
کو بھی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہورہی ہی کہین اکھاڑا کھدا ہے
کوئی کُشتی مین مصروف ہی انکی بہلی بیچ مین سے جو نکلی کمیدان رسالدار کھنکھارے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا
میان جانے والے ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اٹھاؤ ایک پکارا ہائے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا
قیامت کی چتون ہی ہائے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہوگیا یہ باتین جو لالہ عذار
نے سنین گالیان دینے لگی ارے بھڑوو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھاگئی جن کا سایہ ہوگیا بہت جوان یہ
سُنکے قریب بہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمھاری صاحبزادی کے دعا گو ہین
مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن آفت آسمانی آئی
ہے یون پانی کا سامنا ہی سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند لقا موجود ہین انکے
جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کرلینگے بلکہ ایسی باتون کے واسطے
تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے کسی کی بات کا

جواب نہ دیا در باغ پر اتری محلدار بی بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنا پامی ہو دودھ جانوں ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری او خیلا کہان تھی جب بس بنیام جائین تب تو گھر سے نکلتی ہو بڑی مغرور ہوگئی ہو بھلا اب ہمسے کاہیکو آنکھ ملائیگی یہان کیون آئیگی دھگڑون سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ یوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی کا تو حال دیکھو کہ کیا ہوگیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اتری تھی نہین معلوم وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہوگئی ہو بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہو شعلہ رخسار نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین یہ غل و شور سنکر باہر آگئین پوچھنے لگین کہ کیا ہوا کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر جن چڑھا ہو عجب عجب باتین کرتی ہو کنیزین بھدر بھدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہوگیا دروازے پر چپکی کھڑی ہو کسی سے بات نہین کرتی لذت محلدار نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیسا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان دروازے پر عورتون کا ہجوم ہوگیا ہو چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بر وقت بسیرے کے چڑیان بولتی ہین ان کنیزون نے آکر غل مچایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ کر بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواصون کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہو سیکڑون عورتین بھدر بھدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی اے بوا دیکھو مجھکو کس نگاہ سے دیکھا ہو تیور کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا اب مجھکو یقین آگیا ہماری ٹڈومن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا ہری لونگین ہری الائچیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مرگئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی ہو چہرہ سرخ ہو بس بوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا یہ خیلا دیوانی ہوا ری ہمسے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے ہین شعلہ رخسار نے فیلہائی ہو یہ بھی ایک بات ماں کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہو کہ ہاے دادے ہو صدقے چلے اترین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا اور زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا مزے دار جی چاہتا تھا چار گلیون مین پھرون چار مردون کو دیکھین اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین مارین دیورانیان جٹھانیان ساس یہ کہکے پیٹنے

کہ ہے ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری داد کو پہونچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے
بھر گیا میں دو تین ٹکریں مار کر چپکی ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میاں کون صاحب ہو میں نے کہدیا شیخ سدو
ہوں یہ تو میری معشوقہ ہے لیکن اسکے میاں کو مار ڈالوں گا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہے اس عرصے میں
ہمارے میاں مورکھ بھی آگئے انھوں نے جو ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے ماں انکی دوڑ کر اُن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ
بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہے ہمارے بزرگوں کا گھر یہ ناس کر چکے ہیں بس پھر تو
ساس صاحب نے بکرا دیا کڑاہی کی اس دن سے میاں میرے گویا یہ غلام ہو گئے جہاں ذرا اترائے میں نے کہا شیخ جی
سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اسدن سے گھر میں دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار
نے بھی فقرہ بنایا ہوگا ماں پر دباؤ ڈالنا منظور ہے کنیزوں میں تو یہ باتیں ہوتی تھیں مگر شاپور شیر دل آکر سامنے ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جی میں کہتا ہے کیا عجب ہے
کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہے دل لے لیا ہے وہ یہی ہو تو کیا دور ہے مگر حقیقت میں ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال میں بے مثال ہے آقائے نامدار کا تڑپنا بیکار نہیں ہے شعر جسپہ بیتی ہو وہی
جانے ؛ جو کہ بے بیدرد ہو وہ کیا جانے ؛ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی
ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیوں شعلہ رخسار یہ کیا معرکہ ہے بڑھیا ماں کو کیوں رلاتی ہے بڑھاپے میں
ماں کو ستاتی ہے اور آج ہمارا بھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہیں کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہیں عنایت
لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہیں خیر اسی میں ہے کہ بیٹھ جا ورنہ ایک تمیچہ ماروں گی کہ سر گھوم کھاتا پھریگا تونے مجکو
بھی اور کوئی بنایا ہے میں دم بھر میں بھڑوے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہوں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جس
طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہے تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور
ظاہر ہیں مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہے بات بات میں ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے مگر اسوقت آپے میں معلوم
ہوتی ہے کہ بہل گئی ہے باتیں کرتی ہے مگر چونکنا کبھی ادھر دیکھتی ہے کبھی اُدھر دیکھتی ہے ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں
تری حواس میں ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہے مگر ملکہ نے پھر کہا کیوں شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب
نہ دیا کیا ہمیں بھی دیوانہ بنایا ہے باتیں کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار
نے کہا وارہی آپ الگ ہیں یہ مردانی باتیں کرتی ہے جنگل میں پیشاب کو گئی تھی وہیں سے یہ خرابی ہوئی ہے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہیں چونکہ عشق میں خود مبتلا تھی دل لگی کہتی تھی کہ اے سیمین عذار صنوبر قد
مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے میری طرح کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہو گئی ہے معشوق تک رسائی غیر ممکن ہے

اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ ہوگئی ہے حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین عجب ہو نظم

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال

کہین آنسو کی یہ سرایت ہے
کہین یہ خونچکان حکایت ہے

گہ پتنگا چراغ کا پایا
گہ نمک اسکو داغ کا پایا

کہین طالب ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آٹھ پہر مین کیا کیا مزے اُٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کنوین جھنکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے آخر ضبط نہوسکا تیشہ سر پر لیا شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ؛ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ؛ آخر سر پھوڑ کے مرگیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنیوالا ابھار مین پڑے مگر ہائے کیا لذت ہے کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اُٹھاتی ہے زبان پر نہین لاتی ہے یہ سوچکر کہا لالہ عذار تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلائینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمہارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہوجائیگی لالہ عذار نے کہا دارے ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہے ہان آنا ہے کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہے ہم اسے سمجھ گئے ہین دوائے صحت کھلائینگے جلد اچھی ہوجائیگی تشخیص عارضے کی ہوگئی ہے اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہے کل تجھسے بیٹر بیٹر باتین نہ کرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سُنکر اپنے دل مین حیران ہو رہا ہے کہ خداوندا خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہے ظالم ہے کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہوجائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے رخصت کیا کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیرے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہے شعلہ رخسار کو کائین کائین کرکے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہلم نہین شعلہ رخسار سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیمچہ ایک ہاتھ مین اُٹھا لیا شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہے کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو جان جائے مگر مجبور ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو بٹھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہے ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہے کہ ملکہ جو کسی کا عاشق اسکو بھی سمجھی تھی خوف سے رنگ فق ہے شاپور شیر دل اُڑ گیا ہے مثل بید کانپ رہا ہے جان کے خوف سے ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہے سچ کہ کس پر عاشق ہوئی ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار

تیرے چہرے سے ہویدا ہے اچھا خوف کیا ہے بتادے مین اُسکے وصل کی تدبیر نکالونگی تیری ماں ہے نہ کھونگی تیرے معشوق تک پہونچادونگی ارے کمبخت جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہائے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر مجھے بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہے نہ پانی کی ہوس ہے جی چاہتا ہے چیخین مارکے روؤن کسی صحرائے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہے شب ہجر کٹنا دشوار ہے جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ لکا کیے مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نورالدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ مجھکو بھی معلوم ہے ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہے کوئی اسی شخص کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت وجرأت کا حال سنائے یہ سُنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہے کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلۂ رخسار کا میرا آقا پروانہ ہوا ہے یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہے ایسی باتین سوچکر غنچہ دہن کو دلاسا دیا کہا داری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہے کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سبز چشمی پر سوار خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُسنے اُسے ذبح کر کے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے جان جہان تھمکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُتر دون سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُتر کے ڈولی سے اس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا نا گاہ بہلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہے جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہے جلد گھر پہونچا اُنکی بھبیا تک آواز سنکر کہار ڈر ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور رونا چار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب علم و شان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر اے ملکۂ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری

جیتا رہا یا میری محبت مین مرگیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چونچ اپنی بند کرو کسی ایسے جلیل کے مرنیکا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تمپر مرتے ہین ابوہ جو تمپر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران نہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹوے پر سوار ہوگا بھاڑسا منھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے بابا جان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زمرد شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گرما گرم ہے وہ بی شعلہ خسار پر عاشق ہوے ہین سچ کہون تو نے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا کھلکھلا کے ہنسا یہ تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہے اب تو گستاخ ہو تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور کا ہمکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے آپسے صاف صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی تھی کہ میان ایرج تمپر مرتے ہین چلکے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہین ہے مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہے بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہے جان میری جاتی ہے مگر امی جان کا قول ہے کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے اسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پانون پر گرین تب کہین راضی ہو لیکن ایک ہاتھ نہ لگانے دے فرانتین کرے زر و جواہر جہانتک ہوسکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہے کہ اسی تین آنکھ کے گھوڑے پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین دریچے پر کھڑی رہتی ہون کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہے گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود دھوپ مین کھڑا اجل رہا ہے ان باتون کو سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا تاب صبر نہ باقی رہی نیمچہ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمکی آواز دی او شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہے ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکے چاہا نیمچہ مارے شاپور شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہوجیے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیمچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا تبلا کیا کہتی ہے اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا اب شاپور شیر دل کو سواے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی کا عیار ہے میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہے غلام کو تلاش کرتے ہوے آٹھ پہر گذرے بمشکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

شرما کر نیچہ مثا یا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ کے اٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی
عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے کچھ نہ بولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش
دکھائی آئینہ فراق میں صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہاں پہونچا حقیقت میں
اے ملکہ سیمیں عذار صنوبر قد یہ عجب مژدہ روح افزا ہے بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ٭ در حیرتم کہ
جان بکدام کنم نثار ٭ بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردہ حجاب فراق سے چہرہ
زیبا دکھایا مژدہ وصل سنایا مگر بسبب شرم وحیا کے منھ سے بات نہیں نکلتی شادی سے پیراہن میں نہ سمائی آنکھوں
سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدموں پر گرا کہا لاکھ جانیں میری ایک ناخن پائے
حضور پر تصدق ہوں مجکو غیر نہ سمجھیے گا میں خواجہ کا فرزند دلبند ہوں شاہزادے کا غلام قدیم ملکہ ندیم ہوں ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہے جملہ راز و نیاز کا محرم ہوں اُس شہریار کا ہمدم ہوں اُنکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دو
پہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہیں کہا آخر جب میں نے قدموں پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہے
کہ آب و دانہ تک ترک ہوگیا ہے چہرہ گل سا کملا گیا ہے ابھی اپنی جان کو نثار کروں گا سر کاٹ کر قدموں پر
رکھدونگا جب اُس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی آپکی تصویر دلپذیر تقریر میں دکھلائی شکر ہے
کہ غلام بشکل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور بھی غمخوار کو سرفراز فرمائیں حال نہ چھپائیں دیکھیے تو
حضور کی صورت کیا ہوگئی ہے ایسا نہو کہ گھٹ کر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر میں کیا کروں میں
تو اس کوچے سے نابلد ہوں شاپور شیر دل نے کہا وقت شب ہے رات پردہ عاشقاں ہے حضور غلام کے ساتھ چلیں
دو میں باتیں کر کے چلی آئیں دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائیں آپ کا احسان ہوگا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپکے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور یہ کہنا مانیے
ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی در اندازہ دیکھ لے خدانخواستہ
باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہیں معلوم میرا کیا حال ہوگا اگر دشمنوں کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلائے روزگار
ہے دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہے صرف دعوت میں چند دن باقی ہیں میں تو تمہارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے
جینے سے کیا کام مگر انکو اتنا سمجھانا ضرور ہے کہ صاحب سنو اپنی جان ہے تو جہان ہے میرا باپ بڑا پہلوان ہے اگر دیو بلبل جنگی
بجوائے تمہارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز ہرگز اُس دیو خصال کے مقابلے میں نہ جانا بڑا خونخوار ہے انسان کا
قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہے لاکھوں جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے
حسرتیں لیکر پردہ دنیا سے گئے تمام ملکوں کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہیں شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب
دیکھکر غش آتے ہیں بھیا میں کم باتیں کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا

کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کے باپ سے مقابلہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کیواسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے مین آئین خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہے لبون پر دم ہی شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیےگا وہ بھی وہان خیمے مین تنہا ہین کسی ذرا اندازہ کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا اپنی باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد و بے پائون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہوکا عالم ہے ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک مادیان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا

ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی رحم دل
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
تڑپتا ہے پہلو مین سیماب سان
محبت کی تیری ہے فرد سند
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہے
کوئی میری دنیا مین آب و غذا
کرے مجھسے تو بھی بےشرم و حیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہمنشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل
ترے ہجر مین چین آتا نہین
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
بھرے اشک آنکھون مین ہین لالہ گون
جگر مین ترے ہجر سے درد ہے
مرے دل مین ہی آج یہ آرزو
محبت کی باتین بہ ناز و ادا
مددگار خالق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جانکا
نہین آج موقع ہی انکار کا

تو ہی ہے مرے زخم دل کی دوا
دل زار تسکین پاتا نہین
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کرون تجھسے ہنس ہنسکے مین گفتگو
ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک

اٹھتی ہے کبھی قلب تھراتا ہے ضعف سے بات نکلنا مشکل زور دوپہر بیتابی دل جان لبوں پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہوگیا کہتا ہے کہ ای ایرج شعر شب فراق تو جوں توں کٹی بنالہ و آہ ❊ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ❊ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہے کیا غروب نہ ہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہے دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہے اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہے
الجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے
چنگاریاں اٹھتی ہیں بدن سے
نشتر کچھ دل میں گڑ گئے ہیں
یکسان ہے دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہے آنکھ رو رہی ہے
ہر بال ہے اک وبال سر کا
لرزے کی سی کیفیت ہے تن میں
ہے جی میں کہ کپڑے پھاڑ ڈالوں
مجنون کی لحد پہ گر کے جاؤں

شعلہ دل سے نکل رہا ہے
دل ہاتھوں سے کوئی مل رہا ہے
نکلا نہیں پر دھواں دہن سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہے
ہے ایک ادھر ادھر کا عالم
درد دل زار لادوا ہے
ابتر ہے دھمک سے حال سر کا
اٹھتی ہے سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لوں
[illegible] جو سلے مجاور رہی کا

دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہے
سینے میں کچھ اچھل رہا ہے
کچھ حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں
اب جسم سے جان نکل رہی ہے
ہر عضو میں ٹیس ہو رہی ہے
کچھ ہڈیوں میں بخار سا ہے
رعشہ ہے تمام تن بدن میں
بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤں
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منہ دکھایا تاریکی اس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوے محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خور و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت میں ہمکو چھوڑا یعنی بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منہ موڑا کہیں جا کر بیٹھ رہے ہمکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے اگر جاؤنگا آقا وہی وحشت کی باتیں کریگا ای ایرج اب خود اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کریگا محبوب تک پہونچا دیگا یہ خیال کرکے چاہا گریبان چاک کرکے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہے لپک کے سینے سے ایرج نوجوان لپٹا ہوا اور کہا واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری گذری یہ رات دل ہمیں تڑپ تڑپ کے کٹی ہے پاس کوئی مونس ہے نہ آشنا ہے تم تھے تو تم سے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہیں دل میں آئی طرح محبت کے جوش ہیں شاپور نے کہا اے شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہے آپکی معشوقہ خود تڑپ کے آئی ہے غلام عجب طور سے وہاں پہونچا اسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے میں چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کریں بزم عشرت پیراستہ کریں قریب تھا ایرج نوجوان شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پاؤں سنسانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنون را ❊ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلی ❊ جوں توں اپنے تئیں سنبھالا خیمے میں بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہے کہ آقا مجھے حکم دیجیے میں فرش کردوں

ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ تبلاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرکے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دون پھر یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پری وشکے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اچھل رہا ہی بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہے کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اٹھایا ایرج نوجوان نے ایک قناب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے ہوئے شرم سے قدم نہین اٹھتا ہاتھ پانوٴن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نما د فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہگئی وہ ؛ سر اپنا بس جھکا کر رہگئی وہ ؛ شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جب بیاد ہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اتری جا کر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین رعب حسن و جمال ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہے اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور فیروز دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہے خاموش رہنے کی کیا سبیل ہے جلد جلد جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کرکے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم اُنسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین ہی فقط وہ جملہ سنا نا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہے میری لکھی ہوئی تقریر ہی ایک جام بھی نوش فرمایئے دو باتین سمجھا کے چلی جایئے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے حسنفی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمت گزاری نمنے کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بوا شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر خیمہ ثبات کے اٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑا بہادر کچھ خیال جرأت نرہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جایئے اب ہمسے صبر نہوگا دل پر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اٹھیگا دل قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دلدادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اُسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑگئے شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ؛ روتے روتے دونون کو غش

آ گیا شاپور منھ پھیرے ہوے کھڑا ہے دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان الامان اگر اسوقت خالی آتا شاہزادی
کہ مردہ یا تا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اٹھایا
پہلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھول شاپور شیر دل نے کہا ای شہریار ہوش مین آئیے
دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اٹھا کر
اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پہ ٹپکے اُسنے کام نمک
کا کیا اُسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلی پر پہونچا
فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ ٹھہر وتکلی
لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب یالبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ
تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے
ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچارا سجدہ
کرنے کے لائق نہین مکار و غدار اپنی بہشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے
تمھارے کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین
ہمارے قبلہ وکعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی گھبرا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے
زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین
و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہے وہ لائق سجدہ کرنیکے ہی اسکو وحدہٗ لاشریک
جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیئین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون
مین نور ہو رنج وملال دور ہو اس فصاحت وبلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ
باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور
کی خاطر مد نظر ہے ادنیٰ بھی تمھارے کلام مین اثر ہے جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ تو ذرا سی
بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز وکرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ
تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب
تیار کرو اندھیری رات ہی پشت باغ تک ہمین پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش
فرما لیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جام شراب مملو کرکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو وہ جام بے دغدغہ
گردش ایام چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصع اُٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین اُٹھکے جانا گوارا تمہارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمہارا
جبین منور پہ ہے چاند ٹیکی
سحری آنکھہ پہ کیا اجارا تمہارا
کہا جب یہ وصل بولے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمہارا

کہ مد نظر ہے نظارا تمہارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ چمکا ہوا ہے ستارا تمہارا
محبت مین ہین انکو دل دیکے بولا
نہین ہو گئے راضی اجارا تمہارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان ہین صورت زلف ہونگا
نہین بیٹھتے ہم اجارا تمہارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمہارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوئے
کہ آج چمکا ستارا تمہارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونیکا کیا باعث ہے نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہے خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہے مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سبز بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ رووُن رونا تقدیر مین لکھا ہے حقیقت مین نوشتۂ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہے آج صبح کا ذکر ہے کہ باپ میرا فولاد و فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار رستے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہے کہا کہ اے نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہے بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہے وہ تو پیر زمین گیر ہے مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہے ایک نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پر گرادونگا اُسوقت سے ایک دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا پس برائے خدا ہم تو مصیبت ہجر کی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچا لیجیے بوجہ آپکے نام کا دشمن ہے اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہے ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ملکۂ عالم تمھاری مہربانی اب تو اُس بھیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تمسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہے دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہے بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان پھر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقدر وح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان کا لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہے اول تو اب آنکھوں مین نکلنے کے پہلے دو دن گا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا

اگر نمانینگے تو وہ روز سیہ دیکھینگے انشاء اللہ عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو بیر تن کہ کہتا ہی اے ملکۂ عالم انکا لقب ہے شکار کنندۂ ہفت تلاءٔ قاف کشندہ کہ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین تھر تھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے تپ چڑھ آتی ہی ہم سبھون کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین سات برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاس و مطاہر عادی برابر کوہ بو قبیس براستقتل ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے انکو قتل کر پاس کمنہ کے چیر کر پھینکدے یا نو برس کے سن مین حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جاکر زیر و زبر کیا اپنا جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس کفرآباد مین گاڑا چھبیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کا لشکر دو بر کرور سوار و پیدل بشمار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہر نگار اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کو سے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم و خیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیانے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اتر کر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا نا ہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و سفند یار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کے نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے باتفصیل ماہر ہون اے ملکۂ عالم یہ سب حیا کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہے اور چھوٹے بڑے کو ہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھو مسلمان ہوئے کچھ لقمۂ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سُنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی

کہا ہمیا شاپور تشیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اے شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھویں ساتویں ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے
آنکھوں مین آنسو بھر کے کہا اے معشوق عاشق خصال وا اے بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے
نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اٹھائے ہین کہ مر مر کر جئے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کہا اے شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہے صبحکو قیامت برپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نہ پائیگا
زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا مگر اسمین آپکے دشمنون کی بھی خرابی ہے اگر کسی نے
خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار بیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرورمین خوف نہ کریگا
میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے بہادر ہین صدف
دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مگر وہ دیو ہے انسان سے آدمی لڑتا ہے پہاڑ کو کون ٹال سکتا ہے ایک دلی سی جرأت اُسکی
یہ ہے کہ قلعۂ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہے اُس جوار مین ایک صحرای پر ہول تقادمت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار
رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے
جب ہمارے باپنے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آ کر گرتے تھے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا تو طعمۂ آدم خواران ہوئے
یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپنے کہا ای افسران فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے
بڑے بڑے کو ہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور کہا ہم لوگ ہی سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو بلکہ تنہا گینڈے پر
سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اس دشت مین گئی سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگے مگر مہبوت آدمخواران سبکا افسر تھا
وہ آکر ہمارے والد سے اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے بیدل ہوئے مہبوت سے کشتی لڑے مہبوت نے زرہ والد کی
نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے اسقدر گھونسے مارے کہ وہ ملرے
صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار
مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدمخوار کو ایسا آدمی بنایا ہے کہ
لشکر کا سپہ سالار ہے یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمایئے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان نے کہا
اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ؛ انشاءاللہ اب وہ تشریف لائے ہین ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو
مین نجانے دونگا یہ سر حاضر ہے کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ چھلنا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش
محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے اسقدر رو دی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہے رقت ملکہ کی کمی
جاتی ہے ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہے کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض بعبارض

رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہا برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونیکا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا اے شہریار آپ مجکو جانیکو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑکر جاؤن مگر بہر طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین تھین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرا کی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خلق کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہوکر پشت اشہب تیزگام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار رہا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا اور روی سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا بلاے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی **شعر** موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ؛ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ؛ مرغان خوش الحال حمد و ثناے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہاے گلشن غنچہ ہاے دل کھلانے لگے **اشعار**

صبح درآمد زرد و یوسف زرین رسن
روے افق شد ازان ہمچو عقیق یمن

کرد چو یونس بر آب در دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات

خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگافت
ساقی دوران از و داد مے را انجمن

و صداے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہاے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجیب شان ہی رخ شمع پر زردی دل تنگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا بکھرے ہین گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرہ پہ بوسون کے نشان **شعر** وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال ؛ اگر ان پہ بوسون کا گذرے خیال ؛ نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے مشکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلے سے توڑکر پھینکا آنمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صداے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبراکر کہا کہ اے شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہے ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد نولاد شکن کو ہوا بنایا ہے کیا آگے سب کو کہا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد نولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجو نگا کہ

او بچیا تیری دختر ہمارے پاس موجود ہے اگر کچھ دعوی جرأت ہے تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیر دل نے اشارہ کیا ملا کیر لے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان کا خاندان آتش خو
شعلہ مزاج مشہور ہے دادا انکے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب
چند سے سلیس ہوگئے ہین مگر مقام جرأت پر آپ ہی اپنے آپسے باہر ہوجاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ خاور سیاہ
معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی بدمزاجی پر طرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین
جرأت مین بنظیر مرجانے کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق انکی طبیعت کے کام کرنا
چاہیے اگر ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کر دی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائے مین
رو برو لسکے جا کر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہے انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہے ملکہ یہ سنکے رونے لگی
اور کہا کہ اے شہریار آپ کو اختیار ہے اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے شاہزادے اور ملکہ کے
سامان شراب کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی خاموش ہے کسی جانب متوجہ نہین
ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہے مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر ہوتے ہین اول صبح کو خواصین جو سوکر اُٹھین دیکھا
ملکہ اور شعلہ رخسار کوٹھے پر گئی تھین چہار جانب تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھانڈالا اس گل حدیقۂ رعنائی کی
کہین بو نہ پائی اب کنیزین باغ سی سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اندر آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ
کیا غضب ہوا ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو شل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ بن
نہین پڑتا ایک کہتی ہے ہوا اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہین ملتا ایک نے کہا وہ آکر ہماری تمہاری ناک
چوٹی کاٹ لینگے ہمین سے پوچھین گے ہم انسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی خاموش
ہے اسکو تو اک حیرت کا جوش ہے سب نے کہا بی وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھون کی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین
بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہے سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہے
شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہوکر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالکہ کو کہان لیگئی
صاحبو مین خاک بولون کیا زبان کھولون ہے ہے مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہے انکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہے ہائے انکی بھولی صورت یاد آتی ہے میری آبرو بڑھانیوالی
دو دن سے بچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہے جو مجھ سے ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہے
کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہان
آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت مخلدار تھر تھر کانپتی ہوئی
بدحواس آئی کہا او مستانیو یہ کیا ہلڑ مچایا ہے اپنی جان کی خیر مناؤ معاجلاد فولاد فولاد شکن آتا ہے مین نے سلام کیا پہلے

مجھسے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی یا سوتی ہے چھوکری کا مزاج کیسا ہے میں نے کچھ جواب نہیں دیا بھاگی یہاں آئی ہوں
ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو میں تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہوں بوا چاہتی ہوں کسی کنوئیں میں گر پڑوں یہی ہے
کیونکر اپنی جان دوں زمین سخت آسمان دور اے خداوند لقا خیر کیجو سب کی جان بچا لیجیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری
ملکہ باغ میں آجائے دل شگفتہ ہوجائے لقا کے نام پر غریبوں کو شراب پلاؤں گی لات و منات کا بوجا کروں گی
ہنوز یہ باتیں تمام ہونے پائی تھیں سب خواصیں لذت کی باتیں سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھیں کہ فولاد
فولاد شکن سامنے سے نمایاں ہوا نشہ شراب میں مست پیر ڈالتا کہیں پڑتا کہیں لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے سب خواصیں
واسطے تسلیم کے جھکیں فولاد فولاد شکن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہاں ہے سب نے سر جھکا لیا کچھ
جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزاں بصورت آئینہ حیران و شکل گیسو پریشان زبانیں بند دل درد مند سب سے
آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہیں بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پاؤنوں میں زنجیر پڑگئی گویا زمین میں گڑگئی
فولاد فولاد شکن نے کہا ارے حرامزادیو کچھ جواب نہیں دیتیں کیا چھوکری ابھی سوکر نہیں اٹھی سوتی ہو تو خبردار
نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہیں ملا فولاد فولاد شکن نے سر پر بی لذت کے ایک
گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین پر لاڑیاں گرنے لگی ادھر کسیکو تھپڑ کسیکو قبضۂ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب سب باغ
کا اسی طرح خاتمہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا ارے غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہے سوکے نہیں اٹھی یا جاگتی ہے یا مرگئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل حال یہ ہے
کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھیں خیر وہاں سے وہ آئیں عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد منھ خشک خاموش کسی سے
کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر منھ لپیٹ کے پڑ رہیں خواصوں پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قید ہی بنایا ہے ہمارے پاس سے
جاؤ تنہا ہمیں رہنے دو میں جوش محبت میں شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھیں سوج گئی تھیں
میں نے حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہے میرا بات کرنے کو جی نہیں چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی میں رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے آپنے حکم دیا
شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سنو بعد حضور کے جانیکے بی شعلہ رخسار گرما گرمی کرتی ہوئی آئیں
مگر مثل دیوانوں کے کہتی ہوئی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں بی لالہ عذار پیٹتی تھیں ہے ہے میری بچی کو کیا ہو گیا
حضور ملکہ سر شام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئیں یہ کہکر کہ ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار
شعلہ رخسار کی ماں کو رخصت کر دیا ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھیں گے
اب جو لونڈیوں نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہے سارا باغ چھان چکے
آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس میں چرچے تھے کہ اب کیا کریں کہاں جائیں اصل کیفیت تو یہ تھی

اب حضور کو اختیار ہے چاہے لونڈیون کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل از دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو
غارت کرے جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو بخار
چڑھتا ہے فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہے مگر حال سنئیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو
چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے
چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے شعلہ رخسار کو بیہوش کر کے ڈال دیا تھا اب
اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا منگا صحرا مین پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار
کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہے یہ میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہے ارے جلد بہلی روک وہ جبتک
روکے روکے لالہ عذار نے اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان و خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای
امی جان ادھر آئیے ہائے ہم سے ایسی بیزار ہوئی ہین کہ ہمکو ننگا کر کے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر
کے ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی میری امان جلادنی ہے خطا پر مار ڈالیگی آخر آپنے ایسا کلیجہ پتھر کا
کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید بر آتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہوکر دوڑ کے
لپٹ گئی اور روکر کہنے لگی اے جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپسین ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ
رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہے آمدم بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار
کو اُڑھائی سنارہی باندھنے کو دی اور کہا بیٹیا بڑی حیرت کی بات ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ
عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہے الغرض اسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن
سے حال سنکر جو اول مین لکھا گیا ہے خاموش کھڑا ہے کہ پلٹہ ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین
دیکھین یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا معرکہ
ہے میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود بیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو خدمت ملکہ عالم مین
چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پیٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہی تھی
لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہے سب نے اسکو سڑن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہے کہ مین دیوانی
ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکڑا تھا کہ ننگا کر کے جنگل مین پھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی
کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑ دونگی
اور کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی پاس پہونچ گئی جب وہ خونخوار
جنگل یاد آتا ہے تو میرا کلیجہ تھرتھر کانپنے لگتا ہے اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا

انکو آڑے ہاتھون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا ارے ملکہ کہان ہے جسکو جا
بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا
واری میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین
جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپکا بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لیکر
اسی جنگل مین مثل غول بیابانی چہار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قد بی بی
کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار
صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون لونڈیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گمراز الدین ملک بختیارک
شوم کافر بیدین صبح کو جو اٹھا پہلے پاس سلیمان کے آیا کہا کیون پہلوان دوران و گرشاسب جہان میان فولاد فولاد شکن
مُنھ ہی کے کرتے ہین کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالائے قیطول پہونچائینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہے سلیمان نے کہا ملک جی کل
فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جلد طبل جنگی بجوائیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا
آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہے مگر نہین معلوم کیا سبب ہے کہ اتنا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک
نے کہا آج مین خود انکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبر موئے کو بھی
نے کہا بہر حال مین دربار لقا مین چلتا ہون اسجہ مین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہوکے اُدھر چلا
بختیارک نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا راہروی کرتا ہوا آتا ہے چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا
آتا ہے آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین انکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے
لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہے ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ
رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملادے فولاد فولاد شکن بامراد آئین ملکہ
کو بصحت و عافیت صحرا سے پا جائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے انکی دی
جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی
کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو باتین طلسمات کی سی ہین بیت چمن مین دفن ہوا کوئے یار مین نکلا : زمین
مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین : شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ہاتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے
تیرھوین صدی کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کودا قریب کنیزون کے آیا پوچھا خیر تو ہے میان
فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین
ہلڑ ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے

کہکر مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے
باپ ہین بڑے پریت آپ ہین اُنسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ آپسمین مشورے کرکے سب کی سب
دوڑ بین قدموں سے بختیارک کے پٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دوہائی ہی ہماری ملکہ خودبخود غائب ہوگئین بختیارک
نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خودبخود باغ سے غائب ہوگئین ہین
پہلوان صاحب جنگل مین برائے تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین
فولاد جنگل مین ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تم سے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا کوئی دسوسہ دلوائیگا
میری امان سے مجکو نہ لڑوائیگا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک
گالیان دینے لگا کمبختو کہین تمھاری قضا تو نہین آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون
لیکن اشارہ کافی نہوگا سوسن نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار
کے ساتھ ملکہ کو ٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی اسوجہ سے فولاد بھی
اسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلّو کے
پٹھون کا ڈربا کھلا ہی جنگلہ مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی وہ پریوش کسی خیمہ عشرت کدہ مین بیٹھی ہوگی مزے اُڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچرے پر
سوار ہوا اور بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایک طرف دو، ندیان گویا جنگل
کی بلائین پکار رہی ہین کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا
باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئین شعلہ رخسار کو اسکی مان نے اس جنگل سے پایا مگر میرا گل آرزو کہین نٹون
مین چھپ گیا ہی نہین ملتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پانون مین آبلے پڑ گئے ہین بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے
ہین آپ سے مفصل بتلادون فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئین فولاد جب
آکر دربار باغ پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہان ایسے معاملے بہت گذر چکے ہین آپ اُس عورت کے کہنے سے
ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہان ڈال دیا آپ یہان
ہو نجارات کو قابو پاکر ملکہ کو لے گیا جو مین نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہین مٹکا کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا
اونا در بخطا پھر تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی اسکو تو خود مرد کے
نام سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھین وہ صاف صاف
اس راز کو بتادینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ تو سر پہ رکھ لیا اور کہا حضور غصہ نہ فرمائین اگر دل چاہتا ہے
تو اور دو چار دھولین لگائیں مگر گوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار زین خواب پریشان دیدہ است :

اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز بیشتر سے ضرور بیقرار ہو گی ہان یہ تو فرمائیے کہین شیرون کے شکار کو تو
جانیکا اتفاق نہین ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے
مارا مگر البتہ کل جو مین صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا جب دریافت کیا تو کنیزون سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہین
طبیعت بہت بے لطف ہے بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منھ لپیٹے پڑی رہین جب مین آیا اُسوقت حقیقت مین اُسکا حال ابتر تھا
بلبنی بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیان آئی ہین اُسنے کچھ فرمائش نہین کی
ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بنتا ہون جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے
اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ مین گئی ہو نگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا
اُس سے آنکھین چار ہوئی ہو نگی کچھ لوگ اُسوقت وہان ہو نگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہو نگی یہ جوان حسین کم سن
فرزندان حمزہ بھی دریائے حسن و جمال کے گوہر بے بہا ہین صورت و شوکت و جلالت مین یکتا ہین چوٹ کھا کر
عشق کا آئی ہو نگی ادھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر برائے جستجو بھیجا ہو گا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ
دے گیا اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آ گئے ہین بختیارک مسخرا پن بھی
کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہائے غضب آپنے کس ناز و نعم سے
پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہو نگے عاشق و معشوق گلے مین ہاتھ ڈالے
بیٹھے ہو نگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے غرق غرق شرم ہو گیا قریب تھا کہ خنجر مار لے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی
آپکی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے ہرگز ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین
یقین کامل ہے تو اب مین تمہاری جان اور اپنی جان ایک کرونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب
آسمان خوبی ہے کس دست انداز نے یہ کام کیا ہے تو ابھی جا کر دریائے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق
ہو تو مجکو فولاد فولاد شکن نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین
اُس شخص نے بُرا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزار ہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان برادری
کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے نمک پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر بتا دیجیے تو جا کر دونونکے
سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلائے روزگار ہے اگر مین بتا لگاؤن آپ کو تکلیف دون آپ وہان
جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو کرنا بیکار ہوگا چلیے نلچ راگ و رنگ مین مصروف
ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبلان دشت
آشیان را نہ گل گفت کہ خس کم جہان پاک ٭ ان کلمات مہملات کو سُنکر فولاد مثل رعد گرگڑایا غصے سے مانند بید تھرایا

کف منھ مین بھر آیا شل ماردم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ملکہ جی بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین منھ سے نہ نکالو اگر تقصیر
اُن دونون نالائقون کو چھوڑون تو آج سے تلوار باندھنا ترک کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجے
کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہے جاہ وجلال خداوندی کی اب کہانا جب کہاؤنگا
جب اُس درانداز کو سزائے معقول دے لونگا آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نفرمائیے ورنہ مین اپنے تئین
ہلاک کر ڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوندہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منھ سے نکالتا تو
سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپسے باہر ہے نشہ جرأت مین بیہوش
ہے از خود فراموش ہے گھبراکر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیرتاب اپنے عیار کو بلاکر کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بلالاؤ
خیرتاب فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے
بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤگے تو اسقدر نقد وجنس پاؤگے کہ نہال ہوجاؤگے وسواس فوراً تنظو
زرہ بفتی وپیادہ سفر لاحی وگوپن عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہے
ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب بیان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم وصمصام
جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اک جام ہو عنایت　　باقی رہے دور تا قیامت　　دولتمندون مین ہو تیرا نام
پائے جو زلال ورد آشام　　جسمین ہو شراب دیر سالہ　　اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر　　بھٹی سے نکال آتش تر　　اس آگ سے جب گلاس دہکے
خم خانے کا تیرا پھول مہکے　　لب سے وہ پری جو لب ملائے　　دل مین نئی اک ترنگ آئے
ساقی نے شراب دی یہ سنگکر　　حاضر ہوئی فکر پھول چن کر　　گلدستہ جو ذہن نے بنایا
بندش نے عجیب گل کھلایا

مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری وشہسواران میدان طراری توسن
کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحرائے فرحت افزائے
خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہے کہ صمصام نکوام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے
پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج ولشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہے قصد ہے کہ طبل جنگی بجوائی
ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہے اسوجہ سے تامل ہوا ہے یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری مع مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ومہتر برق فرنگی وجانسوز بن قران وضرغام شیردل بفکر قتل صمصام
بدانجام مین روانہ ہوچکے ہین جب صمصام نکوام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا اور مقدمے مین اپنی معشوقہ
لالہ زار نرگسی چشم کے بخوبی عہد وپیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی

کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائیگا اور لطف بربادی
خانہ کوکب روشنضمیر دکھلائیگا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہے کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا ساحران غدار
و سرداران ناہنجار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرداس ہیجیا کے مرغ زرین بنے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین
خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہی مگر واضح رائے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کرکے ایک مقام پر
ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ
صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہرا
مقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر چنی چپکن زیب جسم مشروع کا پاجامہ
یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا ہی کہ آج انعام واکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اسکا
حساب لکھوانا ہی یہ جو چالاک نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپا یا قریب
اُس خدمتگار کے آیا کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان
مگر حجاب سے ہاتھ پانون مین رعشہ کمر سے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے ماں باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری چیز ہے
کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سُنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہے اُسنے آنکھین مٹکا کے کہا
میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے اُنکے ہاتھ مین دینا
خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی مین پڑھیے
اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھوکر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر روئیگے یہ کہکر وہ عورت
تو شکنی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا خدمتگار نے
پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین جاکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین
حضور رونے والا یہ کہہ گیا ہے کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہتے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سنکر
صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سرنامہ پر مہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی
پائی مگر معلوم ہوتا ہے جلدی مین مہر کی ہے کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب
یہ لکھا اے شور یدہ دست محبت واے آشفتہ وادی مودت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

کیا تمسے کہون مین حال اپنا
اک لمحہ نہین قرار آتا

کیا تم کو لکھون ملال اپنا
دن آنکھون مین رات ہوگیا ہی

جس روز سے ردے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی

ہر ایک نفس لگا ہے آگاہ
بستر ہے ہمیشہ نالہ و آہ
جان خواہش وصل پر ہے مائل
دل تیغ فراق سے ہے گھائل
پہلو مین نہین قرار دل کو
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہے پیش نظر تری ہی تصویر
دن رات یہی ہے اُس سے تقریر
ہر دم جو خیال موے سر ہے
ابتر مرا حال سر بسر ہے
جیسا مرا حال ہے پریشان
واقف ہین تمہارے موے پیچان
اور یاد جبین مین اے ستمگر
برگشتہ ہے اختر مقدر
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہے تیغ الم سے شکل بسمل
اندوہ ہے یہ ستم کشیدہ
ہے مثل کمان قد خمیدہ
آنکھون مین چبھے ہین تیر مژگان
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
جب یاد ہے انکھڑیون کی آتی
ہے آنکھ اجل مجھے دکھاتی
فرقت نے دیا ہے داغ دل کو
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
یہ شعلۂ غم نے سر اٹھایا
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اک آگ سی لگ رہی ہے تن مین
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
اس آگ نے خاک مین ملایا
دل کو کئی مرتبہ جلایا
پاس آتے نہین طبیب میرے
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
اے نبض شناس حال رنجور
اے عیسیِ درد جان مہجور
اگر لکھون مین سوز قلب مضطر
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

اے شہنشاہ صمصام واے عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہے جب اول مین تمہارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ جواب حسب مراد تمہارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہے مجکو بلوایا تمہارا نامہ مجھسے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہے مین خاموش ہورہی کہ یہ سمجھ جائیگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھینگے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تمکو کچھ لکھا یا نہین لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہے کہ جب تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجھکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میان صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہے مدت ہوئی میرا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہے مین اس سے نسبت پختہ کرچکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کردون جب وہ بران کو قتل کر چکینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کردونگی اے عاشق زار واے غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین انکو ساتھ لائی ہون پس لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمہارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہے

اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل
سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑ گیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے
پوچھا حضور خیر تو ہے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے برادر کیا کہون راز کی بات ہے مگر تو میرا معتبر ندیم ہے خدمتگار
نہین ہے بلکہ ندیم ہے کسی سے ذکر نہ کرنا مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز ہین
بڑے شعبدہ باز ہین ہائے مجھکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دیکر چھڑا دیا افسوس
کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین مگر اے خداوند
سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہے کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہے کہ
کوکب سے بھی صفائی ہو جائے اے خیر خواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہے تمنے کہان سے پایا ہے اُسنے کہا حضور ایک عورت
کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب بناؤنگا اچھا اب
کہا کرونگا اب اے ہمکلام وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور
میان افراسیاب کو دھتا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا
یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہو جائین
علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پانون مین ملیون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے
جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پانون مین ملدی صمصام نے کلاہ
وہ نکالی جسمین گوٹا پٹھا ٹکا تھا قبا زر[illegible]ت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا گہرا آنکھون مین
لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی
اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا
کسی سے لڑنا منظور ہے صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو نگار رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے
اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈنڈے بجاؤنگا جھولی اسوسطے
رکھی ہے کہ ایک دانا ماش کا مار کر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا
یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر اپنے غرق زمین ہو کر اسواسطے
آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین
لکھا ہے چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کر کے اکثر
جانور آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ۔ زاغ پر تھا گمان بو تیمار ۔ صمصام
نمکحرام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہے چہار طرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا

ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل ہی کہتا ہے اُس باغ کا کیونکر پتہ ملے کیونکر اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن
یا ساحری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین انکی بات کا کیا جواب دیسکونگا ہاے
اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی مہربانی اکیلے باغ مین مع چند
کنیزون کے آنا صرف تقاضائے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل ہی یہ باتین کر رہا تھا
کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پائجامہ پائنچون مین
گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ذرا پتا کھڑکتا ہے تو ڈر جاتی ہی یا خداوند لقا کہکر پھر قدم بڑھاتی ہی کبھی کہتی ہے
کیا اللہ زمانہ ہے نامہ پہونچائے ہوئے پہر بھر گذرا اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم
ناحق جان دیے دیتی ہین شاید میری موت قریب ہے جنگل ہے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائیگا واہ
ری قسمت کا کیا مزا ملا ہی دوڑتے دوڑتے تلوے پھٹ گئے ہی دل گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سی بوٹیان کاٹتی یہ تقریر
جو اُس خواص کی صمصام نے سُنی سمجھا ملکہ کی خواص ہے مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین اُسنے بڑی دیر
لگائی پکارا کہ بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہے دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر پلٹی قریب آکر ایک دوہتڑ مارا کہا ارے
تلوار تیرا ہی نام ہے صمصام ہنسنے لگا کہا بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہے اُسنے کہا میان چبا چبا کے باتین
کرو ہم بھی کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین
اُس نے خوش ہوئے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بوا اُسکو
لئے بناتا ہی بوا اما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جلنے کہین جلدی چلو اب ورنہ گرد شام سے تڑپ رہی ہین
اکیلی باغ میں صرف چند کنیزین وہ تینون تو نگوڑی پرتیکی بو بوہین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے
دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھوچھو ایک گلابی بھی لیتی آنا
بیچارہ تھکا ماندہ آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ جان تک
پہونچا دو مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب جان تو دوڑی گئی تمہارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر پہونچی
تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی
اب چلو نہین تو وہ کہین مر رہینگی صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اس یار جانی محبوب جانی تک پہونچا دو
تمکو احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھوچھو ہنسنے لگی اور کہا اب تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہے
اے غذ تمھاری زندگی کا بھار ڈالا گیا بھیائی سے جیتے ہو لو صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے
رہینگے ارے تو بڑا خوش نصیب ہے بی لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے
اُڑا دیے ہین وہ سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری

چھوکری کو رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا انکو نہ بہکائے گودیوں میں پالا ہے بڑی ضدن ہے ذرا فراسی بات پر دن بھر کھانا نہیں کھاتی صمصام نے کہا نہیں خدمتگذاری میں فرق نہوگا غرض ایسی باتیں باہم کرتے ہوئے دونوں چلے آتے ہیں بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایاں ہوا وہ عورت دوڑی کہ میں ملکہ کو خبر کردوں تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ میں جا کر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ میں آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ ہر نخل گر پڑے ہیں کچھ سر بر زمین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اوسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزیں جو پاس کھڑی ہیں وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اوس ماہ تابان کو دیکھا نازنین خوشخو سرو ابرو رشک ہلال مہر و بدر رخشان کمال نظم

گوہر بحر عالم آرائی
غیرت یار دیار حسن ہے وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حسن کا گل تر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم
بانگ عاشق کی جان ہے لیتی
پرشکن ہیں وہ گیسوئے مشکین
بانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے

گل شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہے وہ
غنچۂ شاخ نو نہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پر تنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
یوں خمیدہ ہیں بال کاکل کے
ابروؤں کی طرح ہیں چین بجبین

کوکب حسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حسن دامن حسن
نو نہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال بدر بدن
بدر سیماب مہر پیکر ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا جوڑی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہیں موسے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گر پڑے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر اُف کہکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اوٹھی کہا صاحب یہ تشریف لانا واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کلب ہے کو دکھاتے ابھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر چلے جاتے آبرو گنوا لیتے تب آپکو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتیں سنکر مثل گدھے کے بھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہیں ہیں کر کے دانت نکالدیے ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکے کہا کیا آپ ننھے نادان ہیں دودھ پیتے ہیں جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ میز نے اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا میں تمھارے وصل سے مایوس تھا فراق میں رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اوس بیتابی میں جو افراسیاب نے مژدہ وصل سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہیں یہ بھی تو میں بخوبی آگاہ تھا

کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے توسل ہے دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے بڑا فضل کیا
مگر کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ زار نے کہا جسوقت شام کو ملکہ حیرت نے اس
بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھوں سے دختر کوکب کو قتل کرا کر تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور
میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہے اب یہ سب فساد دفع ہو جاینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پاینگے کبر و غرور
دیکھو صمصام بدانجام کا کہ ہماری مصاحب قدیم لالہ زار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہے نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہے اب تو وعدہ
کر لیا ہے اسکو مشتاق کر دیا ہے آیندہ سمجھا جائیگا بعد قتل بران ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائیگا صاحب سامری
و جمشید بی چھوچھو کو سلامت رکھیں ہان کبھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہے میری خوشی سے شاد ہین میری رنج کا
ملال ہے اے صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون مین پالا ہے انا نے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انہین کی
گود مین رہتی تھی ایسی باتین سنکر انکے دل کو کیونکر چین ہوتا ذرا بلبلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا اے بی بی
غضب ہوا کاشکے مین مر گئی ہوتی ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمہارا ذکر کر رہی ہین مجھکو تو یہ آرزو ہے کہ گل سے چہرے پر
تمہارے سہرا دیکھوں وہان بھڑوے سرما بے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اسکے ساتھ بی حیرت تمہاری شادی کرینگی
صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہے جب اس بیچارے صاحب حسب و صاحب نسب
سے اتنا بڑا کام لیگی بران کو تہ تیغ کرینگی ٹھہرے دیکھیے شبو خواص کے ساتھ شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہے کہ مین کونے کی
بیٹھنے والی یہ سنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اتار ہی کہ چبالون جان دے دون بی بی چھوچھو تو بچارے ماں کے ہین
لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمہارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا
ہمارا ارمان بھرا پڑا کرتا ہے ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بہنون کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ساری مصیبتین اٹھائین
اگر تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمہارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان فریب کرنیوالون کے منھ مین لوکا لگاؤن
صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہ تھی مینے کہا چھوچھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون
ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے پانون کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا میرے تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے
پچھواڑے ایک باغ ہے اسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہے تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان کاٹونگی
تمہارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہے وہ شاہزادہ خود مزاج کا
کریم ہے ذرا سی رسن گن پائیگا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھوچھو نے کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے
دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا منظور ہے میرے سر پر نہ ماں ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ
ہین میں اپنی جان دونگی مگر سرما کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سنکر بھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دو گی
جسوقت یہان آیا تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نتیجہ قتل ملکہ بران

یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا دھرا ہے سوا اسکے میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر روبراہ خدمت مین کوکب کی چلون وہ میرا بادشاہ
قدیم ہی اسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا معاف کر دیگا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دیگا یہ سنکر چھوچھو
تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی ہی بچی تو بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدھا ہی ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی
تا بہ کوکب اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بدنظرہ ہے دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی اسکی بیٹی کی
قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اُسکے سردار شہر بربلیتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑیگا
فوراً جورو بناکر گھر مین ڈال لیگا مین دیکھا کرتی ہون جب بھڑوا افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھاے
جاتا ہی کتنی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی صاحبزادی کو ہم سے راضی کرا دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے
سب طالب ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائیگا مگر سرحد کوہ ہفت
زلازل جہان کا بادشاہ تزلزل بن ازلال جادو ہی نہایت صاحب بردہ ہی ہرچند کہ اقلیم اسکی کوکب اور افراسیاب
کے ملک سے قلیل ہے مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہی افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نورافشان
جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سنا ہی سامری و جمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین
کہ سب اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری جٹھانی کا بیٹا رسالہ دار انکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان
بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب و افراسیاب وہان سر نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو
ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھوچھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا غلام ہون ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہون
ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھوچھو سے اشارہ کیا چھوچھو نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ بچی دیکھیے تیرا کہا نہ گذرا ہوگا اسمین بھولی بھالی
شوہر کی جان لیگی کیونکہ عمر کاٹینگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھوچھو خیر تو ہی چھوچھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ
آفت درپیش ہی جان بچنے کا پس و پیش ہے صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاو صحبت مین ملکہ حسرت
کی آٹھ پہر یہی خبر جا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہے انکو یہ باتین نہین چاہیئین
اگر تشنہ پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا
صمصام نے کہا بی چھوچھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھوچھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے
جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبا کے لائی ہون
جانتی تھی یہ ضد ان ہی دم بھر مین اُودھم مچائینگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائینگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ
نہ کیجیے چھوچھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی
ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا اُنکو بکنے بھی دو یہ کہکے کہا بی چھوچھو گلاس
بھی لائین یا نہین چھوچھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے

پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیشک یہ وصل کی طالب ہے طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس مئے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز نخواہد ماند ٭ ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منہہ تو لگا دو چھجو نے شراب کا طالب ہون ملکہ نے بہ ناز و کرشمہ گلاس ہی سے صمصام کے پہلے لیا مسکرا کر منہہ تک لیجا کر لگا یا شاید کوئی قطرہ منہہ مین گیا یا نہین منہہ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا دادہ جی چھجو کہان سے گلابی اُٹھا لائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھجو نے گلاس اُٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیو انکے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی برانڈی کی طالب ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر لائی شہر سے نکل جانیکی تدبیر ہے یہان ذرا ذرا سی بات مین یہ تقریر ہے یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے منہہ سے لگا دیا صمصام خوشی مین آ کر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھجو پھوا اس شراب مین کیا ملا تھا شعلہ آتش تھا کہ جس نے دل و جگر کو جلا دیا چھجو چھجو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک ٭ بعیاری من آنم جست چالاک
نہ زید یا دگر دتبیز گامم ٭ خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ اور جو بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے پیچہ سنبھالا یا تو پیچہ نگارین تھا یا پیچہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

گرزان استاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم
جہان سر منگ در خنجر گذاری ٭ بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زکرمش آبیاری ٭ عمرو آن شاد عیاران عیار

تیسرے نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک نے بڑھا کے پیچہ اسکی کمر سے کھولا سر صمصام تن سے جدا کر دون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا لباس خون مین تر بتر ہو جائیگا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکو پسند آئیگی یہ تینون عیار تو الگ کھڑے ہین عمرو اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتیون کے مالے اُسکے گلے سے اتارے موتی ہاتھ پر رکھ کے پرکھنے لگے ہرچند چالاک چیختا ہے کہ حضور پیچہ تو کمر سے نکال لیجئے یہی بڑی چیز ہے کوئی کب تک عزیز ہے عمرو نے کچھ بھی لطیفہ جواہر غیرہ نہ سُنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر مین گر صمصام ناکام کی تار ڈہاتے ہین مگر نقصان کار ملکہ حیرت جادو نے بروقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے بر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار جست و چالاک آ یا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہے خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائین سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہے سچ بتاؤ تمھارے آقا کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ

ایک کام کو گئے ہیں صرصر نے پوچھا کوئی بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر لے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے رو ؤگے مالک کو اپنے مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو منتہگار گھبرایا کہا ہان ملکہ صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہوکے نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوگیا عیار لگاکے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر چاہا تھا کہ تپلے دیکھا صبا رفتار آتی ہے صرصر نے پکار کر کہا کہ ارے جلد جاکر ملکہ حیرت کو جگادے میری جانب سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لیگیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بد حواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر بردے ہوا چلی چہار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہے آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُس نے سامان عیش و جشن مہیا کیا پہر رات رہتے تک افراسیاب منھ کالا کرکے طرف باغ سیب کے چلا اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی یہ سوچتا ہوا بردے ہوا اڑا ہوا چلا آتا ہے سحر قریب ہے ستارۂ سحری چمک چکا ہے افراسیاب جلدی مین چلا آتا ہے کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانمین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بیہوش ایک باغ ویران کے چبوترے پر پڑا ہے عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہے تین عیار نیمچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع کر رہا ہے کہ خبردار قریب آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرادونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش اوساربان زادے کیا کرتا ہے منھم افراسیاب جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تو تھرا گئے نیمچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہے سحر کیا چاہتا ہے بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دمامہ جادو و ساحر مشمشں سے ترنج کے بیرہن کھیلا اسکو نورو کب یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہے جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسمین سے قطرے پانی کے اُڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنا یا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا

جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہے زمین تھراتی ہے اور ہا ہو کی آواز آتی ہے تپلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین بہر نوع اُسکے پیر اُسکو قتل سے بچاتے ہین بعض تپلے آکر ہوشیار بھی کر دیتے ہین ان خیالات سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیر اچاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کر کے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہے صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین ٹک چشم غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بینا خوبصورت

ابیات

نیک سیرت
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
جبین مطلع صبح ایجاد حسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
بھوین دست و بازوی جلاد حسن
پانچون مین گرہ دبے ہوئے گاتی
باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریاے نور کی یاد گنبد بلور کے بموجب بیات
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب انمین سرمے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

عمرو نے پکار کے آواز دی ایجان جہان و اے آرام دل مشتاقان اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہے آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بھڑوے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہے آئینہ تو کبھی میسر ہوا ہوگا چینی مین پیشاب کر کے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہے مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اٹھوا ؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منھ تو لنگوڑے پیٹے نے سوندھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلۂ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اڑ جائے بعد اُسکے نیمچہ پکڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہے بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کر لڑ لینا کوئی دیکھیگا تو ہنسیگا بد زبان مشہور ہو جائیگی گرہستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون کی گالیان کھائیگی عمرو اپنی کہے جاتا ہے لیکن صرصر نیمچہ پکڑ کے برس پڑی جھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سر تنا یا کمر پر ہاتھ مار ابھی

پالٹ کبھی بھنڈارا بیباکی سے لڑ رہی ہے عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی نیمچہ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھ برابر یہی
ہاتھ چلا جاتا ہے عمرو بظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کرتا ہی لیکن دل بیقرار کہ اے عمرو
ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر بن پڑے تو صرصر کو
بھی بیہوش کرون جاب بیہوشی لگھائیون مین دیے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی تھمے تو جاب مارون مگر صرصر تو آندھی ہے
تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کہ کوندرہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روندرہی ہی صرصر
کی فکر مین تو عمرو تھا ہی چوٹین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد دردگوش مرصع پوشاک
پچکاری ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہی ہی شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر
اُس پریزاد نے پچکاری منھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا
روکون عمرو ٹیک کے نیمچہ کو دیوار باغ پھاند گیا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب ہوا پریزاد تو افراسیاب
کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیمچہ پکڑے دوڑی دوڑی پھر رہی ہے
افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجھکو دھوکا دیا چاہتا ہے اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا باش او سار باں
زادے اب بتا بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے
دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی چوتڑون مین چوٹ آئی
پکاری ای شہنشاہ مین ہون واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست
کہ بد کردن بجاے نیک مردان ۔ دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھپر زور آزماتے ہین اگر مین نہ ہوتی تو
میان صمصام جہنم واصل ہوگئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون
دم بھر مین سو صورتین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہی صرصر کے
پانؤن زمین پکڑے ہی شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر پکارتی ہی حضور
ٹھہرے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ جادوان افراسیاب
بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ
زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھوڑیے مین نے تجھکو بھی پہچانا آج دونون کی قضا آئی ہی سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا
اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے
کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیے کیسی بدحواسی ہی منم ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے

سحر کو رد کیا تب افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہے برق فرنگی نہین ہے اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت افراسیاب
نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہے یا عمر وہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر
صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہے جیسی شکل تھی وہی صورت رہی
حیرت جادو نے شہنشاہ کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ
بیہوش پڑے تھے عمر و صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی چوٹ لگی ہے جس جس مقام پر
صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے گلے لگا لیا اور کہا سامری اسکی زبان زاد دیکھو
غارت کرین ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے کہ عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہے مگر اسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب
و حیرت و صرصر قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہے مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولھا بنے
ہوئے مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گھراگھرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش مین عطر سہاگ کی لباس سے بو آتی ہے
صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید فقرے پر شادی کے یہان
آئے ہین مگر عمر و نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھسے اڑتا جاتا تھا اُسی خوف و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی
اُٹھوائی اور نذر زنبیل کر کے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منھ پر چھینٹا مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ
ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہے مبہوت ہو رہا ہے لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کر کے ملکہ حیرت سے
کہا آپ کلیجے مین ہاتھ ڈال دکھڑی کیون ہو میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہے تمہین نے
کھکہ پلائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر منھ پھیر لیا افراسیاب نے کہا اے بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف
افراسیاب کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بُلایا کوکب سے باغی کرایا
بران کو قتل کروا کر چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہے مجھ ایسے جلیل کی اُسکے ساتھ شادی
کر دو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہے اور مین آپ سے
کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون وہ گولے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار
اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور جھولی سے گولہ نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا
صرصر سمجھی ابھی نشہ بیہوشی کا اسکو ہے حوض سے پانی لیکر جلد منھ دُھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی
ہوش آیا مثل تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا اے صمصام خیر تو ہے یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران کا راستہ بتایا شبو
لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا
شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمید و شب گذشت ماہ شین بخانہ رفت بدردے

سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ؛ وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمرو تمہاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلاکر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرماکر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بران کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پر روئین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب پکاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا تمکو اختیار ہی جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے دو تخت تیار کیے افراسیاب و حیرت جادو و صرصر شمشیرزن ایک تخت پر اور ایک پر صمصام سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب جہا جا بجا سے دوڑے افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک تخت زرین بیٹھنے کو ملا اور کے سردار بھی سب آکر اپنے مقامات پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساتی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لعل افراسیاب اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہی **شعر** پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ؛ دل کھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی ؛ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے دگرگون ہی جوش حرارت سے جگر خون سے بیقراری ہین یہ اشعار پڑھنے لگا **اشعار**

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
اس ایک صبح کا دونونکو انتظار رہا
یہ چشم داشت تھی منھ پھیر کر لگا وہ قضا
سرور دلمین رہا آنکھ مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اُسنے دیکھے دل ہمدم مرگیا
ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا ہار تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دو چار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی نہ جین سے عاشق تہ مزار رہا
کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال نہین
گناہ بخشد سے پھر گناہگار رہا
دو رنگیان نہ گئین نشۂ محبت کی
تمہاری مستو نمین ایک ہی ہشیار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا اے خیرخواہ مابدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی کھونری پھر دون مگر چاہتا ہون تمہاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین نمکحرام تمہاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشد زادے منصور جادو تشریف رکھتے ہین

اکثر عیارون نے انکو گرفتار کر لیا قدرت کی ہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کر کے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین
ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اسکو جا کر ابھی ذلیل
کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کر لیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتے
ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار الیس الیسونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہے
اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑ وا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہے اسوقت کی حضور کے
فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہون
تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب فقط یہ رنج و ملال کا تیہ ہے
کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائین صبح کو ملکہ بران کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل
بران کے کل مسلمانون کو قتل کر ڈالونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور
عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین تھا اور
یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب دیا جو جی چاہتا ہو کرنا تمکو اختیار
ہی مگر سردربار اسطرح سے ذکر نہ کرو عیارون کا دمبدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہے کہ بھور یا کالیا
یا تا نتیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہی ہون صمصام نے کہا اے شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جا کر انکو مٹا دون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون
یا نہین ڈرتا ہون جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہے تم جس واسطے آئے ہو اس فکر مین مصروف ہو ان
جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم
افراسیاب چار سو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو
صدائے ہولناک طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اٹھا کہ با دولت پردۂ ظلمات مین جاتے ہین
تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار
کمند انداز و عیارچیون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا
گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچون عیارچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام
کے خیمے کے قریب آسکین یا گو ہر مدعا پا سکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف
رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب کباب کا شغل معطل
ہی کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھیرا کرینگی کیا مجال ہے پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے
گذرے افراسیاب جادو نے کہا اے صمصام تیغزن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہے اسکو بگوش ہوش سنو اسی طرح

جاکر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاؤ گی دیکھو پچھتاؤ گے **صمصام** چونکہ جوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمہ عظیم اٹھا چکا ہی بہت خوف ہیبت چھا رہا ہی **افراسیاب** بخوبی سمجھاکر تخت زرین پر سوار ہوا اشوکت و شان طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا **صمصام** کو عیار پہچون نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھیں اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین **صمصام** کے مصروف ہین لیکن جو جاسوسیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ **مہرخ** کے روانہ ہوئے

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو | نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو | نہو مستعد تو مرے قتل پر
نکر نیمچہ کو تو زیب کمر | ارادہ نکر مجھسے پیکار کا | ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا | روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا | بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو | پلا جام صہبائے تسکین دل | کہ یہ رند ہے اب بہت مضمحل
مرے ساقی مہروش مہ لقا | بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا | یہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
مرا خون ناحق بہائے گا تو | یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا | عمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ **مہرخ** سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ **مہرخ** سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پہ بعہدۂ وزارت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ایک جانب ملکہ **ہلال** سحر افگن ایک جانب شاہزادہ **خورشید زرین** سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ براں شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ **کوکب** روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نکھرامی **صمصام** مین سرنگون خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالےٰ اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نمکحرامی کی سزا پائیگا اور چھ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند سرکار کے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق افتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و ششدر آکر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح بجالائی **نظم مصنف**

خدایا رہے شاد و خرم یہ شاہ | بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ | کہاں ہے ہمائے سعادت نشان
پھرے گرد سر صورت آسمان | الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب | ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو | عدو مثل سبزے کے پامال ہو | شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار

دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بیخزان مین ہمیشہ بہار ہی باغی نرعہ تا

حبت نشان کا صد اخار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہی اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو
اسوقت **صمصام** بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نمکحرام کا ارادہ ہی کہ ملکہ **بران** شمشیرزن سے معرکہ
آرائے نبرد ہو **افراسیاب** خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچپان درنکہت اثر
پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیحیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی
طرح پانون نہین رکھتا بیجون کے بھل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہی مگر لے شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل
ہونیکا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسوے سیہ رو برہم ہی **افراسیاب** نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر
پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق
گذارش نہین ہین اور **افراسیاب** طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ **عمرو** نے فرمایا بی بی **بران** تم نے سنا ہماری رای کی
پابندی ہونا ہمارا دل از خرسند ہو وہ رائے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط رہنا انشاء اللہ
مین معرکہ کارزار مین اگر اس بیحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ **عمر** نہ رکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک
ذلیل کے مقابلے مین جانا میری رائے کے سراسر خلاف ہی ملکہ **بران** شمشیرزن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی الحمد للہ ای
مولی انہمہ ولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری رائے مین ہی اُسکو سماعت فرمائیے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجا لاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپنے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان کا یہ
طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے
ذکر کیا تھا کہ **قباد** شہریار نوزنگاہ ملکہ **مہرنگار** بارہ برس کے تھے **فیروز** عاد مغربی بیٹا سکندر بن **ہمکلان**
مغربی کا بڑے زور و شور سے برائے مدد **نوشیروان** آیا **بختک** نے اُسکو سمجھایا اُس بیحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا
کہ مین **قباد** شہریار سے مقابلہ کرونگا **صاحبقران** زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہی تمام سردار بھی
اشکبار رہے مگر صبح کو **قباد** شہریار نے جاکر **فیروز** عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بصد کر و فر واصل جہنم کیا اب حضور تصور فرمائین جب **صمصام** بیحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکاریگا
یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو اثنائے راہ مین روکا ہوتا
یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہے کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے
کلمات سخت و سست یہ نمکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان **صمصام** کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ **بران** شمشیرزن
کی سنکر خواجہ **عمرو** نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران
مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین بہ مکر حریف کی پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر بھی
کمند سحر مایہ گرفتار کر لیجاتے ہین اُسپر یہان تعریف یقین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑے گیا اور ہمارے

آفتاب نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالیمقدار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہین کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوئے مین نہ مارا جگا کر للکارا وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سوائے فرزندان حمزہ کے غیر اُنکی پابندی نہین کرسکتے ہین لبس بی بی تم یہانکے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بیمیاسے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آئیگا ملکہ بران نے کہا اے عم نامدار صاحبقران عالیمقدار کا دائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو اُنکی جرأت پر ناز ہے رُتسے مثال و دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپنے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلائے روزگار ہے ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہے اگر نیمے اُسکے پکانئے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگر چہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی رہا حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سُنکر سناٹا آگیا قلب تھرا گیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس تلخ کام کو اگر تگنے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا یون کڑک کر اس ملعون کے سر پہ گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون کے رعد نے کہا وہ چیخ ماردون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہوکر جواب دیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اُسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن	که در دید میت ز هیبت کفن
ببین دین او دین او دین او	دہل زد دہل زن بہ تحسین او

صدائے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران ہیرج السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیر خواہ قدیم ہے بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے بہت بستہ حاضر ہوا عرض کی اے آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہوگئے مگر جواب نامۂ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جاکے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصہ جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا سر ایک نگھوار ہو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامۂ کوکب روشن ضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
اُسکے مضمون سے ہم ہوی آگاہ
مین نے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجیے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آدار ے او جب ہو عیان
رنج از حد ہوا پر اے ذیجاہ
گھیر کر اُسکو لائی ہے تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس لئے آپ کا فرمان
کیا ہے صمصام کمند ذہن و ذیل
ہے کمند اجل مین خود وہ اسیر
کچھ تردد نہ آپ کیجیے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ اے برادر طرف سے ملکہ بران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہے کوئی بران سے آنکھ ملا سکتا ہے اگر میری اجل قریب ہے تو مجبور ہون دعا خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکہ مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپکو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمایے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجا لا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب در بارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و دعمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی و ملکہ شعلہ آتشخو و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمکتا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو اسے برحال ملکہ بران جسکو اس رنج والم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جا کر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا سمین

ہوا

بھی اک راز ہے موقع کہنے کا نہین ہے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ۔ ملکہ مجلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جوابدیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست ہے اسوقت انکو تنہائی پسند ہے تو تفتیش حال مین دخل ندو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسیکو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بران کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بران نے دوشالہ منھ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بابہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سنا کہ استاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی مگر مقدمہ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بلا زمان کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کے تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن وجمال طالع رہے بدعنت ظلمت شام صمصام بدانجام سے غروب نہوجائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے

ابیات

قمر شب کی وحشت سے گردون کیا تم
کہ مہرخ کے دلپر ہجوم الم
وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور وشر
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدائین وہ ہا ہو کی ہر سو بلند
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جانشان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایہ حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین قرنا پھنک رہے ہین مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہے جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہے خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیر زادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہے کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا نیچہ ٹیاپ کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر پاش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ ملکہ بران دیکھے

نظم مصنف

ادھر فوج صمصام مین اک غلو
ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے باصد غوشتی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین شور یا سامری کا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چارسو
کوئی بچۂ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

کسی خیمۂ نحس میں غل یہ ہے		دو ہائی ہے کلوا کی کالی کی جے		صمصام نکہرام اپنی بارگاہ میں

یہ تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیاروں کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیر زن وای صبا رفتار کمند انداز
بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزیں حاضر ہیں آپکی حفاظت میں کب قاصر ہیں ابھی بھر ہوا کھور یا آیا تھا ساحر
کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا ہمیں نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگیں ایک ساحر ملازم صمصام
موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشہ باز ہے از حد چلبلا ہے جو جادوگر سامنے سے
نکلتا ہے اُسکو پکارتا ہے بھائی کہاں جاتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہے تمہارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہاں نشے کا اُتار ہے
نہایت بیکل ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتیں سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہیں
کہا بھائی ہمارے پاس نہیں ہے دکان بھی بند ہو گئی یہ مایوس ہو کر رہجاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سایے میں بیٹھا ہوا
گانجا مل رہا ہے کلنگ کی نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد چلاؤ ہم بھی ایک دم ماریں سامنے ہمارا خیمہ ہے دروازے پر
میاں تک ہمارا پہرا ہے روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو سب لشکر کے ہمارا دم بھرتے ہمارے پاس رہتے ہیں سو سو چلم روز اُڑتی ہے
اس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ دم لگاؤ لالچ کاہیکو دیتے ہو ہم تو میاں سرا زمانہ جہان کے پینے والے ہیں اسوقت مجبوری ایک
گنڈے کا گانجا بھی لیا ہے جوانوں کو سب مباح ہے بقول جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ
چلم چڑھائی گنڈا جھاڑ کر آگے رکھی کہا لو بھائی تمہیں سر ہو کل صبح سے تمہارے پاس یاروں کا بھی جلسہ ہوگا بھائی ہم سے
تو دیکھا ہی غلام حسین کے پل والی بھنگیڑان سے آشنائی ہے وہیں دن بھر جمے رہتے ہیں ہم کو سبز رنگی پلاتی ہے آج کچھ نشے میں
الٹ پلٹ ہو گئی نہیں تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے ہوتے وہ ساحر تو باتیں کر رہا لیکن میاں کلنگ جادو نے چلم
اُٹھا کر گڑ گڑا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت لو بلند ہوئی آنکھیں غلیسی نکل آئیں چوتڑوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی
جوان عجب سرور ہوا اٹھا نشہ ہو گیا اُس جوان نے کہا اسمیں دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم مرے کلنگ جادو
گھبرا کے اُٹھا اتنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اُس جوان نے کہا دادے کچے ایام میں یہ حال ہوا کیوں مر ہی گیا
پیتا معلوم ہوتا ہے اس منہ پر جوانوں کو مہمان بلاتا ہے کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آچکا تھا دھم سے لڑکھڑا
کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی منم مہتر برق فرنگی سوچا اگر قتل کروں گا صدا لے گیر و دار بلند ہوگی
کلنگ کی ٹانگ پکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو وہیں ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھوں میں سر جھکائے ہوئے صرصر و
صبا رفتار نے کہا کون کہا حضور ابھی تو آپکے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر سمجھی حقیقت میں ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش اس سے منگائی
ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر

تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سُنا ہی کہ کوکب
روشنضمیر صبحکو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کریگا ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی مین اپنے
بھائی صمصام کے قدمون پر گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا
پڑگیا ہی مجھسے خطا ہوئی کہ مینے اُسکی خبر نلی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کرکے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے بچربانی کہے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہی سچ کہدو ہمارے سر کی قسم
برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر سے کنٹھی بندھی ہے مین نے نذر چڑھادی گرو کی
یہ حال سنا ہی اب اسمین شک لانا بیجا ہے صمصام نے منہ پھُلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور
کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی مین بران کی
شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ کو پھر چاہے نخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھون پر
تاؤ پھیرنے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا
کیا مین افراسیاب کے باپ کا غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہی میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہی اسمین کلنگ
ادھر اودھر دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اوس مین جو بھرے نشہ اتر گیا ایک جام
شراب اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپکے یہ بیتکلفی کا ہے کو
ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا نہین ہون تم شراب پیو
گلابی موجود ہی کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے لیکر جام بھرا چاہا منہ سے لگائے جھککر ہاتھ
روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک کے سامنے یہ بے ادبی مجھ سے مناسب نہین ہے اور مالک بھی
کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب اقبال کا لیجیے ذرا منہ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُٹش کیجیے اس خوشامد کی باتون
سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو ہم
مین کیا ہوگا ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نیمچہ اُٹھا لون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا ایک پتلی
بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہے صمصام کے گلے سے خنجر ہٹاتا ہی ارے یارو دوڑو واسطے اسی
اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر بھی برق نے چاہا خنجر مار ہی دون وہ پتلی
برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ ٹھہر دے ہڈیان توڑ ڈالونگی برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا
چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہی برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار
بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک حبشی سیہ فام سر پیٹ رہا ہی برق فرنگی قریب سراچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ

دونون قریب جا پہنچے برق سراپچہ چاک کر کے باہر نکلا صرصر اور صبار رفتار نے آواز دی کہ یارو لینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہے برق یہ کہتا ہوا بھاگا ارے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر پتلی بائے بین چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا ملازمان صمصام بھی خیمے مین آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا اے شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب کباب کی نوبت کیونکر آئی سامری و جمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اُس بھورپے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے آش منگوائین ہمکو بدمعاش بنائین واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون سے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھوریا تو کیا ہے ان سب کا اُستاد وہ تامنیا موا عمرو جسنے ملکہ دامہ جادو کو مارا ساحر مشمش کو دریائے قلزم مین گھسکر للکارا عنطلی آباد مین سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زر زر دشت بلائے روزگار سفاک غدار منتظم عاقل علم سحر کا فاضل یکسال بن عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کر دیا صحرائے عنطلی آباد لاشہ ہائے ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نرہا جو ایسا عیار طرار آفت کا پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہے اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہے ہزار جگہ مین نے اُسکی مشکین باندھی ہین آخر ترس کھاکر تین روپیہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگی ساری عیاری بھلادونگی صمصام طرار زبان درازی صرصر کی اور احوال عیار ریاے عمرو سنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر کے دیکھ رہا ہے کہ ناگاہ ایک جادوگر دُبلا سا بڈھا جا تھا پانون مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُنھین سرداران صمصام مین جو خیمے مین آگئے ہین اُنمین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سنکر آگے بڑھا کہا بی بی صرصر واہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو روسے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب نہین ہین وہ تمھین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہے جسدن تک منھ پر روغن ہے اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چرخا کات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت جوان ہے کہ سیکڑون اُسپر مرتی ہین اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا آلھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر ذرا سنیے زیادہ عیاری نہ بگھارے یہ صاحب آپکے

واقف کار کیا فرماتے ہیں صرصر یہ سنکے غصے میں بلٹی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے میں جاتی ہوں کب اُسکو
زہر کھلاتی ہوں بڈھے جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیوں خفا ہوتی ہیں آپ دونوں کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ
سنکے صرصر نے آنکھ بلائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہیں مسکرا کر باتیں بنا رہے ہیں صرصر کے ہوش اُڑ گئے یہ
اپنا منہ سے نکلا تھا ارے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہے لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان جہان دھکڑے کو گرفتار
کراتی ہو دم بھر میں بیوفا ہو جاتی ہو یہ جو تیری یہی خوشی ہے تو جاتے ہیں عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادوگر
کو تاک کر اُسکے پہلو میں کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوئے تھے لپٹ کر کودین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے
پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مر کر زمین پہ گرا اندھیرا ہوگیا آوازآئی کشتی مرا نام میرا جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہ گئے
اُسی تاریکی میں جست و خیز کرکے نکل گیا عمرو یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر کبھی نہ سمجھنا کہ غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی باتیں کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحر ان بزم صمصام
کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا آگیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فیا یا یونہیں بکا کرتا ہے اُسکے
کہنے کا کیا اعتبار ہے اور تو سب خاموش ہوگئے مگر صمصام نے کہا بی صرصر تمہاری حفاظت کا کیا اعتبار کریں عمرو
تمہارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے کچھ نہو سکا صرصر جلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی
حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا میں بھلا ہوا کو کیا روکوں وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہے تم بیچارے کیا ہو
کیفیت صبح جب مبارز صمصام زور نمائے غلانے بارشاد افراسیاب بصد کر و فر نیچہ دوم ضیائے سحر کو نیام مشرق سے
نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب پنجہ قوطی و پر زور میں سنبھالا اور ملکہ بران شمشیر زن ظلمت پہ حملہ
آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب میں طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب
نمودار ہوا عابدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین
اُٹھائی **نظم** علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ❊ زدود زآئنہ آسمان زر رنگ ظلام ❊ بدست خسرو خاور فتاد شاہ شرق
ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ❊ اُسوقت شمعہائے مومی و کافوری لہراہین طائران نغمہ سرا کی کانوں میں آوازین
آئیں صمصام ناکام بقہر و غضب تمام نیمچہ قتل ملکہ بران بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوئے بیرون
بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہاں ملکہ حیرت جادو
خواب ناز سے بیدار ہوئی ہر وزیر زادیاں شاہزادیاں حاضر ہوکر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں یکایک
سامنے سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و جمال بجا لائی ملکہ حیرت
نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کو بارگاہ صمصام میں ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی عیاروں نے میاں صمصام کو
دیوانہ کر دیا رات کو بھورے نے عیاری کی میاں صمصام کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے

جام بادۂ نخوت سے مست ہے اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا تھا بچ گیا غصہ مجھپر اُتارا ایک جادوگر کو مار کر عمرو قریب صبح نکلگیا صمصام
بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے میدان کارزار میں کیا ہوتا ہے حضور الگ سے چلکر تماشاے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری راے یہ ہے
کہ حضور دخل نہ دیں حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ میں ٹیکرا ہے تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہے اگر بران کو اُسنے مارا
تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤں اور اگر کوئی اور صورت ہوئی
تو میں سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ حیرت
نے حکم دیا کہ بالاے پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام
دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نپائیں خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا
ہاں ایسے واقعات تو اکثر گذرتے رہتے ہیں مرنیوالے مرتے رہتے ہیں خداوند سامری نے عیاروں کو خون ساحران
معاف کردیا ہے خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہے بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہے صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا
میدان کارزار میں جا چکا ہے میں واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہوں مگر اُمیدوار ہوں کہ
جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری جمشید کے سپرد کیا
ملاحظہ کرنا کیسا میں آکر شریک جنگ ہوتی ہوں صمصام نے عرض کیا نہیں حضور دور ہی سے جرأت و جانبازی اس
نیازمند کی دیکھے ہیں سب سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ رکونگا حیرت تو جا کر اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ
فرما ہوئی گرد دنگل میز و کرسیاں آراستہ ہوئیں اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیاں اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئیں
ہرچند کہ حیرت جادو نے حکم دیا تھا کہ سارا لشکر تیار ہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر
ٹھہرے ہوے ہیں ملکہ حیرت نے سر اٹھا کر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار میں ٹھہرا ہے
آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہے اُدھر لشکر اسلام میں سویرے سے ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد
ہوئیں اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُنکے ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال
سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار جسیم وغیرہ نے
آکر سلام کیا چہار طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جلوخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہے کہ دیکھا آمد آمد
لشکر ملکہ بران شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیرزن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیاں
طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ
نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئیں ملکہ بہار
وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپس میں ایک نے دوسری سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہے ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہے
اُنکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے تم گلہ شکوہ کرینگے غرض اس کروفر سے

لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آ چکا ہی اپنے لشکر کی
بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے دیکھ رہا ہے کہ لکہ ہاے ابر سرخ و سبز و زرد ظاہر ہوے زیر ابر آفتاب فوج مین تخت
ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے لپٹین پھولون کی آ رہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس نر پر بال پر سوار بدھیان
پھولونکی گلے مین پڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہی شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان دُر در
گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحر بات بات مین پچکاریان لیے ہوے مست مے حسن فرخ جمال اٹھکھیلیون کی چال کبک
خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان
پُر بہار ہو گیا درختون مین جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی
ہاتھ بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہو کہ مین بھی ساتھ ساتھ
سواری کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر بر کاب تو دو دیدہ دوش پاے دگر ادھر حمایہ سردار
اسی آن و بان سے شوکت و شان سے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے
ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان ہوا ہی مگر صرصر شمشیر زن ایک تخت کی آڑ پکڑے ہوے غور سے
چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہی بخوبی دیکھ بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی مگر پسینے
پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا سنستی ہوئی آئی
زیاد دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون
منھ سے نہین نکلتا ہی چہرہ انتہا کا متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہی ایک شب مین یہ کیفیت ہو گئی
کیسی صورت ہو گئی دوسرے یہ احتمال ہی بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہی اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہی کہ سر نہین اٹھاتی
اپنے ساتھ والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان مین بھیجا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم بھر کے رنج و ملال
یا مین جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی دیکھ جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا
حال ہو گیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے بر حال بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے
کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہی آٹھ پہر عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہے تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے
اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹ ڈالتی تھی اور نہ کہ
بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمہاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے

خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کر و فر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریای لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب عبا بجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب جناح ساقہ دمکینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو جوکہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریا دل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لکہ ابر پیدا ہوا ابر برستا ہوا نکلگیا سطح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہے دمامہ جادو کہان ہے ساحر مستمش بدخو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام غیرت ہے مثل طایر عنقا معدوم عشرت ہے **شعر**۔ اجل لگاے ہوے گھات ہر کسی پر ہے ؛ بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے ؛ **نظم**

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور — دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور — بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش — کوئی بزم طرب کا بانی ہے — کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے — کہین افضال حق تعالی ہے — ہے کہین شادی خانہ بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان — ہے یہ دنیاے دون کا سررشتہ — نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

بیت۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؛ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الا نام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا ای مردان شیر دل و ای رستمان تہور شعار و ای دلیران میدان کارزار یہ عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہے یہ وقت نام و ننگ ہے ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران نامہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہوے نمونۂ ناپایداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مرجائیے لشکر دشمن کو جرات دکھائیے زندگی چند نفس ہے طایر روح کو یہ جسم خاکی مثل قفس ہے مگر اولا اول صمصام نکہرام نے کہ گردن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کہ گردن سے گود ٹپرا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام کیا جلدی ہے ہمارے سب سردار آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی الجھی ہے اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہے غلام بیقرار ہے بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگرنے لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا اے سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہے سمجھکر پینا صمصام نے اسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا

ملکہ حیرت جادو نے کہا جا خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بدانجام مثل غول صحرائی کر گردن کو اڑاتا ہوا
نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار میں آیا دل قبیح رائے ناظرین ہو کر خنجر بار جادو صمصام بیحیا کا رفیق قدیم ہے صلاح کار
ندیم ہے ساحر بھی زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے انتہا کا مکار و غدار ہے صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہے اسکو بعہدہ
سپہ سالاری لشکر میں چھوڑ آیا ہے سمجھا دیا ہے کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمھیں ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہے کہ اس خیرخواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر لیے گا
لڑائی میں نہ گھبرا لیے گا الغرض صمصام میدان کارزار میں پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور میں تو ملکہ
بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہوں ملکہ بران شمشیرزن نے یہ سنتے ہی تخت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم
نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب جلد جائیں اس بیحیا کو جواب میں
مقابلہ کریں ملکہ مہرخ کے منہ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایہ تخت پر ماتھا ڈالے
استادہ تھا فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی اے مادر مہربان اجازت میدان دیجیے ملکہ نے بہ تعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے
فوراً مرکب اڑا دیا وہاں ملکہ بہار نے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور کہا حضور تامل فرمائیں وہ دیکھیے شکیل جادو
مقابلے میں صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہیں مقابلہ کرتے ہیں ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئیں یہاں صرصر نے ملکہ حیرت
جادو سے کہا اوہو یہ معاملہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا اسنے نام بران شمشیرزن کا لیکر پکارا عوض میں انکے شکیل
جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈیا کا قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیرزن شعلہ جوالہ ہے وہ اس امر کو کب گوارا کرتی ہرگز شکیل
جادو کو مقابلۂ صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہے تیرے دماغ میں خلل
ہو گیا ہے آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہم سب کو ملکہ بران کی جان بچانیکی فکر ہے صرصر خاموش ہو گئی یہاں شکیل
جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اس ملعون نے اپنے گرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا یاسامری کہکے مارا گرگدن
کے منہ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر جھکا قریب تھا کہ خرمن ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ
کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا خنگ طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل
جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلایا برق چمکی صمصام کے گرگدن کا سر اڑ گیا القہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد
سحر جھولی سے نکال کے پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی جھپٹ کر صمصام پر جا پڑا ملازمان شکیل جادو بہ اشارۂ ملکہ مہرخ
سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے
لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ صمصام کے پہلو میں دو تیغے حمائل ہیں ایک خاص
ہمنام بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر غصے میں آکر صمصام نے تیغہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ

خورشید نے سپر سحر کو سر پر رد کا مگر سپر کٹی خود کو کاٹ کر نیمچہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے نیمچہ تو سر سے نکالا مگر صدمہ
زخم سے غش کھا کر زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او فا صحرا کے
ذلت ہاتھ سے اٹھانا اپنی رعادت نہ دکھانا منم ملکہ بہار جادو یون تڑپ کر میدان مین آئی کہ برق جہندہ شرمائی نور جمال
ملکہ بہار جادو سے آنکھون مین صمصام کی چکاچوند آئی جبتک یہ بہیا سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند
ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سرد آئی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختون مین جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب
ہوئے عندلیبان خوشنوا گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین
آدرین آنے لگین شعر اے جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار : اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار : ایک بلبل خوش نغمہ نے
پھول کر ریکھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے

غزل

ہے شوق ماہرو کو سنوارے ستار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑدے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
وہ لکی تڑپ سے برق خجل ہوگئی قمر

تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
زاہد شناس حساب نہ روز شمار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین
ادنیٰ نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلادے جام مے خوشگوار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین
اس آئنہ مین زنگ ہے میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چہار جانب سے ابر رنگ اٹھی
موسم بہار کی کیفیت نمایاں ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے
معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشہ بادۂ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سر نکالے
تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہاے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بہار رہا عطر یار محبت بہار مین دل لالہ داغدار
سوسن صد زبان اس گلشن بیخزان کی ثنا خوان صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھا حیران
و پریشان چاہتا ہے کہ پھول اٹھا کر سونگھے باز دپر سنہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکار اٹھا اے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول
نہ سونگھنا یہ تمہارے واسطے خار ذلت ہے دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد دوری
دل آزاری ہے سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہے یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینک ہوش آیا
قلب ٹھہرا یا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسپر سحر پڑھکر اچھالا زمین پر ایک دو ٹھہر مارا ترنج آسمان پر جا کے
غائب ہوا یکایک ہواے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش
معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہے چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب
ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمہلانے لگے طفل غنچے کو حرارت
سے غش آنے لگے نخل پتون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف

کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن میں باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شادابی درختوں پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزاں اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت کو دیکھا چہرہ گل سا کمھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا اے بہار ہوشیار میں تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھیں شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام میں مبتلا ہوئیں فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ میں جا کر ابر سحر برساؤں ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤں ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نکہرام کو گھیر کے مار لینگے **ابیات مصنف**

یہ دیکھا جو صمصام ذی شور و شر
ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
کرو قتل میدان میں ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
سوئے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی بہر پیکار با عظم و شان
دو دریائے لشکر ہوئے موجزن
تھما گرد سے روئے چرخ کہن
ملے صورت ابر باہم دگر
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کوئی خون منہ سے اگلنے لگا
کوئی صورت شمع سے جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
لگا تنکے سے چھٹنے ہوا یہ جنون
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگایا کسی نے کسی پر تبر
گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر
کوئی سحر آتش میں مسحور تھا
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا
ہزاروں تڑپتے تھے سر خاک پر
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ بیروں کی مقتل میں آہ و فغان
وہ جلنا ترنج اور نارنج کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
کر آ کے اس دم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آ ذولقا
مجھے دشمنوں سے بچا ذولقا
کوئی بہر پیکار استادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا
ہوا ایسا میدان میں کشت و خون
مفصل بیان اسے قلم کیا کروں

یہ دونوں لشکر مثل آب شور و شیریں و مانند نور و ظلمت آپس میں مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا ملکہ بہار گلعذار نے اپنے تئیں مہرخ چشم کو دم میں سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ساحران صمصام جوش میں آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کی نار سقر میں پہونچے ملکہ بہار تاجدار افسر لشکر بران نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش برجا پڑے میں ایک جانب ملکہ مجلس جادو ایک جانب ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیر زادی

ملکہ بُران نے بھی اپنا ہنس سب کے عقب میں بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے گجا پیکان کا کسی نے گولا آہن کا سحر پڑھکر پھینکا
تب ملکہ بُران شمشیر زن نے بھی سب کے آخر میں کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے
اودھر اپنے افسران فوج کو حکم دیا ہے کہ صمصام کی یاری کرو مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو میں بھی آتی ہوں یہ کہکر اشیائے سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی ہو نکہ بلندی پر سے صرصر لڑائی گرد نظر شور دیکھ رہی تھی
جب ملکہ بُران شمشیر زن کو سطرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران
شمشیر زن نہیں ہے سارہ بان زادہ نے کسی اور کو بُران بنا کر بھیجا ہے بُران کی لڑائی کا یہی طور ہے آپکے لشکر سے ایسا کب لڑتی ہے
آخر شہنشاہ افراسیاب بھی جا پڑے ہیں آج تو مرتبے کی شکل ہے کسی ایسی دلیسے پر اسکا سحر کام کرتا ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا مجکو
بھی پڑی ہے بخوف جان یہ حال ہے اُسکے قلعے سے ہجوم غم و ملال ہے اُسکے سردار اُسکو بڑھنے نہیں دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے
چڑھنے نہیں دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ
اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم پر مارا کئی سو کے سر پھوٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ
کیسا دنا تا ہوا کہ دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے سلکہ ڈالدیا ہے جس غول پر گرتی ہے پراگندہ کر کے
ہٹتی ہے بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بوا ہٹ جاؤ شامت نہ آجاوے یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تو بادشاہ کی جورو ہے
خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہے یہاں بھی کوئی موم کا نہیں ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا اے بہار تیری قضا تیرے ہی ہاتھ سے ہے
تنا فقط پاس ہے کہ برادری والے کہینگے بہن کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہے کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ میں
پانوں پھیلاتے ہیں ایک ان کا دودھ پیا ہے کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہے کہ چھوٹی ہو کر بڑوں کے منھ پھرتی ہے چل ہٹ سامنے
سے آج میں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان بہار کے سر پھٹ گئے
لہو لہان ہو کر گرین سیارگلشن جنان ہو میں غصے سے رنگ رُوئے ملکہ بہار شعر ہوا چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا
کر مارا اور کہا اے ہمشیرہ صاحبہ کجا الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو
شق ہوا ہوا سے سر چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک دل سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس کو دی جھولی سے شیشہ آئینے میدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو
نے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت
نے غصے میں چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر جا پڑے بیچ میں ہلال سحر افگن لشکر لیکر آگئی خوب اس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت
سب کو جواب دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہے سر ایک جل رہا ہے ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہے لیکن صمصام
بد انجام غرق دریائے سحر جوش میں کھڑا ہوا لڑ رہا ہے جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر تیغ مار دیا اتنا بڑا زبردست ہے
کہ اگر کوئی جادوگر تیغ لا اُٹھاتا بھڑتا صمصام نکلرام پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزمائے غور برز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار

کھا مارا اس بیچیلے کلائی پر اسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ جھٹکر چھینکر ٹکڑوں ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے
سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہے خنجر باز جادو
اسکا رفیق دم سے داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہے ہر غول میں بڑھکر لڑتا ہے جب صمصام آواز دیتا ہے اس رفیق میں دام عنقا شکن
ہے خنجر باز جادو نے کو مونہہ تک پہونچا دیا بیچیا جا کر نکلے غول سے نکلتا ہے جب صمصام آجاتا ہے جوشن صمصام مانگتا ہے یہ دیتا ہے
مثل ہاتش کے دانے بیچ پا نارنج وغیرہ ہر شے اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہے صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہے ملکہ
مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہو ہے بلوے میں ملکہ بُران کو جانے نہیں دیتی ہے ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہے
اب جو دونوں لشکروں میں قیامت سے سحر ہونے لگے کہ حیرت جادو کی شرکت کی الاکھ جانا دگردن کا کہیں پتا نہیں ابر ہو چکا ہے
صمصام نے آگ برسانی پر پیہ کیکے روکے نہیں رکتا ہے جسنے لوکا اسیر جا پڑا کہیں بیچیارا کی خون ٹپکتا ہے تختے خون کے تلوار رحم میں
بھیرہ سیکاری غصے سے ... دریو غال دیکھ نشان فوج ملکہ مہ رخ سحر چشم کو پامال کر رہا ہے کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی پانی برسا کے
ٹھنڈا کیا اس عیش گردش میں بیچیا لڑ رہا ہے چاہتا ہے ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑے دختر کوکب دل کھولکر لڑتی ہوں سردار پشتے کو
لگ جانے دم محبت کا ملکہ ان کی ہمرہا ہے صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہے ہاں یارو جانبازی کرو ایک ایک کو خلعت دیکر
سرفراز کر دونگا تمہاری جرات پر ناز کرونگا افراسیاب الیسا قدردان ملا ہے جو ہر شناس زیرک ساس خود صاحب شمشیر و سپر ہے
آفتاب اقبال اسکا اوج پر ہے طلسم نور افشاں کے تباہ کرنے کی کوشش میں ہو کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں ہے اسلیے کلمات
جو اسکی زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بُران نے سنے ایک بارگی غیظ آیا دریائے جرات نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ
بُران شمشیر زن میں آ گیا صاحب لیاقت شیر پیشہ جرات تیغ سحر کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیچیا نستعرزبان
درکش و تیغ کش از علاف؛ کہ جائے سخن نیست وقت مصاف؛ یہ میدان کارزار ہے بیہودہ بکنا بیکار ہے افراسیاب
تیرا قدردان باپ دادا نے تیرے کھوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام تونے یہ کیا خوب
خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصے میں جا پڑا
بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلائے روزگار ہے اپنی جمگھٹیا تراش کر گولے پر خون مارا کھا اپنا بچا گئے دشمن کو شکستہ دی
وہ گولہ الٹا پاٹا شعلہ بجوالہ کے گویا توپ کے منہ سے نکلا بہرام نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر وہ گولہ رکا سر پر اس خیر خواہ کے
ایسا پڑا کہ وہ شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا نیمچہ کھینچ کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے نیمچے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام کو اپنے تئیں بچاتا تھا جادوگر
صمصام کے قریب جتنے تھے کئی سو جلے بدم ہوئے رہسپر راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے صمصام نے ایک ہاتھ کا
مانہ سحر پڑھکے نیمچہ کلی پر مجلس کے مارا نیمچہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ مجلس نے جھولی میں ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا نیمچہ نکالوں
صمصام نے متعجب ہو نام نیمچہ سحر یا سامری یا جمشید کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر وہ سپر بھی جل گئی

گویا وصل کی شب تھی سپر کو کاٹ کر نیمچہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دلہن یا ے خون مین نہا گئی غش آنے لگا دل ضعف سے تھرانے
لگا صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لون ہمارے تاجداران بیچ مین جا پڑی
ملکہ زارا و بخراما کیا کرتا ہے یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا
صمصام نے اندھیرے کو مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور وشور سے تلوار
چلی کہ گاوزمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکہ ابر سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے
رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب تیر اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسکی سینہ تیرون سے غربال ہوا
کوئی زیر سم اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بدانجام نے اُسوقت ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر
اُسپر کچھ پانی ڈالا دہ ابر پیدا ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شب تیرہ و تار ہے شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ
زنگی کہون تاریکی پردہ ظلمات سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جسکی تحریر کر چکا ہون
کہ ملکہ بُران نقلی یا اصلی ایک نخل کے سامنے سے ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہے کہ صمصام اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا
او دختر کوکب کہان جاتی ہے بس بُران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب
جانے دیتا ہے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا بُران لڑکھڑا کے تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین
پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ بُران کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا
اتنے عرصے مین سرداران مہرخ و ملکہ بُران نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہے اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام کو
قریب ملکہ بُران پایا بدحواس اُٹھے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا سینے پر
صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہوکر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا اُدھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ بُران
شمشیر زن نے تھرا کے سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹ گئی اُسپر بھی بُران نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم
نہ اُٹھا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مین مع سر قلم ہوکے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری
شروع ہونے لگی لاشہ ملکہ بُران کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہے صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مارا مین نے چراغ طلسم نور افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان کوکب و ملکہ مہرخ نے
ایسا شور گریہ وزاری بلند کیا اور گوے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے کہ ہنگامۂ قیامت برپا ہوگیا آواز کسی نے نہ
سُنی کہ مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی دستور ہے کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہے بیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین
کہ مارا فلان جادوگر کو اس ہنگامے مین کسکے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر بدحواس
ہوگیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؛ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ؛
ہے آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشن ضمیر اسوقت تو غروب ہوا طلسم نور افشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس

شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے غم مین دیوانہ ہوجائیگا خدا اس غم کا تحمل نہ کرائے کسی ماں باپ کا دل کو یہ صدمہ نہ
پہونچے کیونکر وہ بیچارہ صبر کرے گا کیا کلیجے پر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک صمصام
جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُنکی فوج بھی جانبازی میں مصروف ہے اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار
دیا کہ ارے صمصام ایسے نمک حرام کو دشمنوں سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان لینے پر آمادہ ہے صمصام نمک حرام کے قتل کرنیکی
فکر ہے ہر غول میں یہی ذکر ہے کہ یارو ملکہ بُران شمشیر زن قتل ہوگئی اس نمک حرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ نہ چھوڑو ہرگز
منھ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ
برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان میں جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا
سب کے جواب دیتا جاتا ہے مگر بدحواس عالم یاس میں قتل کر کے بُران کو پچھتایا ہے کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دلمین
خیال کرتا ہے کدھر جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اسی تردد و انتشار میں تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای
شہنشاہ ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہے مگر اس مقام پر سر ہتیلی پر رکھکر
آیا ہوں یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق خنجر بار جادو
کو دیکھا کہ بیخ نخل سے لپٹا کھڑا ہے تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہیں خون کے فوارے جسم سے نکل رہے
ہیں آتش سحر سے آبلے منھ پر پڑے ہیں صمصام نے کہا ای دوست جانی واہ کیا کہنا لاؤ اسباب سحر دو خنجر بار
جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو دیئے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپکو سامری جمشید
بچائیں دشمن سب مارے جائیں جسم ہے مجھے ملکہ بُران کو قتل کیا ہے جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دوں پھر
ذبح کر کیجیے صمصام نے اس پریشانی میں تیغ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے گولہ مارا
بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو تیغ لاؤ کچھ آواز نہ آئی چہار جانب پریشان
ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا تیغ کو خون سے پاک کرتا ہوگا یا کسی غول پر جادوگروں کے جا پڑا
ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال میں ہے لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو کہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت سنگ
بحر عیاری دہزبر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے یہ کار نمایاں کیا تھا کہ ملکہ بُران شمشیر زن
کو خیمے میں تنہا لیجا کر بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنظلی آباد کی موسوم بہ
گلنار جادو مدت مدید عہد بعید سے زنبیل میں عمرو کی قید ہے اُسکو نکالکر بشکل ملکہ بران بنا دیا تھا اور
بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ اور بصورت سامری جمشید نے
عطا فرمائی ہے اب روز تخت پر سوار ہوا کر لاکھوں ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بُران شمشیر زن سمجھینگے
اور معرکۂ جنگ و جدال ہے جب ہو سکے سحر کرنا قتل میں دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے زبردست ہیں

کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پشت ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑانے دینگے مگر بادشاہ لشکر کو بریت کا اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا یہ وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ حیرت کو حیال نہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کا خنجر بار جادو طرار رفیق ہے بدل وجان شفیق ہے اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ میں نیمچہ ہاتھ سے صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیمچہ لیکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر ملکہ بران شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای غم ہمدم ما یہ کونسا مقام ہے یہ آواز ین ہا ہو کی کسی رابند ہین جادوگردن کے مرنے کی کیسی صدا آتی ہے کیون اس وقت زمین تھراتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بران شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو بنکر یہ نیمچہ لایا ملکہ بران شمشیر زن یہ سُنکے خوشی سے باغ باغ ہوگئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان مین نہوتا تو بڑی مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپکے تصدق مین دیو تارہ یائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبح کو جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش براے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل القدر ہے اے ملکہ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری و دہر بر دشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے اوصاف روبرو حضرت خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا لے عم نامدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیجیے مین ہوا دار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اٹھا کے

دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہی ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزار ہا
مزدور ساحر وغیر ساحر سر پر ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہی ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اسکے ہاتھ مین غصہ
بات بات ہین مزدور ذرا رُکا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور ہلاک گیا مگر کیا مجال جو منھ سی اُف کرسکے بہت سے
جادوگرین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہی تھے اپنے نصیبون کو رو رہی تھے
اُدھر یہین بیٹی قریب دریا کے پہونچی ایک بجرا طاؤس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُسپر مینز دنگل کرسیان قاعدے سے آراستہ
قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جاکر نواڑا کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کچھ تیز مین دوڑی ہوئی آئین سے
کہتی ہوئی کہ ملکہ بُران شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین
معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی براے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر یہ وقت سیر و شکار نہین
ہی تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر صمصام کا چل رہا ہی صد ہا نخل جل رہا ہی دھوان زمین سی نکل
رہا ہی ایسا نہو ملکہ مجلس جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال ہین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک
جنگ ہو اور ہان یہ نیمچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب اس نیمچے کو آپ لینے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی
دشمن کے ہاتھ آجاے آپ کی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سُنکر نیمچہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے تنگ
دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سی آراستہ سامنے ملکہ بُران شمشیر زن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار
ہوئین آمادہ حرب پیکار ہوئین ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایکطرف سی خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ
ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس وغیرہ بڑی
بڑی جانبازیان دکھارہی ہین صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سی لڑ رہا ہے
ایکطرف سی ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کردی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُٹھ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بران
شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہی ہین کٹتے
کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُران شمشیر زن سی کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پڑاو تک ہٹ آئے ہین
ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ
بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف
ہین کہ اے بنانے والے طلسم عالم کی بدعت حیرت و صمصام ظالم سی ہمکو بچا اشعار

دعاے کنند من کنم مستجاب
تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

اے خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سواے تیرے کس سے عرض کرین سواے تیرے کون معین
و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی چہار سمت سی ہم پہ باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی

دعاان سب کی پوری ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعز یزبے بدل آسمان سی برق چمک کر
زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بیحیا وای ساحران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ملکہ بران شمشیر زن
منم دختر کوکب صف شکن ؛ منم ملکہ بران شمشیر زن ؛ یہ نعرہ کرکے وہین سی ایک جھڑ ارائی کے دانون کا سحر پڑھکے
مارا ہر چند ساحرون نے آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آزمای خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران پر پڑی ہوش اڑگئے کہ ای
صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اسوقت عزیو لشکر کفار اور لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان
چہار طرف ... ی انگشت نما ملکہ مجلس جادو یا توصدمۂ زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین تلسے لڑنی کر رہی تھین مگر ملکہ
بران شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے ہوئے دیکھا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان
مادر مہربان کہتی ہوئی دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بران شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے مثل
فیل مست جھومتے ہوئے اٹھے اور خوش ہوکر لڑنے مین مصروف ہوگئے ملکہ حیرت جادو بھی حیران ہمت ملکہ بران شمشیر زن
تکرین اور اپنی وزیرزادیون سی کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہی کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ بران
شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہوگیا مسلمانون کے مقدمات
کچھ ذہن مین نہین آتے ایک بات سی دل کو تسکین ہی ملکہ بران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی میان بختیارک
صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو
مرتے نہین دیکھا اگر مرجاتے ہین تو فوراً کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ
زندون کو قتل کر رہا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اسکا منھ سی نکالنا مناسب نہین صرصر
نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اسکا قول کرسی نشین ہوا اور مردہ
تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بران زندہ ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین
اس بھید سامری و جمشید ہی ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمای خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سی بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سی ہی یہ کہکر غصے مین جا پڑی سحر کرنے لگی ادھر صمصام بدانجام کا تو حیرت سی خون خشک ہوگیا ہے
سحر تو کرتا ہی مگر رنگ رو متغیر ہے قضا کے کارخنجر بار جادو لڑتا ہوا سامنے صمصام نکوہیدہ انجام کے پہونچا صمصام
نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیمچہ جلدی لاؤ اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ رو چھاپڑا ملکہ بران اسطرف
لڑ رہی ہی خنجر بار جادو لڑتا ہوا قریب صمصام بدانجام آیا جس نیمچے سی لڑ رہا تھا کہا نیمچہ لیجیے حاضر ہی صمصام
نے کہا اسوقت دل لگی نہ کر دو نیمچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول گئی ہے
سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمانون کا لیا دیتے ہین انپر مہربان ہین

صمصام

دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی اُلٹی تقدیر ہے یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہے مگر اب میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی بموجب مثل زدہ را بتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا تھا آپ کا جلدی مین
دھوکا پڑا ہوگا ابھی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیسا طلب فرماتے ہین حضور نے نیمچہ طلب فرمایا
جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو نہین ہو گیا ہے میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہے
خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار ذرا زبان کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمہ سخت کی برداشت نہین ہے
مین نے اسوقت آپکے نمک کا پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہے وہ اور دن کو مثل اپنے سمجھتا ہے
آپکے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اسکا انعام مل گیا جلیے دشمنون سے لڑیے
دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپکے لشکر کے دو ہزار ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ
ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ دار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر
تلوارین رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گولے سے صدہا کے سر پھٹ گئے جلد باران
سحر برسائیے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سُنکر لڑنا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی
پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے نکل گیا ہے اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیمچے کے انکار کرکے
میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو تمھارے دل مین خیال ہے وہ بالکل امر محال ہے تم اسواسطے نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن
نہین دیتے ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت مین اپنے وقت
کے تہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہے دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے تو سراسر بیوقوف ہے تمھارے ہاتھ سے
وہ نیمچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائیگا کند ہو ہو جائیگا سوائے ذلت و ندامت کیا ہاتھ آئیگا ملکہ بُران شمشیر زن مجکو بذات آتش
قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا
اور ضبط کرکے کہا حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیمچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام کیا کم مشہور ہے
اسوقت آپکو ناحق کا غرور ہے مین نے نیمچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجکو کب دیا صمصام جنگ آزمانے خونریز زرہ پوش
نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہے بادشاہون سے زبان لڑاتا ہے جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیمچہ مانگا کہ
لائیے مین خون پاک کردون مین نے دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہے مین نہ جانتا تھا کہ یہ میری جان کا عدو ہوگا معلوم ہوا تیری
قضا در پیش ہے جلد نیمچہ دے ناحق مجکو غصہ پیش ہے ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گو وہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر طرف
خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گولے کو روک لیا
اور آواز دی کہ دیکھ اب بھی خیر ہے نیمچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر
میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا

آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب جہانتاب نام روشن ہوتا اُسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر رو رہا ہے اشکون سے منھ دھو رہا ہے اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اُسکی جفا و ستم ہین وفا مین مری سوا
کانٹا ہمارے پاس جگر سے نکال دے

جتنی محبت اُنسے ہے ہمکو اُنھین نہین
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
کبتک امید قتل یہ جی مین ہے چلکے آج

او آسمان ستمجو کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دلکو ڈال دے
شد کوئی رہبر صحراے درد و غم
جلاد کی کمر مین قلق ہاتھ ڈال دے

صمصام نے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل اجی حاصل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نہ شرما نتیجہ تجھے دیدے مین جاکر بلکہ بُران شمشیر زن کو قتل کرون اسنے زندہ ہوکر قیامت برپا کردی ہے کیا تو نے نتیجہ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہوگئی ہے اب تو شیر انہ لڑ رہی ہے لڑائی بنکر بگڑ رہی ہے اگر تو نے نتیجہ بُران شمشیر زن کو دیدیا ہے تو مجھسے صاف صاف کہدے کہ مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور تدبیر کر کے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہے صاحب فہم و عقل و ہوش ہے خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انتشار مین ہون یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کردون صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہین سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا و ستاب نے کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نکحرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہے اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہے اور غصے مین کہتا ہے جو نمکحرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس مین کہا لو اور غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اتنی سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی آفت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہے جسکا عمر نمک کھایا اُس سے آنکھ پھیر گیا اب اس بیحیا سے ہمکو کیا امید ہے اگر کہین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضاے کار آفت روزگار ان سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہے نہایت صاحب شوکت و شان ہے جوان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ لڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران

کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہاے سحر ہاتھوں مین لیے آپس مین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو
سب کے قریب آیا کہا اے بھائیو یہ وقت جنگ و جدال ہے لڑائی سے ہاتھ کیون روکا ہے دیکھو بلوہ ہو رہا ہے اُن سب کے دل
غم سے بھرے ہوے تھے اُبل پڑے کہا اے افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہے ہم سمجھو نگے کہ ہو سا حری مین کبھی زبردست ہو
کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھرا اس وقت خنجر بار جادو کو بھی بیٹھا
مار ڈالا یہ وہ وقت ہے کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہے اگر وہ اسباب سحر
لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گولہ فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھے
وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے ایسے ظالم سے کیا امید رکھین انکا ساتھ دیکر بیخطا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو
نے کہا بھائیو مین تم سب کا افسر نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کو اہالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل
ہو رہے ہین کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین کیا اس ہجیاے
پا یہ کبھی کار رکھتے ہین سب نے کہا ہماری راے یہ ہے کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہے مرد کا جوہر
شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزادہ بے مروت یہان یہ سب آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ
بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی
اے ملکۂ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمائیے
اپنے سایہ دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا
مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمہاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ
ہوئین اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ اے بھائیو واے نمکخواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک
ہو ہم نے رفاقت صمصام نمک حرام سے منھ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صداے خوشحال سُنکر بارہ ہزار
ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہاے سحر لیکر فوج صمصام
و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے آگے آگے سب کے خوشحال نیک خو
عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار جوانان جنگجو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ
صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال اُلم ذہنگ زیر ران مرکبہاے ابلق و سرنگ بصد کر و فر مصروف کارزار
صمصام نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی اے خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہے کیا اندھا ہو گیا ہے
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہے دوست کو دشمن جانتا ہے خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہے اپنے ولی نعمت سے
دیدہ و دانستہ پھرا ہے او غول صحرائی اسقدر غرور ہے ہوش مین آ اب اختر شہنشاہ کوکب کے قدمون پر گر خطا معاف کرا
ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہے ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہے ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے گمراہ کے لیے رہزن ہین

صمصام ناکام کے یہ تقریر سُنکے ہوش اُڑ گئے مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤن جان
بچاکر ٹل جاؤن مگر سحر بُران سے آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف بہار شدت برف سے سفید ہوگئے مین
طائران صحرا پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہے زمین سے دھنوان نکل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے
ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت برپا کی ہے زمین کانپ رہی ہے صمصام
مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہے کسی نہ کسی سردار مہرخ کو لڑتے ہوئے پاتا ہے وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ
حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے
خونریز زرہ پوش مثل صید خائف بھاگا ہوا آتا ہے ملکہ حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ
آج طبقے زمین کے ہلادونگی مسلمانون کو خاک مین ملادونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ مین جواب دیا اے ملکہ عالم خدا آپکو
سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر کوکب کے شریک ہوگئے ساری میری
فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا کسی طرح رُکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہے
ملکہ حیرت نے کہا از صدقہ بالپوش مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سُن چکی ہون کہ تم نے نیمچہ کھویا ہے
اپنی آبرو کو ڈبویا ہے عمرو خنجر بار عنکر تم سے نیمچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے
تو خنجر بار اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے بگڑ گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا تم نے
بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ انکا بار عیاری اٹھاتے ہین
یہ تم نے خیال نہ کیا کہ جسکو تم نے مارا وہ بُران نہ تھی عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے
پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین نہوا خیر نہ بھلا و آج بُران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مہرخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی چکر سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ بُران نے دیکھا کہ
حیرت کا سحر تھا اسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون
نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد ساحری اپنا بھوگ لے کارد فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے
ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت مین ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئی ملکہ
حیرت نے گرما کر غصے مین نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلوا بھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے
سپر سحر پر روکا سپر کو نیمچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُران شمشیر زن نے قہقہہ مارا کہ اری حیرت ابھی چھوٹی
سحر سیکھ لینے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا
قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اُٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر پر حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹکر
ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک پریزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے

دیا اور ہاتھ سر پر حیرت کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برّان کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہے مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ نیچہ بخونریز طلسمی ہے اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہے خون دشمنون کا چاٹا ہے دیکھو ابتک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا بارھا اسکی جاوۂ راہ عدم ہے بہ نگاہ غور دیکھو کیا چم وخم ہے معشوق بیلو نشین گوشہ گیر بے نظیر قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی
ایک ایک جز کے برابر ہوے جیسے جاب
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ جوڑ تک عناصر کو کیا

یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ برّان شمشیر زن پر جا پڑی سنبھلنا دشوار کردیا ہاتھ اٹھا کر نیچہ مارا ملکہ برّان شمشیر زن نے سپر سحر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر پڑا زخم کاری آیا سحر کر کے بمشکل سر سے نیچہ کو نکالا خون تلبلا کر چہرے پر آیا برّان اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سائے مین نیچے کے برّان کو رکھ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ مار دن سر برّان کا اُڑجائے برّان سحر سے بچے ہٹکر خالی دیتی تھی اُسوقت وہان اسقدر تلوار چلی اور سحر ہوے کہ ہزارون لاشے گر گئے کوئی جلگیا کسی پر برق گرمی کوئی بڑا ایڑیان رگڑتا تھا کسیکے بدن پر سیکڑون آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے جلنے لگا گھبرا کر حوض مین کود پڑا آخر پانی مین گر کر ٹھنڈا ہوا ہرچند ملکہ برّان شمشیر زن دس قدم تک پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برّان کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای زوجہ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا کمنا لونڈی بروقت پہونچی شکر ہے سامری وجمشید کا یہ چھوکری اب نہ جانے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہین بڑے بڑے نامی وگرامی ساحر مارے ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ وناز ایک گولہ ہاتھ مین لیے پکار رہی ہے ملکہ عالم جلد نیچہ مارے مین گولہ مارتی ہون دیکھے نکلی جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منھ پھیرا ایکبار ایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہان جاتی ہے منم کوکب درخشان آسمان عیاری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ وزنگ سطار قاتل کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن مین ملکہ حیرت جادو کے پڑے ارے کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیون سے حباب کو رہا کیا منھ پر حیرت کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ برّان شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز دی بیٹا لینا ملکہ برّان جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر مین پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن مین غائب ہوا اب ملکہ برّان زخم سر باندھکر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول مین آیا اُسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ برّان شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ دیکھا

چاہا کہ پیچھے ہٹے نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر ملکہ بران شمشیر زن پر مارا ملکہ بران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پاؤن پہ صمصام کے پڑا ایڑی کو توڑکر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بران مثل شیر غضبناک نیمچہ کھینچکر قریب پہونچی تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ فولادی مارا نیمچہ ملکہ بران شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پہ ملکہ بران شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روی زیبا پر اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردہ شفق مین پنہان ہوگیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھاکر اُس شمشیر زن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ نیمچہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے ہین کاکلین عارض نور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین

نظم

گھر ڈبا دینے کو عشاق کی دریا ہی ایک
ناگنی بیچ مین آ سکے نہ مانگے پانی

زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ مانگے ہین دل
کھیل جادو ہین کالا جوڑے سے اُسکی لٹک

سعد وہ قہر کہ گچھے مین ہو جسکی ہر لہر
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

اُس قہر و غضب مین اُس مہر سپہر عز و جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارا تیرا گردش مین آیا نیر اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بد انجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینہ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا الٹا کھڑا گر زمین پر گرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صدائے ہاہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری ہوئی ہیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر برپا رہا آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا صمصام جنگ آور اے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت دیاس لیکر دنیا سے گیا یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھالے گیا ہی مثل مشہور ہی لشکر بے میر بیکیہ بے فقیر نفیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پاؤن نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار بر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا نکر پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو ملکی اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو قریب خزانے ملکہ حیرت جادو کے آکر بشکل چوبدار کھڑے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تمھین کوٹ جائیگا ایک کہا یہ چوبدار کون ہے ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر تھرا گئے یہ کہتے ہوئے وہان سے چلے

کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا ہر ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہے جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہو کر ایسا ہو کہ ایک حبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو خاریون کے ہاتھ بیچ لینگے ادھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لاتی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم کافرون کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہے، ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران تہور شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہے خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال ہوذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے انھون نے عرض کیا کہ خزانہ پر کھڑا ہوا چوبدار منع کر رہا ہی آپکا مہری فرمان پاس ہے اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو ہین حضور کے لشکر کے نفر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو جو رنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی حعلساز فقرے باز مکار و غدار ہو گا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہے بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہے یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے عرض کی حضور وہان تو خاک اڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ لوگونے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہے وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہے چلکے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکر یہ پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہو گا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہو گی اور ہم آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا جسوقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سی نیچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اٹھاتے اے بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کر و جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہندی کر کے خانہ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بدو لتی و خرمی سب سرداران نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بران شمشیر زن اُسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک تیلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سپر پشت پہ لیے بعد کرو فر زمین پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیر زن کے دیا ملکہ بلبل شمشیر زن

نے کھول کر پڑھا کوکب روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا صمصام بدانجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ
تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا آپکی صفت
احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر ہے کیا فکر یہ اداکرین زبان قاصر ہے مختصر یہ کہ آپنے بران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا
دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ کس عموم سے عیاری کرکے نیچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مارکے
خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپکی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہے اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک طفل
دبستان ہے علم عیاری نے آپکے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ بران شمشیر زن نے وہ نامہ
ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہے اسکی موت قریب
آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اس جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک ہاتھ سے
تو اسکا صدمہ اٹھایا لہذا آج کی شب بیان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے
ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمہارے ہمراہ چلینگے بمقدمہ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہے اس مقدمہ مین
کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئی ملکہ بہار
گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقائے نامدار مطلع
قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار روئے خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے
دعا مین مصروف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے عرض کی اے عم نامدار کوئی سبب قوی ہے جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح
تحریر فرمایا ہے کہ چلی آؤ مجھکو نہ روکیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار
ہوئین سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چہار جانب سے اس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے
گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہے پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان
ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک
اشتباہ ہوکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ زخمداری سے محفوظ ہو
جس روز سے طلسم ہوشربا مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ
درپیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہے اسمین صاف لکھا ہے کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب
و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اس زمین پر نہ جمے
گا مگر لالہ بادل داغدار دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے

پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے خواجہ مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اسکے چالیس سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ کوکب روشنضمیر کے نمک خواران سب صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخو اپنے مقام سے اٹھا خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ اے برادر اگر عرصہ کرو گے تو ہم خود لینے کو تمھارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ مہرخ سحر چشم برائے استقبال خوشحال روانہ ہوئے یہان کنارے پر بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہ رہا تھا کہ بعد اچھے ہونے زخمون کے ناکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سرخ مو کاکل کشا و خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل و عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہو گیا متحیر ہو کر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ مو کاکل کشا نے کہا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہو گیا خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا نام روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطا کار کیا خدمت بجا لایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا اے خوشحال جادو تمسے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمھاری خیرخواہی ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہے عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا رد کی شکر ہے کہ وہ نمک حرام و اصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سرداران سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا گاہے بہ نگاہے ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرا دی

حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو دے کر بعیش و عشرت فرد کش ہوا بے مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شے کی ضرورت ہو خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا حاجب کو بے کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یار و خیر خواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی امید ہے یہان ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریۂ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے **نظم**

تو وہ خورشید ہے گردون یکتائی و وحدت کا / دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا
عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا / مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی / رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
گر دنگار ونیر پرستش عرض گستاخانہ اتنی تو / گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد اے صانع / ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا
کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی / ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین / ہر اک شمشاد پر عالم ہے انگشت شہادت کا
ہی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے / ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا
تجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا / خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا
وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے / تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا
نہین جائے پناہ اسدم کہین جز گوشۂ رحمت / ہوا اعلام جاری جبگھڑی تیری عدالت کا
سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہے / چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا
تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہے بے پردہ / خیال آتا ہے جب رسوائی روز ندامت کا
ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھ کر دیا ہر دم / ادائے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین بے عنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہین مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے نمایان ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو ہیلا ہین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت و مشیران ابہت سے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول جلال ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ تیز و ساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ صمصام نے اسی نیچے سے ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا مین گرمی جنگ

مین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیر خواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت
نہین معلوم یقین ہے کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے
یہ سنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کردن یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک تیلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ
حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری و جمشید نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے
تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہائے کمند گلوے نازک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم
کو اُٹھا لایا یہ کہکر تیلہ تو غائب ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر پہ زخم کاری تھی چوٹ
سر پہ ندارد کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے
کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر سے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین
سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دو ہتڑ افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا
چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل
حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو
داغ دیا ملکہ حیرت جادو ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان
صمصام لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے افراسیاب نے
پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا اس زور و شور سے لڑا تھا
کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ
بُران شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا ساتھ اسکے ہی ہزارون مسلمانون کے شریک ہوگئے
ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے
قدردان صمصام کو کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم یہ بیان
کردہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا تھا ملکہ مجلس
وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیر زن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی مین نے زخمی کیا خواجہ عمر و
نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معمہ
تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھرائیے کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا
ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار رعشے کا چڑھ آیا ملکہ
حیرت جادو نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے

تو ناک مین دم کیا ہی مگر واہ رے عیار بلاے روزگار تمکو کیا معلوم ہی کہ ملکہ بُران کہان تھی سار بان زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بران بنا کر میدان کارزار مین بھیدیا تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلّو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین مگر ای حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑ کر لاتا ہون دیکھون تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر بچ سکتی ہین کسی طرح نابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار نہنگ بلا کردار فیلان سوار بران مارگیر ماران سیاہ تردد غیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائین اگر اجازت ہو بعد ذبک مین جلا دین خاک مین ملادین اور سار بان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سی دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدہ ملک الموت کا خداوند لقا نے دیا ہی نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے جسدن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہوگئے راہبر رہزن ہوگئے افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہے خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اسوقت انکو تمہارا یہ کلمہ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش برآواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہے کہ خود خطادار ہون مقدمات سلطنت سی مجبور رہنا پڑا رہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن بھی براے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہے عمرو کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہی ہر چند افراسیاب نے منع کیا اُسنے نہ مانا پرواز کر کے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین مہتر برق فرنگی و چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کوتوالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تماشا دیکھو ملکہ حیرت جادو

جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور رای نور نظر مین نے دربار مین ذکر
نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن
کیا تدبیر کرون ہاے اُس شیر کو کیونکر چھڑاؤن برق نے کہا اُستاد جان ابھی دینگے انشاء اللہ تعالی اس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی شخص تا بہ گنبد نور
پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشن ضمیر ایسا عذر کرے کہ مین بمقدمۂ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہون
پھر مین سوائے خدا کے کس کا بھروسا کرون سحر مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار
خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے عمرو دیر چبوترہ کو توالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک
نیلی پوش جادو مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن اس ظالم سفاک سے جان بچاؤن مگر
اُسنے ایک گولہ مارا ایسی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کر مرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے
پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کڑک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا
خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہے جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے
پہونچے تھے ہنگامہ سنکر پلٹے آگے دیکھا ایسی جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے
نکل آئے ہین ترنج و نارنج وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو
کو چھڑائین برق و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہے خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا افراسیاب
خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ حیرت جادو کو ذلت
ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سر بازار قابو پاکر لیگیا مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے
کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی
یہ سنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشد زادے ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین
نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جائین اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست
آتے ہونگے رہا کیے جائینگے ہاتھ سے دشمن کے بچ جائینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہے سبھون کے دلون پر اندوہ و تعب ہی
الغرض چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان
کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر
دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہرگز نہ مرنے پائیگا

احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر وہان تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چہار سمت اُس کوہ کے گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون چشمہ ہای صاف و شیرین جاری باغبان ازل کے قدرت کی چہار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن جا بجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزار ہا نخلہاے میوہ دار بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہوکے نکل جاؤن لیکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت بھبھوت پھیرے پر ملے آنکھین سرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریاے جیحون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کنڈون کا انبار ایک سمت مکوت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار دہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہو جائے ایک جانب لمبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جاتا ہے اس زور سے دم لگاتا ہے کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی اے سفاک نیلی پوس اس اس مقام پر ضرور سامری و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اس پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہی انھین ایسی بندگان خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور سحر کرکے ایک تختہ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے ابھر دست آب واز دی او بے ادب کہان آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہے اگر ہمارے قریب آئیگا آتش قہر سے پونے دو سو خداوندون کی جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے

دانت نکال دیے اور کہا آگ سنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا اے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی
کار نیک ہوا کیا کسی بلیچھ کو تو نے قتل کیا ہے کسو کتبہ سے تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اوٹھ گیا ہے ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین
طائران صحرا تک کی ہم پر نگاہ نہین پڑتی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نرالے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا اے مقبول بارگاہ سامری
آپ پر سب کچھ روشن ہے بیشک مین نے آج اُس شخص کو گرفتار کیا ہے کہ جسنے روح سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم پہنچایا ہے
ہزارون ساحر مارے بےتکلف کھو ڈالے قاتل دامہ و شمشہ عیار سرکش مکار غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار
مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہے اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے
جمال باکمال کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری کیا کیا
قدرت دکھاتا ہے کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہے کبھی چھپاتا ہے یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے سے فراغت پائی ابرون
پہ بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابکار جسکے گرفتار کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا
شرف پاتا بیٹھے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی اُس ساربان زادے کی بڑائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے
کو میرے سامنے لا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک
تیلی پوش باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی اے مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو
مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی سبب سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہے اپنے نوکرون کے ہاتھ سے
ہو بیان کہتا ہے ہمیشہ شکست پر شکست اُٹھاتا ہے بموجب شعر سعدی دانا کہ چہ گفت ؛ یاران یار ہم گردد ؛ دشمن نتوان حقیر
و بیچارہ شمرد ؛ او نادان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پہ بلا لینا ہے عقلمندون کا یہ کام
نہین ہے سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی
رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے یہ سنکر مہنت غصے مین ایسا جھنجھلایا کہ
پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مارا کہا او بیحیا مضمون کتاب تیرا صادق آیا کسی ساحر کے
ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہے قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہے ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے
مطیع آپ ہین دیکھو ہونے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آپہونچے جلدی پلیٹ سجدے مین سر جھکا
ورنہ جلکر خاک ہوجائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کی آگ کی حفاظت ہیگا یہ مہنت
نے قہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر بلبلا کہ دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین
آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بوذہ گرد

نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری شہ ہزبر دشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہناب در خنجر گزاری
منم مہتر قران شیر ژیانم | بہ میدان آبر در آتش قائم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدہ کا دستور ہے اگر سیدھا پڑا ٹانگون سے گذر گیا اور اگر الٹا
پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اسوقت جلدی مین الٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے استاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا
اس زور سے سر پہ سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ہاے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپکے واصل جہنم ہوا
سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ
عمرو جو جلسے مین نخل کے مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار تھے
نعرۂ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر دوڑے آگے دیکھا لاشہ
سفاک کا سر دھوا ہے ضرب سے بغدے کی گرد پرد ہوا ہے مہتر قران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا
مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہے تو حقیقت مین جان بخش عمرو ہے بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا اُستاد
مجکو تو آپکے گرفتار ہونے کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑ کر آیا تھا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب
خانہ خراب کی آکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہے مصیبت پر اُس شیر بیشۂ جرأت کی ہر خرد و کلان
روتا ہے دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون ادھر سے گذرے اور ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون
کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بند ہے ہر کاہن و رمال
و پنڈت ستارہ شناسان ہند مین دکا ملان خوش آئین نے تحریر کیا ہے کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا
بلائے قتل ہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا
خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو
داخل لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہے ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار
گلعذار اُمنڈ آئین ہین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہے کہ خواجہ عمرو کو کہان تلاش کرین برق و چالاک ڈھونڈتے
پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہی ہین عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کروفر بارگاہ آسمان جاہ
مین آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے
مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب
آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہے زمانہ قتل اسد بہت قریب ہے افسوس ہے
کہ اتبک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہے اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری
بلند ہوا ہر سردار درد مند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ مجتمع ہیں سب اہل وطن زمین کے تلے

گئے ہزاروں ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے

عدم ہے کوچ کی جا اور دہر منزلگاہ
مسافروں کے لیے ہے وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے
پڑا ہے خاک نہیں اب کوہکن زمین کے تلے

یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہیں
کہ سیل اشک ہے اک موج زن زمین کے تلے

سر غرور اُٹھاؤ نہ سیر کشور آشنا
پائیگا خاک میں سب بانکپن زمین کے تلے

قلق کو باتوں کا تیری مزا نہیں بھولا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب
بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیوں دل دکھاتے ہو ہم سب آپکے جان دینگے روز قتل اسد غازی
سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت وخون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کریگا سر ایک
رہنے والا طلسم ہوشربا کا فریاد کریگا اور خواجہ اصل یہ ہے کہ ہم سب مجبور ہیں نا چار ہیں گنبد نور تک نہیں جاسکتے سحر
میں افراسیاب کے نہیں زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہے قلب تھرّاتا ہے کہ اُس پابند
سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ
عاشق صادق ہے یار موافق ہے ہمنے سنا ہے کہ اکثر افراسیاب قید خانہ میں گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین
الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا توبہ کر میں تجکو پیار کروں وہی سلطنت حکومت
عطا کروں اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوش نہاد
نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہے اُس شہریار کا دامن ہے میرا ہاتھ ہے اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مر جاؤں
یہی لطف زندگی ہے افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہے مجبور ہوکے قید خانے سے چلا آتا ہے مگر اب
سنا ہے کہ حال اُسکا بہت ابتر ہے جان لبوں پر ہے دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی میں ہمارے اسکو ہم سے
ملاتا ہے یا نہیں عمرو نے رو کر کہا اے ملکہ اگر خدانخواستہ اسد غازی قتل ہوگیا میں لشکر حمزہ میں منہ دکھلانے کے
قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیرگیر دختر مہر بانو قیر کا نور نظر ہے صاحبقران کا نواسا ہے سب نے اسکو بناز و نعم
پرورش کیا ہے بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہیں مگر نواسا اور کوئی نہیں ہے نہیں معلوم ملکہ زبیدۂ شیرگیر کا
کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہے اسکا بڑا اندیشہ ہے کہ نور نگاہ صاحبقران
شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم میں قید ہوکر
آیا ہے بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہے آج تک اُس شیر کا پتا نہیں ملا افراسیاب خانہ خراب نے کہاں قید کیا
وہ عنقاے صاحبقرانی کس قفس میں بند ہوا بس ہو سکتا ہے کہ یہ شیر دستیاب نہوں اور میں بد نصیب جاکر اپنے آقاے نامدار مولا
قدرشناس کو روے سیاہ دکھاؤں مناسب تو یہ ہے کہ گلا کاٹ کر مر جاؤں ان باتوں پر خواجہ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ
فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھی کسیکے ہوش درست نہ تھے یہاں تو یہ وقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم میں ذکر اسد غازی

وحال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہے دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ وہ بسبب
مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہے سفاک نیلی پوش کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہے ملکہ حیرت جادو
نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہے ساقیان پری چہرہ جام شراب ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے
افراسیاب کے لاتی ہین ایک ایک حسین مہ جبین عابد کش زاہد فریب نظم

سہر پا بندی آزاد چند　　ہر یکے را فن دل بردن یاد
ہر یک از گرمی انداز و ادا　　گرد سامان قیامت برپا
مہر تابان بہ تہ ابر اُفتد سلو　　عکس رخسار چو افتاد در آب
عکس بر رو چو فتاد از حیرت　　آب چون آئینہ شد بے حرکت
غمزہ را کیش بود راہزنی　　ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ
ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان　　ہمہ غارت گر ہوش انسان
بر روے آتش بفرات دجیحون

دیدہ انبوہ پری زاد چند　　ہمہ در صید دلہا اُستاد
طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد　　شمع گر دید فروزان تہ آب
زلف را پیشہ بود دل شکنی　　ہمہ را برق درخشندہ نگاہ
ہر یکے از ہنر سحر و فسون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو
ایسی نازنین خوش رو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہے خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہے
اُن کالی کالی آنکھون کا ؛ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ؛ شاہزادیان قریب ملکہ حیرت بصد صولت بناز و
ادا گرد اگرد اُس ماہ اوج حسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان ہے یکایک ملکہ حیرت جادو
نے کہا اے شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہے
علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہے وہ ضرور ساربان زادے کو لیکر آئیگا وہ نہ رہ سکیگا نہ کہین جائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ
سامنے میز پر گلدستۂ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا افراسیاب
نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موئے مونڈی
کاٹے کا لانا بہت دشوار ہے ایک ایک شاگرد عمرو کا بلائے روزگار ہے نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا
افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نہ چھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا
کہ ما بدولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار میان سے اُٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہوا طائر دل
نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرہ کو افراسیاب کے دیکھتے ہین پرون کو کھوتے ہین اور رہجاتے ہین
غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز سے قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اڑنیکا
ارادہ ہے پر کھول نہین سکتے ہین ہر نخل باغ دست بستہ شکل تصویر ہے بلبل ہے روئے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہے سوسن کی زبان بند
قفل غنچہ کھل نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہے مگر بیکار تدبیر ہے موجون سے

پا بہ زنجیر ہی چشموں نے حبابوں سے آنکھیں نکالیں مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہیں بینائی نہیں زمین کو جنبش ہوئی بوند لے
اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ
بیدار ہوا ہر چند سرداروں نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ میں لیکر بارہ دری سے کود آتنا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب
زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب کباب مجلس
ماتم ہوئی یہاں تو باغ میں یہ رنگ ہے وہاں بارگاہ ملکہ مہرخ میں قید اسد غازی کا چرچا ہے ہر ایک سردار رو رہا ہے
خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہے خالق
کارساز ہے کوئی سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہے جب تک طلسم ہوشربا نہیں فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی نہیں قتل کر سکتا ای
ملکہ مہرخ جب دربار میں صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزندان
خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل میں طاق ہیں مثل اپنے والد نامدار کے شہرۂ آفاق ہیں انھوں نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم
ہوشربا ہے یہ ضرور جا کر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن تیغ زن
فنون سپاہ گری میں یگانہ جرأت و شوکت میں یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو
رہا کرنے جائیں علاوہ بھائیوں کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمن
نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شیر نظیر حمزۂ صاحبقران کا چشم و چراغ
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت و لیاقت ہے بہت سے طلسم فتح کیے ہیں وہ جان دینے
پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو میں جاؤں مگر حکم سے خواجہ زادوں کے سب نا چار رہ گئے ورنہ اسد غازی
کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم بھرتا تھا کیونکر کہوں کہ بدون فتح طلسم ہوشربا وہ شیر بیشۂ
وغا قتل ہو جائیگا ان باتوں سے عمرو کی سرداروں کو کسی قدر تسکین ہوئی ہے اپنے اپنے مقام پر آ کے بیٹھے ہیں
خواجہ کرسی پر سر جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان میں صورت آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان اندوہگین
جلوہ گر ہیں کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہیں ہے اس لڑائی میں بھی نہ تھیں نہیں
معلوم کہاں گئیں ملکہ مخمور کی وزیر زادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اُنسے دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سُنکر
ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیر زادی کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہاں ہیں مدہوش نے اول
حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ ڈالی کہا مجھ سے کیوں چھپاتی ہے یہاں کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہے
تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھیں
کسی طرح اُنکے دل کو قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہے اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہے جب میں نے
بجبت پوچھا تو رو کر فرمایا کہ میں نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب میں دیکھا ہے دل مشتاق ہے بے آپ تڑپتا ہے

اے مدہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہے
صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہے سواے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہے دل بہت اندوہگین ہے مین طرف کوہ عقیق کے
جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر اے مدہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپیاتا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے
گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اُسیر بھی کوئی افتاد پڑے خدا اُنکو خیر و عافیت سے یہان
پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین
چھپانا بہت دشوار ہے صاحبان ربط وضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہین کم ظرف ہنستے ہین نیچون کے بھل
جلتے ہین مین کچھ بوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن ہے یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھی کہ چلو
واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین ہو آئین مین نے انکار کیا انکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے
تو خرابی ہو یہان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہے چند
کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا اور بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب غریب شکل کوہ منھ
سے فلاخن آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے آگ کے شعلون سے
آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی
نہ ہاتھ پانون مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھ ٹیک کر چاہا جست کرکے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جیسے خواجہ
عمرو نے جست کی اژدر نے منھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اللہ دہا
عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین
سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سُرخ مو سے کاکل کشا گوئے و ترنج دنارنج و گچھے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا
بیچ مین ہی لشکر کے جاتا ہے خواجہ عمرو کو منھ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مارتا ہے خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین
صدہا ساحراسین دب گئے اب سرداروں نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بعد کرو فر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ
مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اُڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا گولا آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی
نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے
کیسے سحر سرداروں نے کیے کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہے جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہے ہاتھ پانون مین
رعشہ آجاتا ہے قلب تھراتا ہے لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا کنارے پر لشکر کے اژدر
ٹھہرا پھر یہ ہی زمین پر اُٹھا کر دم ماری دونون بازو دن پر پر دار پیدا ہوئے اُڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے
ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھون سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل مہتر قران

عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہین پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہے ہم سبھون کے سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگون نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر جا کر غائب ہوگیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا کلیجہ نہین ہے کہ ہم لوگون پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو اُنکو بھی پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ہی اُس پر نیچہ کب قابض ہو سکتا ہے اگر جائین تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا ہوگا تو وہان جلنے بانیکی بھی تو آسیب ہے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو کے واصل جہنم ہوئے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہے ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے اہی چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہوگئے ایک لمحہ طلسم ہوشربا مین ٹھہرنا مشکل ہے افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ گھبرائین نہین ہم پانچون عیار حاضر ہین جا کر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گڈ بڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچائینگے مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر عمرو جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچائینگے بلکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمایئے سرداران لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہی ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین انکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرات و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کر ڈالے تو اُنکے آقا آ کر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران باسباب عیاری سے آراستہ ہوکر بقصد کرو فر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوئے ہین انکو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا وسوار اس عیار کا اور پتا پا کر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجیب داستان رنگین و جلالت آئین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن
اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن
مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن

صورت گل ہے بیان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر — بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوئے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر — سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا نہان — یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم ترستے ہین یہان — اس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا — گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا — مدعائے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جیب دستی — آنسوؤن سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی — مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
وا رہے اس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم — پر شب مہتاب مین بن ٹھن کے گھر آئے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم — یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے — اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی نقرے کسی نادان کو دے — واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہوگئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا — یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا — روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان — دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
خاک اڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان — نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
وہ پری کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو ابھی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھا کے مجھپر پیچ و تاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ انکی چتون چند روزہ ہے حجاب
اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
بادہ کش تو اک طرف مجھکو یقین ہے اسقدر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
زاہدونکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھو مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
ہیچ سب ہے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
دام پیدا کیجیے کہ ہو چکی مفلس ہوے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
سرد ہے بنتا ہے مے ہر پھول ساغر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
پڑا میکدے مین ہے اب شور و شر
عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ جلنے کو تلوار ہے دشت مین
زبان کی صفائی دکھا اے قمر
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے
دہ تیغ قلم ہے مری سر شگاف
کہ دشت مضامین کر دون مین صاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
سفینین فوج کی ہین کہ بین السطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر　　بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر　　سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر

اور رُخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہو تا تھا نہان　　یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان　　اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان

آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اُسکو غرور حسن ہے حد سے سوا　　گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا　　مدعا سے وصل سُنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی　　آنسوؤن سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی　　مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی

وا رہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم　　پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم　　یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے　　اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کے　　واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے

ایک دن کے ہو گئے اب ہو فدا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا　　یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا　　روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان　　دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان　　نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان

باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا
وہ پری کہتی ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جاکر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھاکے مجھپر پیچ و تاب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
پھر کہان یہ انکی چتون چندروزہ ہے حجاب
اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
سعی باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہے سقدر
زاہدونکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
ہیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
دام پیدا کیجیے تو ہو چکی مفلس ہوے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
سرو ہے مینا ہے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
بڑا میکدے مین ہے اب شور و شر
عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مئے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت مین
زبان کی صفائی دکھا اے قمر
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تأمل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے
وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کردون مین صاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
صفین فوج کی ہین کہ بینا سطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

جو کاٹے رگ جان میان تیز
سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر
عدو کو نظر آئے گرز گران

کمان کیانی ہے نون بے نظیر
تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر
جو نعرہ کرے دن کھینچ کر اللہ

الف صاف آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
ہو اک دم مین زیر د زبر سپاہ

جونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہے اسی تلازمے مین ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اٹھائین

غزل

ترے بسمل کو تیرے پاس اے سفاک ہونا تھا — تڑپ کر رہ نجاتا تھا ذرا چالاک ہوتا تھا
انھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا — مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا — جواب جادۂ صحرائے وحشتناک ہونا تھا
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے — لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا
گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہے کچھ تم سے — کہ اسکو گدگداتا تھا تمھین بیباک ہونا تھا
اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری — تو پھر دشمن نہوتی دوست اے سفاک ہونا تھا
خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین چار آنکھین — وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی — مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا
نہین معلوم ہم بھولے کس کو یاد آئے ہین — خبر لاتا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا
نہ آیا تجھکو میرے آنسوؤن مین پیرنا اے دل — لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین — کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی — قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا
رقیب آئے ہین انکے ساتھ کثرت ہے عذابونکی — یہین گذرا دہ مُردے پہ جو زیر خاک ہونا تھا
جو آنکھین پوچھتین اسکی تو دل میرا بتلادیتا — وہان شرما کے جھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا
نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پہ — مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا
نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا تو نشتر کرتی — ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا
خدا کی شان کہتا ہے بتون کی ناک کا تنکا — مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا
بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا — برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا
تڑپ دلکی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشمونکو — وہین کی بخت نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہوا دل مین تحریر ہوا ہے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے

ہے کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور شیردل فیلبگل شعور
رخسار عیاری کر کے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین
صرف سو دو سو سوار ساتھ ہین فقط شاپور شیردل خیمے مین انکے ساتھ ہے دن عید رات شب برات ہے اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرایا ہے وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہے یہ مفصل تحریر ہو چکا ہے اب ناظرین ملاحظہ فرماتین
کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین مو کے گوہی پر شب سے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہے بختیارک مرچین لگا
رہا ہے کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اب طرح صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے
مین کسی فرزند حمزہ کے ہے تو پھر کیا کرو گے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہے
ملاک جی آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہے جاہ و جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان
دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا یہان تو یہ ذکر ہے مگر حال وسواس عیار کا سنیے
کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہے کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے
دیکھکر آنا وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر
آباد رعایا دلشاد ہر سمت کثورہ کھنک رہا ہے گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی
کے فرو کش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہے دست راست کے جانب بارگاہ دارالے سند رستم زمان
لندھور بن سعدان برپا ہے سمت دست چپ خیمۂ زرنگاری مالک اشتر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر جوانان
عرب جابجا فروکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہے کوئی لیزم و پٹا ہلا رہا ہے خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہنی
سرون پر زرہین زیب جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہے اُدھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی ضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلون پر زخمون کے نشان ایک باغ نیمخران معلوم
ہوتا ہے پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت ہے وردی نج رہی ہے جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے
نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی سے کر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ
ہتی بغل مین دبائے دکان پر بھنگیڑن کے پہونچے چونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے
رسالدار پہونچے ایک کھنکھارا ایک نے موچھون پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا موچھون پر تاؤ پھیرا کرتے ہو آؤ
دو دو ہاتھ لڑلو تلوارین کھنچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہے کہ بھئی واہ جوان کیا سا کھے کا ہاتھ مارا ہے بھئی سپر
تو سپکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر
ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے تر ہی بھنگی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی
دونون جوان ایک طرف ہو گئے تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہے ہم بھائی بھائی ایک

پٹرے کے دوالی جدہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے
آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزاجی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ
ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر
نگاہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے
رفقا ساتھ آکر ہنگامہ کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ تعالی
پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی
عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بیچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام
پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے
آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہے پہلے سب سے قریب بارگاہ
شہزادہ خاور سپاہ کے آیا نقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و تورج
بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک بہرام و جمہور جہان سوز
و طرطوس بہادر و شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی و مندویل اصفہانی
و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف
ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی بصورت نقیرنی ہر ایک
طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد اسی طرح در باغ پر بیٹھا ہے گرد سردارون کا
جماؤ ہے کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان
نہ ملا فولاد فولاد شکن نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہے دیکھو تمہارا عیار کیا کہتا ہے
بختیارک نے کہا سوائے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہے اب مجھے بھی ضد ہے کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے ورنہ ایک
ہاتھ آپکو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین کہکر مجکو بڑے قلق دیے
ہین مرنے والے سے ڈرا کر دو بختیارک نے کہا بیٹھے ابھی لیجیے ان باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من
بسیار این خواب پریشان دیدہ است ؛ یہ کہکر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا اے وسواس
تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو
کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہے وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا
دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے

گیا ہی آجتک پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ اے وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل ہمکو شکارگاہ
مین پہونچا دو ایرج نوجوان کی خبر لادو یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے
دور سے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اُسنے
اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ
اوپر دُلائی انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز دکرشمہ
دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین سائیس اپنے
گھوڑون کو مل رہے ہین یہ انھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی بہن
ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مسکرا کر آگے بڑھا جواب دیا ہمیشہ کلپتے رہو گے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے
ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہنچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہے
وہی ہوگی اسوجہ سے کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے
سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیردل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ
ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ
کامل ہے بس الٹا پھٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا نخلستان کی آڑ پکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی صورت اصلی ہو کر بھاگا
فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو یکجا ٹھہراتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ براے عاشق و معشوق ہر وقت درپے آزار ہی کسی کو صحرا نوردین
کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہے ہی تفرقہ ان دونون شیدا یکدیگر مین
ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری رہبری کچھ کام آئی
مفصل خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمھارا پایان پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے
ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان
صحرا سے لشکر مین نہین آیا نہین معلوم ملکہ عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین
بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی اٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے
پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہے اب غصہ ناحق کا ہے کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے
دختر خداوند کے صدف شاہزادۂ خاور سپاہ سے پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو
ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور
پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا

دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اسنے پوچھ لیا قہر و غضب مین یکہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا کہ نعش روشون
مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک تو یہان بیٹھا ہوا باتین بنارہا ہی وہان وہ
عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا کہ
ایک کرگدن سوار مثل آندھی کے آتا ہی گینڈا برابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالا سے کوہ سکے ہی جبتک وہ سپاہی اُٹھے اور
ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے ایک سپر کی ادھڑ
ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچا ایسی تلوار و نکوب ماتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی
تلوار اُس مرد مومن کی چھین کے اسی تلوار سے اسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک وہ لوگ
ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک یہ دونون سو رہے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو چکا بس فولاد
نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ اب دولت کا تجکو
خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب تھا روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے
آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم شاخ لچکی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی
اے شہریار برائے خدا اُٹھیے اجل سر پر کھڑی ہے موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو پٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغ برہنہ کھینچے ہوئے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اُٹھتے
اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے
بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر خود نہ کلاہ بے خوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون
دونون ہاتھ تو داستانہ لگا سکے عادی تھے دم شمشیر پر بار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُس شیر بی
یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آگئی
کلائیون پر صدمۂ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہے کہ دانتون سے بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جاودانی کو بچاؤن فولاد
نے پھر ہاتھ مارا نشانہ نشانہ ہوا اب قلب اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی
مین خطادار ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی سنتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر پورا پڑتا
تو سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا مگر دو انگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ہنگامہ مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی
دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر دریاے خون مین غوطے مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو
بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی کیا منتم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا
غل مچایا کہ اے یار دوڑو دوڑو فولاد نے بڑھکر چاہا کہ اس بسمل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر نیمچہ مارا
فولاد نے ایک ادھڑ سپر کی ماردی یہ بیچارہ بھی منھ کے بل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مارکے

بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بدحواس
ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت
کیا سمجھتا ہے ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کسی کو قبضہ کسی کو اوجھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُکھیڑ کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے اب دیکھا اُسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کا تانتا بندھ گیا
دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اُٹھایا ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغۂ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے
پہونچا رکاب مین پاؤن دیکر پشت کرگدن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے بیہوش
ہوگئی ہے اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار
جلاد صاحب بیداد کون ہے کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ اے یارو تمھارے آقا کو قتل
کیے جاتا ہے ملکۂ عالم کو لیے جاتا ہے خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت
سے بھی ظاہر ہے کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے جا رہی
صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہے چاہتا ہے کہ نکل جاؤن وہ سو سوار دنگ
چہار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا
کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہے کانون مین قتل ایرج کی آواز آئی ہے ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا
مگر جان دینے پر آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھیر کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر
کٹکر زمین پر گرا گینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھڑنے سے کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا کوئی مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہے دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو ایڑ لگائی بیچ مین
سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند اُن بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے
جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ
شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا
لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون
شاپور شیر دل تو اُدھر جاتا ہے مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ
بختیارک حیران ہوگیا اسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہوگئے ہین پوچھ رہے ہین کہ نمک جی آقا ہمارا یکہ
و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین اب چلکر لاشہ اُٹھانا
ارتھی بنانا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین تھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشتناک
سُناتا ہے اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا آتے ہی گینڈے سے کودا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو

کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے اے شہریار یہ کیا ہوا سنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت
مین فرق آگیا اگر دشمن کو گھس کر اسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہون
اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ **فولاد** فولاد شکن کلائی پکڑے ہوئے
کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اوس سرو قد کو باندھا اب باغ مین سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار سرداران
اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا
کہا کیون او بدنصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی جفا ڈالکرتا
تھا سفر و حضر مین تجھکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نچھوڑا اگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی ہے اپنے بندون پر
مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا انکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے
کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اوسوقت فریاد کی اے ارباب شیشہ ننگ و ناموس میرا سالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون
فولاد کو اور غصہ آیا گلشن امید کا نیا ہر چند اوس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب ملتا ہے
جھپٹ کر کوڑا مارا وہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہوا کے تندی کے مرجھا جاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک
بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹین گلے کا ہار تھین رنگ گرد گرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے
اس بدعت پر اوس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر خون ہوگیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی
شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل ماتم ہر گل بوٹا مبتلائے رنج و الم ہے کف افسوس
ملتے ہین رنگ سے پھولون کے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین نہرون کو
جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب جو اسی مین ابل رہے ہین لب ساحل سے صدائے افسوس بلند
مچھلیان اس ماہیت سے ناہر ہو کر دردمند باد صبا لو چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکون سے ہوا کے
رونے کی آواز آتی ہے زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہے گلاب جوش غم سے عرق عرق ہے گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ
شق ہے طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اوس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین باغ مین ہنگامہ
قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہے یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہے ہر مرتبہ غصے مین کلمات سخت کہکر بڑھتا ہے نخل بار کی کمر
سے لپٹ لپٹ جاتا ہے تمام سردار گرد ہین عرض کرتے ہین بس اے رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہے ایکی کوڑی مین
تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ
تو نے میرے وارث کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار رہتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے
دیو خصال اوس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوئے افسوس دل کی حسرت دل ہی مین رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر
رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اندوہ تمام تھی کہ باتے ہی اس گھر کو برباد کیا ناکس نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات

پر اور زیادہ جھلاتا ہے سب سے کہتا ہے مجکو چھوڑدو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کردون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے لپٹے ہوے وہ کشتۂ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے

اشعار مصنف

اے زور رہا ہے ہاتھ کو تھام
اے شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہے ہمارا
بیچین کیے ہے بیقراری
یہ جسم یہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل ہوا فق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہوتا ہے سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہے مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہے جانب شمشاد عبث
سنکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین ای دل ناشاد ہے تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہے
عاجز ہے شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہے
غم کرتا ہے آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین
بولے وہ رہتا ہے تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہے سکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمۂ اُف نہ کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہے تیر انجھے صیاد عبث
ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہے یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بنانے دیکھا
چھوڑتا سر کو ہے تو صورت فرہاد عبث

کہتی تھی کبھی بجبر رو کے ناکام
تسکین خراب ہوگئی ہے
اے طاقت رفتہ آ خدارا
راحت دل زار کو نہین ہے
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور رہین قید ہی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کردو مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہے تو ای بانی بیداد عبث
یاد آ جائیگا پھر قامت موزون دلبر
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہے سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اڑاتی ہین پریزاد عبث

کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار رنج و مصیبت منھ اٹھا کے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا الٰہی کارسازی سے اس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین ہے مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہے جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہے بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس دن قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہے ماں باپ سے زیادہ ستّر درجہ مہربان ہے ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہے ہاے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جاے ناظرین خوش آئین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہے تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد فولادشکن کو سب سردار لپٹے ہوے ہین قریب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کسے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیردل کا سنیے کہ خون زخمہاے ایرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری چمک چکا ہے لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل

کرکے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ **سعد بن قباد** بارگاہ میں آ کے
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں یکایک **صاحبقران** زمان تشریف لائے ذنگال آصفی پر بادشاہ کو سلام کرکے بیٹھے چند سردار آئے
ہیں مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا **امیر** باتوقیر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہے پوچھا اے جد عالی تبار
آج آئینہ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہے مزاج اقدس کیسا ہے **صاحبقران** نے فرمایا اے شہریار کیا عرض کروں خود
بخود تردد ہے انتشار ہے دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہے سبب نہیں کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہائے پریشان دیکھے
کچھ یاد نہیں کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہے کہ میں پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی
ظاہر ہے کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان بڑا بد لقا **فولاد** فولاد شکن نام آیا ہے اسکو بڑا جرأت کا دعوی ہے یقین ہے
اسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار عالم ہے انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا **صاحبقران** یہ باتیں کر رہے ہیں کہ **لندھور بن سعدان**
جانشین **حمزہ صاحبقران** تشریف لائے تسلیم کرکے طرف دست راست کے بیٹھے اسکو فرداً فرداً سردار آنے لگے **مالک اشتر** در
و **بہرام گرد بن خاقان چین** بصد تمکین داخل ہوے **امیر** باتوقیر نے مالک سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آج کیا سبب ہے **علمشاہ**
نوجوان و شاہزادہ **ملک قاسم** کو آنے میں دیر ہوئی **مالک** نے **عرض** کی غلام خبر پا چکا ہے اب اپنے خیموں سے برآمد ہوے ہیں
حاضر ہوا چاہتے ہیں مگر اے شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہے کہ شاہزادہ **ایرج** نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے
ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے **صاحبقران** نے سر اٹھا کر فرمایا **جواہر بن عمرو** کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے **جواہر بن عمرو**
کو بلا کر لائے **جواہر** نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھا کے دعائے جان درازی دی **امیر** نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ اے **جواہر** تم اب
مقام پر خواجہ **عمرو** کے بعدہ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے **ایرج** نوجوان شکارگاہ میں گئے تم کو
ابھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہے تمہاری عقلمندی سے عجب ہے کہ خبر نہ منگاؤ اخبار میں تامل ہو بڑی خرابی کی بات ہے
جواہر نے کہا ابھی غلام جاتا ہے خود اپنی آنکھ سے اس خبر کو دیکھ آتا ہے اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہوکر فرمایا نہیں معلوم کیا باعث ہے میں نے **ایرج** نوجوان کا زبان سے نام لیا میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا
تم صرف خبر دریافت کرو کہ **ایرج** کس مقام پر ہے میں خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ **عمرو بن امیہ**
ضمری کا لشکر میں نہ ہونا بسبب خرابیاں درپیش ہوئیں وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہیں معلوم طلسم ہوشربا میں میرے عیار
وفادار پر کیا گذری انکو عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہیں دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لمحہ لمحہ
کی خبر دیتے **جواہر** بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد ہے کہ واسطے خبر کے جاؤں مگر شاہزادہ **ملک قاسم لعل خفتان** خونریز
خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہیں کہ جاکر دربار شاہی میں حاضر ہوں اتنے میں **قیماس خان**
خاوری و **الماس** خان خاوری و **مالک** ترک سفید جامہ و **عمرو** گورزاد ختنی و شاہزادہ **فرخ بخت قلوس**
بن ترک وغیرہ آئے **قاسم** کے ہمراہ ہوئے مرکب **قاسم** خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبیں سلیمانی سائیس کوتل لیے

ہوئی چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کے دیکھا قاسم کی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموںجان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر
اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمۂ عظیم میرے نور نظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ
ای شہریار وہ آپکے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا ای ماموںجان خدا نہ کرے
وقت افتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے
سب مجبور و ناچار ہوئے ہین اور وہ تو اتنا کا سخن ناشنوہ آتش خو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان
دوڑکر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق ہی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر اُنکو ساتھ
لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو جھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر
سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جد عالی تبار آگئے سب سردار جمع ہوچکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر
نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران واسطے آپکے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ
فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے
جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب افتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان نوید من اللہ ہین اُنکا
خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہے اسنے
دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک طرف نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بھر انتظار
کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین
کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہا ہی ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ
نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ارے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک خون ملا ہوا
گریبان پھٹا ہوا اُفتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا بیت ای پیک بلبستان خبر یار
بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر
شاپور منھ کے بل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دیماندار نے فولاد
فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد منحوس کا سبب کرتا ہی نامرد ازلی عابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا
عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ
مین پہلے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح و سالم نکل گیا

بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند نوجوان کہکے فرش خاک پر گرادیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی
در آتش غم جگر کباب است
تیرے لیے بیقرار ہون مین
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا
افسوس مٹی تری جوانی

دیگر

برحکیم نظر نہ کردی
اے راحت جان و دل ہمارے
سر پیٹ کے اشکبار ہون مین
جلتا ہے جگر یہ غم کا خنجر
مجھسے مرا نونہال چھوٹا۔

چون زلف دلم بہ پیچ و تاب است
تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
اے شبر کہان تجھے مین پاؤن
ای لال لہو مین تو ہوا تر
اے نور نظر پدر کے جانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل نہ دُکھائیے زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہے جلد چلیے چلکے زخمدوزی کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشۂ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے یہ تسکین آمیز کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ بن عمرو آ پہونچا اگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عمرو نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا ای شہریار مین تا بہ خیمۂ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہے باغ مین نخل سے باندھا ہے اور کوڑے مار رہا ہے حضور صداے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہے اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری ہے اور یہ کلمہ حسرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو خبر کر دو تا اُنکو سنا دو کہ آپکی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہے لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال پر ملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہوگئے دریاے جرأت نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یہ سمجھا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہے شیر کو عالم خواب مین زخمی کرکے بہت بلبلاتا ہے عورت پر غصہ اُتارتا ہے بخدا وہ میری بہو ہے مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا آپ لوگ جاکر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین براے خدا میرے ساتھ آنیکا قصد نہ کرین یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا لگایا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ براے خبر ایرج چلے جاتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہے ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و لازم ہے روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی پھندنا نہ چھوایا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے وہ مثل باد صرصر اس رو مین جاتا ہے اگر نخل سامنے آیا اُڑ گیا کنوان گڑھا سب اسکے روبرو برابر ہے مگر قضاے کار حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی

گئے ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشۂ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھون سے قتل ہونا
ایرج کا کانون سے سُنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اس نے
تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہے مزاج سے بخوبی ماہر ہے آشفتگی کا حال اچھی طرح ظاہر ہے سوچا اگر قاسم نوجوان کو
روکونگا میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانین گے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کرون یہ سوچکر طرف
بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ
سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و بالا گرد فرنگی و کیپی ارزال و کیپی زلزال و نہنگ بحر
دریائی و ساقط شاہ در بندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گرگرما رہا ہے پلٹنین گوروں کی جمی ہوئی کھڑی ہین
جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہے
عیار رستم کا مہتر سماک یلطاقی قنطورۂ زر نقشی پیادہ سقرلاتی بانہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا
رستم نے گھبرا کر کہا اے سماک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہے لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی
آشفتہ خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہے شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سماک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ
دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہے تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہے کیا
قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رو دیا عرض کی اے شہریار آپکے باغ پُر بہار پر خزان آئی ہے
شہزادۂ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا میرے منہ مین خاک دشمنون کو اُسنے مار ڈالا لیکن انکی معشوقہ کو
گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبر بن موی کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہے قاسم یکہ و تنہا اُس باغی سے لڑنے کو گئے ہین
کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر
کہا بار و غضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہے اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہے اسکا بندہ
اکیلا گیا ہے یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغۂ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر اندوہ
و الم نے گھیرا ہے تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جواہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہے کہ یارو برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا طرف باغ سلیمان عنبر بن موے کوہی کے گیا اب تو لشکر مین
ہلچل ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ داراب کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے
ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن
بن حمزہ یہ سب شاہزادے یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اُسی طرف پلٹ پڑا
یہ تو سب فرداً فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بھیکی باجے بجے صاحبقران نامدار نے

بارگاہ مین فرمایا اے لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے فوج لقا آپڑی
لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہے ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کوڈالے ہوے طرف صحرا کے جاتا ہے ہر ایک
سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین تبلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے
کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران
کے عاشق ہین دوست صادق محب دلی ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر با توقیر سے خبر کرنے جاوگے
اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہوگیا تو روے سیاہ کسے دکھاؤگے جلد روانہ ہونا چاہیے بہ تعجیل
اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے اہالیان فوج اور سرداروں کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا
ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو عکس کا مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خودی مڑی پرچہ کو اٹھارہ سو من کا کاندھے
پر رواروی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل و فاضل شیردل و پہلوان
اور ناگ پہلوان گورناگ گوجر مالک کمنی اور دونون بیٹے لندھور کے ارشیون بر نیاد و فرہاد خان بکفری
بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہوکے عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نولاکھ ہندیون کا لشکر بصد کروفر بجاہ
و حشم چلا یہان بارگاہ مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس
تردد مین تھے کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھاکر آیا مگر بقرار اسکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے مہتر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا اے شہریار غضب ہوا فولاد فولاد شکن
ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہے قاسم نوجوان اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین
رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان ہو نہ گیا ہوگا اے شہریار خدا کیواسطے
جلد چلیے سرداروں کو بھیجیے قاسم کی فکر کیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان
نوجوانون کے جوش و خروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ عقرب سلیمانی کے
قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑا یا اب بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن
قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین
غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغ قمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد
و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان سات سو نامداران اولوالعزم اپنے اپنے ڈنگلاے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین
دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارۂ سلیمانی و نقار خانہ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چہار جانب سے کل سردار یعنے
کرتیس سپر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رود باری و سیف ذوالیدین و منذر دیل
اصفہانی و شہریار عراقی و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی و داروغہ بارگاہ سلیمان قبہ دین ستون اسلام

کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شداد یان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی دارا جد عادی و دریا بار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے لعد ایک عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رئیسان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سیاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھونکے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپتا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن نے نعرہ کوہ شگاف کی صدا سُنی اور ایک آواز نحیف و ضعیف آتی ہے کہ اے خالق یکتا اے رب بے ہمتا میرے وارث کو بچا نا میرے بزرگون کی صورت مجھکو دکھا نا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہے یقین ہے کہ یہ صدائے درد آمیز اُس کشتہ حسرت و یاس کے معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کے رو رہی ہے آنکھون سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا ابلق طاؤس مرکب باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آکر گرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریائے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کو ہیکل کوڑا ہاتھ مین لیے جھپٹتا ہے گرد سردار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہوگئے اُسکو بیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری　　شہسوار لال پوش خاوری　　منم قاتل کافران پلید
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہمت وحید　　ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ　　زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ شستم زمین　　ہمہ باختر شد بزیر نگین

آواز دی او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر سہم پر آ کر دار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ روؤ تمھارے خسر صاحب آ پہونچے تمکو بچا لینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کرکے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہے برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون اتنا احسان فرمایئے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافرون مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا قسم خدا پرستونکے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے نعرہ کرکے آواز دی کہ بی بی تم تو اب یہ رنج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے

راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تمکو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جواب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا نجتیارک کو تو گالیان دینے لگا کہ او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہے نجتیارک نے کہا وہ تو میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمہارے واسطے بے جھلی سیخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے اُنکی بہو کو مارا ہے دیکھو دم بھر مین سر تمہارا گوہ کھاتا پھریگا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا کرکے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہے للکارا نے تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوا ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریائے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے کسکی سر اُڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو ویکے را بہ سر　　یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
دریدو بریدو شکست و ببست　　یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہے تلوار مثل برق کے چمک رہی ہے سپر اُنکے ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے لوکا اُسیر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر ان صف کو درہم وبرہم کرکے ہر چند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا آقا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی تا دماغ پہونچی ایک ہیجانے پہلو سے نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سُنی دیوار پر لپک کے گزر یارا دیوار پھر اگر گری اب دور سے دیکھا کہ صدہا لاشے پڑے ہین اور قاسم زخمہائے کاری کھا کر قریب اُس نخل کے گرا ہے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے ہوش اُڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہے کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہے نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب　　کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور　　بگہ برتخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم کے قریب آئے کہ فولاد بدنہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کینتان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف ونحیف منہ سے نکلی آواز دی قبلہ وکعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچا لیجئے لڑ بھڑ کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپکے غلام ایرج کی نشانی ہے علمشاہ نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمہارے حال زار کو دیکھون

کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاش کے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر ایسی نور نظر مطلق کہ ہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی
میری ہوتے ہاتھ ڈالے بجز مرضی خدا کو اختیار ہے مصرع بعد از مرن کن نیکون شہر شدہ باشد بندہ مجبور ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے آبرو اسکے ہاتھ ہے
الحسنی کہ جرأت و شوکت عطا کی ہے تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تمکو اس حال سے دریائے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ
آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے
چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کر دین اپنے مرکب پر لا دین پھر ساتھے سے لڑین مگر فولاد
بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بلیان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھ دیا دہنے
ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اُس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم
تیغ زن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر وصف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن + دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم برزین
مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندۂ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم
نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب + یل نامور
شیر دشت وغا + شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرۂ جمہور نامم شدہ در ملک
جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر
خشم گین + سپہ در در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے
نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر ہما اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده پناہ لشکر اسلام نور الدہر گرز بہش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام + منم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد زمین
غرض واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ نور زد افزا آتے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نور الدہر ایک جانب انکا سردار
شیر بیشۂ کلنگان صاحب طور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ دونون جوان بصد شوکت
و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہے دوسرے ہاتھ
تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہے فوج اس بیحیائی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہے مگر دل سے کہتا ہے فولاد
فولاد مختیارک کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہے حقیقت مین یہ رنگ
شیر آمادۂ جنگ ہے حقیقت مین بلا سے روزگار ہین مرنے پر تیار ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار حقیقت مین
ہو گئے ہین ایک ایک غول مین ایک ایک سردار لڑ رہا ہے قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہے اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا

پڑا یا ساتھ لاکھو کو ہی ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین نجتیار ک نے یہ انتظام کیا کہ اُن سب سے کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بہ جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ گئے ہین اگر تم یہان پرے جا دو گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والی قتل ہو جائینگے تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اسی بہیانے فوج کو یون جما یا جیسے دیوارین لوہے کی ہوتی ہین اور آپ چھرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی پڑی ہے آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہے لقا فوراً تخت پر سوار ہوا اب تو لشکر بیشمار تیار ہے فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایک طرف سے لشکر اسلام کے گرد اُڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ نذرانے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان نیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوئے بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چہار طرف سے سنجانی و باختری و ششتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو ترک جانے کا بڑا قلق ہے نعرہ کر کے فوج لقا سے کڑنے لگا نعرۂ لندھور

منم صاحب عمودِ جانشین حمزۂ درگردان
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من
لقبم نام بود شصت ہزار دکمات ہندستان

لندھور لڑتا بھرتا ہے ہوا چاہتا ہے کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہے نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خداوند البتہ شمشیر سپار

یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بنا کافران از جہان آب کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جابہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہے تمام معلوم ہوتا ہے کہ قلب ہجوم غم و ملال ہے غصے سے چہرہ لال ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے گردِ غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج لشکر ابراہیم پر بحران آئی لندھور نے کہا ای آقا خدا نہ کرے کہ آپ بلول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نصیب ہون وہ سب شاہزادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کر لڑنے لگا قالب خاکی میں جان رہے یا نہ رہے وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے پنہان ہے حضور اس لڑائی کو روکین غلام اڑتا بھڑتا وہین جاتا ہے جس طرح بنتا ہے اپنے کو ان شیرون تک پہنچاتا ہے صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہے بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس دہم	چراغ شبستان صاحبقران
فروزندۂ تاج و تخت کیان	منم سعد فرزند قباد شاہ	شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے شمشیر زنی میں لاش پر لاش سر پہ سر دھڑ پہ دھڑ گرا دیے
باختری سامنے مسلمانوں کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اُٹھاتے ہیں سات سو تاجداروں کی تلوار مثل برق کے
چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہے کل تاجداروں کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کفر جلتی ہے سات سو
سر اُٹے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہیں سات سو کافر ایک مرتبہ داخل جہنم ہوتے ہیں سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے
ہیں چار پانچ حملوں میں بادشاہ نے قیامت برپا کر دی ہے لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا
در باغ پر صفیں مثل سد سکندر جمی ہیں علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہیں اندر باغ سے نعرۂ فرزندان صاحبقران کی
آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زہرے تھراتی ہے بس لندھور بن سعدان نے آگے سامنے اُن کافروں کے نعرہ کیا
او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلے سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی
اور صدا دی کہ ہم جانشین من لینے کو جلد اُبھر کر باغ میں پہونچاؤ میں بھی آ پہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے
ہوئے دیکھا فیل ہیمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیوں نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش میں ہیں ایک فیل ہے دوسرے قد و قامت
لندھور تیسرے اسپ ارنج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی ہے وجہ سے لندھور رکھا ہے لند بمعنی
مرد و ہور بمعنی نیر اعظم یعنے آفتاب تیغ مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان ڈگمگا ہشت پہلو
کاندھے پر اُس جوان خوشرو کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیوں کے باختہ ہوگئے اور پہلو میں لندھور کے دست راست
پر نور نظر فرہاد خان یا ضرغام گردن بست پر سوار چوب دست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھوپ پر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے
دوسری جانب شاہزادہ ارشیون پریزاد مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ میں عقب میں
نو لاکھ ہندی کھماچی جنگ ستمانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یوں فوج کو بیابان پر گرے جیسے شیر نر رمہ گوسفند
ان میں آ جاتا ہے شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا کوہیوں نے پھاٹک
بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی میں بری جی دو ہت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر
ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ ستمانہ کرتے ہوئے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ مع
فوج آ گئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیواریں باغ کی پامال ہو گئیں میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام
اور لشکر کفار آپس میں مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا دہلوانان فولاد فولاد شکن فوجیں مثل مور و ملخ آپس میں مثل
آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئیں برق شمشیر چمکنے لگی

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سربسر	پڑی چوب نقارہ رزم پر	دہ فرنا کی آواز ہیبت فزا

وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
چلی یون سپاہ گران کی بہیر
زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
شجاعت مین رستم تو ہمت مین دیو
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
جو اک دم مین الٹین زمین بلخ
جلال انکو آئے دم جنگ اگر
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
سپر انکی یا پارہ ہائے جبال
وہ تھی انکی زور آوری سربسر
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
شجاع و تہور جری و دلیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
گلستان ہمت کے روشن چراغ
گل زخم کھاکر ہوے باغ باغ
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
بگیر و بزن کی صدا سربسر
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
ہوے طائر تیر اڑکر ہوا
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے بڑا سینے پر آکے تیر
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کسی کے لگا نیزہ جانستان
کوئی گرز کھاکر ہوا نیم جان
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑگیا
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھاکر گرا
طمانچے کی ضرب اک اٹھا کر گرا
رہی پھر نہ اس دم کسیکے حواس
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس
مگر دارا‌ے ہند لندھور بن سعدان

بصد شوکت بہزاران جرأت اس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہے ایک سمت قاسم زخمون مین چور چور ہوکر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہوکے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بمحبت ایک ہاتھ سے کافرونکو ہٹا رہے ہین زخم کھارہے ہین اس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اٹھا لین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہے کہ قدم بڑھانا دشوار ہے فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دو سو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا ہے اسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہے ہر چند کہ اس بہیانے بھی زخم اچھے اچھے کھائے ہین لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے بس لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ آکے پہنچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہے کبھی گھبراکر آنکھ کھولدیتے ہین لندھور نے جو نعرہ کیا اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران بابا ہشیار رہو یہ خدمتگار آ پہونچا علمشاہ نوجوان نے بصداے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا

تو کیا پرواہ اسطرح اسکا فضل شریک حال ہے زینہار قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون مصرع ع ہر چہ
رود بر سر ما تیغ پسندیدی روا است مگر انسان جو کچھ کرتا ہے برائے ننگ ناموس عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول
بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جا بیٹھیے اُس کشتہ حسرت و یاس کی
یہ نشانی ہے حقیقت مین مبتلا ہے لاڈ آسمانی ہے اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُنکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف نہ آئیے ہم تو اب رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری اور قاسم اور ایرج کی لاش
ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہے کہ تینون قبرین ایک ہی مقام پر بنائیے گا تا آئندہ کو زندہ دیکھین کہ ہم زیر زمین لیٹے
ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے
نہین نکلتی حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹا گیا
گرز کو ترجیح دینا شروع کیا سیکڑون کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے کس سا کے سے لندھور نے
اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور
اُٹھے ترکش منہ کھولکر کہنے شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از جیغ برین بزم و میدید و میگفت آفرین صد آفرین ۔
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا کمندین کاٹین ملکہ کو گود مین لیا اُس دختر عصمت
و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہے میرے جسم مین ہاتھ لگاتا ہے تینے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمٰن
مین داخل کیا ہے علاوہ اسکے جسم میرا کوڑے کی ضرب سے پاش پاش ہے کنیز کو موت کی تلاش ہے اے شخص خوف خدا کر میرے تن سے
ہاتھ نہ بھر لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمہارا خدمتگزار ہون امیر با توقیر کا
پرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہے لڑ بھڑ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین کھولکر دیکھو کس کس نے تمہارے واسطے
جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہے علمشاہ پڑا ہوا دریائے خون مین غوطہ مار رہا ہے تینے چاہا اُن زخمیان
تیغ جفا کو پہلے اُٹھا لون ایرج کے جد نامدار علمشاہ عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کے روح قالب سے
نکلا چاہتی ہے یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری بہو کو رہا کر دو بی بی مین آپ پہونچا میری نور نظر ہے تجکو نا محرم سمجھا تو یہ شاہزادہ
ایرج اور اُنکے والد قاسم شیر دل کو گودیون مین پالا ہے پرانا خیر خواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر رہ گئی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خون کا بنا ہوا ہے
بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہے پوچھا کہ اے جد عالی تبار ہے وارث کی بھی کسی نے خبر لی اُس کشتہ حسرت
و یاس پر کیا گذر رہی ہے بین لیے وارث کو رونے بھی نہ پائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم
ہوتے تھے گلے مین لندھور کے ڈالدین بیہوش ہو گئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا
اب لندھور نے آگے بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان وارث بن بریزاد کو آواز دی کہ جلد گھوڑا لاؤ ان بہو کو دیکر جانکا

خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھا دو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی کو بٹھایا پہلے ملکہ کو
ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اٹھایا اسی ہاتھی پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون
بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق پدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہے جبتک زندہ رہنا
کسی بیگانہ کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا اگر قتل ہوجاوگے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہیگا ہر بہادر تمکو جانباز
اور سرفروش کہے گا بیٹا قبرون پر بیٹے ہیٹنگے صاحبان مراد مراد لینے آئینگے یقین کامل ہے کہ یہی خواہش دل مشتاق فیض ہونگے
اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا
اپنے سرداروں کو بھی یہی حکم دیا کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا اگر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لیلو سب جوانان ہندی کا
تلوارین کھینچکر اس معرکہ قیامت خیز مین لڑتے ہوے ہاتھی کے ساتھ ہٹے کہ صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ننگا نہ ملنگانہ
رستمانہ صفوں کو پامال کرتے ہوے اس مقام پر پہنچے جواہر بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین لیے شجاعت آزمائی
کرتا ہوا ساتھ ہے امیر باتوقیر فرما رہے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہے کیا علمشاہ و قاسم کے دشمن مارے گئے اب اسوقت مجکو
آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون برای دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان
بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ مین لیے ہوے لڑتے ہوے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہے
مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی
قریب آکر عرض پرداز ہوا کہ ای شہریار لندھور نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ و قاسم زخمی ہوکر قریب اس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بند تھی لندھور نے ملکہ سالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو زخمداری مین اٹھایا آپ شبرنگ
تازی پر سوار ہوکر براے مقابلہ فولاد خود لاد شکن گیا ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ان شیرون پر بہزاد و فرہاد خان یکضربی پیدل
جھول پر ہاتھ ڈالے ہوے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھاکر فرمایا ای پروردگار لندھور نے میرے فرزندون
کو بچایا ہے تو بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح و سالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے بادشاہ جمجاہ بھی لڑتے ہوے چلے آتے ہین
اب وہ وقت قیامت ہے کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار ملازمان فولاد عذار جانبازی
و سرفروشی کر رہے ہین اس ہنگامہ مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید
بلیت روز جنگ سست جنگ باید کرد * بکوشش نام و ننگ باید کرد * ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے اپنے
بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین اس معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہے کون آبرو کھوتا ہے
یارو دنیا ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر بادۂ
نخوت سے بدمہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا مضمون خیالی تھے
مقابر تلنے دیکھے ہم نے خستی پایمالی سے تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیائے فانی مقام عبرت نہ جائے عیش و عشرت ہے آئینہ وقف حیرت ہے مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

بادِرہ ہیچ ندانیم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست دلِ بے خبریم

شعر تردد کیا تمہین اے ساکنان ملک ہستی ہے ✤ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ✤ آوازین نقیب کی گرد کیت کی منگر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا کوہیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولاد شکن پہونچ گیا اور للکارا کہ او نامردین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولاد شکن بھی لندھور کے مقابلہ مین پہونچا فولاد فولاد شکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا استان نیزہ استخوان کو توڑ کر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ چل گیا سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کر تا ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہے کہ سر سے چادر خون چہرے پر آتی ہے دریائے خون مین نہائے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار دیبال زخمی دیکھکر بڑھا ہے بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر مصنف نعم سرکن لشکر کافران ✤ پشیمان نگون شد سر کافران ✤ او نامرد ازلی کو نی زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے خبردار ہاتھ کو روکے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیونژاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آکر اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چھین تلوار کی بار ہے لڑی ہوئی تھی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھپکی مارکر تیغہ فولاد کا پرے پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ بلی بڑھاکر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم	کے نعرہ زد میر منزل مہمان	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف	

یکے نعرہ زد آن بحلقش بدر | کہ آہن دلی را دریدہ جگر

صاحبقران زمان نے زور جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو تاش زمین سے اکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اٹھالیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اترون اس بیچارے کی مشکین باندھون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران ادھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوئے **بیت** خروشی بر آمد بگیر و بگیر

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر

نظم

بہادران یہ دریائے خون اسقدر
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
چھپا جا تن خنجر سے کانپا فلک
کہ طائر اڑے خوف سے دشت کے

ہزارون کے لاشے زمین پر گرے
کہ گھوڑون کے سم ہوگئے تربتر
روان خون کا دریا ہوا بیحساب
زمین کو رہا زلزلہ زیر تاب

ہزارون کے منھ جنگ سے تھے پھرے
تڑاق عمودان سے رن ہل گیا
کہ سر ٹکڑے ہیرے فتنکل حباب
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

اس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی بہی سیر بین جو مردان عالم کی اُس دریائے خون مین گر بہی ظاہر ہوتا تھا کہ گھوڑون نے دریا سے منھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز و تبر بر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر تھا دم بدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اٹھالے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا داماد ہند لندھور بن سعدان دریائے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے ایک شاخ نخل پر ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرات سے قبضہ شمشیر کو جکڑے ہین صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اٹھا لیا ہوادار پر سوار کیا اب لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی اے راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اٹھالے گئے یقین تو ہیکہ وہ قابل جنگ نہو مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش مین آمادہ جنگ ہین بیشک یہ کوہی بحر جرات کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہے فوج لقانی گھیرے ہے مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پائے ہوادار کے ہاتھ بڑھا کر اٹھنے ہوئے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک سامنے کو شکست دے کے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا اژدہون پر بزاد و قفر یاد خان ایک ضرب جنگجو لندھور نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا معقول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہوگئے ہاتھی ایک مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزارہا ہندیون نے شمشیرزنی کرکے

اپنی جان دی گرد ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہے لالہ زار کھلا ہوا ہے کفار کا قصد ہے کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی وار شیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے ابھی تک
کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی اے فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت بھرم یہی ہے
کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار
رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ بابا جان نے ناموس نور نگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر
نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا
فرہاد خان وار شیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرہ
صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہے کہ قریب ہاتھی کے آ سکے
یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلہ شمشیر سے جل گیا اس بطف سے صاحبقران
شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ اے شہریار ماشاء اللہ قطعہ

چشم دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین	خون اترا رہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی پرسش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بردوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہے
کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارہ جگر لندھور کے علاوہ انکے ناموس
شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی
آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو یہ قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے
تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جمجاہ فوج لقا مین آمادہ حرب دیکھا ہین
بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہے بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہے بڑے بڑے پہلوانونکو
مارا نامی اہلیان لشکر لقا کو للکارا بزدلے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے
عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرہ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہے کمند اندازون کو لیجا کر حیلے
سے نبیرے نورالدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب حکم بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر اُس
غول مین آیا جہان شاہزادہ نورالدہر مصروف جنگ تھے ایک سامنے کو اشارہ کیا ذرا نورالدہر کو سامنے دیکھا
ان بیحیاؤن نے یہی کیا الٹی پہلوان ہٹ کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نورالدہر نے تعاقب کیا قریب ایک
نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نورالدہر پر ایک مرتبہ گیا

حلقے کمند کے گردن اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا چاہا سوبیک بچے شاہزادے پر ٹوٹ پڑے نورالدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ یغما مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے کسی مکان مین قید کرو جب خداوند بابٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادگو لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے مگر سردار نورالدہر سبز بر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور وصفدران ماہ منظر و دریاج دردگوش و افسکاش کشیدہ رو وزرباب خان و بیجن خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران نورالدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسب پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈہلکا ہوا خون سے تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جاکر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ لڑنے مین کوئی گرفتار کر لے گیا ہی سرداران نورالدہر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست ہین پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہوکر خاموش ہوئے مگر ظل اللہ سعد بن قباد والا نژاد لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا ہو پہنچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے زمین کے بیہوش ہو چکا کوہی اُسکو اٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جاؤ ہی ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبرین موی کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوئے بادشاہ جمجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوئے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوئے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی و ارشیون سرہر نژاد و علاج و قاسم کو شفا خانے مین اُترا دیا ہی زخم وزخمی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اُنکو لا کر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے بیٹھنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سنا دو کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدانے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر ہیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد عو جان دریا باری و سام بن عوجان و میعاد عاد رشک درا گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان کو جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے اپنا فضل شریک

حال کیا وہ شبیر زندہ ہے ٹانکے دغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آ نکلیگا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جوش غم والم مین نام ایرج کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بلا اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوئے اشعار

مانند شانہ ہے خلش نیر جور روزگار
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار
پھر نار ہون بین صورت وصف مرج بین
پیدا ہو مجھ مین صورت دلہاے داغدار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
مطلب کی دون خبر جو زبان سے ہو آشکار

حاصل ہے قتل زلف مجھے طول انتشار
آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار
لپٹون بشکل پنجہ ساقی سبو سے رونا
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار
غلط مین آکے فہمید ہون مین حجابات

امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
دیکھا کرین حسین جہان جو غش تو مین
چھوٹون بسان دامن جانان ہزار بار
الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
پہونچون جو تا بہ گوش تخاطب ہو بیقرار

نگاہ بچا کر بیبیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی اے خالق زمین و زمان و اے رب دو جہان
کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

تمام شاہزادیان خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہے البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہے سب طرح تسکین دل ہے مگر جب صاحبقران زمان دربار مین آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ بفضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانکے لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہے کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرتے گئے امیر نے گھبرا کر فرمایا جلد جا کر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولاد شکن غصے مین قتل کرا دے عیاران لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولاد شکن کو بھی ہوش آ چکا دربار مین تو آ کر بیٹھا مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہے ہونٹھ چاٹ رہا ہے بے اختیار کہتے تھے کہاے پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اُسنے اپنا بر آپ تلاش کر لیا صاحب حسب و نسب نور نگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کا نواسا اور اگر کچھ بدلا منظور ہے تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرا لیا ہے اُسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملکہ سے چلا پاک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جا کر زخمی کیا اب یہ کردن جسکو عیار مکر سے لائے ہون اُسکے قتل کا حکم دون آپ کا گنہگار ہے قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہے مین نہی بات کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آ جائے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ

چھوڑوں تو فولاد فولاد شکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب دشوار ہے جو ناز نین قبضہ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا ممکن
نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کر لینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلا نا کہ اے بادشاہ
کوہستان آپ کے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلا کر نورالدہر بن بدیع الزمان گرد شکر
شکن سے سردربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت
غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولاد شکن بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ
حقیقت مین ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو گیا اگر مسلمان
ہو گیا بہر و دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے بابیکمی کار رکھتے ہین بس فوراً اُسنے حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے
سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا ای سلیمان خاص بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہے مسلمانون کو خبر ہو گی فوراً آئینگے
قیدی کو چھوڑا لیجا ئینگے اور دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی
یہ سنکر مسکرا کے اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستاد ان سخنور نے کہ
بختیارک نے اشارہ کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پہ
رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جنگ مغلوبہ
مقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہے ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل
ہوش نہین آیا دوسرے دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر رہے
سردار انکے جمع تھے انتہا کا حجاب ہے کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا میرے واسطے کیا کیا قیامت
برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار
اور شفاخانہ مین ہین ایرج نوجوان بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جبسے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولاد شکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز قصد ہوتا ہے کہ
صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی
سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضارا کل
عیار نورالدہر کا شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا کیون
شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے اتنک تو حال گرفتاری نورالدہر
ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا مگر شبرنگ نے جو اس طرح پوچھا شبرنگ
بے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کہا کیون خیر تو ہے کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے

شبرنگ سے ضبط نہو سکا کہا اے شہریار وہ جنگ مغلوبہ سی کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران کفار
گرفتار کر کے لے گئے مین نے اس تیرہ دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے
لگا شاپور شیر دل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون
پر کوئی افتاد پڑے سارا لشکر یہی کہے گا کہ تعصب چشمی مین نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی
پیونگا پٹیان مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ مین جاکر اُنکو رہا
کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتشخو
شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ کو تاکید کی اگرچہ جاے
تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ نے کہا کیا مجال جو اس بات کو
زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل
کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے جا بجا سرداروں مین چپکے چپکے کچھ باتین
ہو رہی ہین اور دو دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک گوہی کی بنائی
ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو جھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری ہی اُس کمیدان نے
کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرہ حمزہ چار دن سے قید تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری
ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر نہونے پائے اسی وجہ سے دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے ہم لوگ
جاکر دروازے مین ٹھہرینگے کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا مین جاکر سرداران
دست راست کو خبر کردون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھر کے روتا ہوا
خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی اے شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا
ہی فوجین دروازے پر پہونچ گئی ہین دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہی اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہے
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کو بھی قتل نور الدہر
پر کچھ بھی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد نولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک
تو ایک حرب باز ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی اندر باغ کے لے گیا ہے جسقدر پہلوان زبردست ہین بادہ کبر و نخوت
مست ہین سب اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے بھی چشم کو چھڑاؤنگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا دشوار ہی پیدل چلیے

مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی وخال سبز ورگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے
ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے کہ شاپور شیر دل مردہا بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا
ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے بلبٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ
فوج کو تیار رکھنا جب نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کردی کہ جد عالی تبار وحامیہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون اگر خدا فضل کرے
نور الدہر کو چھوڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان رکھون کہ پھر کبھی نام دنگل رستم نہ لین
اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا وحملہ سردار اپنے
اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانیکا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب شاپور شیر دل قریب
کھڑکی کے پہونچا اسطرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہے ایک گوہی نے آواز دی کون جاتا
ہی شاپور نے جواب نہ دیا گوہی نے پھر زور سے پکارا میان مردے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت
ممانعت ہی شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی
رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون
سر کھائے جاتے ہو کاہکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر
شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بستی خوب گائین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہے اور سب لوگ قہقہہ مارکر ہنسے کہا میان سپاہی کیون غصہ
کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہے اسپر بھی نہین سمجھتے ہو سپاہی
نے دوڑکر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے سنکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہے
رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بنا رہی کرنے والے صرف مہمان کے شہدی
نہین ہین بموجب مثل کرگا چھوڑ تماشے کو جائے ناحق کی چوٹ جولاہا کھائے - یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ
اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگاکر کہا میان مردے صاحب
اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب تو مردہا بڑ بڑایا منھ پھلاکر کہا میان جوان ہمکو منع
کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ
رمل کا رسالہ پڑھتے ہین انکو بھی سویرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک
و بد بھی بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا اپلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو

بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنیکے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو
خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردے کا ہاتھ پکڑا اور کہا ارے میان جاؤ غصہ نہ کرو تمکو کون روکتا ہے
بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے اتنے میں میان شاپور محل گئے کہین نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا
تمام کٹوا دونگا لونڈے لاڑہی ادہر اُدہر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان اُبال
کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا تھا تاکت بید آئے یہان جمہائین ہوتی ہین اب تو سب منت کرنے لگے
کہ میان مردے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہے ہمارا تمہارا چولی دامن کا
ساتھ ہی برتن سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جا ہی
لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و ضیغم
خون آشام و رزنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو
زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کوئلے کا خط گردن پر دے چکا ہے آواز دے رہا ہی بیت سلطنت
سلطان کند فریاد یہ جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست * کس کا سر رشتہ حیات منقطع ہوا ہے
کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب نگاہ سلطانی ہے تیغہ بازو دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اولے سمجھ بوجھ کے قتل کرنا میرا کام ہے جلانے مین خداوند کا نام ہی لقانے تو
کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا تیغہ دو دمہ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشیدرے کفاران بیحیا و نابکاران بدنہاد ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد
منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر * شاپور نے گودون مین تپھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا
چلا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہونچا چشم زدن مین پانچ سات کو ہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نورالدہر نے
دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش جرأت مین نعرہ شیرانہ کیا اشعار

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من است

گرمی بازار عشق از تف خون من است　　بر سر دار فنا خانہ غوغاے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانہ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است　　قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر دے مارا استخوان اُسکے چور چور ہو
گئے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر * شبہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایرج
نوجوان بھی لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو خوبی مسلح و مکمل ہے نورالدہر کے جسم مین

صرف شب خوابی کا کرتا ہے نہ سر پر خود نہ جسم میں زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہیں اب نعرۂ ایرج اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج کو بھی آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہاں شبر نک بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہے ایرج انتہا کا آتشخو شعلہ مزاج ہے بہت زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پر ملال میں لشکر کفار پر جا پڑا ہے خدا اسکو بچائے کچھ چارہ نہ ہوا فوراً سوار ہوئے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہیں فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادیگا دست راستوں پر ہمیشہ دست چپ کا احسان ہوتا ہے اگر قدم قاسم و ایرج کا نہ ہوتا لشکر تھمنا دشوار تھا انہیں شیروں کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا ہے یہ کہکر بادیان عربی پر سوار ہوئے اب تو سرداروں کا تانتا بندھا میاں خیبری و نو میان خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ اے شہریار نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کر کے سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخمداری میں یکہ و تنہا عیاری کر کے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہے کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہیں بس صاحبقران آہ کا نعرہ کر کے اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ ان نوجوانوں نے مجھکو نہایت پریشان کیا ہے جو چاہتے ہیں کر بیٹھتے ہیں یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوئے بعد صاحبقران زمان کے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اسی طرح کہاروں نے اٹھا کر چالیس ہاتھیوں پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران اُبہت بصد صولت و جلالت ہمراہ ہوئے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہیں ہم سے بیشتر سوار ہو چکے ہیں کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ پہلے ہم پہونچ جائیں اس سے مراد یہ ہے کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہے انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے میں بھرے ہیں ایسا نہو کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہیں اور ایرج نہایت آتش خو ہے وہ اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کرے گا اگر میں پہلے پہونچ جاؤں تو ایرج کو لڑائی سے ہٹا دوں افسر لشکر کا یہی کام ہے اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہیں میری سلطنت کا مزہ انھیں کے دم سے ہے خدا نخواستہ انمیں سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر میں سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو ترک کریں پشت مرکب پر سوار ہوں میں جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درۂ کوہ کے راستہ ہے غلام دیکھ آیا ہے بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہو کے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے روانہ کیا تاجداروں کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوئے چلے مگر یہاں

نورالدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بے جرأت لڑ رہے ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہے یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہے ہرای فولاد اتبک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہے اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے دم بھر مین منم منم کی صدا بلند ہو جائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلدان دونون کو مار لے بس فولاد تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہیون سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو لڑ بھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستمانہ کرتے ہوے تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سانکھے کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا نیمچے کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑا ایکطرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہے کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہے پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسیکا ہاتھ کسی کا پاؤن اڑا دیا چشم زدن مین ہزار جوانون مین نصف کو مارا نصف کو بھگا دیا ایک سمت بیت صرف تر و تلیان باندھے ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مالیٹ کے بتکٹی کا ہاتھ مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے ترولی ماری شکم چاک کافر کا قصہ پاک ایک جانب سے بنیت بانا ملا رہے ہین پرے کے پرے ہٹا رہے ہین ایک سمت مرزا پھو صاحب کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین مہندی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پا نو مین اسواسطے کہ قدم نہ پیچھے ہٹے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے اودی کنکر ہاتھ مارتے ہین مگر پیچھے اُن جوانون کے جب جمک کر گرتے ہین مع مرکب راکب چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا ٹھو صاحب اُس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزیدار ہے اشعار پڑھتے ہوے گویا اُنکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پُر بہار زبان پر جاری ہین

اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے — گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جاے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل — تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے
ہے زیبا اتش رخ گرد وہ لگاے غازہ — عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اپنا — انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے
حال لکھ لکھکے اگر بھیجے مرا اُس بت کو — یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین — جوشش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے
عاشق چشم ہون پھنس جاؤن مین دھوکا کھا کر — دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جاے
ہے پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین — دانہ تاک ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جاے

تل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ	بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جائے
ادچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل دار کرے	چینئی رخت گل تازہ یہ آلو ہو جائے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جانکی پروا نہین گل ہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے
ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرات کے شمشاد لڑائی مین خوب
پھولے پھلے لندہور نے جاکر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب سردار اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیرودار
بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جمجاہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل
لڑ رہے ہین نعرۂ شیرانہ کرکے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کرچکا ہون
کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہے بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہے پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولادشکن بھیجا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا ادھر سے ایرج
بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کرکے بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا
دکھاؤن خدا فضل کرے تو مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان
ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا نورالدہر کا سامنا پڑا نورالدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بھیجا نے ایرج کو زخمی
کیا تھا جسطرح سے بنے اسکو مارو سرمیدان للکارو ورنہ اس تاجز بچے نے آکر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکا ئیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ
مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
فولاد نورالدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ بیدریغ کا مارا نورالدہر نے سپر بھی کسیکی اٹھالی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ
کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر بہ ہنر پر تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر
خون کی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مار دیا فولاد ہٹ گیا اس نکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنی
زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی
قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ رستمانہ
کرکے بیچ مین آگیا فولاد نے ڈانٹا باش او نبیرۂ حمزہ بڑا سخت جان ہی اُسدن میرا ہاتھ تو بچ گیا مگر خداوند لقا نے
تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خونکا مزا چکھ چکی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون
لاف و گزاف کرکے ہاتھ مارا ایرج نے گردا سپر کا اٹھایا مگر منظور رہا کہ لپیٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کرکے
مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہر کسی کا تیر نشانے پر ایرج کے پڑا نشانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا
تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر مین اتر گیا تھا کہ ایرج نے جیداری کرکے داستانہ مارا تیغہ جھنبا کر سر سے نکل گیا مگر

بھاگا

قطرے خون کے روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بھرتا ہے خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغ دودم سکندری کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سر ہو فرق نہوا سراپنے گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب شہر نگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد ونفاق زمین پر آیا لاش پھیلکے گرنے سے ایک غل بلند ہوا شاہ قریب تھا پکار اٹھا یا سبحان اللہ نظم

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بر دو آ
وار رسے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا
برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر ہوئے حصے چار
تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے جا لگتی تھی
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے کل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس ہوا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہے کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا ہے لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ جمجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہیں پہونچے مگر نورالدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے دو دو سے رقوت بازوے نورالدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہنر پیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوپل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صدمنی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزار ہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہو گیا لقا چیخا اے بندۂ خوانی کہان آتا ہے ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام پر کاٹا جھنانے کی صدا بلند ہوئی الجہاد سے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بیحیا نے سپر کو اٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوانی کو مار لو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہوا اسوقت ایک ٹکڑا ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہے کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے عقرب نیشزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بیحیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اُترتے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند سر برہنہ بار سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک کافرون کو قتل کررہے ہین

عقرب نشین تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک گوشے مین اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہی قدرت پر یہ مصیبت ہی مجکو افراسیاب نے برائے قتل مسلمانان بھیجا ہی لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا لیکن بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھو لے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون نے ایسی محبت ہی تقدیر نہین کرتے کہ وہ تیھمر کے ہو جائین مگر تو سوفت کیا پوچھتا ہی پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرۂ پیغمبری کی خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مار لے عقرب نشین پیچھے ہٹا جادوگردن کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون کے تیغ نا رنج کھیجے بیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام نہنگانہ ملنگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے ابر سیاہ کڑکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے انمین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بل زمین پر گرا اور کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہو کر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا و ہمراہیان فولاد پُر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑے ہین تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سید سے بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر برش کم کم خنجر دائرۂ خط شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی گرتا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے ان بیحیاؤن کے جوہر نامردی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلوارین کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہی اسکے عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت ہے پہنچ ہی ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان مین کبھی در بار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجو نکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سیر دا نہین
ارغنون وار صدا آگو نجتی تھی ہو ستہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ

واہ ری تیری تنک ظرفی یا ابن عرزوقا
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
گنج مارا ہے اور عالم تنہائی ہے

جنبہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہر قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو
نہ کوئی دوست نمونس کوئی ماتم دار

آج کل وہ لقب جغد کا ہے آشنہ وار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چھیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران ہیجا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیرون کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مسلمانون کو بڑھ بڑھکر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے طہماس بن عقویل دیو پیکر قریب نور الدہر کھڑا ہے جو ہیجا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی کا دم نہین بھرتے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد ایک مقام پر دریائے خون بہا رہے تھے تاجداران جلیل آب شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک عقرب ملشنزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا ہیجا نے ایک گرز فولاد کا پھینک مارا اسپ تاجدار لڑنے سے معذور ہوئے تلوارین بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ جمجاہ نے یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہین نامردون سے بہادر روتے ہین قطعہ

اے آنکہ بہ ملک خویش پائندہ توئی
وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی

اے معبود لم یزل اے خالق عز و جل صفت تیری بتلائے خاکی کیا کر سکتا ہے قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہے تیری یکتائی پر ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار سے ظاہر صفت وحدت ہے نظم

تو می آری از لطف جوہر پدید
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
جہان را بدین خوبی آراستی
سرشتے باندازۂ یک دگر

توئی کافریدے زیک قطرۂ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نیارد ہوا تا نگوئی ببار
برون زانکہ یاری گری خواستی
چنان برکشیدی بلستی نگار

گہر ہاے روشن تر از آفتاب
جواہر تو بخشے دل سنگ را
زمین نا وردتا نگوئی بیار
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

اے ستار العیوب و دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچاے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرہ شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سُنکر بدحواسی مین راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو بمشکل تمام رہبری کر کے لایا اجی صاحبقران نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہے ہر سردار مجبور و ناچار ہے زمین کانپ رہی ہے شعلے نکل رہے ہین نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پا بگل ایک جانب لشکر کھو

و مالک و بہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ و غضب

تمام نعرہ کیا نعرۂ امیر | منم سرکن لشکر کافران | بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کو جک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد | مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام

سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کو تل باغ مین جابجا سٹر کرا رہے ہین امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے آواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الہی پڑھتے ہوئے قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دو دکر رہا تھا تلوار کا مارا اسکے مرنے سے جیند کس کے ہوش درست ہوئے لڑنے مرنے پر پھر چست ہوئے جسنے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہے کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچکر بہ نخوت شیرانہ کرکے اسکے پاس پہونچے اسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادۂ جرأت سے مست غصے سے چہرہ گلنار غم

مین اپنے سردار دیکھے مثل الاعدا اعظم | تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ | غیظ آیا کہ العیاذ باللہ
اک حملے مین پست ہو گئے سب | کافر بیدست ہو گئے سب | مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار

سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود دوسرا ٹھہرے گر گیا ہی ساحر تو بسبب اسم اعظم بدحواس ہین بھاگتے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی بہت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین کرتا ایک جوان خوش رو آفتاب مثال خورشید جمال قہر پیشہ جرأت صاحب سطوت و صولت جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحر نامدار کو حضور کے قتل کیا ہے اسپر اگر سحر کرتے ہین الٹا پلٹ آتا ہے اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہے سر اٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان مثل مردہ پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا شیطان درگاہ خداوند سے اسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی ملک کا ساحر نہین لڑ سکتا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای عقرب غضب ہو گیا اب تک تمہارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی دیکھو تمہارے ساتھ والون کا لیون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا بختیارک جی اگر پہلے سے آگاہ کرتے ہین اسکی بھی فکر کرتا نہین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہے ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے

اپنے سرداروں کو حکم دیجیے اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کریں چہار جانب سے گھیرلیں ہیں اوروں کی فکر میں ہوں
حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دی کہ یارو شل آج کے
روز سعید نصیب نہو گا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر عقرب بشنرن کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ
مالک اسم اعظم ہی اُسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی
قدرت کو سرفراز کریگے تمہاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جا اُس بیحیا نے ترغیب دی سلیمان عنبرین موی
کوہی بصد قہر و غضب تیغۂ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیوں کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان
آئے کیسے کیسے مردان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانوں کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت
وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسدن بالائے قیطول پہونچونگا تقدیرات زنگار زنگ کرونگا جتنے ہماری محبت میں مرے
ہیں زندہ کیے جاینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائیں تمہاری جرأت کے ذکر رہجائیں اب تو تمام
کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے
ہیں ان بیحیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہیں مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر کے خون جاری
کفار لاانتہا ساحروں کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر
ساحران چل جاتا ہی زمین پاؤں تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور
سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا
اس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت میں اُس بیحیا سے مقابلہ پڑا
اُسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ لگا یا امیر یا توفیر کی تو تلوار اور ایک کا فر پر پڑی اُسکے
دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے
غصے میں نعرۂ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا یا اور چھین کر پھینک دی کمر میں
ہاتھ ڈالکے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلواریں پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی
کھائے اور سلیمان نہ رُک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیوں نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھاکر
پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران کا حال ابتر ہے اور زخمہاے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی
اُدھر صاحبقران نے عالم یاس میں بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب درین عاجزی چون نخوانم ترا	دیگر	دعائے کنند من کنم مستجاب ہر کس بہ کسے نالد و ما را الغریبے	چو عاجز رہا نندہ دانم ترا من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی

بہ برسے دعاے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا فضل ابر رحمت

بعد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایاں ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہائے ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سنج گرد ابر اشعار بہار یہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں نظم

سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری
نکالنے نہیں دیتا یہ آرزو تیری

آج بیتاب رہا ہو خوش ہو بلبل باغ میں
چٹک گیا کہیں غنچہ تو آئی بو تیری

شاخہائے گل لہلہاتے ہیں رنگ باغ میں
فلک کو نالۂ سوزاں سے پھونک دے ابدل

بختیارک نے تو خوش ہو کر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر نو کی فرستادہ نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کشش و شور سے ابر یاقوتی اٹھا ہے یا خون کا دریا جوش مار رہا ہے یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہے یا کوہ پُر شکوہ احمر ہے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ من کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہے دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہے اُسکو قدرت کی مدد میں بڑی کد ہے آج خود برائے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندہ خلص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپنے تو تقدیر کی مگر اینجانب نے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہے پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہے اشعار

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

طلب اسکی درست تری سمن راحت ٹھہری
اُسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہے

ہر چرخ کوکب ہے سلیقہ یہ جفاکاری میں
جان دیتا ہے ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیر سے دیدار ادھر آنے میں کی ہے کسنے
مایوس میں نہیں ہوں مگر بیکلی تو ہے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن میں بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دیسے ہو گی
یقین ہے بے رُخی قاتل سے ہو گی

عیاں لیلیٰ اسی محمل سے ہو گی
اگر سے گا قتل محب کو پھیر کر منھ

لقا نے کہا اب کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے مطلع پڑھتا ہے کسکا کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا تو لکھنؤ میں عمدہ عمدہ شاعر ہیں علم شاعری سے بخوبی ماہر ہیں منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی میں بے مثل نثار بے عدیل ہیں اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر سب صاحب کامل و اکمل انسے ہمیں بھی صحبتیں رہتی ہیں انھیں کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہیں میری شاعری کا بھی چمکتی ہے دیکھیے اب موڑ لیا جا چاہتی ہے ابر قریب آیا تم تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانوں پر اب انتہا کی مصیبت ہے انکے خدائے نادیدہ نے مدد بھیجی ہو گی بختیارک یہ باتیں کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی منشق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیریں گفتار چشم جادو خال ہندو

خنجر ابرو خوشنخو مشکین مو شعر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب ست او وادی موسیٰ + جامۂ صبر م در کف عشقت دامن
یوسف دست زلیخا + دیگر اگر وہ کھولکر گیسوئے مشک بو نکلے + یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا سر چھاندھا ہوا
دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار
آنکھون سے گر جاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا
ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اُس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے لگا رنگین فرش پر ہاتھ پھیلا زبان جاری
ہوا من چہ تقدیر کردم اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یار باہ یا مستغنیا کی جو پہونچی
طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت بپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیاح
گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان مقدمہ شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا
جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نورالدہر زخمی برابر اُنکے طہماس بن عنقویل دیوبرو پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے
ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صل خنجران نے کئی زخم کھائے ہین ہزارہا سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بیحیا ساحر
غدار سیاہ رو بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے سحر کرتا پھرتا ہے مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین
ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرأت کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ جانگزا
دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا یا شیدائے کفاران بیحیا والے نابکاران بد دغا منم صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم
کہتے ہی کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا آٹھ سو
جادوگرون کے سر پھٹکر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے عقرب ناشنزن نے گھبرا کر پکارا ارے کیا
غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی نخچیار ت تو اُچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب صاحب بھاگیے اب دو سر کیے
ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہے مسلمانون کو ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین ست
مقتضائے طبیعتش این است + اور لقا کے دو تین بار کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیدائے جمال نورالدہر بن بدیع الزمان
صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین شریک مسلمانان ہوئین دیکھو
تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جبتک لقا بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم
نے جسپر نگاہ تیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چہار طرف یہ صدا بلند ہوئی

نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین	سیکڑون اُنکھڑیون مین تھین ہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین	ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون ۔ چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
یار آتا را جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے ۔ دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا ۔ خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون ۔ دے وہ حق بین مجھے ایزد باری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا ۔ قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
سنگریزے ہین شب ہجر سے مجھے اختر برج ۔ کیون نہ تپھرائین دم نجم شماری آنکھین
وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہے ۔ دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کر لو ۔ دل ہی تم سے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین
دیکھئے دیکھتے سامان شکست دل کے ۔ ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے جسے اک خلق ۔ گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت ۔ آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشتر ن مین برپا ہو گئی سیکڑون ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور مخمور کو دیکھکر گلے اپنے
اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نورالدہر بن بدیع الزمان و طہماس جو بہت ابتر پایا جھولی
مین سے ایک قیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف ان دونون کے پھینکا نورالدہر اور طہماس اُس قیشے مین بند ہوگئے
اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہے
کہ جھٹ پٹ عقرب نیشتر ن کو قتل کر دون اور نورالدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن
لشکر غیر ساحران سے ہرچند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین ہے کہ شکست
فاش دینگے یہ سوچکر نورالدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گاتی ڈپٹے
کی بندھی ہوئی پائنچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر
دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹکھیلی جوانی کا عالم ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دور باش کی صدا دیتا ہے
اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ بڑھا کر اسکو فرو
کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی
دونون ٹانگین پکڑ کر جھر اٹا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف
شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی ہے کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ
نہین ثابت ہو تا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ سمجھے ہین صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے

ہاتھ پانؤن مین طاقت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین
امیر نے بادشاہ کو گھوڑے پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانون
مین طاقت آتی جاتی ہے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوتے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب پہونچایا
ہے یہ شیر کرہ بن اشقر پر سوار ہوکر کوہیون پر جا پڑا ہے اُن نامردون پر بڑا غصہ ہے فولاد فولاد شکن کو پہلے ہی واصل
جہنم کر چکے ہین اب اسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہے وہ سب بیچیا قتل ہونے سے افسر کے بد حواس ہین بھاگنے
پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھا گئے جس طرح سے بن پڑا لاش
کو فولاد فولاد شکن کی اُٹھایا ایک گھوڑے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہے بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجاقی باختری مشتری عصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدائے بریز بریز کبھی الامان
کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینہ پہ
بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑکر پار گذر گیا دیگر نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مار استخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب
شاہزادہ داراب کشور کشا فرزند حمزہ عرب قہر غضب ایک جانب صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن مصروف
تیغزنی پہلو بہ پہلو انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب تیغزن صف دشمن کو پراگندہ کر رہا ہے لقا نے تو ادھر
شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن
پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب
بادشاہ طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا ایمان بھاگ کر آئی ہے تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہے اگر جان عزیز ہے
تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دون گا ملکہ مخمور سرخ چشم نے ڈانٹا او ملعون یہ میدان جنگ ہے
کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا دم دبا کے سر بھاگا جاتا ہے
کیا خوب مذہب ہے مبتلا بلا دہ بے ادب ہے یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نیشزن نے گولہ فولاد کا
مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا تجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دانتون کی چمکی برق خندہ
گری گولہ کے ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے اُنکے ساتھ والون پر پڑے بس ساحر واصل جہنم ہوے نخل بغض و حسد سے
یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے تیغ نکالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار
ہوتا ہے وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون کو روتا ہے اُسنے تیغ مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت
احمر کی تھی تیغ کو اُسپر روکا تیغ بھی پھٹ گئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے نیمچہ سحر کھینچا گویا
ڈنک ملایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے نیمچہ طلائی کمر سے کھینچکر بجائے سپر چھڑی کی پناہ کیا قبضہ تو مٹھی پر ہو چکا
جوہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین نیمچہ اُسکا ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست سنے

چہرہ دکھایا مثل سپہر چاہا دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہنے لگے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند کیا تیغہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جا کر نور الدہر اور طہماس کو اٹھاؤن دیکھا کہ شیشہ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے رائی کے وہان پائے ہوش اڑ گئے کہ ارے مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون کو اٹھا کر لے گیا بتعجیل وہ دانہ اٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ مین چھوڑ داستی چلیے سی داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اٹھوا کر نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہا کی شکست کھائی ہے اسپیجانے فوراً نامہ متضمن قتل عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہے اور صاحبقران زمان جب لشکر مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شبرنگ بن عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہے شاید زخمداری مین عیاران لقا نے گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مارا لقا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نور الدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بنگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تعین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی خمدری کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوی

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نور الدہر کی جانا اور برسرہ کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گلریزی خامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا برائے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح ہوتا ہے و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہی کہ مشتاقان خوشنحو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہے اس حقیر کو بدعائے خیر

یا دکرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے | اٹھائین حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ذیوقار
شراب طلسمات کا دور ہے
لبالب پلا ساغر زر نگار
فقط عنصر مے کا ہے یہ طلسم
ہے جوبن پہ بنت العنب آجکل
ہر اک رند کرتا ہے لڑنے کا عزم
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود
کہ مستون کو ہے نشہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدا را وہ دے بادہ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہے اب جوش مین

پلا ساغر بادۂ لالہ زار
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
کہ ہے چشم مخمور کو انتظار
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ پھیلی ہے رندو نمین جنگ و جدل
ہے شمشیر بران کہ موج شراب
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہو نٹھون کو جا ئے بدام
زلال تو لائی ہے جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشئہ مین بھی ہو نکین ہوشمین

عطا کر کوئی جام اگر اور ہے
چٹکتا ہے جیسے طلسم سپند
نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہے باغ مینا دمے پر بہار
یہ میخانہ ہے یا کہ میدان رزم
سبو کاسہ ہاے مے لاجواب
ہے آواز قلقل کہ جنگی خروش
کہ ہو غنچہ دل کو میرے سرور
مجھے چاہیے ہے وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہے تو اے ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نثر

خوش ہو نہین تم گالیان دو اور مجھکو ہنسکے دس
کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
ہنسکے بولے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
قندمے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
پی لیے ساغر ہین مینے نیشکر کی رس کے دس
دس شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
ہین وہ نازک تیر ہون میرے پھنسانیکے لیے
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی اس کے دس
بیس بوسے وصل کی شب لیکے ہین گو یا ہما
دس تو ہین ہان ہانکے دیکھو اور ہین بس بس کے دس
کہ رہا صیاد ہے اے دم گردن کا ذبح مین
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب قفس کے دس
دس برس کے بعد نیتر کا کر دیو را سوال
دیدو اسکو آج بوسے اے صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب سیاحان دشت پر ہول فسانہ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بصد کر و فر اس راہ پر مخطر طلسم کو یون طے کرتے ہین **بیت** سخن سنج و غواص دریائے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ کہ وہ فریفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ **مخمور** جب **عقرب نیش زن** کو قتل کر چکی اور اپنے تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ **نور الدہر اور طہماس** کو اٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہے یہ راز محبت ہے منازل پر خار و صحراہائے راہ ناہموار کو کس مصیبت سے طے کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہائے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بدحواس نہو یہ بھی خوف ہے کہ کوئی دشمن اس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے کیسے کیسے پہلوان اس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوئے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بے مثل و یکتا ہے نام سے اس شہریار والا تبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز بد نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا ولولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان افتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون چھان ڈالا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی **غزل**

یہ محبت الفت کی جو سا کیا کم تھی
کھینچ لائے کو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی ہے شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
صبح مین آکے نسیم اور ورا انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کوچہ یار مین لائی کشش عشق مجھے
نیشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین سیر ہوا یا رہی آکر جو شریک
رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون آپنے خنجر کھینچا
داغہائے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
ساقیا می کے جو دو جام پلائے مجکو
ورنہ عالم مین مرے رہنے کو جا کیا کم تھی
کیون پھری آکے مرے سر مین ہوا صندلی

نتیجہ وصل کی کیون یار سے کرتا جلکے
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوئے مزار
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتانہ مین جو قاتل نے دیا ہے سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع ہوتا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی
سیب ہے پہلے ہی بلا مین مری کی ہوس کیا ہے یہ مین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعار سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہو خراب باختہ ہین غفلت کے
ہم آپ دشمن ہوے حضرتِ عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اٹھا لائی ہو اُسے کیون نہین چھوتی کہ انکو سکا سحر کرے
یہ سوچکر وہ ماش اور سرسون کے دانے جو زیر محمل سے اُٹھائے تھے زمین پر مارے دہکنے لگی قہر و غضب نعرہ کیا ارے تم کس کا
سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ
جادو دونون بہنین ہوا پر اُڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے
لگی آنسو پونچھے انگلیون پر کچھ شمار کیا سمت کا خیال کرکے شعلہ جوالہ بنکر اُڑی قضائے کار گلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کرکے اُٹھا لائین ایک کوہ فلک شکوہ
پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی گھائل دونون نے لاکر دونون شہزادون کو
اس پہاڑ پر اُتارا فرش بچھایا زخمہ و زبی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے
ایک زن سیہ فام کو اپنے پہلو مین پایا طہماس بن عنقوئل دیو پرور نے دیکھا ایک لونی بصورت مہیب میرے قریب
گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوئی ہی دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہی حیران حیران دیکھنے لگے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اُٹھا لونگی اور جلترنگ تو بہت
خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہی مین کیا کسی بات مین تجھسے باہر ہون
رات بھر تجھکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پانون دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمہاری
معشوقہ خوش غلاف ہی بیان تو انکا رصاف ہی طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے
اب وہ دونون تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منھ سے حرامزادیون
کے بوے بد آتی ہی دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے
جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے وہ دونون کے ہاتھ پانون بیکار ہوگئے خنجر پکڑ کے اُٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی
منت کبھی خوش آمد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت مین دونون شہزادے ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل
کر ڈالین کشاکش سے نجات پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری
نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او حرامزادی مین اس شیر کا
نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دونون واسطے ڈرانے کے تیغ کھینچکر چلین نور الدہر
نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور اڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے جو نور الدہر اور طہماس کو دیکھا کہ
زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے نعرہ کیا

خبر دار مین آ پہونچی جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر آواز دی بھیا طہماس خطا
معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اٹھایا گلرنگ طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر
دفع کردیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جو ہیان کھائیگی
آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہے
دیکھو اس لکاتہ کے سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار کلمے
راز و نیاز کے ہوے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا گلرنگ کو
کھینچ مارا غل ہمیہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ گلرنگ جادو وجلترنگ جادو نام تھا
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے گھبراکر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر پہونچین
باغ سے ملعونہ مجھکو اٹھالائین ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برائے نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت
مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ اٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا
ہوگا شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجھکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا
سحر مین میرا کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کرنی زبردستی نہین کسی کو اٹھا لاتی تھا کچھ پہلے سے نامہ و پیام ہونگے
نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو بگڑنا نورالدہر کا اچھا
معلوم ہوتا ہے بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ
ہوتے ہین جواب فرماتے ہین یہی سچ ہوگا یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکراکر کہا
کیون میان لم قدرے تمپر کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین
سنتی تھی تمھارا ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھرکیان جھڑکیان اٹھائین تو اپنے آقا کا کٹنا بھی ہے
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام انکو دیا جلترنگ بچانا خود قبول کیا طہماس نے کہا بس بس
مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ یہین
ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اترے ایک درے مین اسی کوہ کے ٹھہرے کہ نورالدہر نے کہا اے ملکہ عالم
لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ دن بہت کم باقی ہے اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت
پہونچنا ممکن نہین لیکن آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس
جاکے دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے روانہ ہوئی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقول دیو پرور مسلح و مکمل کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے

ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آئے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدارون کے نکل جانیکے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رواروی مین آتا ہے اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال بر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا میخوار کوہی نام ہے براے مدد لقا چلا ہے اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحراے ہولخیز مین یہ دونون جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب نورالدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے ہین نورالدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہے کہ نام و نشان دریافت کرتا ہے جہان جاتا ہے جا اور اگر کچھ ارادہ ہو تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہے اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل براے قدمبوسی خداوند جاتا ہون براے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہے آپ بڑے صاحب اقبال ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہے اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا ید قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی متمردیان دکھائین مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے ملکہ مشہور ہے کہ قدرت کے پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہوگیا کہا اے شاطر حقیقت مین کارخانہ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہے یارو گرفتار کرلو یا تم لوگ ٹھہر و مین جاکر دونون کو اُٹھا لوں مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو آپ سے شرف یابی کیجیے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ ٹھٹ کفر کی آتی ہے عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نورالدہر کے حاضر کیا نورالدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا اکر گردن دس سوار دونون چور ہو کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی ادھر سپر کی حیلی ہین تین

چار چار سوار تلے اوپر گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر
میخوار کوہی کے پہونچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر زنجیر مین
ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے سطوت وجلالت وقوت جو دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی
اے شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق دل
مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی
سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ حاضر ہوے اب میخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کچھ مجملاً حال جنگ فولاد نولادشکن اور آنا جادوگرنی کا بیان کیا میخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ تیار کرو
فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے لشکر ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن مین سامان
عیش ونشاط مہیا کر دیا شاہزادہ نور الدہر نے کان مین میخوار کوہی کے کہا کہ ایک خیمہ بطور تخلیہ پہلوی بارگاہ مین
آراستہ کرا دو میخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شاہزادہ نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے
قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم دو تین کوس پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہری ہین
کچھ تیلیاں ماش کے آٹے کی تیار کر رہی ہین منظور ہے کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون
کہ بعیش وراحت بسر کردن کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم اے
شہنشاہ خوبی وا سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش ونشاط
اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی برا مدد لقا جاتا تھا وہ
مسلمان ہوا کیسا دوست خیر خواہ ہوا ہے مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو
بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہے مین غرق زمین ہو کر
چلی آؤنگی نور الدہر وطہماس بارگاہ میخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین
سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ آراستہ اسباب عیش ونشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول
مردنگ وغیرہ سے بہ تکلف تمام سجا ہوا میخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہے
اُس نے عرض کی چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو اُنکو بھیجدون نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا بھیجو وہ بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت نہ پائینگے
ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے میخوار کوہی نے کہا
بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت کے واسطے جب ہنگامۂ عیش ونشاط
گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون

کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریائے جواہر مین غوطہ زن چہرۂ پریجمالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردۂ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد سازگار عشق بازان
معطر مشکبار آگین روح پرور
کشادہ چرخ بر چشم کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ یارے برخورد از وصل یارے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیائے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارون کی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

نظم

وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلائے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منھ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدۂ دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیدائے یکدیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادۂ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم گلچینی گلشن حسن کی کر رہی ہے کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہے کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہے کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہے مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا بھیجے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تو تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی مینھو ارکو رہی تھی کی نہایت طرار و فرار ہے خود بھی ماہ رخسار ہے حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہے کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہے اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکۂ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہے اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہے اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہے اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پہ بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہوا اب عاشقون مین نام ہوا ایک جام مے گلفام نوش فرمایئے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اے سمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی دراری نوج در گور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے واسطہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھ سے ظاہر کی

ایک شنودی تھی کہی مجہہ بدصورت کا انمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہے وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ برائے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوئے ہاتھ جوڑے ہوئے جب صبح کو اٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا تمکو انسے ملائے سمن رخ پروردگار کسی عاشق کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین انکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہے انکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہے اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہے وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھ لے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان ٹھور وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا **نظم**

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے لگا دیا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے زبان پر جاری کیے **غزل**

میراحمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ ہے مین پتلا شراب کا
ہی بحر حسن آج تو چلو موتی جھیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

آنکھوں کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ بادۂ در جام ہے
ایکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
نبی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے فلک کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گرز کنج مین سے اٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہوگئے **اشعار**

وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال
اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان تلک تو نزاکت مین یکتا نہ ہوا
جو بھی پھولو کی بدھی تو درد شانہ ہوا

مگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت تھی مگر رات جلدی جلدی آنکھوں مین کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین نوشہ یار زود بجگئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف

آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہے برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین نہ بجے ٭ جی چھوٹ گیا ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے ٭ یہان تو یہ کیفیت ہے عاشق و معشوق کی صحبت ہے مگر وہان میخوار کو ہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہے طہماس کو ناچ دکھا رہا ہے جام مے ارغوانی چل رہا ہے جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہے ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن العمر سپنے کے دن اپنے فن مین کامل انبی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہے اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم

اشعار

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سساک کردی
ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
د حبد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

کبھی غزلہائے عاشقانہ گاتی ہے اہالیان محفل کو لبھاتی ہے لگلیا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہہ لیتا
اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہے
جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی
کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قبائے یار کی صورت
مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا
ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم سے ہم بھی چلنے والے ہین
ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسو سے کیا چھوٹے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اترانے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین
کہین ہم تنگ ہوکر گر نکل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے
مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو
زمین و آسمان نالون سے ٹکراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے
کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
بلا کرے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج انکا یہ ہے جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین
مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا

جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچہ خاطر
تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا

جو یہ ہوتا تو افشا راز دل ہوتا نہ غیرون مین
سحر تک شام سے کیون وصل کی شب نتین تانگے ... ملے ہی میرا حال کہ آتے تو بہتر تھا

ندامت پر اگر اسے پاس بخشش تھی گناہونکی
ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کوہی بھی عاشق مزاج ہے طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا اے ستم زمان ایسے طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مارڈالا دل کھنچ رہا ہے دل چاہتا ہے چند ساعت کیواسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین اس حورمثال کا گانا سنوائین رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہے پھیرون انکے سامنے اُٹھے طہماس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہے آنا دشوار ہے مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کوہی خود اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہے شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پہ عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا دردولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہے سمن رخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر باادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہے حضور کے ہونے کی کمی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے اسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہے بس مزا یہ ہے کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہے مسکرا کر کہا تم جاکر بیٹھو ابھی لکھو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کر بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا بھلا اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود زرد مین سر پر جھلکا ہوا زلفین چلیلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے

جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان لے رہے ہین حسن آرا نے اُف کہکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھاکر آگے بڑھی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

دار فنا مین ایک بھی اپنا نہین رفیق
کیا کچھ خفا ہوے مری جان کیون کہان چلے
کھدونگا سر مین کانٹے قاتل کے پانو تیر
رنگ ہائے گل کی پانو مین ہین بیڑیان چلے
جوبن پہ اندنون ہے گلستان حسن یار
ہم کیا چلے جہان سے قدردان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہے دشنام عندلیب
تربت پہ آئے کھانے مرے استخوان چلے
یون لکھ رہا ہے کلک مری آہ کا الف
کی خوب سبز باغ کی ای باغبان چلے
سب دوستونکا خوب کیا امتحان چلے
مجکو یہ اُنکی بدمزگی کا خیال ہے
مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
بسمل بنا کے مجھے تیر نگاہ سے
یارب اس چمن مین نہ باد خزان چلے
اے دوستو یہین مرے لاشے کو سونپ دینا
سچ ہے کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اے قلم
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
سائے مین بیٹھے پھول رہے شادمان چلے
آتے ہی سیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
جائین کہین وہ کہ نہین سکتا کہان چلے
ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہے بلبلو
اب فیصلہ ہے چھوڑکے کیونکر مکان چلے
اے درد ہجر یار کھٹکتا ہے سب کو تو
کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

اس غزل کو گاتے گاتے تورا لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس طرح سے بتانے لگی مچل رہی ہے دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کا ہے الکمل ٹکڑے باندھ رہا ہے ادھر ساز کی کیفیت ادھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہے سنبھالتی جاتی ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن بیتے جاؤ کہکر بتاتی ہے قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہے اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہے اسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہے ناگنیان کینچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دو بار اپھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہوکر بتانے لگی

خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
دلو سے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
ہوگئے غش چاہنے والے جمال یار کے
رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا آگ بری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اس بت عیار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور افتاد کے
قبر بھی مر کر بنے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل تری دیدار کے

قدر ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہے آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہو رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد سے ناگوار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہے دو چند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طرے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض بیگانہ عشق ہے
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہے
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان سالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون

یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون — خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

ٹکڑے جتنے ہین وہ جویا ہین تری گفتار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین — کار و بار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین

عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین — کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا — منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بار ہا

دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بار ہا — باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بار ہا

چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

ادہر شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہے سحر قریب ہے اسکا زیادہ خیال ہے اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سنرہا ہے مگر قضائے کار وہان ملکہ محمود سرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نہ پایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سنکر ملکہ محمود سرخ چشم بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ محمود سرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اچھا جیوتم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا ہین انکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوشربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہے یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رکین مگر یہ لمبین تو انتہا کی محبت ہے خیال ہین گذرا کہ دیکھو تو آؤن کہ یہ جوان کیا کر رہا ہے آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نورالدہر مسند پر جلوہ فرما ہین اور ایک کسی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہے اور اُسوقت نورالدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہے وہ تو قوم کی کسی ہزار کر رہی ہے یہ جو ملکہ محمود سرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب لیاقت ہے تمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب منہ نہ دکھاؤنگی اب زندگی بیکار ہے شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ محمود سرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایکے بھیجے کے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس سے آواز دی ہان ہان ملکہ عالم یہ خطا میری ہے معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا واہ قدرت تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہے ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمہارے ہی فتور برپا کیے ہوے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہے وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات

بیوفا ہوتی ہو آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے
وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہو بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہے ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ
بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خود کردہ را درمان نیست ۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردہ دنیا سے
اٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ عجب طرح کا جلسہ ہے یہ مقدمہ واقع ہوا
کہ آگے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم طرف سے نورالدہر اور طہماسپ کی منھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہے کہ پانچے ہاتھ سے چھوٹے
ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہو عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُنپر غصے مین اُداسی
اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا منھ کھلا ہے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے
چہرے پر آراستہ کیا ہے دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار پیدا ہین غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ
سے نہین نکلتی ہو نورالدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہو
میری خطا کیا ہے طہماسپ قسم تیوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم ہے تو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی
ہو مگر پنجۂ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہو کہ بس بس یہ لچّے دار باتین نہ بناؤ میرے قریب آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی
اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہے جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ
تو موجود ہے جا کر جلسے مین بیٹھیے دیکھیے وہ آپکی چہیتی گھبراتی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہو آخر کی
چاندنی ہو فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہو ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہی
ہین دن سے بہتر روشنی ہو اُسی حال پر ملال مین ملکہ مخمور سرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہو سحر سے طاؤس
بنایا ہو سپر سوار ہو چکی ہو قصد ہو کہ اُڑ کر نکل جاؤن نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن
تھام لون اور آواز دی کہ اے ملکہ خبردار اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہکر
نورالدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا حضا براے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی
نہین جاتی نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان
آرام دل مشتاقان آج رات تمنے کہان گنوائی ہو ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت
بیقرار ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے
آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہو اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ
شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن اُسکے جواہر نگار کمر مین
داب دونون پڑے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت
شاہانہ پشت پر کئی سو غلامان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پہ اُسکے مگس رانی کر رہے ہین ہنس ہنس کر ملکہ مخمور

کو آواز دے رہا ہے اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری اسطور سے کہتا ہے کہ سُننے والے کو صاف
ثابت ہوتا کہ یہ قدیم آشنا ہے آج کوئی بات ایسی ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا
قلب تھرا گیا ایسے کلمات ناشایستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگت متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان
آواز دہی و بیجا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے منسکر جواب یا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا غصہ ہے جلد آؤ آخر انتظار کی
بھی کوئی حد ہوتی ہی یہ سُنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان
تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ معرکہ کیا ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس طلسم
عالم مین ہین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف
تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہی کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھر تھر کانپ رہا ہی
مگر مخمور سرخ چشم جو برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا افسانہ ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختون پر جانورون
کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولا آہن سحر مخمور سرخ چشم
کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور جاؤن جاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال رنج مین یہ عنقائے اوج حسن
جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہی کوئی
مخمور کے سر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے
کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہی منھ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین ان شعلون سے طائر جلتے
ہین وہ تاجدار پکارتا ہی اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک کرنا مین آپ تنہائی مین
سزا دونگا میری خطاوار ہی اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردہ افراسیاب اگر سحر مین ایسی
کامل ہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینکدیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بعجلت تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے
نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان وار اُن طائرون
کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر بھی پھینک مارتی ہی ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین
مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لمحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر چمکی دانہ یاقوت احمر کا
نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین موقوف کرتا مخمور سرخ چشم آگے کبھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے
قصر پر یہ برقین گرا رہی ہے قصر کے برج اور دیوارین گولے مار مار کر گرا دین کبھی کڑک کر کسی غلام پر گری طمانچہ سحر پڑھ کر مارا
سر اُسکا اُڑ گیا نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین
کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا
ہوتا ہی جھونکا ہوا سے خندہ کا چلتا ہے لشکر والے ہوا مین ٹکرا رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے

ڈانٹتا ہے خبردار تم میں سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نور الدہر و طہماس و مہخوار کوہی
اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں بلکہ جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہیں گھوڑے دنبے
اکھاڑیاں ہیں چھپا اڑیان توڑتے ہیں مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت میں پھر رہے ہیں کبھی نور الدہر مہخوار کوہی سے
کہتے ہیں ای بہادر یہ تاجدار ملعون ہیچیا کون ہے یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمھارے ساتھ اُترے تھے یہ کوئی علامت
تھی نہ تھا یا ایسا کہاں آج آگئی مہخوار کوہی کہتا ہے اے شہریار نیک بخت کبھی ایسا شعبدہ نہیں دیکھا میں خود حیران ہوں خدا لگے
تمھیں لیسرخ چشم کو بچالے نہیں معلوم [illegible] کیا طلسم ہے مگر محمود سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے
سنبھلتے ستانہ کر رہی ہے زمین ہلاہلا دیتی ہے کسی پر دانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھکے
ہلاتی ہے ہجار چار کے سرکٹ کے گرتے ہیں مگر اُس تاجدار پر کوئی زوال نہیں آتا جب ماش کے دانے پڑھکے پھینکتا ہے
مار کر محمود سرخ چشم شعلہ ہاے آتش میں چھپ جاتی ہے مگر باران سحر برسا کر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہے
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہے مگر محمود سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ والون کو اُسکے خاک میں
ملا دیا نور الدہر بن بدیع الزمان اور مہخوار کوہی یہ تمام ماجرا لشکر محمود سرخ چشم کیواسطے بیقرار اور اشکبار
نور الدہر طہماس سے فرماتے ہیں اے طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہے جو محمود سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی
اور مجھ سے کہا کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے معلوم
ہوتا ہے اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ
ہو گیا مجکو جلانے کو اُس ہیچیا نے کلمات محبت آمیز بیکار کہے اور طہماس کہتا ہے اے شہریار میں نے بھی تو کبھی افراسیاب
کو نہیں دیکھا خداوند الملک محمود سرخ چشم کو پنجہ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ایکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس
صحرا میں اُترنے کا بدا نام ہوا اس مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہیں نعرہ پر نعرہ کر رہے ہیں مگر یہاں تک نہیں جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے
مثل دیو کے جھوم رہا ہے قبضہ ساطور کو چوم رہا ہے کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہیں بڑھتا جھونکون سے
ہوا کے لشکر میں تلاطم ہے فریاد و الغیاث کی صدائیں بلند مگر ملکہ محمود سرخ چشم نے بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس
تاجدار کے مار کر [illegible] کیفیت لڑ رہا ہے دریاؤں کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے
[illegible] کے تمام اسباب [illegible] ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر
اُس تاجدار کے [illegible] اُس ہیچیا نے بڑھکر وار تلوار کا کیا محمود سرخ چشم نے سر کو ہاتھ سے بچا کے پھینک دیا کان سے
بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس ہیچیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون میں
تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست بریدہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم

زمین پر جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا اور بیجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان کا فران یہ کہکر
تیغہ مارا اُس بیجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اِس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا تیغہ
مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو تیغہ سر پر جھکا تھا یا تنگر ایون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا
فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہے تصر تعجب و حسد گراد یا کس لطف سے لڑی ہو گیا تیغہ
برق مثال ہو کیا جاہ جلال ہے نظم

سنتو یہ تیغ برق دم الماس پیکر سے تری	اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہے
گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا	ہو دو قاش زمین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہے
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے	بلکہ یہ تعریف تو برش کا اُسکے ننگ ہے
آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجیے اسکا تو اک جو رنگ ہے

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اُسکو قتل کر کے چاہا سنبھلون لاشہ اُس بیجیا کا
زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے نہا گئی اد مر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا
نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو انی پر کیا صدمہ گذرا ہاے کا نعرہ کر کے تیغہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھیے ہوا لڈن
دیکھا آندھی سیاہ چلی کوہ پر دھنوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ بنگئے وہ صدا ہاے
ہاے ہوا ئین بجلیان چمکین دھنوین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ ہا لیان لشکر نور الدہر
بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے
ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے
جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین
اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ دراز کے وہ شور و غل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا جب آنکھین
کھولکر دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا مین سب نے اپنے کو پایا جیسے
زمین پر پڑے ہین بارگاہ مین سرنگون طہماس و منیجوار کوہی شاہزادے کے قریب کھڑے ہیں ساتھ والے
کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب و غرائب دیکھا عقل حیران اگر ارسطو ہوتا طلسم دیکھکر
مثل طفل دبستان مُہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے
گرد آگئے نور الدہر نے کہا جانیو وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہوگئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون
لیگیا طہماس و منیجوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمۂ پیچ در پیچ مین کیا دخل دے اس
صحراے ہول خیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان سحر غم مین شاہزادہ نور الدہر

بن بدیع الزمان کے پاک ہوا بہار جانب تماشا رنگ صحرا دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات واافسوس بلند کر رہے ہین پردانے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل حیران رنگ چہرہ سحر فق ہر ذیحیات کو قلق

اشعار مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیان / ہوے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود / فلک ہوگیا سرخ روے کبود
اُداسی سی ہر سمت کو چھا گئی / کہ صبح قیامت نظر آ گئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم / چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اُوس میلی ہوئی چاندنی / تلاطم مین سبزے کے دم پر بنی
ہوے سرنگون سب نشان اختری / ہوئی آمد خسرو خاوری
لگائے ہوے غازہ خون مہر / کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار / تزلزل مین تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید مین تھرتھری / طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم / سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اڑاتے تھے ذرے سرون پر جو خاک / سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہوگئی / گریزان نسیم سحر ہوگئی
گلون نے گریبان کیے تار تار / کھٹکنے لگے دل مین غنچون کے خار
نہالون پہ تھی صاف پژمردگی / اُٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے / نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہاے چکور / سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان / کہین مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل / پریشان ہوے دشت وحشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار مین / تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
غرض کیا سحر کو مصیبت ہوئی / کہ معشوق و عاشق مین فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہین کہ دیکھا چالاک بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر ہو بیجا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ ہی کوئی کرتا ہے

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہی شبرنگ دو طرح کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہے آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوے تھے یہان کیونکر ہوپنچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہے لشکر مین ہاے واے کا کیون غلغلہ ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمایئے حال تو مفصل سنایئے نورالدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر کہا اے برادر گلرنگ تاب و جلترنگ جادو مجکو اور طہماس کو اُٹھا کر لائین طالب وصل ہوئین عین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچین دونون کو مارا زیر کوہ اُترے اے بھائی بیان کو طول کیا دون منیخوار کوہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلسہ راستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اُسمین نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جا کر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین اُس تاجدار کو بھی قتل کیا اے شبرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے مین اپنے یوسف گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہے گلا کاٹ کر مرجاؤن شبرنگ نے کہا اے شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہے اپنے کو کیون ہلاک کیجیے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاء اللہ غلام پتا لگائے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمھارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحراے ہولخیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر مرجاؤنگا منیخوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً لشکر مین قرنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین نورالدہر بن بدیع الزمان کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہین جاتا رکاب سے پاؤن نکلا جاتا ہے طہماس نے آکر ہاتھ تھاما مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اُڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہر اک قدم کا چلنا
آسان نہین یہان سنبھلنا

کہتا تھا بجبر رو کے ہر گام
اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام

طاقت بیتاب ہوگئی ہے
تسکین خراب ہوگئی ہے

اے شوق کر اب تو دستگیری — عاجز ہے شباب مثل پیری
ہے سر یہ و بال دوش اب تو — کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
اے طاقت رفتہ آخدارا — دل توڑا ہے ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہے گردش فلک سے — رنگ اُڑتا ہے درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے — مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہے — گردون مجھکو پھرا رہا ہے
شادی سے جو ہو بگاڑ مجھسے — غم کرتا ہے چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوز فرقت سے جل رہا ہون — حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا — وہ شے ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے — وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے — وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد — فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہے زور ناتوانی — سر پر ہے سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسے غرض ہی — تپ ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل مین مصروف ہو دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہونچے صرف اُسپر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گینڈے سے کود پڑا ساطور کمر پر ٹہل رہا ہی ابھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین جھکڑ دون سے بار اُتر رہے ہین کارگذاران غمخوار کوئی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو بسر کوہ واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بدصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی — برو ختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود آیا آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو یہان لشکر اتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین جا کے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزاے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی اے مرد سپاہی کیا واہی تباہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف حاصل ہوا

نہین آگاہ ہو یہ لشکر کس کا ہو نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر
ہم اپنی زمین پر نہین اُترنے دیتے جلد مشہور ورنہ تلوار کھینچتا ہون طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ
کو بلاتو شاید ڈرین مگر بخدا اگر عالم ایک طرف ہو جائے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس
نے ساطور پر لگا نہٹا معلوم ہوا دو اژدہے آستین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا اژدہا دے
سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کا مرنا قیامت
برپا ہونی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے
اگر کر کمر مین طہماس کی پڑا اُٹھا کر بروے ہوا لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے
خون کے زنگی کے جسم سے دھنوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہو گئین جبکہ تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے جو کچھ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ پہاڑ ہے
نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو سب اور زیادہ حیران و پریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر
بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا او شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا ناقلات نے
پہلی منزل مین لوٹا شبرنگ نے بھی ہوش حواس درست نہین مگر ضبط کر کے کہا اے شہریار صبر لازم ہو اور غمخوار
کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ استادہ کرا اس تردد و انتشار سے کیا حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر
بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب نا خوش حیرت کا
کا جوش نورالدہر نے کہا اے غمخوار کوہی اب تم لشکر لیکے اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ
معشوق کے طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری بہادر تیغ زن
صف شکن ہماری محبت مین طرح سب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ ذوالامان مین مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا
سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لا کر ڈالدیا ایسے چاہنے والے کس کو ملتے ہین اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش مین نکلتے
ہین یا تو اُسکو تلاش کر کے لاتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے غمخوار کوہی بے اختیار
رونے لگا کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہے کہ اسوقت مین آپکا ساتھ چھوڑ دین
اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہو اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈال دین جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال
شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلینگے غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین نہین ہے
کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہو یہ بارہ ہزار
بارہ لاکھ سے نہ رکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبر او قہر [illegible] شبرنگ

مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہو بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہے اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلائے سیاہ ہجر کھا جائیگی فلک بھی ستارون کی آنکھین نکالتا ہے آج ماہ تابان مثل تابۂ آہن سیاہ ہے تارے ہین یا آبلہ چہرۂ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہے اب زندگی سے دل تنگ ہے اُسی پریشانی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر **نظم**

ہجر مین جان پر آجاتی ہے آفت دل کی — کرتی ہے روح کو بے چین اذیت دل کی
آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کبھی — ایک دفتر ہے مصیبت کا حقیقت دل کی
کیا کہین رات کو نکلا کوئی ارمان وصال — آج چہرے سے ہویدا ہے بشاشت دل کی
جب سے اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی — روح بیچین ہے جاتی رہی راحت دل کی
جل کے ان گیسوؤن والون سے الجھتا ہے عبث — دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہے شاق بہت اے دلبر — ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونون عالم کو ڈبودین مری دونون آنکھین — فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی
ہار اتار ینگا طبیعت کا کہین آجانا — جان بھی جائیگی کہتی ہے یہ رغبت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگ گئی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا اے شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہے ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہے مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید ہین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بدنصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین لے شبرنگ مین چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کو رو جائین تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھر لٹک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا اے شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عیش ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے شبرنگ یہ رؤیائے صادقہ ہے وہ یہی ہے جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے دل لوٹا جاتا ہے بقول کسی شاعر کے **شعر**

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
حضرتِ ناصح جو آئین دیدہ و دل فرشِ راہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہین مجکو
یہ تو کوئی مجکو سمجھادے کہ سمجھانیگے کیا

دیگر اشعارِ مصنف

گیسو کی یاد مین یہ شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یادِ رخ صبیح مین پیری ہوئی نمود

جب دم لبون پہ آگیا اسلام سحر ہوئی
عین شباب فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہو نمود پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشان و خروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ محمود سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے چاہتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہنچاؤن شبرنگ بن عمر وتیور پہچان کر کہتا ہے اے شہریار ایسے مقام پر جہان کس کا ہمراہ ہو نہایت مناسب نہین غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا جب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را + شاہزادے نے بہ مشکل دل کو سنبھالا بعد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا

غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین
کیا کہین انسے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم پلا زلال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
لو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا
گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آگے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کر دیا بے جھجری حلال ہمین
وصل مین رعب حسن کے باعث
اتنا ہوتا گیا زوال ہمین

خون سے کردیا جو لال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہے انکے شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلجاتین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین
وصل مین یار مجھسے کہتا ہے
اب ہے دشوار اتصال ہمین
نہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہے

زلفِ جانان کا ہے خیال ہمین
تونے قائل کیا نہال ہمین
ساقیا درد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی مسند یہی ہے شال ہمین
پا کے وحشی کسی کی آنکھون کا
ہجر کا کچھ سنا تو حال ہمین
تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہو گیا یہ اب کے سال ہمین
جتنا انکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین

بولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

خوب آتی ہے دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
اُٹھ کے اے ہمدم دل سنبھال ہمین

یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہے کہ اے نور الدہر خواب تمھارا سچا ہے اگر ذرا بھی نشان ملجائے تو تلوار پکڑ کر جا پڑون اگر زندگی تمام ہو چکی ہے تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہے لڑ بھڑ کر پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اور اے نور الدہر چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہے اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہے رہا کر لین گے اور مجھسے کیا ہو سکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحر بنایا ہے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس طلسم کو بھی چل کر فتح کرینگے الغرض دن بھر اس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحرای سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ قطعدار جابجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کو ڈیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مرواریدکا پڑا ہے طائران زمزمہ سنج بزبان بیزبانی صفت مین باغبان قضا و قدر کی مصروف ہین نظم

دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہر گیاہے کہ بر زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

چونکہ وقت آخر روز ہے دھوپ سایا تھ
زردی کے معلوم ہوتی ہے عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہے سبزہ دشت دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہے جابجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا بسیر کی فکر مین عندلیب چمن پیرائے ازل کے ذکر مین زیر نخل جابجا پھولون کے انبار ایک نب لالہ یا دل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون
سبزہ خط گلرخان کی بہار
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
کف پا چھنے اُس زمین پہ جری
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان

صاف شکل بطون پاک دلان
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مخمل سبز تھی بچھا تھا تمام
ہوائے خوش اُس سے آتی تھی
جو عطر تھی اُس دماغ کو سردی
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز

تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح بالیدگی سی پاتی تھی
دل شبنم یہ چاہتا ہے دہان
اک طرف کوز مین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر تمنا کو دیکھا یاد معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزہ خار بنکر قلب مین چبھی ہر سنبل شعلہ آتش ہوا داسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار

موجۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھیں نکالتے ہیں اشارے کرکے ٹالتے ہیں منجوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچائیگا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کریں ٹھنڈی سانسیں نہ بھریں ذرا بھی غلام لشان پا جاے ساحر ہوں یا غیر ساحر فورا اپنے کو وہاں نہ پہونچا دوں تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر میں ہے کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر فیامتین بر پا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپ کو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا ملا ہی جاتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے منجوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اتریے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہاں جاکر ٹھہروں کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت سمجھاتے ہو مجھکو ناگوار ہے آٹھو پہر اسی کا انتظار ہے اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز کہا میں نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا پیشانی پر پسینہ تھا کیوں اے شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزار ہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگوں کے مقابلہ کو آئے اُن بیچاروں نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہیں دیکھا ماشاء اللہ کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائروں کو جلایا وہ طائر منحت کیا بلا کے تھے جسم نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے آنکو پھونکا کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والوں کو قتل کیا اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا پتا نہ ملا نہ قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم و الم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب ان باتوں کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ یہ ہے کہ شبرنگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہے فہمائش کر رہا ہے ابھی لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہیں پایا ہے بار لدے ہوے ہمراہیان منجوار کوہی بس رہے ہیں کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام چھوٹے چھوٹے گال سر پر بڑے بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھیں پتھرائی ہوئیں بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیروں کی نانی چچہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے نیلی کرتی دو سکین سینہ پر لٹکتی ہوئیں یا انٹیوں کے تھیلے تھے کان میں جست کی بالیاں ناک میں پیتل کی موٹی سی نتھ لہسن پیاز کی گٹھیوں کا گندھا ہوا ہار جھنجھی کوڑیوں کا مالا گلے میں شتر بھی جلد بدن کی خرس کی کھال بدن پر روئیں نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال شب روز روشن ہیں اگر کوئی دیکھے آنکھوں میں اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خرنی کی دیکھکر قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہے کہ الٹے توے کی مثال ناقص ہے

شب دیجور کہون رات سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر اُسمین اسباب سحر رائی کے دانے مٹر کے دانے سرسون وکالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جا بجا کھڑے ہین مگر اُسکی نگاہ **نورالدہر بن بدیع الزمان** پر پڑ رہی ہے شبرنگ جانتا ہے کہ آقا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہے خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ آئی چاہا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور نورالدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ اور کہین جا کر اُترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہو جائینگے ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بد مزا ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہے سبھی کھیت بٹائی کے ہین غلطی ہوگی یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگونکی کچی روٹی ہے شبرنگ نے پلٹ کر کہا اے نیکبخت شب کی شب اُتر رہینگے مسافرانہ وارد ہین صبح ہوتے چلے جائینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نے اپنے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہے نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نورالدہر نے جو یہ کلام واہیات سُنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو مین ابھی زبان تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہون یہ مرد سپاہی بات کی برداشت نہین جانتا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو انسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہانسے لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان مین جا رہینگے ساحرہ نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منھ مین پانون بھرے ہوتے ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہے دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ سوچا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے کانون سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین آپکو بلاتے ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہائے کہکے زمین پر گری اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا ہوئی ایک سر گردن مین **شبرنگ** کے دوسرا کمر مین نورالدہر بن بدیع الزمان کی پیچیدہ ہوئی یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی غازۂ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا منجوار کوہی دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوئے نہ سمجھے کہ ہمپر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین آنکھون سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعاقب کرین کہ ناگاہ آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے تو منجوار کوہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہے اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتہ ہے روح پر بنی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجائے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہوکے جسکا جدھر منھ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچا کر ٹل گیا ایک سمت منجوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلائے ناگہانی

کے چلی آتی ہے سوار پیدل سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب ہین چھوٹا القصہ جان کو غنیمت جان کر بھاگے جاتے ہین جب پانچ کوس پر آ کر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا الزان و ترسان ایک درہ کوہ مین آ کر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے منجوار نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ بن عمرو اور آقاے نامور نے یہ مین معلوم کیا گذری وہ ساحرہ تھی بلاے ناگہانی آفت آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری منزل مین آقا سے چھوٹے تیسرے پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران سے چلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر کرینگے منجوار کہتا ہی نے کہا اے روسیاہ اس قابل ہے کہ جا کر انکے روبرو منہ دکھائین کیا منہ لیکے جائین اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کو جو انکے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکر براے تلاش شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عنقویل دیوپرور روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز اے گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت قمری سہی قد حدیقہ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور بلا مخمور سرخ چشم گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کہ دیر ہے نواے ساقی ازل
پلا جام صہباے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا تنگ تر
کہ دور فلک دور پیمانہ ہے
پھنسا ہے مرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بے خبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور مین ہے صورت اس یار کی
اسی جستجو مین اڑاتا ہون خاک

پلا ساغر بادۂ دلحزین
یہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار
کہ وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہان قید ہے رشک بنت العنب
کجا شیشۂ مے کجا میکدا
تڑپتا ہون اس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے مین غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہان تیرہ و تار ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
بلا ظلم ہے میخانہ مین آشکار
ظلمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے ہم جیسے
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اس یار کا ہر گھڑی
کہ بے اسکے بیکار ہے نا و نوش
اسی گل کی ہے سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

اے مرگ دیکھتی ہو انھین بار بار کیا
سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
ہے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہین دامن لیلی و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکہ کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ تجھے اختیار کیا

کب ہے فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے شکل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف حجت پروردگار کیا

بیتابیون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکالین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ عار لبون مین نہان ہو مین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سی ہے دے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہے نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش نفاس کسطرح
کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنون قمر
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

دیگر

جو ہین منشیان بلاغت نشان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج و الم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خوالان شراب محنت انجام مجلس صہبائے مروق ساغر خون دل بیکرد گزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیر مغان خامہ دور ناکام کا مشتاق رہبری ہے اُستاد ان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے برسر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کر کے بیہوش ہوگئی اسے جو آنکھ کھلی دیکھا گرد

چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہے اے مخمور حضرت عشق سے سلسلۂ بخوبی ہو اگرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین بتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج نئے طور سے گرفتار ہوے مجبور ونا چار ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ وتاریک مین بند کردیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ وتاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النسا مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نو میدی جو آید آشنا دشمن شود	غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از مرگ در ہان خواہ درد سر بود	گر علیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہوگیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا بار سیہ نے اپنا منہ اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ وتاریک تھا کہ پردہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہے اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے ابیات

آہ سوز دل پر درد کشید	دامن وجیب ازین غم بدرید	بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
ہمہ تن گشت بشکل آغوش	مقدمش لب کہ تمنا کردہ	دیدہ آغوش ز ہم وا کردہ
ہر زمان پیش نظر رویش بود	نگہ دیدہ دل سویش بود	گفتگو کار نمودے بخیال
رفع مے کرد بدین طور ملال	گاہ قربان جمالش گشتے	ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ مے بود بلا گردانش	گہ گرفتے بہ ادب دامانش	گاہ بوسیدے چشمش بہ نیاز
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز	گہ بہ تقریر چنین بست آئین	گہ بہ لب زمزمہ آورد چنین
کے رُخِ خوب تو نجلت دہ گل	ہست سودائی ز زلفت سنبل	اے بر خسار تو زلفت پرخم
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم		

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہے زنجیر پا غل مچاتی ہے اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہے کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے کیون لے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا اسکو مارا کس لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر وساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہو تاہین

اسقدر سحر کا ہے کو کرسکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے اسکے سامنے میری حقیقت کیا ہے علاوہ اسکے جن عورتون نے لاکر یہان قید کیا کوئی انمین شناسا نہ تھی اسکے گھر مین کون ایسا لایا ہے جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیحیا نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق اُنکی سماعت کے تھے ہائے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا ہاے ستم الگ الگ ہمسے ہے دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط مین نامہ بر کرتا قلم ہے ایک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہاے غضب کہ جتنا مین اُسکے زیادہ لگ چلون اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہے کہ ہی فحمو سے اُس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھون سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون نہ یاکی خاک چھانتے اس زندان مصیبت سے آکر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہے ہزار ہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہے اگر یہ طلسم ہے تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فتاح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہوکر پکاری کنیز کی مدد کو آیئے اس زندان مصیبت سے چھڑایئے

ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو
بر سر راہ مزارم دریاب
چند زاندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خستہ و زارم دریاب
کہ شود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب

خون گشتیم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صدا بر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جاؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب بیقرار آئے بعد آداب تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا

جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا انھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہے
ہر طور سے آیندو روند کو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا گذر ہوا موجب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنا کر کسی کو بصورت
مرد مبتلائے بلا کرتا ہے چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اسکو للکار لے
شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گرجی کہ صدہا ساحر مار ڈالے سیکڑونکو
پھونکدیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا
سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کر سکتے آنکھوں کا سحر تو مشہور ہے اسکی بات بات مین فسونگری
رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہے بشکل تمام مینوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرا کے اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کر کے
بھیجا ہے اسقدر زخمی ہوا کہ دربار میں نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہے حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال
رعب جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہے ہم لوگوں نے ہاتھ نہیں لگایا کنیزان شاہی گرفتار کرایا فلاں مکان مین نظربند
کر دیا ہے با حتیاط رکھا ہے عورتوں کو نگہبان قرار دیا ہے شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا
جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزائے کامل دینگے اپنے ملازموں کے خون کا بدلا لینگے چند حبشنین چلیں یہاں ملکہ مخمور
سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر آمد ہوا تمام
عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا باری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے
دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند حبشنیں سامنے آئیں صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہو گئیں بلائیں
لینے لگیں اور انمیں جو سردار تھیں وہ محبت پوچھنے لگیں اے شہنشاہ معشوقان عالم اے سردار حسینان بنی آدم
آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند انھوں نے پوچھا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلیں مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا
دارالامارہ شاہی قریب تھا ہزار ہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہیں چوبدار سیاول
حاجب دربان پیرے باندھے کھڑے ہیں پردہ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلائے روزگار خود آہنی سر پر زرہ
موٹی کڑیوں کی جسم مین دنگل پر درگہ سالاری کے بکبر نخوت متمکن ہے رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر
خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا حبشنیں لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئیں
اب جو انکھیوں سے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں
زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزار ہا ساحران غدار تیرہ روزگار و ننگلماے آہنی پر
بیٹھے ہیں بادشاہ تخت نخوت پر بکبر و غرور متمکن ہے حبشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ
رو برو اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اُس مجمع کو

دیکھکر غیرت سے مری جاتی ہے حجاب سے گڑی جاتی ہے سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو یہ لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی جوش قامتی کا

سیر و سراپا آزاد اشعار

وہ زلفین بکھرے پر بکھری تھین گلستان مین
درخت صندلی پر پا ہوا تھا مسکن مار
وہ گوش گوشہ گل کے سنے نہین ایسے
جو انکی نرگس بیمار کار ہے بیمار
وہ بینی انکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہمرنگ لولوے شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہے باریک بال سے اسکی
کہ زیر ناف ہے اک صفحہ انکے آئنہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے لہ

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ انکے گھر پہ پرا
لیا تھا سایہ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھکے ہوئے جبین ماہ کو رشک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہوئے نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو انکے عاشق زار
شکم وہ کر نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہے وصف کیا کرون اسکا
رکھے تھا آنکھونمین رکھنے کی آرزو بار

فرشتہ دیکھے تو ہو جاے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ انکے وہ ناگ جیسی چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
نہ انکے پہ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھ کے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہے سینہ پہ انکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہے تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون انکے کمر سے نازک تو
کیا ہے لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھاکر تخت سے گرے سردارون نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تودۂ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھر گئی ہوش و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہون تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہے بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہے ہماری جان پہ بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بقیراری مین یہ اشعار با حسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا	آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا	مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا

ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اُتر جاؤنگا	دیکھ لینا یہین گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر اے ظالم	اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہی کمر اے ظالم	اُڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر اے ظالم	تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چہ من نشنوی دیا چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اُس بیحیا نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے حجاب لفون کے پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیر خواہ قدیم و اے مشیر و ندیم قریب جا کر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کر دونگا سلطنت قبضہ مین دیدونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا اے سرو باغ حشمت و اقبال اے نونہال حدیقہ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرہ سامری کہلاتا ہی اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہی مقام ناز ہی کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشہ بادہ محبت سے آپکے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمائیے ابھی ہزار ہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپ کے جاہ و جلال سے تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب باقی رہی ہرچند کہ زبان مین بسبب سوزن کے لکنت ہی بات نہین کیجاتی ہی مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی بوڑھی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر مصرعہ ع ہمچنین شہریارست چنان ؛ بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہی کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کر دون کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہی آپس مین چشمکین کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہی حسن و جمال مین معشوقان عالم پہ فائق ہی بیت زعاقل کے روا باشد سخنہائے خطا گفتن ؛ بہ پیری مرد دانا را فلاطون جوان گفتن

خود ملاؤ۔ ہان جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت سے اُسکا کیا
حال ہے چہرہ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ جو اُسنے دیکھا کہ وزیر نے
بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھا کر یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا
بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا
مجھ سے معاوضہ نے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا
اے نازنین مابدولت بے اختیار نہین ہین مجبور و ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا
نمونہ دکھاؤن وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین جسپر نگاہ ڈالدون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر دم تسخیر
پڑھکر زمین پر ڈالدون طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی
بڑی بات ہے وہ رنگ اب دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہووے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی
اے وزیر اعظم یہ کلید تو فلان کوٹھا جلد جا کر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہے ہرچند کہ پھول
اسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک رنگ تمازہ دکھائینگے اس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل
پھولیگا سونگھنے والا گھر کا راستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جا کر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو
اس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف ننام و ننگ دل کو طرف
بہار بے خزان ازل کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد
طائر اُروح قفس جسم سے نکلجائے اس ملعون کو نخل بدعت کا ثمرہ حاصل نہو صرصر کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جاے
موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جاے یا اس صیاد کی بدعت سے اس عندلیب باغ پرکو بچالے دام تزویر سے نجات دے
بیقرار ہو کر اُس بلبل شاخسار محجوبی نے جو یہ دعا کی چمن مرادین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا یکایک آسمان
برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے کہا اے سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل اشتیاق
ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے اگلی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم
ہے ضرور طلسم کشا آئیگا نام اس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے
کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہوکر آئیگی وہی عورت علامت داخلہ طلسم کشا ہے کاہنان طلسم نے بالتصریح
لکھا ہے اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہے کوئی امر خلاف نکرنا سراسر قصور ہے کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین
مندرج ہین حاضر ہے ملاحظہ فرمایئے جابجا یہی لکھا ہے کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کروفر سے ہوگا دوست دشمن ہون
ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی فراموش بدحواس ہو کر کہا

اے خیر خواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت مین اُسنے علامت برٹری قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مار اگیا ینوش خونخوار نے بڑا کام کیا یہ مشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر وہ معشوقۂ ساحرکش یہ سامنے موجود ہی مگر اے سہیل اختر شناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہی ہر چند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہی پہچانتا ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقۂ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمانان ہوگئے یہ بھی کسی جہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوا لیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچاتا خبردار کچھ تکلیف نہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لیگئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم جمشیدیہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان
اختر برج حشمت و اجلال
ہو یہ مقبول عرض پردازی
یعنے مخمور قابل تکریم

اے مددگار افسران جہان
اے خدیو طلسم شاہنشاہ
اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی
قید ہے اس طلسم مین وہ اب

ماہ افلاک دولت و اقبال
دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
کیجیے اُسکو طلب یہ ہی مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ و اے خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا ملکہ مخمور سرخ چشم سر طلسم کی علامت پر نہین معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑی کہ کئی سو ساحر مارے گئے چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین سمجھا نامہ یہ تو سن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادہ بغاوت ہی مسلمانون سے محبت ہی باحتیاط نظر بند کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہی خدمت مین نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہین سرہائے برف انداز جادو و ابرلیق کوہ شگاف و گیسو کشا بن شہاب شہاب نار بخش نوش جادو

د ملکہ گلگون نازک بدن جادو و ملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہو رہا ہی کہ اب
دانہ میعاد اسد بن کرب غازی بہت قریب ہے آئی ابرق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قوت بازو صاحب
عبادہ و حشم شہنشاہ حلیم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن مالک زندان طلسمی کے
پاس ابرق عرض کر رہا ہی کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک دن مین اٹھارہ سو خراج گزارون کو خبر ہو جائیگی
انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش ہی کہ عرض بیگی نے بڑھکر ہاتھ اٹھاکر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار
بادشاہ طلسم جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی افراسیاب جادو حیران و پریشان کہ
بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھسے کیا ضرورت ہی خداوند لقا خیر کرے مقام حیرت ہی حکم دیا نامہ دار کو
جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ ہاتھہ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے
وہ نامہ مشیر بتدبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید مین
اور تمام کیفیتین علامت طلسم برطرف ہنگامہ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا مخمور سرخ چشم
یہ کیا بھید ہے سب نے عرض کی کہ شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہے ایک باشندہ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہے
کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر مخمور سرخ چشم مرتی ہی اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہی اسی سبب
مین مصروف جانا ہوا طلسم مین گرفتار ہونے کا سامان ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار
کا خراجگزار ہی اور بادشاہ طلسم نور افشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل و جان سے حضور کا
خیر خواہ ہی یہ بھی سنا تھا جبدن سے حضور سے اور کوکب روشن ضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشن ضمیر کو
خراج دینا موقوف کر دیا موجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب
فرمائین سزا و غیر سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ رائے پسند آئی نورا مد ہوش
دراز بینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم
وہان موجود ہے ہماری خدمت مین لے آؤ مد ہوش دراز بینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو
اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شب رنگ بصد کر و فر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی باہوش کدھر ہے
کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے
اب زردی رنج سدھارتی ہے

ره ره کے اُمنگ اُبھارتی ہے
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہے

خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی یونہین کب تلک مین بیٹھون
اک مست کا انتظار ہے آج

حالت تو بہت ہے غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہے
یان آمد بادہ خوار ہے آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے احبا انکو سمجھائینگے کیا ٭ پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہے ٹھہرائینگے کیا
واے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر ٭ کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا
دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین ٭ آتے خود شرمندہ ہین منھ تک مرے آئینگے کیا
غیر ممکن ہے کبھی آرام سے سوئین حریص ٭ ہاتھ تو کھینچتا نہین ہے پانون پھیلائینگے کیا
انکی بیرخی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہے لحاظ ٭ منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا
انکو فرصت ملے رسوائیون سے کیا مجال ٭ اور میری طرح سے عاشق نہو جائینگے کیا
کب توقع ہے وہ آئین نعش عاشق دیکھنے ٭ ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر ٭ گلشن تصویر ہے ہو نہین پھول مرجھائینگے کیا
سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین ٭ کھینچ کر تیغ دودم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے ٭ حور و غلمان و پری مجکو بھلا بھائینگے کیا
رہ گئے ہین ٹوٹ کر شانہ مین گیسو کے جو بال ٭ افعی مردہ ہین یہ اے دوست لہرائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج ٭ کیون بلا ہے میرے سر کی قسم کھائینگے کیا
کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین ٭ حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
گھورتا یہ ہے آنکھین وہ میل کرتا ہے ادھر ٭ دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا
یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم ٭ عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا ٭ بدیدار نیکان ہمکو آمدم
عنان سخن شد ز چنگم رہا ٭ بہ شست آدرم بار دیگر کہوت
دگر بار در گفتگو آمدم ٭ بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را اینچنین آغاز کردہ ٭ استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرہ سیاہ فام کو قتل کیا اسکے تخت آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور میخوار کو ہی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کر رہا تھا پتا ہے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلے

اسی حال پُرملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بہ شکل مہیب سیاہ فام ہلوشنگ جادو
نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہو گرداگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس
مل رہی ہین شعلۂ رخسارۂ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہو ہوا
کیا جوان ہو ایک کہتی ہو صاحب شوکت و شان ہو مگر ہلوشاپ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او گور بے
موے مونڈی کاٹے دیکھے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ ہوتی بچ جاتی تو نکل جاتا جا ہم دونو
سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ جمشید جادو سے بہی سفارش کر دون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور اے
جوان کاہنان طلسم جمشید نے سو برس سے بیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہو تیری صورت سے نہایت ملتی ہو بھلا تمین
بھی سبب ظاہر ہین صاف تحریر ہو کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ سب صورتین معلوم
ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہو ایک عورت بہی طرف سے علامت کے آئی تھی سو ملازم بلنوش خونخوار کے
قتل ہوے اب سنا ہو کہ اسکو سہیل اختر شناس نے بچایا ہو اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور
خوشخو ہو شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا اے برادر
تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جسے طلسم مین قید ہو کر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی
حوالی مین آئے مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہو کہ قید ہو کر بھی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو
نے کہا کیون ملکۂ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے کیا مطلب ہے ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے
اُسکی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت
نے کیا کیا جو نام ابھی آپنے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی نمک بر دست ساحرہ
ہو افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہے ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا خراج گزار ہو پہلے
مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب بانی سہیل اختر شناس کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب
جادو کی کنیز خاص ہو تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہو وہان سے کوئی رفیق آئیگا
مخمور سرخ چشم کو قید کر کے لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہو اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہو کر آیا ہو تصویر
طلسم کشا سے بہت مشابہ ہو ہر فرد بشر کو تاکید ہے کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو بس تم دونون
کا بچنا ممکن نہین ہو اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین
سبیل کر کے عیاری کر دون اُس ملعونہ کو دھوکا دے کر مارون مگر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا قلب پر چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ

کیا بکتی ہی سامری وجمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری وجمشید پر اور اُنکے پوجنے
والون پر لعنت ہی اب شبرنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے ہان ہان
کیے جائیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سیاہیانہ جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی
او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جس نے
طلسم کشا کو قتل کیا کل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری وجمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد
جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شبرنگ
بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نور الدہر بن بدیع الزمان کے چہار
جانب گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون تمام اشجار بار اثمار سے سر بسجود سب طرح کے
پھول جا بجا ہر چمن مین موجود

اشعار

لڑ کھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر طرف — نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطردان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے — اک طرف کیلے بہ شکل جامہ پوشان جنان
دار بستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار — تاک کے خوشون پہ ہے عقد ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی — ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستۂ حدیقۂ شجاعت ونونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہے ہر گل کا
کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد
کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش بیت رد کے قمری نے جب کیا نالہ سرو گلشن کا
بھر گیا تھالہ اس عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ بالڑھ دار چار انگل کا بچہ چڑھا ہو صورت
اسکی خونخوار آنے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور
گھبراکر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ
نگوڑے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سردار اور اسطرح کا عیار اگر قتل
ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہے اور حکم دیا اس
ملعونہ نے کہ ای جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہے
چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے زیلک کردعائی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان
لم یزل وعز یزلے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا
تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین

تار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدائے دل عاشق زار یا نافہ آہوئے تاتار ہونٹوں سے
مسیحائی ظاہر ہو دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہے سینہ تختۂ نورستان حباب بحر
سرو قد نمونۂ قیامت مکھڑا آفتاب آسمان شوکت

نظم

بال زلفوں کے پیچ کھائے ہوئے ۔ پائچے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے
سرو شرمندہ اسکے قامت سے ۔ تھی خراماں بڑی نزاکت سے
زلف تھی اسکی یا کہ دام بلا ۔ مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہاں تاب ۔ منہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یوں نمایاں تھے ابروے خمدار ۔ دست قاتل میں جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو ۔ تھی مژہ تیر قلب مونس کو
پاس آنکھوں کے بینی پر ضو ۔ یوں نمایاں تھی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار ۔ جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مسی سے کہ وصل کی رات ۔ یا نمایاں تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے ۔ غنچۂ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان ۔ ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن ۔ جسمیں یوسف نے کھینچے رنج و محن
آئینہ تھا حلب کا وہ سینہ ۔ نہ کدورت نہ جبین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب ۔ ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہے لازم یہی کمر کا حال ۔ نہ بیاں کر کہ ہے یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر ۔ وصف اسکا بشر کرے کیونکر
حسن پاؤں کا کس طرح ہو رقم ۔ دل پہ چلتا ہے اپنے خنجر غم
کیا خداداد حسن پایا تھا ۔ آپ حق نے اسے بنایا تھا

وہ قاتل عالم تخت سے اتر کر مثل ہلال
تقبال اور برائے تسلیم ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری
برخوردار عمر دراز نگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت اسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے
سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو اسوقت یہاں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی
اماں میں نے سنا کسی مسلمان کو آپنے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہیں ہمارا خدا بے
نادیدہ آسمان پر رہتا ہے اور کتابوں میں انکے مولویوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیوں نانی اماں
یہ دلیل حقیقت میں ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھوں وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں کہ پونے دو سو خداوندوں کو چھوڑ ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو
نے کہا ای نور نظر لخت جگر میں نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہے انکی کتابوں کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہے مگر صاحبان علم و فضل جری
بہادر لایق ہیں سطوت و صولت انکا حصہ ہے بہت طول طویل ان مسلمانوں کا قصہ ہے بقول کاہنان ہی طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ
دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہے میں نے زیر تیغ بٹھایا ہے اسکو جلد قتل کروں اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھروں اور پونے دو سو خداوند
رضامند ہوں اسکے بزرگ دم بدم ہوں ابھی ظالم کو قتل کرتی ہوں جمشید کی تاکید ہے کہ جو صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ سنکر ملکہ شگوفہ

جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین بے نظیر چہرۂ ماہ منیر خود سر پر ڈھلکا ہوا زلفین چلیپا تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر مین مسلسل لشکر جرأت کا سردار دل ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہوئے ہاتھ پائون تھرانے لگے اشعار

بسکہ شد شیفتہ ہر مویش
بدنش خون جنون جوشیدہ
دود سودا بسرش پیچیدہ

حیرتے آئنہ ست از رویش
آہ سرد از دل پر درد کشید
دامن و جیب ازین غم بدرید

از رخش رنگ بہ بدن میخواست
پر پرواز دمیدن میخواست
دیگر یہی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی

وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے گر گیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

چاک کے پھیلے پائون داماں تک
طبع نے ایک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

سوزش دل نے جی مین جا کی
داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہو گئی کنیزین چہار طرف دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہے ہے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بن بدیع الزمان کے دیکھنے لگی شعر مصنف کا ہو بہو تصویر صورت تصویر گئی جسم بے حس ہے مرا پیکر بیجان کیطرح ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنیکا کیا باعث ہوا آٹھ پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موئی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی ہے وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند تھین انھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو حسب منا تمنے دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہے چھوکری کا لونڈا گورا بنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل و مطوق اپنی جان کا قلق صورت بھی دکھادی اسطور سے اس مصیبت مین اسنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد خنجر کھینچے ہوئے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بچی ہے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اسکے ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی اماں حقیقت مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے اور دل خانہ خراب کس پہ مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے جا کر اپنی کھیلو کودو اسکا ڈر نا کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین تمکو شل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے

گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہمنے جو کہا سدھار و اسپر رو تی ہو حقیقت مین تم ڈرو گی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو دلمین آئے بیخوف کہو ملکہ شگوفہ جادو نے کہا آپنے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کا انہون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے سراسر دور ہے زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہے اور مرے کو کون زندہ کر سکتا ہے اگر یہ جوان طلسم کشا نہوا اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو تو پوچھیگا کیون قتل کیا ہمسے حکم نہ لیا نانی امان یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہے بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید و لات اعلیٰ و منات معلیٰ و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمعصر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر دو پہر مین جواب آ جائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہے حقیقت مین یہ میرے خیال مین نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سمجھ کیا موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے چار آنکھین ہو جاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہے لئیق متین ہے صاحبو دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے چہرے پر سہرہ دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری زندگی کا اب یہی سہارا ہے ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین لیے پھرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح تک جواب آ جائیگا اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمائیے جادوگرنی جب روانہ ہو چکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لا کر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی سے نکالا سحر پڑھکر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرۂ آفتاب مثال حرارت سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آ گیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے

خبر نہ لیتا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقرار ہی اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے
اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اُٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ
کے مرجائیگا مگر مجبور رونا چار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پہ سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ
کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بد تر از خارستان سُنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اُداس
عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے جاؤ نہ کرو تمھارے
بیٹھنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہے کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر
دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تونے کیا بچائی اور آفت آسمانی ٹھیکے دشمنون کے سر پر آئی اُس اندھیرے
مکان مین وہ ماہتاب ان کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش کی گرمی جسم
نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے **بیت**
نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ❊ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ❊ کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین
معلوم اُس شہر یار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اُس کے ساتھ سرا سر دشمنی کی اسطرح پر بے آب و دانہ بند ہونا
تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منھ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اُٹھا کر آواز دیتی ہی او یہ ابیات

پڑھتی ہے **ابیات**	ای بادِ صبا سوے دل آرام	لے جا تو یہ غمزدون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تیری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین	گھربار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی **اشعار**	جی مین ہی جائین نجد کے بن مین	قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک	کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک	اے فلک تونے کیا کیا مجھسے
میرا دلبر چھوڑالیا مجھسے	کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے	ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہے
چار پاے پلنگ کے مجکو	چار پاے درندہ ہین ابتو	ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجیے
کون ہی کس سے حال کہیے	آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیرزادی اپنے	

قصر مین تھی اُسنے دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری مستانیو ملکہ شگوفہ
جادو بارہ دری مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہمین یا ہم سے
کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد
بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اُٹھا کر دیکھے ملکہ شگوفہ جادو پانؤن لٹکائے ہوے پلنگ پر
بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائیچے چڑھے ہوے سر کھلے ہوے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ

کھلایا ہوا آنکھیں لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدموں سے لپٹ گئی سر سے
پاؤں تک بلائیں لیں ترقی حسن کی دعائیں دیں پوچھا واری خیر تو ہے ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
اے شمشاد یہ جو جوان قید ہوکر آیا ہے اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل جلتا ہے اور مجھے کچھ کام نہیں ہے مرنا چاہتی ہوں
کہ ایک نظر دیکھ لوں سمجھاؤں ایسی جرأت کو آگ لگے سحر و ساحری میں خاک دھول نہیں جادوگروں سے بھر پڑی ہے
آخر کیا کر سکے اے شمشاد میں اسکو کسی طرح سرحد طلسمی سے نکال دوں شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہے
لونڈی نے دریافت کیا ہے سارے طلسم میں غلغلہ پڑا ہے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہے نام اسکا نور الدہر بن
بدیع الزمان ہے کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہے اس جوان کا بچنا دشوار ہے سارا طلسم دشمن
عالم عالم رہزن اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام برا ہے شمشاد نے جو یوں سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو
بلک کر رو دی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگیں گی
جاکر لپٹ جاؤنگی ہر چند کہ میں نانی امان کے سحر پہ غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤں گی میرا اسکا لاشہ
ایک مقام پر ہوگا خیر بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہے اٹھالے جاؤ یہ جو لباس جسم
میں ہے یہ واسطے کفن کے کافی ہے یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمیں آپ کی جان کا
خیال ہے مال کیا مال ہے اور شمشاد یہ بھی دل میں سوچی کہ یہ آتش عشق اب کلام نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم
شعلہ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ
خرابی ہے ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دیں گے یہ جو سامنے کمرا ہے ابھی یہاں سے نقب لگاتے ہیں شاہزادے
کو زندان سے نکالے لاتے ہیں مگر حضور بھی ساتھ چلیں قید کے گرد ماران سحر دآتش پر قہر ہے آپکی نانی جان نے
اپنے دست نجس سے یہ سامان کر دیا ہے ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اگلیں گے وہ سحر سوائے آپ کے ہمسے دفع نہوگا ملکہ شگوفہ
خوش ہوگئی پائینچے چڑھاکر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہے اب میں
سحر سے نقب لگاتی ہوں یہ کہکر ڈوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے دانے ہاتھ میں لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر میں
طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزوں کو بھی بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتے ہوئی عقب میں
سب کنیزیں مٹی وغیرہ نکال رہی ہیں چند عرصہ میں دہانہ نقب کا اسی کوٹھری میں جاکر ٹوٹا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر
دیکھا شاہزادہ نور الدہر اور شبرنگ عیار صدمہ سحر ہلوشناک جادو سے بیہوش پڑے ہیں گرد ماران
سیاہ بیٹھے ہوئے زبانیں منھ سے نکال رہے ہیں ملکہ شگوفہ نے نیچہ سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران
زلف پر پیچ دتاب کا اثر عکس الٹا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی میں شاہزادہ نور الدہر اور شبرنگ کو
اٹھایا کنیزیں لپٹ گئیں ہاتھوں ہاتھ نور الدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب میں پھاند کر بیک چشم زدن

بارہ دری مین پہونچ گئین مگر ہوش وحواس سب کے پراگندہ کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپسمین چشمک زنی
ہو رہی ہی لونڈیان کھُسر پھُسر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ پڑوکی آگ بھڑکی ضبط نہوسکا دھگڑے کو نکال لائین
اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو بوا ہمسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی
شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اُتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منھ چھپائے ہوے
بیٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر نے آنکھ کھول کر جب گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب
پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے پاس آؤ ہم تمہیر
عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا پڑے مرے سے ہوجائیگے شمشاد
نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی اما بھیا کو روٹی کپڑا ہوجانا نظرے کی خوبی یا تو مثل مردکے
وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی چہکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منھ تو دیکھا ہوتا آئینہ تو نصیب ہوا ہوگا
جیسی مین موت کر اپنا چہرہ دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین برا لگتا ہون شمشاد نے ایک دو ستڑ مارا اور
ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین
مین سناونگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہی نہین معلوم کیا ہو شمشاد نے
کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر آب و دانہ بند تھا
نوش فرمائیے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال لائین ہم سب نے انتہائی شفقت
کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہی ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی
بول اُٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہی آپ کچھ نوش فرمائین مگر مجھ سے لیجیے یہ تعجیل یہان سے
نکل جائیے صبح ہوتے ہی نانی امان قیامت برپا کرینگی آپکی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر و عافیت سے
اپنے لشکر مین پہونچ جائیے اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شائد کبھی ملاقات بھی ہو اسمین
بیاختیار یہ کہکر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہی جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہے
اگر حیات مستعار باقی ہی کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آمادہ بدعت فلک
پیر ہے اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہی پروردگار کی اطاعت کرو لات و منات پر لعنت
کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دو دو
جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے حجاب برج سحر مین منھ چھپایا اور تبدیلی

زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہای شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر تھرتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
لحاف غنچہ از رو درکشیدند	سمن از آب شبنم روی خود شست
عنادل لحن دلکش برکشیدند	بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

زنگ رو ہے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا الصبح ہوگئی یہ دونون عاشق و معشوق مصروف عیش ہین
مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنہ خوابیدہ
جاگا حوض پر آکر منھ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کرسی پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی
جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ
کے لیکر آئی بلاے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھون سے لگایا چوم چاٹ کر
کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ
حقیقت مین طلسم کشا ہے کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بدسیر نے حکم دیا
جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزین دوڑکر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا
سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی پڑا ہے ماران سحر جلے ہوے شعلہای آتش سرکش بجھے ہوے دہنہ نقب موجود
پیٹتی ہوئین سامنے ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہے بس ہوشنگ جادو واے کہکر اُٹھی اور اُس مکان مین آئی معرکہ ندکور
دیکھکر غصہ مین تھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین
مہرہ نقب نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کرکے باغ مین ملکہ کے آکر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون
عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شبرنگ بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہین شبرنگ تانین
مار رہا ہے ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے دیکھتے ہی ہوشنگ جل گئی دہین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان
دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے ارے جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سر کاٹ کر
روانہ کردن یہ سنتے ہی ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی امان میری خطا معاف
کیجیے آپکے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہے اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار ہے بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہے
اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے بونے دو سو خداوند پر لعنت کیجیے ہرچند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے
حال پر رحم فرمایے یہ سنکر ہوشنگ جادو مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکار رہی لو صاحبو اور سنو صاحبزادی
ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین یہ کہکر گولہ اُٹھاکر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی جھولی
سحر کی اُٹھائی آواز دی نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادۂ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین

تو ہم بھی موجود ہین سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپکے خدا ہین تیھر کے تپلے بنائے انکو سجدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا مسخرا لقا انھین کے ہاتھو سے در بدر خاک بسر ہے ایسون کا جہنم مین گھر ہی مین تو مطیع اسلام
ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہی بھی شیر ملقب بہ برہم زنندۂ زمرد نا ہنجار ہی یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گو ہوشنگ
جادو کا پھٹا زمین پر گر گئی کنیزین ہلاک ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے تیغۂ خارا شگاف
سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا ہیبت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر و نگہ
ہائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردمی؛ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده؛ پناه لشکر اسلام نور الدہر ہمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده؛ شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون کو مارا
کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو سطرح ہلاک کرتا ہی اپنے کو بھی بچا نا ضرور ہے
لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب نا صبور نور الدہر بن بدیع الزمان کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک
طمانچہ مارا سر اسکا جنبر گردن سے اڑ گیا اتنے باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ ہو نکلا
پانی قمقمے لگا چشم حباب تیھر اگئی پتے آگ کی چنگاریان بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا سامان عیان ہنگامہ
سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب مصیبت ہی کہ نور الدہر کو بچاتی ہی ہوشنگ جادو کا سحر بھی ہٹاتی ہی نور الدہر
بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھیں سینہ سپر کر رہی ہی دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ جادو
بدمست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی اے نگوڑے تو عیار ہے کود پھاند کر
بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو کہتا ہی اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ
نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کی طرح نکلجائین ہمسے یہ نہوگا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہی
گانے پر شبرنگ بن عمرو کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسا یا عشق زلف مسلسل
محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی ایک مقام پر شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچہ سے قتل کیا صدائین مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف ری
ہوئی ہی دور سے ہوشنگ جادو نے جو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا وہین سے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
شاہزادہ نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑ نا بھڑ نا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
جھپٹی کہ شبرنگ و نور الدہر کو قتل کرون ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ہوشنگ
کے سر پہ برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اُچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب قیامت کے سحر کرنے لگی آتش بحر
برساتی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اُس جسم نازنین پر پڑے اب بد حواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہی

قریب آ گئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہے
نہ روی رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نور الدہر اُسکے سحر مین مسحور ہو چکا انکا بچانا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے اسوقت تک
اتنی مہلت ہے کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھائیے اپنی جان کو غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ
بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب الیم سے قتل کریگا آپکے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا ای شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہے معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہے ایسے وقت مین شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُنسے
پہلے جان دونگی مگر دقت وہ ہے کہ پلک جھپکانا بھی دشوار ہے ہوشنگ بلاے روزگار ہے وزیرزادی کہا واری اب تک
تو مجھکو گمان تھا کہ جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکل جائینگی بہر نوع اب جان پر آبنی ایک بات مجھکو یاد آئی ہے ایکدن آپ اپنی نانی
جان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی سبز کا غلاف ہے جب آپکی نانی صاحبہ نے اسکو کھولا
اُسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی آپکی نانی صاحبہ نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین یہ لوح
محفوظ ہے جمشید جادو نے میرے سپرد کی ہے یہی باعث میری آبرو کا ہے جس شخص کے گلے مین یہ ہوگی کسی کا سحر تاثیر
نکریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کر سکین اسوقت مجھکو یاد آیا وہ تختی نکالکر
شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین
شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا ای مونس ہمدم کیا بات بتائی ہے جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ
شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی یہ کہکر کنجی ازار بند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جاکر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کرکے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہے ملکہ شگوفہ جھپٹ کر
سامنے نور الدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہے مگر ہٹتی نہین ہوشنگ جادو آواز دیتی ہے
اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ
نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتیلی پر لیے کھڑی ہے کہتی ہے او نکاٹہ کیا جھک مارتی ہے پہلے میرا سر کاٹ دے
پھر اس شیر بیشہ جرأت پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہے جمشید حرامزدہ کیا ناہنجار ہے
اب تو ہوشنگ نیمچہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہے کہ رو کر روٹی مانگتی تھی آج
دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہے سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہے شگوفہ نے کہا مین ان بیہودون پر لعنت کر چکی
بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیمچہ مارون شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آ پہونچی شگوفہ تو سامنے سے
ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈالدی شاہزادے پر سے سحر
اُتر گیا ہاتھ پانوُن مین طاقت آئی تیغہ خارا شگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہے شگوفہ کو روکے
شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینہ لگے پر سپر کر دیا اُسکا نیمچہ سحر شاہزادہ نور الدہر پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے

اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچالیا ہی یہ غیر ساحر میرا کیا کرسکتا ہی جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرونکا نام لیکر خود اپنا سر آگے کردیا نیمچۂ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہی کنیزون مین جادوگرنیون مین صداے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپکی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچایئے نورالدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اُس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادی کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخم وزخمی ہوئی پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بہ تعجیل تمام صحبت عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنا ئینگے شمشاد نے ایک دوہتر مارا کہ مسخرے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھسے کبھی بات نکرونگی اب تو خدا نے بنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج دبلال کیا شبرنگ بن عمرو کے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہے کہ مین کہون کدہر کی
ملنے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ ری کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنا رے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ بتادی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤنکے اثر کی ؛
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تصویر کھینچی ہے اُس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہو لو کدھر کی
اے چرخ تھی نہ گردش بخت

باتین نہین یان ادھر اُدھر کی
کچھ کہتی ہی چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوے ہوے سے ملے ہو مجکو
آجاے بلا ادہر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہے یاد کچھ اپنے ہمسفر کی

دیکھے گا کرے جگر کو کیا غیر
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
گیا لی ہے خبر دل و جگر کی
دیکھا تمھاری تڑپ کو تمنے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہے فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اُنسے
اپنی انھین آپ ہی خبر کی

او چھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہے چشم تر کی
رکھتی ہے جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہے وہ خیر کی یہ شر کی
بیجا کہین بند ہوکے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہے جلال کی تپش مین

شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا انکو دیجان
لونڈی ہے بلاکشون کے گھر کی
کیا کھنچتی ہے یار کی گلی دور
صورت کسی ہو فنا کے ڈر کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیر زادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و ملال اور دوچند ہو گیا برائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہے شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہے ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہے اے شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو جیے ہم آپ سب ملکہ یہان سے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہے ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہے معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپکو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہے صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب واثق وہان قید ہے اسکی واسطے دل تڑپ رہا ہے اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہو گی میرے واسطے اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلائے بلا ہونا مجھپر چھریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق انپر شاق ہے دیدۂ دل اُسکے جمال کا مشتاق ہے بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب ناصبور پر ہجوم رنج و الم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت

ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن و جمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے
یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون کو دست
پاک کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق ہراس ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد کیا تا مرگ یاد رکھینگے
تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اسکا رتبہ آپکے ساتھ ہے تمنے ہمبھی جان بخشی کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ
فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضا و قدر پھر
غنچہ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر
بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عمر نامدار سرداران ذیوقار موجود ہین
سب تمکو آنکھون پر بٹھائینگے ملکہ تمہارے جانے سے اور بھی فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین
آئین گے ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپکی محبت مین گھربار تج دیا نانی کو
قتل کیا اسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو یہان سے نہ جانے
دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑکر پھر آپکو اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے
ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا واہ ملکہ یہ روسیاہ جا کر بھائی بھتیجون کو کیا منھ دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم
کے قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر وہ بھی یقین ہے کہ اسی
طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کراکے چلا آیا منھ کو نہ دیکھینگے نظرون سے
گرا دینگے اسی دربار مین ایک میرا ہمچشم ہے جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سپر و شمشیر سرکردہ بہادران
شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بخدا طلسم جمشید مین جاؤنگا
خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کے
یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق　　اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق
اس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤن گا　　دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق
عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین　　اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق
سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی　　ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق
رو کے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے　　اٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق
دل ہے مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی　　اس خرابات مین ہے جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
جام سان چور رہا کرتی ہے مستی مین مدام
حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شائد
جان پا جاتا ہے دو باتون مین ہر دل مردہ
تیری باز ار محبت کا نرالا ہے چلن
ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین فرا
طوطی گلشن اعجاز ہے تیرا خط لب

تیرہ روزی پہ مری ہو شب یلدا عاشق
جام ساقی پہ ہو کیا نشۂ صہبا عاشق
کیسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق
اس تکلم پہ ہے اعجاز مسیحا عاشق
مول یا ان لیتے ہین ہر ہیچ کے سودا عاشق
مالداروں پہ عبث ہے زن دنیا عاشق
ہمتو کیا دیکھین جو ہون خضر و مسیحا عاشق

شبرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکا اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شبرنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایہ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھا کر کہون اسوقت شمشاد نے ملکہ کی چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون انسے زبان لڑاتی ہین مین نے تدبیر کر لی ہے نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کرائیے کچھ حیلہ کر کے لوح محفوظ انکے گلے سے اتروا لیجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کر کے سردار و عیار دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکل جائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لگڑ ہی کے جو ر کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا چیخین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گا ئنون کو بلاؤ نور الدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کر کے آئیے گا آپ کے ساتھ ہو لین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اتار ڈالیے لائیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نور الدہر نے فوراً گلے سے اتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نور الدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نور الدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارکان کوہی برادر فولاد فولادشکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمدار ی مین طرف صبح اکے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ یران شمشیر زن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کہ ہر سے ساقی
جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
سونا ترا کیون یہ میکدہ ہے
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہے
کیون جام و سبو الگ پڑے ہین
کیون رند ادھر ادھر کھڑے ہین
آرائش میکدہ ذرا کر
رکھو شیشہ مین مے تو بھر بھرا کر
آواز دے میفروش آئین
ساغر بھر بھر کے اب پلائین
دو بادہ پلا خمار ہو اب
باران خون کا آبشار ہو اب
گلشن مین نئی بہار آئے
غنچہ ہر ایک مسکرائے
اب تو بھی ادائین اے صبا کر
خندان ہون گل بھی کھل کھلا کر
آگے ہے وہ داستان رنگین
ہین جسمین شگفتہ سے مضامین
احوال طلسم اب نیا ہے
خامہ مرا جنگ کر رہا ہے
ہو کوئی رہا تو قید کوئی
صیاد کوئی ہو صید کوئی
ہر طبع قمر کو آج جودت
ہے اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین بیت مورخ جو ہین دہر مین باہنر وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولادشکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ مین تحریر ہوگا ارزانی قاف ثانی سلیمان برائے نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اس شیر بیشۂ جرات پر کیا گذری بلا کر خواجہ زادون سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہے فلکی فرخ تو ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولادشکن اپنے ملک سے لشکر لقا مین آیا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان طبل سکندر پر چوب پڑی سرداران نامی پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر گئی وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور بصد کر و فر با فوج وحشم ضیائے شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلۂ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہے

فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے نہیب شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دیکر غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اسطرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے ازروی بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہے کہ رکن اعظم کوہستان گر گیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہے کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ سے مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ارکان تو سارا حال سن چکا ہے کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہے میرے بھائی کے قاتل کا نام بتا دیجیے پھر تماشہ دیکھیے آج میدان مین اسکو قتل کرونگا پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچ لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہے سمجھانا ہمارا کام ہے انکا ایرج نوجوان نام ہے اور رستم دست لقب ہے اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہے وہ پرورش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گذاری کا ہے ارکان نے کہا اب مجھکو آپ نہ ڈرائیے مین اس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہے مگر ملک جی یہ تیغ خونخوار اسکے خون کا پیاسا ہے بختیارک نے سر جھکایا چپکے کہا انکی قضا آ چکی موت سر پر کھیل رہی ہے لقا نے کہا اے پہلوان دوران مجھکو اپنے مدد قدرت کے سپرد کیا ارکان گوہی گینڈے کو اڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہے یا خداوند یہ ابھی لقمۂ شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت انھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہے مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہے سنگ عدالت چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہے فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہے محل راحت نہین ہے کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوے نظم

عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی　　فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا　　کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیرا نہ نرمائے تو یا قسمت　　دگر نہ دیکھ آئینہ کو تجھ ہو گئے پانی

تری زلفون سے اپنی رو سیاہی کہ نہین سکتا　　کہ ہے جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی

زمانے مین نہین کھلتا ہے کار بستہ حیران ہون　　گرہ غنچہ کی کھولے ہے صبا کیونکر بآسانی

جنون کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ رہتا ہون　　کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی

نرکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے　　مگر زانو سے اب تک ہی رہا ہے ربط پیشانی

خدا کے واسطے باز آتو اب ملنے سے خوبان کے　　نہین ہے انکے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈے کو جھکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آواز دی کہان ہے قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج

نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلۂ عفریت مرحمت ہوا ایرج
نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرما کر پشت مرکب کرۂ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین
کوہ کفل تھوتھنی غنچۂ گل سنبل بیجان کاکل دور رو خوبیان ستو ستو

نظم

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سحر
دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق کے دیکھے سے نکلجاوے بل
زمۂ وگام سے ماہر ہے کچھ اسکی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
جست و خیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اُس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوے دیکھا آتش شعلہ خسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اُسنے میرے بھائی کو مارا تیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے تکاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرۂ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لون مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا مل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دودمۂ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھامنا لپیٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا شل برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اُڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے اسکی فوج نے گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے ہو جنگ مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمہارا ایک تھا اب دو ہوگئے مگر اُنھون نے نہ مانا ایرج نوجوان کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادہر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے آگرے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے مالک کو شکستہ پاکر میدان جنگ سے لے نکلا بختیارک نے طبل بان بجوادیا صاحبقران جب پلٹکر قریب بارگاہ پہونچے جوانمرد عمرو نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران کو زیادہ ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا

مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش میں لیے ہوئے ایک صحرا میں پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے برو ے زمین گرا مرکب بفرط محبت گرد پھر رہا ہے کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہے کبھی آقا میرا اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہیں قضائے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا میں آیا اُسکے ملازموں نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریائے خون میں نہایا ہوا زمین پر پڑا ہے افلاک کوہی سے کہا وہ گھوڑا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ میں سر زخمی مگر لاکھوں روپے کا جواہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی تاجر ہے قزاقوں نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لیچلو جب اسکو ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقوں کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا اپنے قلعہ افلاکیہ میں آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ اسمیں لاکر ایرج کو چھپر کھٹ میں لٹایا جراح بلایا زخم وذی کراکر پٹیاں مرہم کی چڑھادیں بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام ہے افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح بھی حاضر ہے میں نے جنگل میں آپ کو زخمی پایا قلعہ میں اُٹھا لایا کہاں تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ میں قزاقوں نے گھیر اتھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقوں کی کیا لیاقت تھی کہ جو ہمسے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ مارا میں زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا نہ خمداری میں گھوڑا اسطرف نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب آپسمیں ایک ہیں یہ بھی ارکان کوہی و فولاد فولاد شکن و سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز دار ہے حیران ہے کہ اب میں کیا کروں اگر گرفتار کروں تو جرات میں فرق آتا ہے اگر رہنے دوں تو باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر چونکہ بہادر ہے خیال میں آیا کہ جریح کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت میں سراسر خلاف ہے مگر جب صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر میں حمزہ کے مجمع بہادران ہے اُس بیشہ شیران میں ما بدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچکر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی میں یہی ہوتا ہے چند خدمتگار خدمت شاہزادے کیلئے چھوڑے آپ دربار میں آکر بیٹھا رفقا سے کہہ رہا ہے یار دتم سمجھے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن و ارکان کوہی یہی شیر ہے ایرج نوجوان نام اسکا دلیر ہے بھائیو میں اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا نیمچہ و غیرہ میں امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہے کہ اسکو مطیع کرکے بادشاہ ترک خود سپہ سالار بنوں سب جواب دیتے ہیں حضور بہت مناسب ہے اسصورت میں آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتیں کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد خلیہ کیجیے ملکہ شوخ و چشم جادو تشریف لاتی ہیں افلاک کوہی گھبرایا جلد خلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا عرصہ سے ملکہ شوخ چشم جادو نے اور افلاک کوہی نے آشنائی ہے ہمیشہ آتی جاتی ہے

آکر پہلو مین افلاک کوہی کے میٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرأت پر
ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہے کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا حال بتادیا ایسے شیر
کسکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہے یہ کہکر چلا جاتا ہے کہ ملکہ مین آتا ہون وہان جاکر
ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہے شوخ چشم نے پوچھا اے افلاک آج تو متوحش کیون ہے بدحواس جاتا ہے
پھر آتا ہے افلاک نے کہا اے جان جہان کیا کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج
نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی مین آیا مین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخمدوزی کی قصر عالی مین جگہ دی
جب وہ ہوشیار ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہے کہ اُس نے صاف نام اپنا بتلا دیا کئی بھائی میرے اسکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردان عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ خدمت کرون سلیمان
عنبرین موے کوہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا
کچھ لوگ ساتھ کر کے اُسکے لشکر مین پہونچوادونگا یہ سنکر شوخ چشم کو غصہ آیا بلبلانے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تونے
اپنے گھر مین جگہ دی ہے علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہے واسطے ساحرون کے رہزن ہے طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جس روز اسنے طلسم آئینہ فتح کر کے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہے طلسم آئینہ کی قلعی کھل گئی ہر ساحرہ
کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر روزگار ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت
میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ
کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد ہون سلطنت ملے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا
اور کہا اے ملکہ عالم ایسا کلمہ زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی ہے بے دیکھے اُسکے
چین نہین پڑتا جوان خوش رو صاف گو صاحب سطوت و صولت ہے اُسکے آنے سے میرا گھر روشن ہوگیا کچھ
اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف مزاج ہے اگر زیر ہوگا
تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش
بنونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس اسی مین بہتری ہے کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا اور
جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہے کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک
کوہی نے کہا اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہے جاؤ [illegible] پہ جا کے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب کے یہان سے
آئے پشیمان کنندہ ہوئی کُتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی افلاک نے کہا کیون کہان چلین
شوخ چشم نے کہا مردوے تو تو دیوانہ ہوا ہے سودائی ہے بیہودہ بکتا ہے مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا

کیا اعتبار ہی مین جلکے ابھی اُسکی مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھسے فریاد کرے
کہنا تمنے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہی مین کیا کرون افلاک نے کہا کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کرے
تب ہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اُٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر ہاتھ مارا
شوخ چشم کے سر پہ پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے حسبت نہ کرے تو دو ہی پر کالے ہوتے شوخ چشم غلطک مار کے
الگ جا گری اُٹھنے اُٹھتے آواز دی او موئے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلاؤن
مار ہی ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پاؤن بیکار ہوئے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار رکھکے اب وہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان
جس قصر مین ہین افلاک اپنے رفقا سمیت برائے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوئے
باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی فولاد فولاد شکن کے ذکر کر رہا ہی یکایک پلڑا اُٹھا سامنے سے دیکھا
ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جا بجا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم
نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھکے پھینک دیے ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے ابتو شوخ
چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدہا کو سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی کہ ملکہ ہماری کیا خطا ہی امان مانگی
اس نے مہلت دی آنکھ ملا کر ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا سلسلہ مطوق کیا آپ لباس مرصع
پہنکر تخت پر بیٹھی ارکین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوئے شوخ چشم
نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا کہ تیری مدت کی ملاقات و محبت ہی اس جوان سے ہاتھ اُٹھا
تجکو رہا کرون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے دل و جان سے
اُسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کر مین اس شیردل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس بہادر کی محبت سے منھ نہ
موڑونگا شوخ چشم نے انکو قیدخانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر
گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اُسنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اُسکا لیکر خدمت مین
افراسیاب جادو کے جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہی کوکب روشن ضمیر
مسلمانون کا طرفدار ہی اور یہ جوان ایک مرتبہ طلسم نورافشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا
ایسا نہو کہ کوکب کو خبر ہو جائے آپکا ستارہ گردش مین آئے کس برج مین مخفی ہو جیئے گا بہتر یہ ہی کہ اس
حال کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہ بھی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان
بھیجدیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانینگے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح
شوخ چشم کو نہایت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین

افراسیاب کے پہونچانے شعلہ جادو نام اس کی کنیز بھڑک کر اُٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی دو کلمۂ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے برج نوجوان پر عاشق ہے بران کو ہمیشہ یہی خیال تلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہے ہزار درہ اسکا نام ہے برائے انتظام وہان آئین برج جہان نما پہ جلوہ فرما ہوئین سامنے صحراہائے سبزہ زار نواح دلکشا صحرائے پر فضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان شمشاد و قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہے قطعہ

شگوفون مین قوتِ نشو و نمائی کیا تاثیر　　کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خطِ یار
چمن مین دیدۂ گل نادمیدہ کرتی ہے　　مزے اُڑاتی ہے کہ کیا چشم دور مین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیان چھایا　　بہت دنون مین برآئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی　　پنہا دیا ہے گلون کو لباس آتش کار
یہ فیض باد بہار اندنون ہے عالم مین　　درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن　　زمین باغ پہ رکھدو جو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن　　نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
چٹک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو　　تو نکلے مہر کی بستان سے شیر صبح بہار
بہار گلشن عالم ہے اسقدر دلکش　　برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہے سیار
کرن کے تار یہ یون آفتاب اگر آئے　　کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہین سیجول کرن بھول پتے برگ درخت　　نہال قامت خوبان ہو صورت اشجار
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین　　صدف مین دانۂ مرجان بنے دُر شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحرائے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آ بی یاد مین ایرج نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے نظم

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہے

سونا پہلو بھی ہو گیا ہے
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہی جان عاشق زار
ترک جان کو کھوئیے کہانتک
وابستۂ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہے
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
مبتلا تو کہ مین کہان ہون ای شوق

رغبت کسی چیز پر نہین ہی
ہو خواہش دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہانتک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جس طرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
اب ضبط فراق کا ہے دشوار
اس درد کی ہے کہین دوا بھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
ایذاکش جور بخت بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسپر قرار کیا کہ اے بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہی

بند مسدس

ہی وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسی یاس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین

گھلنے جاتے ہین لیکن تری بو باس نہین
طاقت اُٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
کیا تعجب ہے کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی بناہ پانی مشکل جوش بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اُسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا اشیای سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر اُس واقعہ مین نہ دیکھ لے تو ساری قلعی کھلجائے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہے مگر اس کو ہر قدم جرأت کی جان پر نہ بنجائے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجائے نہ ارادی پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہے سرحد کوہ عقیق مین

چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اسی پہاڑ سے سختی عشق
کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دیکر بخدمت
افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگر می صحرا کی اُٹھائے ہوے
بد حواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی پیے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اس پہاڑ پر
جو نگاہ ٹھہری چشمہ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر اُتری پانی پیا ٹہلنے لگی
ملکہ بران تیغ شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو دیکھا دلمین
تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا نام کیا ہے کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے
لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بیوجہ آنا کہین نہین کیسا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم
ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی اسنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جاتی افراسیاب
کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہی صاف صاف نہین
بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ دار ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو
کھولا نامہ سر مہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہے نامہ بمنزلہ در طلسم ہوشربا بخدمت افراسیاب
پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی
ملکہ بران نے لفافہ چاک کر کے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان
ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدسان نیزہ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہی غصہ مین
آ کر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری
محبوب کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شائد و الذا مدار آئینہ مین دیکھ بھی لین تو جاے کلام ہی کہ آپکے طرفدار کی فرزند کو
چھڑا نیکے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل باد صرصر بصد گرد فر طرف قلعہ افلاک کے چلی یہان
شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے
ساحرون کے خون کا بدلہ لیجیے جب ایرج قتل ہو جائیگا افلاک کو بھی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگذاری کریگا
ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ
ہزار کو ہمراہ لیکر بیرون قلعہ آ کر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا کہ ہنگامہ رکھوا دو ایرج نوجوان و افلاک کو بھی
اُسکو مع سرداران افلاک اراے پر سوار کر کے سامنے شوخ چشم کے لاے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو
سمجھاؤ کہ مین تیرے حمایتی کو قتل کرتی ہون تو اسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کو بھی
نے جو فرط محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین لات و منات پر بھی لعنت کر چکا

اس شہر یار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کنیز و نے کہا حضور اسسے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر چشم ہی نہیں معلوم آپکے آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہی مرنے سے نہیں ڈرتا ہی جب وہ قتل ہو جائیگا تب افلاک کو بھی اسکے شر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر چین کرینگے یہ سُنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا **شعر** نطع بہ افگند و بر در یک ریخت * دیو زد یو انگیش میگیہ بخت * تلوار کھینچکے سر پہ شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پروتا قتل ہوتا ہی ہزارون اسکے خون کے دعویدار ہین اس نبرگ سے نا مدار ہین شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلایا کہا اے نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ مہران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا اے ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا بروقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے بہشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کا ہے کو آنا ہوگا عدم مین آنکھین ڈھونڈھینگی لاش لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لیے چلے ادھر معشوقہ کی یاد قریب سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز ارحم الراحمین مالک یوم الدین

نظم

خداوندا شبم را روز گردان | چو روز اندر جہان فیروز گردان

شبے دارم سیہ چون بخت امید | درین شب روسپیدم کن چو خورشید

ہنوز دعاے ایرج نوجوان تمام نہوئی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی یکایک گرد بھی اُڑتی

نظم

از دامن دشت و کوہ و ارژنگ | گردے برخاست تو تیار رنگ

از دامن دشت آن غبارے | رخسارہ نمود شہر یارے

شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب بادر فتار پر بصد کر و فر بفر [illegible] و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین سحر بات بات مین جب پنجہ ہلادیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے دشمن سے نعرہ کیا او ملعونہ اب تو نے یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشہ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شعلے پیدا ہوے ایرج نوجوان کی قید کو اُن شعلون نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا جیسے شمع لگن گرد پروانہ پھرا ہو آتش پر سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر تب شوخ چشم جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غضبناک ہو کر جھپٹا ایک سوار کے نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب ہی سے کھینچ لیا جب یہ گرا

اُسی مرکب پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیرو
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج نوجوان سب کے آگے
بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا ہے ایرج فوج مین کوہیون کی رد دبدبہ جمشید
کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا
ہاتھ پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا چورنگ ہوا کیا جمشید نعرۂ تحسین کرتے
ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما
گرما لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا اُٹھی کئی ہزار کافر داخل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر
سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا
ایک ہی تھپڑ مین زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اسکی مشکین باندھ لو ملازمان
افلاک نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہوکر خدمت
افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بخطا ہین خوف جان سے شوخ چشم کے شریک ہوئے تھے
افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ شیر بیشۂ کوکب
آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکے ٹھہر گیا
افلاک سے ایرج نے اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو جگہ دی محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا
شاپور شیر دل بھی یہان آپہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ
گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے
تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی
نے اُٹھکر سمجھایا کہ اے شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کجا طلسم نور افشان کجا جمشید
بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامات ہے خداوند تعالیٰ کی عنایت ہے شوخ چشم جادو کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے
دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع اسلام ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان
نے شاپور سے کہا الگ ایک بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو بٹھاؤ شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ
استادہ کی مثل عروس فرش و آلات آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہو جیسے جمشید بن کوکب
ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہو کر ایرج نوجوان نے معشوق کا کہا آئی جان کر

بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپنے ہماری جان بچائی گردن پر ہماری بارا حسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے
ضبط نہو سکا چیخ مار کر رو دیا بیت وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ؛
ملک کرجمشید کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس الیسا نہو روح قالب سے نکل جائے اب ایرج نوجوان
نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جادوانی باعث تسکین دل پرمحن ملکہ بران
شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھاکر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے زانون پر اُٹھاکر رکھا اشک حسرت
آنکھون سے ٹپکے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے
لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روے کئی مرتبہ بیہوش
ہو ہو گئے شاپور سر بالین حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ دونون وہ
ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک دوار معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار بمشکل شاپور نے دونون کو
ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اُسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہو کے کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہے
آج ہمارے گھر مین عید ہے جلد سامان عیش و نشاط لاؤ آج ملکہ عالم نے سرفراز کیا ہے مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی
ترقی پر ناز کیا ہے ملکہ بران کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے
کہا کیون اے جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے باہر کرو بران نے ضبط کرکے
جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی تھی راہ مین مین نے اسکو گرفتار کیا
آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ہے شہریار رونا تو ہمارے واسطے عمر بھر ہے اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے
عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر وہ بادشاہ
جابر و قاہر ہے جس زمانے مین آپکو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک ہمارے یہان
مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر سے لڑے صاحبقران
بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام بد ہے یہ کلام ہمارا مستند ہے صید د
شکار سے دل بہلایا کیجیے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد کرنا بالکل بیکار ہے ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے
مقرر کیا ہے لیجیے آپ کو دل نہین دیا اپنی جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اُٹھانیکی
اب طاقت نہین رہی یہ کنیز لب گور ہے ضعف و نقاہت کا زور ہے امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے
کب تک مصیبت فراق اُٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہے علم کہانت مین بھی بے نظیر ہے اگر کہین اسوقت
مراقب واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپکے دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آدے
نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو قتل کرے آپکے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو دو منہ خبر پیدا

کریگا پس کیون کر خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجھکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھنا ہے صرف مجھکو آپکی بربادی کا دھیان ہے یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو بخانے دینگے ہتران نے کہا اے شہریار برائے خدا نہ رویئے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنیکا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین اے شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہے کہ چھُری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لاعلاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ تران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخفی بطور مسدس

بہ سنانِ نگہِ یار قسم — بہ سرِ طرۂ دلدار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند — بسرِ نرگسِ جادو سوگند
کہ شدم گشتۂ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتۂ طرز ستمت

بہ صفائے گلِ روئے تو قسم — بسوادِ شبِ موئے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند — بدل آویزے الفت سوگند
خاکِ رہ کرد مرا حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشم سیاہ تو قسم — لغضب گیر نگاہِ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند — بلب لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے دُرِ گوشِ تو قسم — بادلِ نہی ہوشِ تو قسم

بسرِ ناوکِ مژگان سوگندا | بخمِ زلفِ پریشان سوگندا

چون من نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندۂ تو

بلبِ شکر ریزِ گفتار قسم | بخرامِ قدِ دلدار قسم
بتحقیقِ لبِ شکر سوگندا | بزلالِ سرِ کوثر سوگندا

شبِ ہجران جز از خون نصیبم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہانِ تو قسم | بسرِ موئے میانِ تو قسم
بہ برِ دوشِ تو زیبا سوگندا | بہ بنا گوشِ مصفا سوگندا

مہر و مہ را نبود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفائے بدنِ یار قسم | بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگندا | بہ عرقِ غمِ دوری سوگندا

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار دلفگار نے قلبِ ملکہ بران شمشیر زن کا بےچین کر دیا تمانہ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہریار بس ان حالات کی سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ واسطے تو دہ دل کے تیر دل دوز ہے انکی ظالم اس شب کو نجات نہ ہوگی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوقہ کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلائیے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکہ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمائیے نظم

خوشتر ز عیشِ صحبتِ باغ و بہار نیست | ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار | کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام صہبا رو و قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجۂ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم — برلب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مے مستی و ہنوز — بزم مے گرم نشد سیخ کبابے نزدم

ہی ٹھہرایا ایرج نامدار نے **بیت** نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھون مین نشہ آیا مستانہ واران اشعار کو پڑھا **ابیات**

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — چھینا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا — مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبۂ پیر مغان پر چڑھاتے ہین — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے — صدقے مین میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشیدیہ مین نورالدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے مین نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جاکر قید ہوئی نورالدہر بھی اُسکے تعاقب مین گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ اِدھر اُدھر پھرتے رہین گے مین بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کرون اگر مین نہ پہونچا اور انسنے فتح کرلیا لشکر مین جاکر بلبلائین گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائین گے کہ جنکو سنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہمچشمون مین دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہوتے ہین مگر صاحب غیرت ہین ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ مین ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر جلدی مین جاکر [illegible] سے بھگر کسی ساحر زبردست کو روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمہارے طلسم مین آتے ہین لوح حوالہ کردو اور تم اطاعت کرو قیدیان طلسم بھی انکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہوجائینگے ملکہ خاموش ہورہی جانتی ہے کہ آتش خو شعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین جاکر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہے انہین باتون مین گذر گئی صداے مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اداسی رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا شکن صاف معلوم ہوتا ہے کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی چین بہ جبین ہے پردہ ہوا سے نہین اُڑتا حسرت یہ عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہے لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا آنسوؤن سے منھ دھونا صداے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دم سرد بھرتی

انجمن سے پریشانی ظاہر چہروں سے حیرانی بخوبی ہر ہر بران کا یہ کہنا کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ایرج کا جواب ہیں
یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اِدھر رہوے ہم یقین ہے ؛ ملکہ جاؤ اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھوں میں آنسو
بھر کے جواب با وعدۂ فردائے قیامت وہاں بھی ملاقات کی امید نہیں شعر حشر پر وعدۂ دیدار ہے میں ڈرتا ہوں
بھیڑ ہوئے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو ؛ ملکہ نے کہا اے شہریار لب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو باپ کے آئینہ دیکھا ہو
غضب میں آجائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہے ایرج نے کہا ملکہ فقط تمہاری بدنامی کا خیال ہے ورنہ طلسم نور افشاں کو
مٹا دینا کیا محال ہے ملکہ یا تو روتی تھیں یا ہنس پڑی کہا صاحب آپ ایسے ہی ہیں میرا خیال ضرور رہے
کبھی ایسا قصد نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ میں کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشاں کا ملنا مشکل ہے مگر آپکے واسطے
کیا دشوار ہے ایسی باتیں عاشق و معشوق میں ہوئیں شمع سحری نے بھی اشک حسرت انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا
چہرہ زرد و بلبلوں کے دل میں درد الغرض ملکہ بمشکل تمام ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین میں غرق ہو گئیں
کئی کوس پر جاکر نکلیں راہ کو طے کر کے قصر جمشیدی میں پہونچیں کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران
واسطے تسلیم کے خم ہوئیں کوکب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کہاں گئی تھیں ملکہ
بران نے دست بستہ عرض کی ہزار درے کے انتظام کو گئی وہاں جاکر خبر سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان و
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید میں داخلہ ہوا ہے مگر جمشید جادو برسر پرخاش ہے
ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑ جائے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور
افراسیاب سے فساد ہوا اُس بیحیا نے خراج بھی نہیں بھیجا جو یہاں سے جاوے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند
صاحبقران کا جمشید کو مطیع کراوے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن رائے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو
چار سو ساٹھ تھے چار سو جادوگر ساتھ کر کے حکم دیا جس طرح ملکہ نے فرمایا ہے جلد جاکر انتظام کرو خواہ نور الدہر خواہ ایرج
نوجوان پہونچ گئے ہوں فوراً لوح دلوا دینا خبردار انکا کوئی روئے جسم میلا نہونے پائے خورشید روشن
رائے اسیوقت طرف طلسم جمشید کے بہ تعجیل روانہ ہوا انکو راہ میں چھوڑ دو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے
ملکہ بران شمشیر زن کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار ہوا آخر مجبور و ناچار دربار میں آن کر بیٹھے افلاک
کوہی کو حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیوں کو حکم دو ہمیں طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہے شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر گھبرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید میں بڑے بڑے ساحران غدار
رہتے ہیں وہاں کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہے ایرج نے فرمایا ہمارا بھائی بھی اُس طلسم میں پہونچ چکا
آفت میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ اُسکی مدد کو نہ جائیں تم جلدی تیاری اور رہبری کر کے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب ہے
تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا شوخ چشم قدموں سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہیں

ہے مگر مقام پر آشوب ہے ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگریان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کی ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعدہ صاحبقرانی کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے اس جاہ و حشم کروفر سے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے حال خیریت مآل انکا وقت تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ جوش محبت مین شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر لیچلی ہے کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامہ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اے ساقی مہروش گل اندام
دے بھر کے مئے سرور کا جام
اب دیکھیں گے صورت فلک سیر
منظور نظر سفر ہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب
دورے کے لیے ہے قلب بیتاب
کھو دیگا مرا انجا رسا فی
طاقت مجھے پانسے آ کے لیجائی
صرصر مری گرد پا نہ پائے
عنقا بھی مرا پتا نہ پائے
بیٹھے رہے گی نہ اب تلک سیر
اور نٹ کھٹ آثار پر ہے ساقی
شیشہ مین پری اتار ہی ساقی
منزل پہ ہوا اڑا کے لیجائے

دشت نوردان وادی محنت و گرفتاران دام حسرت انجام صعوبت کش داستان سحر بیانگو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نور الدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کر کے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت اڑائے ہوئے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہی ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درہ کوہ مین اگر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہے اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجھکو لیجائینگے مع کل جادوگرنیون کے درہ کوہ مین اتری لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنا دی شاہزادے پر سے سحر بھی اتار اسرار و عیار ہوشیار ہوئے نور الدہر نے اپنے کو ایک درہ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار جو کچھ مین نے سمجھایا آپنے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کر کے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روئے نور الدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجھکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اُس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کہا کہتی ہوگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدانخواستہ بادشاہ طلسم جمشید نے اُس گل باغ خوبی و سرو نو رستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا شہر بگ جی بطلبد

پچکے سے کہا ملکہ غضب کیا یہ شیر جس بیشہ میں جائیں بدون شکار وہس آئیں دوسرے مقدمۂ ناموس حال اس عشق کا طشت
از بام افتادہ ہو یہ ملتوی سب سے زیادہ ہے نور الدہر نے کہا شبرنگ تم کیوں گھبراتے ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہیں اپنے کو
جسطرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائیں گے ملکہ عالم اپنی جان بچائیں جہاں جاہیں جائیں مجھے اُنسے کچھ کام نہیں میری
آبرو کی ودپے ہوئیں واہ کیا خوب احسان کیا ہے ہمنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ ذکر کر دیا
تھا مخمور نے تمہارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوشربا کا مالک سلطنت وسیع رکھتا ہے اُس سلطنت پر لات ماری
شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہے افراسیاب ایسے بہیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان اُن پر فدا
کردی تجھے دیا ان باتوں کا بالکل خیال نہ کیا اسطرح جو غصہ میں نور الدہر نے کہا شگوفہ شل گل مرجھا گئی کانپنے لگی
عرض کی اے شہریار میں خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے نور الدہر نے کہا ملکہ
میں تمسے کچھ نہیں کہتا مگر میں بیشک جاتا ہوں شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہے اُسنے فوراً مرکب تیار کیا در کوہ
کے باہر جا کر ٹھہرا آواز دی کہ اے شہریار مرکب تیار ہے شگوفہ نے کہا بھیا شبرنگ اسقدر جلدی نکرو بر لب خدا شاہزادہ کو
سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہیں میں کیا نادان ہوں جو سمجھاؤں
میں تو بیچارہ کیا ہوں اگر انکے بزرگ بھی آئیں یہ نہ کریں نور الدہر فوراً اسلاح سے آراستہ ہو کر مرکب سوار
ہونے چلے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ میں غصہ سے کف منھ میں بھرا ہوا چہرہ سُرخ آنکھیں اُبلی ہوئیں
اب تو شگوفہ اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ یہ لونڈی ساتھ چلیگی میں یہاں رہکر کیا بھاڑ سے
سر پٹکا دونگی ہمراہ رکاب چلونگی مگر اتنا عرض کرتی ہوں تا بہ قلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہے کنیز سراسر خطا وار ہے
نور الدہر نے کہا رہبر کامل ساتھ ہے خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہاں در کوہ میں
یہ ہنگامہ ہے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہے شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہے کہ ایک لمحہ تامل فرمائیے اسباب سحر جسم
پر آراستہ کر لوں جادوگرنیوں کو آواز دے رہی ہے جلد تیار ہو سب آراستہ ہو کر باہر آئیں شاہزادے نے قصد کیا
کہ ہلت علی اللہ مرکب بڑھائیے مگر دو کلمے داستان مدہوش دراز بینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان
دیکر بمضمون طلب قید ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو
نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگردن کے طلب کیا ملکہ مخمور کو
قید خانے سے بلاکر اژدہے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دراز بینی مع تین ہزار ساحران غدار قید مخمور لیکر
بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروفر سے جاتی ہیں
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا چاہتے ہیں ناگاہ دیکھا
طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی نور الدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر آتا ہے

شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ دمن گرد کا شگفتہ ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر لشت پر بیچ مین لا الٰہ بے پر اک مہ جبین شل قیدیون کے مسلسل و مطوق چہرہ اداس عالم یاس ابتر جب نور الدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادوانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نور الدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا او ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑ کر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستا خوانده
پناه لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانده

دیگر منم سرکن لشکر کافران
بہ چشم نگون شد سر کافران
نقارا بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لوح محفوظ تو عنایت پروردگار سے گلے مین تھی تلوار کھینچ کر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو جاتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کر لون ساحران غدار سحر کر رہے ہین بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر تا ثیر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق نور الدہر کی ہوا سنے بھی لنگوٹی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی گولی ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صدا ہائے عجائب غرائب آتی تھی اژدرہائے آتش فشان دوڑنے لگے باران سیاہ برستی تھی ساحران غدار قتل نور الدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے بدہوش دراز بینی ہوشیار ہوا خود بینی بھولا ملکہ ہمیا کو کان ہوئے نہیب شمشیر نور الدہر سے ناک مین دم ہے کان پکڑتا ہے بھگی ہے کہ بھاگ جائے مگر لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہے زمین کو ہلا ہلا دیتا ہے ایک جانب شاہپور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کد کر رہا ہے نور الدہر پر کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دھنسی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ مین جمال بیمثال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض الور کے بدر کامل تا ابد گیسوے عنبرین مشک آگین کاکل پر پیچ کی لہریا مار سیاہ پر قہر پریشانی ظاہر ہے رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی زردی سے

وہ مقام نورانی منور پیشانی نیر اکبر بند مسدس

ہے وہ جبین بیاض و یا صبح عید کی
عالم ہے جسنے ظلمت غم ناپدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہے دید کی
کانون کو آرزو ہے صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکا کر جبین نیاز کو

محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

در یا لکھون مین نور کا یا عکس آفتاب
افشان سے یا لکھو نین مطلا سر کتاب

یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہی لا جواب

اہل نجوم کو یہ تحیر تمام ہر
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان
یا بہر قتل عاشق بے صبر و نا توان

یا ہی خدنگ عشوہ قاتل کو یہ گمان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

در سورۂ قمر یہ ہے رونق فزا ہوا
یا ہی سفینہ نوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے
نرگس کے پھول باغ مین افسردہ ہوگئے

بادام انکو دیکھ کے پژمردہ ہوگئے
آہو انکھین سے دشت مین رم خوردہ ہوگئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہین
آنکھین ہین دونون یا یہ قدرت کے صاد ہین

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑگئے جی مین کہتی تھی حقیقت مین کیا حسن و جمال ہی کیا خط و خال ہی صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سی یہ تصویر بنایا کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال ہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادۂ نور الدہر جو تیغہ پکڑا کے بڑھا صد ہا ساحر دم بھر مین مار ڈالے دل باغ باغ ہوگیا قید کے رنج والم سے فراغ ہوگیا غنچہ خاطر شگفتہ پھول سے گال جو کمھلائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی مگر ایک نازنین کو مع چارسو جادوگرنیون کے دیکھا کہ گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوکر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہی یہ شاہزادے پر عاشق ہوکر یہانتک آئی ہی یقین ہی کوئی شہزادی ہی اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہی کہ نور الدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہی ارے اس جوان کو مار لو چارون طرف سے یہی دھوم ہی شاہزادۂ نور الدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب بدہوش دراز بینی کے پہونچا مد ہوش کے ہوش پراگندہ ہین کیسے کیسے گولے نور الدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئی ایک موئے جسم بھی اُسن شاہزادے کا میلا نہوا دل سی کہتا ہے سحر کیون جواب دیتا ہی جب شاہزادہ قریب پہونچگیا مدہوش نے تیغہ سحر مارا نور الدہر نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پر گا نتھا صد ہا شعلے بھڑک کر گرے برقین چمکین مگر بہ عنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مارا مدہوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا

سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا تڑپ کے نکلجاؤن اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مدہوش دراز بینی
کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا مدہوش دراز بینی تھا غشاہ پورے کے ہوش اُڑ گئے
ارابے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤن اُٹھے نور الدہر قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑون نخل قد ساحرون کے
سحر سے قلم کئے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہین شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نور الدہر چاہتے ہین مخمور
کو چھڑا لین کئی کوس لڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہپور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آگیا اُسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جاچکا جلد آئیے ورنہ قید
مخمور چھن جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا
مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوئے اُسوقت آکر پہونچا کہ نور الدہر نے تمام فوج
کو تہ و بالا کر دیا ہے شاہپور بھاگتا پھرتا ہے اور شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش او
طلسم کشا اور خبردار او شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمونپر باد دولت کے گر ہر چند کہ شگوفہ تھرا گئی مگر سحر
کرنے مین کمی نکی جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگرنیان شگوفہ
کی بیہوش ہو کر گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نور الدہر پر سحر اُسکا تاثیر نہین کرتا قریب ہے کہ شگوفہ کو گرفتار
کرے کہ اندر سے قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ ہمیشہ سے مطیع الاسلام
ہے چونکہ کاہن زبردست ہے کتاب مین دیکھے تھا کہ یہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدائے نادیدہ برحق ہے سامری پرستی
کرنا ناحق ہے ناظرین کو یاد ہوگا اسلیے بدعنت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرا یا تھا اسوقت پانچہزار ساحر دونم
مطیع الاسلام کر کے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہے مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے ارابے کے پہونچا ہٹو ہٹو
کر کے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے
کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے سہیل نے نعرہ کیا منم غلام شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان پانچ ہزار فوج
سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب ملکہ شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا
ملکہ مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہے شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار وطن سے دور موت سے
قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی
رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر دل کو تاب نہ آئی شکر ہے آپ رہا ہوئین بڑا نام بتانا یہ ہے کہ
ہم آپ دونون ملکر شاہزادے کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہے قلب
کانپ رہا ہے بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادہ
پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی شگوفہ ایک سمت جنگ مین مصروف ہوئی

اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نور الدہر نے
بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید گھبرایا دل سے کہتاہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک
کنارے پر آکر ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری تپلی پیدا ہوئی جمشید نے اس سے پوچھا
اے کنیز ساحری اس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس تپلی نے آواز دی اے شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح
محفوظ موجود ہے پیر آپکے قریب نہین جا سکتے اُس تپلی سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اُٹھاکر ایک گولہ مارا
سہیل و شگوفہ دونون بیہوش ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کرلیا بعجلت
قلعہ مین بھیجدیا آپ جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نور الدہر
سے دور ہوگئی نور الدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو بچائیے نور الدہر
نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے پڑے ہوئے نور الدہر نے کہا ملکہ کیا ہوا
ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام ہڈیان جلی جاتی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون
نور الدہر نے گھبراکر لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھاکر رومال مین لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نور الدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے ملعون نے
صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جواب دو ستر مارا نور الدہر زمین پر گرے شہرنگ کو ڈھونڈھ کر
پکڑلیا سردارون کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش
ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا ساتھ والونکے
منظور ہین اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو اندرون قلعہ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی
مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قید نور الدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شہرنگ کو
اُسی بارگاہ مین بٹھایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے
وزیر کوکب روشن ضمیر جسکو ملکہ حیران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آکر پہونچا جمشید جادو کو سلام کیا
پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید
مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا
کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو
پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے نور الدہر اور شہرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ
مین لیجائین سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سُنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم یہ
میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر شریک مسلمانان ہوگیا

مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب کا ملازم ہون اسیوقت شبرنگ و نورالدہر کو قتل کرونگا
ہر چند کہ خورشید روشن رائے کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ
آیا ہے مگر سوچا کہ یہ مقام فساد کرنیکا نہین ہے ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہے ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے ٹھہرا اور کمال
یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر بر جادو وزرریر جادو ملازمان جمشید کو بصورت نورالدہر و شکل
شبرنگ قید مین چھوڑا نورالدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کر لیا جب اپنا کام کر چکا کہا تو جمشید
ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر
بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فورا دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نورالدہر و شبرنگ کو
دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام من
سر بر جادو و زرریر جادو بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مُردون کی صورتین
بھی بدل گئین اُسکے عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان
ہوا اور واقعی مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشن ضمیر کر گیا
میرے سرداروں کو قید کرایا نورالدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر قلعہ طلسمی کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ
شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانے مین بھیجدیا اور اس جملہ حالات کی عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب
حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانیکی فکر کیجیے وزیر کوکب
طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا
مین لوح طلسم جمشید یہین منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا
اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہے
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہے وہ جو قلعہ ہے جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہے محیط تمہارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار لکھ دینا فرمان
مابدولت کا اور نامہ تمہارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو سمجھا دیا ہے وہ قلعہ دخانیہ سے
لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین رکھین گے جب لوح دستیاب نہوگی طلسم
نہ فتح ہوسکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب لیکر طرف طلسم جمشید یہ کے روانہ ہوا مگر خورشید
روشن رائے اپنے سحر سے نورالدہر و شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی
شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر

حیران یا تو مین قید مین جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادہ کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جاکر حضور کو قید مین پایا اُس بہیا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تشریف لے چلیے یا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہے اب منزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح منگوا کر آپکی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر سنکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ مدد سے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوا دی تب فتح طلسم نصیب ہوئی اے نور الدہر رب اکبر پہ تکیہ کر و جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے بزرگون کا طریقہ ہے اسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہے دم بے نیاز کارساز مدد کریگا اس بلا کو دور کریگا دل مین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا اے خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے اٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر ڈال دیا کہ اے وزیر اعظم تم متردد نہونا ہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنے والے کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہے تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا صاحبو فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ بُران نے بھی بمقدمہ ارج نوجوان سفارش کی دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ارج نوجوان نے بھی طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہے اور یقین ہے کہ قریب طلسم جمشید پہونچ گئے ہون گے کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا اے ابرق آسمان سیر تم جاکر شاہزادے

ایرج نوجوان کا ساتھ دولڑ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلۂ شکست کریگا اُس بیجیا باغی خار صحرا غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان سیر کیہ تنہا طاؤس پر سوار ہو کر تبلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن رائے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا او گرفتار ہوئے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہر گئے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغربین رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن باقی ہے صحرا سے ایک آہو شکار کر کے لائیں کباب لگا کر کھائیں شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھیں پردۂ غیب سحر کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پر آگے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نور الدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خوشخونے دقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھا کر لے چلیں یکایک سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ بیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نور الدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین چوکنا گھوڑا اڑاتے ہوئے آتا ہی اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف یا بد دولت کا نہو انور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا ہین کیا اجارہ ہی صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہی کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مار ا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لاد و ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ آیا فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہی بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیمچہ کا بلا تکلف مارا نور الدہر نیمچہ نگارین کو بڑھا کر جھپکی ماری نیمچہ ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا تکان جو ہوئی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین پہ نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن و جمال کی تاب نہ لاسکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھو عتاب لب سے علاج کرو

شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جسطرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ تجاہل کا قول تھا شرم مناسب ہے کہ صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہے عشق تاکید کرتا تھا کہ سر عقل کا قصور ہے اسی شش و پنج مین حیران حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہے کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آگزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنون کو کھا جائے بوجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہے آنکھون سے اشک گرم ٹپکے قطرہ ہاے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا ہٹون نورالدہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرماکر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھ اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اُس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ توبہ منت تھام لیا اب خوبی نگاہ جمال بیمثال ہے یہ پری سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہے قیامت قد بالا ہے

بند مسدس

زلفِ رسا ہے یا شب معراج سر بلند
یا ہین وہ مار شانہ ضحاک خود پسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے
دل خون ونشک مشک کا ناف ختن مین ہے

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہے اک شام غریبان یہ بلا
خورشید روے یار کی گو زلف مشرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ مشتغل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
جادو ہو انکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون

دم سورہ صاد کا ہین کردن کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا — جتنون نے کشتہ دم تیغ ادا کیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا — آنکھین کبھی چُرا کے مرا دل چُرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلوے گل کے خار ہین پلکین کہ تین تنگ — رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ — پہنے ہوے ہین جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑو نور الدہر نے بدو ہی ہین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکلجائیگا نور الدہر نے جلدی جلدی زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نور الدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون دل کھول کر ملون مگر پھر شرما کر رُک جاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران حیران نور الدہر منت کر رہا ہی وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی شبرنگ بھی آکر پہونچا اُس وقت ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ عالم یار وفادار ہی شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہی شبرنگ تو عیار ہی اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے بہ تعجیل کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن و ناز کو اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہے ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر یہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہی نور الدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہوگی وہان چلینگے یہ جو نور الدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے رفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشہ جرأت اس صحراے پر ہول مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی تبلا یا مگر نور الدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے

یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے **نورالدہر** نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے ہماری وجہ سے صحراے غربت کی سیر ہے اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان قریب ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دل شاد دیگر باپ ہمارا موسوم **بمہران شاہ جمشید جادو بادشاہ** جمشیدیہ کا خراج گذار ہے نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہے کسی وجہ سے اُسکا اِس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع و منقاد تھے استقبال کر کے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بدنصیب کے حسن و جمال کی تعریف کی یا شاید مجکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی نہین معلوم کیا رنج و ملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپکی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اس کے سامان شادی ہوگا اے شہریار وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے دباؤ ہے جلد سامان شادی مہیا کرو **جمشید جادو** عشق مین بیتاب ہے وزرا امرا پر عتاب ہے اِس غم سے آب و دانہ ترک تھا ہر وقت یہ خیال ہے کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا عورتون سے کیا ہوسکے گا جان دونگی **نورالدہر** نے کہا اے ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید ہین ابھی چوتھا دن ہے ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے کڑتا ہوا قریب قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ لے لی لیکن عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیچارے کی کیا مجال جو تمھارا نام لے سکے مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریاے مصیبت کی شناور **ملکہ ماہ پرور** ہے آپکی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیچارا ساحر زبردست بادہ سحر و ساحری سے مست اسکا قتل ہونا دشوار ہے **نورالدہر** نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران نہ کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین **شبرنگ** دس بیس قدم پر جھیل سے پانی لینے گیا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برباد کن ساحران عالم کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اس صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ سے عیش مین مصروف ہے قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہے اور اے **ملکہ ماہ پرور** غضب کیا اس باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جبتک **نورالدہر** اُٹھین ایک پنجہ کمر مین ڈالا بردے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھ کر بیہوش ہوگئی چونکہ **جمشید جادو** اُسپر عاشق ہے اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کر کے ہوا ہوگیا پلٹ کے **شبرنگ بن عمر** نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا

نشان دستیاب ہوا ایک جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر تپلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان چل نکلا اسکا حال تو
وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت اسفندیار صفت صاحب رعب و جلالت
آفتاب آسمان شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک
دربار عام مین پایا ایک بادشاہ ساحر تخت پر بیٹھا ہے گرد ساحرونکا دورا ہے سرداروں کے کہنے سے ثابت ہوتا ہے فیروز
جادو نام دربند طلسم جمشید ہے فیروز نے پکار کے آواز دی اے سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہے دوسرا اسکے ساتھ عیار رہتے
تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ غلام تلاش مین نکلا تھا
ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سانخل مین ملکہ
ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف عیش تھا وہ ملکہ کو اٹھالے گیا مین اس شیر صولت کو
آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کرو وہ اس کا
ہمراز ہے بڑا جلاد ہے سیاح نے کہا غلام پھر جاتا ہے ملتا ہے تو ڈھونڈھکر لاتا ہے یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے
مثل طائر خیال بلند ہوکر اڑتا ہوا چلا شبرنگ بشکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہے سیاح آسمان پر
جھکا کوسون منزلون پہ ایک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لیچلو سامنے
بادشاہ کے پیش کردینگے خلعت و انعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر
لے اڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکے پہونچا شبرنگ بن عمرو کو کھڑا کردیا کہا اے شہنشاہ اُس
صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نہ تھا یہ حاضر ہے شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا
ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہے جلسہ ساحران جما ہوا ہے ایک بادشاہ تخت پر ہے تو
عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہے آنکھ کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری و جمشید
کی مدد سے آفتاب اقبال روشن رہے گیسیان کی جے جے کار گرد کی دیار ہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا
ظہور دکھایا اس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے باپ دادا
خدمت مین جمشید سامری کی جایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے بانٹتے تھے ہمارے پاس بھی تصویر
خداوند ہے ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشنان کئے ہوجاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤنگا
ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر نیمچہ کھینچ کر نور الدہر کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم
میرے کو جوان بھائی جودھ کو قتل کرتے تجھے افسوس نہ آیا دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب

سب بھائی برادری والے سامری پرست پونے دوسو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے
ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا بمشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز جادو ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ
یہ بندۂ خاص سامری ہی رگ رگ ریشہ ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا
کیا نام ہی اب کس شہر مین مقام ہی کہا حضور بھگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہی
اس مسلمان ملیچھ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجھکو حکم دین تو مین اپنے ہاتھ سے قتل کردن خون اسکا نور مین
رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے غلام کے پاس ایک پتلی ہی اشارے کرتی ہی بھجن گاتی ہی شوالے سے
ملی تھی سامری کے گھر کی لچھمی ہی جسدن سے مجھے ملی نہال کردیا ہی جو چاہتا ہی مین مہنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی دور دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے
سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکاتی ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہ ہمنے دو دو لاکھ روپے
کے بت خریدے ہین اپنے منھ پر کبھی مکھی بھی نہین اڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی
کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین مجھے بیٹھا ہی کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز
جادو اشتیاق مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکالکی
ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی انسے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منھ سے منھ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے منھ سے
منھ ملاکر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منھ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے پتلی کے
پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منھ سے دھوان نکلا شبرنگ نے پتلی مین کل لگاکے بیہوشی
بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے پتلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن
دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اسکا لیکر اپنے
سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ کرکے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ ہم ہتکڑیان
بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی مین سزا دینگے نور الدہر کے جسم سے قید سبھون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر
شاہزادے کا اندر لایا دروازہ مکان کا بند کرلیا نور الدہر سے کہا اے شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز
جادو کو مینے گرفتار کرلیا نور الدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نور الدہر سلاح سے آراستہ قید جسم پر نہ دار دا اور
ایک عیار خونخوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہے کہا اے فیروز جادو قدرت پروردگار کو ملاحظہ
کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو

قتل کروں کسی کو خبر نہو قدموں پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قتل طلسم کشا میں کوشش کرتے ہو پونے دو سو خداؤں پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ عالم زمین و آسمان بانی بنائے آفتاب مہتاب ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے فیروز کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑکر قدموں پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھے گا تو تاثیر سحر کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی میں رہونگا ملا زمان جمشید سے لڑونگا نور الدہر نے سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمر و دربار میں آیا اہالیان دربار حیران ہوئے شاہزادے کو زنگل زمین پر جگہ دی رفیقوں سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر بھی نہوتی یہ نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان میں ڈالا غلام با اخلاص ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہیں بادشاہوں کو امورات نیک و بد کے اختیار ہیں اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مئے گلنار لیکر حاضر ہوئے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی

غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکی رنے بھی
کرو لیس نہیں زور چلتا کسی کا

نہ ہے تو کسی کا نہ ہو گا کسی کا
نہ میری سُنے وہ نہ میں ناصحوں کی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہر جائی ہو تم

کیا تم نے قتل جہاں اک نظر میں
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اُس بیوفا سے جانوں
نہیں میرے جان شکوا بیجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد میں ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے دل بیتاب چشم پُر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہذیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ میں بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزو سے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اُڑے زمین کے ہوش
فتنۂ حشر آخرین افغان

بحر اشک آب بار گلشن صبر
کف افسوس پنجۂ مژگان
خاک میں جی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھوں سے متصل جاری

جوش خمیازہ ریزش انظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اڑانی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیون شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہو چہرۂ صاف و شفاف سے بیقراری پائی جاتی ہو نور الدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برادر فلاک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہو ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہو خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے ؎

درس عشقت را بیان دیگراست
با فلاک ہر دم قران دیگراست
از شراب عشق مے سوز د جگر
طالب حق را مکان دیگراست
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسے را کاروان دیگراست
در نیابد ہر کسے اسرار عشق
مختفیا از آسمان دیگراست

این مدرس را زبان دیگراست
تا بہ کے سرگرم کار این جہان
نقل این مے از مکان دیگراست
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت را نہ نہان دیگراست
در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگراست

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگراست
در میان خلق مے جوئید و نیست
ہمرہی با کاروان دیگراست
کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر دمیدان را نشان دیگراست
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نور الدہر بن بدیع الزمان نے کلمات عشق آمیز واشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہو آپکا معشوق کہان ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپکے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ طلسم جمشیدیہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق دلدار قید ہو دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اسکی ہمیا دکی صید ہے ہم محفل عیش و عشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردۂ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر پنجۂ الم اب بتمہاری مہربانی یہ ہو کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑے گا خدمت گذاری سے منھ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نور الدہر نے کہا سب سامان وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نور الدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلین طے کی تھین ایکدن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہو جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پانون رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان گر

کمرے مین نور الدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب جاسکا ساحرون مین بلڑ ہوا
کوئی شاہزادے کو اُٹھالے گیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو
سے کہا کیون اے برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہوچکا ہے کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہے جس
طرف سے طلسم کشا نکلے گرفتار کرلو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین اے شبرنگ
کیا عجب ہے شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت ساحر زبردست ہے مشہور ہے کہ
اُسکے قبضہ مین لوح ہے وہ سب سے زیادہ کدوکوشش کریگا اُسی کے ساحر لیگئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ
نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا
وہ تخت پر بیٹھا ہے گرد بہت ساحر ہین اپنے ہاتھ پانٔون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون اے جوان
چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ کے مارڈالے گئے مگر
میرا نام شبرنگ آتش خوار ہے میرے شعلۂ قہر وغضب سے بچنا دشوار ہے یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ
ہے وہان لیجاکر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے ۔ ملحوظ رہے کہ نور الدہر کو
قید آہن سحر مین مبتلا کردیا کمرے مین شاہزادہ بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہے شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون
مشیرون سے صلاح مین مصروف ہے کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون اپنی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیرہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا نامہ اس
مضمون کا لکھا اے شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان ومع نامہ ابدولت
تمہارے پاس پہونچتا ہے فوراً اسکو لوح حوالے کردینا شہنشاہ نے خود اسکو مقام لوح کا پتا بتادیا ہے چشمہ کو خشک کرکے
یا آبرو لوح خود نکال لیگا بس جمشید کے نامہ لیکے محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت
شبرنگ آتش خوار نور الدہر کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کررہا ہے اُسی وقت محیط جادو بکبر و
نخوت تمام دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نکیا شبرنگ نے دنگل زرین
دیا پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہے محیط نے نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا
اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا ارشاد ہے کہ جلد جاکر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری
خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہے شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہے پہلو مین کمرہ ہے پاس حوض بنا ہے اُسمین
تختۂ آہن ہے وہی لوح طلسم کا وہی مسکن ہے شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہے اور مزاج مین یہ گرمی

ذرا تامل فرمائیے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی نیمے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا اور دماغ مین نشۂ غرور بھر الپٹ کے
کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہے زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہے اب
لوح لیجانیکی ضرورت کیا ہے محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا زیادہ سامنے قصر ہے حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہے شہنشاہ نے سب
نقشہ مجکو تبلا دیا ہے مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب
اسقدر سر نہ اُٹھائیے نشہ مین نہ بلبلائیے ہرگز لوح نہ لیجانے دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح
طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر جان کے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا
پالون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جائیے گرفتاری طلسم کشا کا حال کہئے ہم اس عرصہ
مین طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب
قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا دیکھو یون لوح لیجاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے
ایک گولہ سحر کا پڑھکر مارا تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا شل ماہی
بے آب تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے شل تصویر تصور کے خاموش حیرت کا جوش
تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے آیا حوض پر سے تختہ آہن اُٹھایا حوض
مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین
ایک مختصر سا دروازہ لگا ہے اسنے لات ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا
کلید اُسمین لگی ہوئی تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا پٹ اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہے ریشم مین گندھی ہوئی گپھا منقش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے خوشی مین کر
ہاتھ مین اُٹھا لیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہے یہ تو ایک سلطنت کا مول ہے اے محیط اسکو شہنشاہ
کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا دلوائے گی عجب شے نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے
یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل کے ٹکڑے اُڑائیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر
دل مین گڑ جائیگا ہاتھ مین لوح چمکتا ہوا محبت مین مبہوت محیط جادو جوش مین جو پلٹا شاہزادہ نور الدہر قید سحر
مین تبلا بیٹھا ہے محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھو یہ لوح مین نے لی سر بھی کاٹ کر
لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤنگا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ
رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے جیسے ہی قریب نور الدہر کے پہونچا عکس لوح کا
پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈالدیا محیط چاہتا ہے کہ سحر پڑھون
بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہے قلب پر حسرت کا جوش ہے شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی

شبرنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہوا اور ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہی تخت سے اُٹھتا ہی دل بیٹھا جاتا ہی شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا طلسم کشا سے اور محیط جادو سے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بیچارے کو یاد نہین آتا نعرہ کر رہا ہی نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دے کر اُکھیڑ کر مارا لوح جبین کو گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ زانو سے دبا کر فرمایا او بیچارہ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے جھٹکا دے کر یکبارگی مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی بہر عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بطلب خود نرسیدیم سحر محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا سامنے سے طلسم کشا لوح گلے مین خون مین محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اُٹھکر دوڑا پکارا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہی خدائے نادیدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہو گیا لوح کشا دکیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے سر اُٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا اے برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے تم زندان مین کیا کا کیا ہوا تمہارے پاس قید ہو کر آئے تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوئے اب معاملات فتح طلسم ٹھیک ہوئے شبرنگ نے تمام اپنے سرداروں کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا مین تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو ہمراہ رہے نہ نکلجائے سب نے عرض کی اے شہریار ہم سب کی شاہزادے نے جان بخشی کی ہی دل و جان سے حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے شبرنگ آتش خوار کو تخت پہ بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئی کہ نور اسرکا سے سامنے آکر بیٹھے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائی قطعہ

ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دائم شگفتہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا | بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار والاتبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپکا عیار خوشخو مع فوج ظفر موج قریب قلعہ دخانیہ آکر اُترے ہین اہل جنگ و جدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی قید کی خبر سنکر آئے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو استقبال کرکے لاؤ کہ ہم تک پہونچا دو شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کب مطیع ہوا آپ کی غلامی سے اسکا بھی ترتبہ رفیع ہو فرمایا اسکے یہان بھی قید ہو کر آئے تھے

یہ بھی خبر پا یک ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی برائے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ بن عمرو بصد کر و فر سامنے شاہزادہ کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پہ پایا کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار مین حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای درخم زلف تو پریشان دلِ عاشق — دی پیش گلِ روی تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر — دیداست دران چاہ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان ست — ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم — خونِ دلِ من خورد بہ دامان دلِ عاشق
مخفی بسر دار برد خواہ آپ دیدہ — از کردہ خود نیست پشیمان دل عاشق

محفل مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دو چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار ای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو مین برائے فتاحی طلسم جاؤن شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجائیے ہم لشکر لیکر آتے ہین اسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا ای قفل طلسم والے سیاح این عجائبات جنت و ردگاہ اپنا نفس شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو ہم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اس سے کہنا اے احمر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جاکر مرحلے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب پیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلدستۂ صاحبقران لقد روح وروان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی — دے جام مجھے شتاب ساقی — ہو جاوے دن سبک پلا دے وہ گھول
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول — اے ساقی نوجوان کرم کر — کشتی مری تھوکتے تازہ دم کر
ای کلک سنبھل کے پانون دھرنا — لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا — ہشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ
یہ وہ نہین جس سے تو ہے آگاہ — ہکون تو مجھے سنبھال لینا — تقریر کو دیکھ بھال لینا

اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجھکو
اہی پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آے ہم آفتاب اپنا

پی لوں مین شراب لے تو دم
اس سمت تو مین ہوں بیخود وخراب
دکھلا دے چاندسی وہ صورت

ہو نبت عنب کی تاک مجھکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہوگیا دل کباب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین **شعر**

واقفانے کہ در سخن فردانند * شرح این داستان چنین کردند * سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو وافلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل دنیا ایطرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبر دست بادہ جرأت سے مست اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب گرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا پہر بھر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع فلاک کوہی سامنے آکر فروکش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے رد کرنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اُتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفظ جرأت کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے سرکارون نے یہ خبر شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے بیان

نقارۂ رزمی بجا **نظم**
دہل زن دہل زن کر تحسین او

بر د طبل را آنچنان طبل زن
بہ بین دین ادین ادین او

کہ در ید میت زہیبت کفن
اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور

ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر وفر پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوکر بصد صولت وشوکت داخل میدان کارزار ہوئے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان نے ابتدا کی

حکم ہو انقیبون کا وہ فرقہ ہو اگر اشعار عبرت آمیز سنائیں نامرد بزدلون کو لڑوا دین ہزارون کو کٹوا دین خرامان
خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بھیروین کے سُرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت
جانبازی ہو پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو نشہ بادہ شجاعت
سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابد ہو جو اسدم مرو — تو بہتر یہی ہو کہ جان کام آئے
جو باقی رہو پھر تو غازی ہو تم — سزاوار گردن فرازی ہو تم
نعیم جنان ہو تمھارے لیے — سعادت ہو جو جانفشانی کرے
عجب وقت یہ ہو جو ہمت کرے — پس مرگ تربت مین آرام آئے
یہ ملک جہان ہو تمھارے لیے — یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہو زندگی کا کیا اعتبار ہو آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت واکرو جمشید جم کیا ہوا دارا
ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا — مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
عبرت سرا مقام ہو یہ جائے غور ہے — ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہے
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ
پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہو لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا
اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کال نیزہ ہلایا
گینڈے کو دوڑایا جب خوب عرق عرق ہوا دونون سپر دانت سے یون سینہ ٹیکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے
کو روکا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر راز ہیچ میل نامبرزہ غرق دریائے آہن بیت
چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ مژگان او شکل سوزن گرفت * پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میری
سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرکب پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی
تخت سی کود پڑا عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت بڑا صاحب
طاقت ہے شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہو فرمایا ای خیر خواہ مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی ترست * بجلد
دیر ہوتا بہت ناگوار ہے یقین ہے کہ نور الدہر طلسم مین پہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کرون چشم کی
آنکھ جھپکاؤن افلاک نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دو بارہ دامن گردان کر کرہ بن آقسقر پر سوار ہوئے
مرکب لا جواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلانیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی نظم

زیر ران ہو جو تیرے رخش فلک سیر شہا — ہو وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اسکی بتاؤں کہ جیسے شوخی سحر
دائرے بیچ تصور کے نہیں پڑتی کل
اسکی سرعت کا میں حسن کہوں کیا جسکے
زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجائے بل
بزغہ وگام سے باہر ہے کچھ اسکی رفتار
ہر چھلاوے کی طرح چال میں اسکی چھل بل
بلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہوجائے
پڑسکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل
جست وخیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ میں آجائے خلل
قاش سے زین کے ذرا بھی جو اچک جائے عنان
مارے جوں ردے زمین پشت فلک کو کھندل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اسکے فرس ایسا کہ جیسے کیسے اجل
توسن وہم کو دوڑائیے ساتھ اسکے تو ہو
بازگشت اسکی تمام اسکی لگام اول

ظلمات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ میں لیا بڑھکر نکاورزن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو رعب ودبدبہ دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوکر کہا ای شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کریں تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردوں ایرج نے جواب دیا ای ظلمات اگر سامری وجمشید پر لعنت کرو اور مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ میں نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ پر وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوئے چوریان اور گھاتین ہورہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا گانٹھا جھٹکا مارا صاف ہاتھ سے ظلمات کے نیزہ نکلگیا ظلمات کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ میں قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سومن کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا دودستی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہے جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر جھپکی بلدمی تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب وکرگدن تاب نہ لا سکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانوں نے آواز دی ای شیرو یہ بیزبان ہلاک ہوجائینگے اُترکر مقابلہ کرو ایرج وظلمات کودے خم مار کر کشتی میں مصروف ہوئے دونوں سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہورہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شاہزادے کے دنگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایک طور پر کشتی ہولی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران نے تنوں سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا دونوں مونڈھے تھام کر یکبارا گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا پہلے ہی زور میں تاب ہتھنا دوسرے

زور زین تا بہ سینہ تیسرے زور زین سر سے بلند کیا قصد ہے زین پر مارون اہالیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا
اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کریگا تلواریں پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کر دیا چار
طرف سے نیزے اور تلوارین پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ
سرداروں نے بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگانہ دریائے خون مین غوطہ مارا
نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم آفاق گیر ٭ تیغۂ دودمۂ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر
سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے
پانون اکھڑ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آ گئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بھی ایرج
نوجوان اتری ہی سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین آکر
لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم آئین
تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہے کہ غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم
جرأت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی قضا کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندون پر
ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدمست جادو اڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب
پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اترا آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا ای پہلوان یہ کیا معرکہ ہی ظلمات نے دانت
نکال کر کہا بیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہی ای برادر بدمست جادو یہ مسلمان جانے
نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدمست جادو ماش کے دانے ہاتھوں مین لے کر بڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے
لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بد لگام ہو کر
سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا ای
ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مار لین مگر شوخ چشم نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی
کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی دیکھا ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان
ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین
نعرہ کر کے آ پڑی آواز دی کہ ای شہریار آپ نے دھوکا کھایا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر
ساحر کے لڑ رہا ہی مکار دیکھا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو
بچایا بدمست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہی کہ ذرا غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ
بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو
بچاتی پھرتی ہی اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا اُسکے

دھوئین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج وافلاک نابینا ہوگئے جابجا ٹٹولتے پھرتے تھے منھ کے بھل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہرچند سحر پڑھا مگر دھوان دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہوچکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین بدمست کے مسحور ہوگئی اتنے بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے بیرحمی سے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیردل سحر سے بدمست جادو کے مضمحل ہو گئے ہاتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے عرض کی اے خالق لم یزل بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے بچا لے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہے کہ کوکب روشنضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح دلوا دینا مثل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین دیکھا خدا بیقرار مرکب کے پانون زمین نے تھام لیے ہین ہرچند وہ شیر قصد کرتا ہے مرکب اپنے مقام سے نہین ہلتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر مشیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش آتا ہے اُس تیغزن صف شکن کو شعبدہ سحر دکھاتا ہے یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے ایک دو ستارے سی ایک ترق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف ہوا اب شاہزادی کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلۂ جوالہ اُٹھی آتش غیظ و غضب بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا اے ملکہ اب سحر نہ کرو بدمست جادو سے لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دین کہ اے شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہے یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او بدمست شراب نخوت و ادبیر مغان میکدۂ ذلت غیر ساحرون پر کہان جاتا ہے ہمسے نہین آنکھ ملاتا ہے بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گولے نارنج ترنج ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدمست نے گھبرا کر تیغۂ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا

چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من بدمست جادو بود شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماریں ظلمات آہن تاب کا اب دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائیے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی سب بہادروں نے تلواریں نیام میں کیں ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشنضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان نے سرسینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے داخل قلعہ آہن تاب ہوے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینوں سے معمور ہوا ہر رئیس امیر قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ میں محبت ایرج نوجوان بات بات میں اہتمام سواری کرتا ہوا دو دولت ہاتھوں سے زر سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال ہمشان ایرج نوجوان دیکھ کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا اسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمہ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نوجوان نے فرمایا ای ظلمات آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمہارا تخت و تاج تمکو مبارک ہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہوکر جمشید سے لوح لوں طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤں اور از روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا ہے نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوے

اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان

وصل مسلمانان برہم زننده زمرد بے ایمان شاہزاده نور الدہر بن بدیع الزمان

اب تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب لبالب کرو فر
خم کو پلا ساغر آفتاب
لگادے مرے منھ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم
چقا چاق خنجر سے ہو تھرتھری
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف
دکھاؤن سر معرکہ رستمی
اُمنگ اور رہوے وہ وقت جنگ
وہ بیشک ہے شیر نیستان حرب
وہ ہے گوہر بحر صاحبقران
وہ لکھ چہرۂ داستان ای قلم

وہ مے جسمین ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہاے ظفر
کہ سب نشہ سحر ہو جس سے گم
پڑے فوج مضمون سے وہ ضرب ضرب
ہلے قصر جمشیدی و سامری
چمکتا جلد ہون اب مین خنجر بکف
تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی
ہو آج اُس بہادر سے جنگ و جدل
ہلاتی ہے دل کوہ کا جسکی ضرب
ٹپکتی ہے جرأت ہر اک بات مین
کہ حاسد کا منھ فق ہو شل سحر

نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
جیون کیون نہ ساقی محشر کا اسم
کہ ہو خون روان شرق سے تا بہ غرب
معطر پلا ساقی خوش غلاف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
ہین جو رنگ دو اُسکے اک ہاتھ مین
شناوران دریاے بیکنار

جرأت وہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلا خیز جنگ طلسم مین یون روان کرتے ہین نظم

دارد دو زبان حکایتے کن
از دین سخنوران ستونی
معجز کند این قلم چو بنیاد
از مادر دہر زاد توام

اے خامہ سحر سنج بہرام
زاسرار کہن شکایتے کن
گوئی کہ قلم عصاے موسی است
زان گشت رسول آید م یاد
این خامہ کہ ہست در سیاہی

در راہ سخنوری نہ بگام
اے خامہ نہ عاجز و زبونی
کز دی ہمہ معجزات پیداست
این خامہ لقد نخل مریم
در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان دلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بہ شکل طائر بنایا نور الدہر نے اُسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بہ شکل انسان بناؤنگا اس مژدہ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحراے پربہار مین لا کر اتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پربہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب کو چل نکلا خیال مین ہے جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو

ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا خوش عاشق کے کھلا ہے
خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہرے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پاے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے
ایک نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اُسکی شاہزادہ
نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نورالدہر نے
کہا آشنا تو البتہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہے عرض کی گلشن میرا نام ہے ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام
شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہے عرض کی اے شہریار صانع باغ عالم
نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا
تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے
یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ دربند
وخانیہ پر لوح آپکو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین
کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا بیرون باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان
پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا
غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادہر سے نورالدہر بڑہے اندر باغ کے نہ پہونچنے پاے تھے کہ اندر سے باغ کی
آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین
شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم ہوا بڑھ کر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب
مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپ کی
چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب
خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہے کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہے
سہیل باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا
دربند وخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی
ہوئی ہے سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے
ہوے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین تمام نخل بار اثمار سے سر بہ سجود
چمن ہاے طولانی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری
جاروب کشی مین مصروف باد بہاری

نظم

دکھا رہی ہے یہ وحدت مین کثرت آج بہار | ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون | گرے زمین پہ اگر تخم اشکِ بلبل زار
ہو اُسکے فیض سے نبجاے وہ قدم کا درخت | اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہی پھلجھڑی کی طرح | ریاضِ دہر مین گل ریز ہے نسیم بہار
نگر ہے پرورشِ طفل ذرہ مدِ نظر | کہ آفتاب ہے پستان کرن ہی دودھ کی دھار
بنا ہر ایک دُرِ گوش بیضۂ سنبل | وہ کون ہے جو نہین عاشقِ گل رخسار
ہوا اسمین فائدہ جسکو ضرر ہوا ان روز دن | چراغِ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار
ہی ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور | ہم آپ آئینہ لے کر اُٹھائین گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونون معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب مین خرامان خرامان سیر کرتے ہوے گئے شاہزادہ محبوب دو محبوب ساتھ ہین بادہ دری مین آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے کہا بابا بھیا تم یہان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و طیش بھی ہی سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جبتک مین حضور کو لیکر یہان آیا یہ کہہ کے سہیل نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر سامنے ملکہ مخمور کے رکھین مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شاہزادے کے چلی جاتی ہی کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا ای ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نور الدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہین مخمور کی بات کا جواب نہین دیتے ہین مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو مین دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے پنجہ نگارین مین جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو یہ وقت یہ خیال نہین ہے کہ مین براے طلسم کشائی آیا ہون لوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کر کے جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے اور مسکرا کے کہا ای شہریار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند شاہزادے نے جوشِ محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر یہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوش رنگ کلان جسپر نور الدہر سوار ہو کر آئے تھے یعنے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا ہی کہ ای شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا برای خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارا دری کے آتا ہی عقب مین ماران جادو نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اُسمین لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم احمر جنی خیر خواہ ہی یہ مخمور نہین

مرجان روسیاہ ہو یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر
نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بچے قطرۂ شراب
جو سر پر پڑا آہ کر کے جلنے لگی نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا سہیل اور شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار
بلاے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کیا
سحر باطل ہوا آئینہ خاراشگاف سلیمانی سے دونون بھیائون کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت پر آکر شاہزادی
کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کہتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑے نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ سر ماران جادو سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب مرجان جادو و ماران
جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہوگیا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد چند
ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو قصر کہ
سحر کے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا
کھایا تھا جس وقت مجھکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے پہونچے اور اُنکے دام تزویر مین پھنسے مین بیقرار
ہوکر اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس بھیا ماران سیہ رو نے گھیرا پروردگار نے
بروقت حضور تک پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ آپ حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین
مین نے سنا ہو کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہے آپ کا لشکر کہان ہو شہزادے نے کہا اے احمر جنی فیروز
جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے مین مرحلہ طلسم پر نہ آسکے اب
مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہو کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہونگے احمر جنی نے عرض کی مین
جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیز روی پر مطمئن ہون نورالدہر نے کہا مجھے تمھارے جانیکی
ضرورت نہین ہو خدا میرا مالک ہے یہ حقیر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہے ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے کہان کہان
ہم مددگارون کو بلائینگے پروردگار ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہو اور ہمارا ہاتھ ہے احمر جنی سے ابھی نورالدہر
یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اُڑی دیوار باغ تو گر چکی ہو دور تک صحرا معلوم ہوتا ہے دامن گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار سیاہ رو
بدخو بازو بط و شتر ہاے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشہ مرجان جادو
دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا دہن سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر مرجان جادو وای طلسم کشا غضب کیا
مقام افسوس ہو کہ مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضہ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون

یہ کہکر ساحرون سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اِس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے نخل ہاے آتش مثل شمع کا فوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار و نیزہ سے مار لو اب ساحرون نے حربہ ہاے سحر موقوف کر کے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیحیاؤن سے لڑ رہا ہی مگر ہزارون تلوارین چلین طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہی ہین جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادہ کو تردد ہی کس کس سے لڑے اُس بیقراری مین دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہی

نظم

اے مرہم ریش دلفگاران	وے چارۂ کار خام کاران	بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم	سرگشتہ مکن مرا ازین بیش	بنماے ز رہ بجانب خویش
در وادیِ معصیت اسیرم	بگذار کہ تشنہ لب نمیرم	خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش	چون آمدہ ام بہ عذر خواہی	نومید مکن مرا اے
بردار ز مطرح بلا کم	مگذار میان خون و خاکم	

ابھی دعا شاہزادے کی تمام نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شہرنگ بن عمرو آگئے آگے عقب مین شہرنگ آتش خوار و فیروز جادو فوج ساحران نامی ہی شہرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جیسے کوئی ہولی کھیلتا ہی شہرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی فیروز وغیرہ حربہ ہاے سحر سنبھال کر آئے ہی شریک جنگ ہوے ایکسر ہی حملہ مین صیاد چوزہ گنجشک ہی اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسی پر سوار ہوے شیرانہ مصروف کارزار ہوے شہرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزارون ناریون کو جلا دیا جنسے دلمین غبار رکھا تھا اُنکو خاک مین ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوے قریب یاقوت جادو کے پہونچے اُس نے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے پھٹکر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پر گا نٹھا اُنکھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغۂ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس نے سامری و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے نئی بات ہی کہ شب ہجر کٹی یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا

یاقوت کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری برف باری
ہوائی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ
مارے گئے شاہزادہ فتح و ظفر پلٹا فیروز وغیرہ نے آگے شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور
شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد بارگاہ مین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجائے یہان تو بارگاہ مین خیمے آراستہ ہو رہے
ہین اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر در بند آہن تاب پر آکے شریک
ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی
غصہ مین آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر اوّل لشکر ایرج پر آکے گرا یہ سمجھا بادشاہ طلسم ہی
سوائے طلسم کشا کے کوئی اس پر غالب نہین ہو سکتا بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران
غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور
گرفتار کر کے زبان مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب بیہوش ہوئے
سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعۂ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو خبر ملی مرحلۂ مرجان جادو
فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا
تا بہ در بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعۂ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر
وحشت اثر سنکے جمشید مثل ابر کے گرگڑایا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی
قیدیون کو اژدہے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید با فوج قاہرہ برائے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار ہین فیروز و
شبرنگ بھی بخودی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین قصد ہے جائین کہ ہرکارون نے
بڑھکر عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہونچا اور شاہزادہ ایرج
نوجوان کو گرفتار کر لایا ہے نور الدہر یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب بادرفتار پر
سوار ہوئے جبتک شبرنگ وغیرہ سوار ہون آمادۂ حرب و پیکار ہون جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہای آتش
بھڑکنے لگے لکہاے ابر تیرہ و تار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہگیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا
کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین حملون مین جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک
جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ نور الدہر پر چونکہ لوح طلسمی
گلے مین ہے سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا بلوہ ہے نیزہ و تیر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین
زخمی ہو چکے ہین اب روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہے مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین گلہائے زخم جسم پر

کھلے ہین بدھیان پڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہے مگر وہ تنہا کس کس سے
جنگ کرین ایک کو قتل کیا اُسی مقام پر دس بیس آجاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین پاتے ہین ہر طرف سے یہی صدائین
ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا نورالدہر کی یہ باعث ہے کہ دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ
ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہے تیوری سے یہ ہویدا ہے
کہ یہ جوان تخشم اس حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھتا زنجیرین ہلا رہا ہے مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونیکے نہین باقی
ہے کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلائے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہین ہر مرتبہ نورالدہر آمادۂ مرگ
ہوکر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر بجان برابر کو قید سے چھڑا دون مگر فوج کے ریلے یہ اکیلے کدھر کدھر
خیال کرین کہان تک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ
اسی کے ملازم ہین اسکو غصہ ہین دیکھ کر فرار کے عازم ہین شاہزادہ بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے
اور کوئی نامرد نہ کہے اسکا ملال ہے وہ جانبازی مین مصروف ہے بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا
موقوف ہین آخر قریب شام جمشید بد انجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو گرفتار
کرلیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
ہین شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس شبرنگ بن عمرو نامدار ابن تراشندۂ کفار نے
جانبازی کرکے ایک حقہ آتشبازی کا ساحرون پر مارا کسی کا منھ جلا کسی کا گریبان پھنکا ذرا جو شبرنگ نے
مہلت پائی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کیے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر
مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخم دوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی جنگل کو گھیرے رہا صبح کو
دیکھا کہ گرد شجر کے صد بالاشے پڑے ہین دور تک رن پڑا ہے سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو
حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور زیادہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلطی سب مارے گئے
کشتۂ حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون
تلوارین سحر کی اُسپر پڑین تھین زخم نیزون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان
سب قیدیون کو ساتھ لیکر بعد گرد فر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قید خانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ
و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے
یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ
لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے نظم

قلزم اشک نے طغیانی کی
دست مژگان نے درافشانی کی
شوق نے سلسلہ جنبانی کی

بیقراری نے بھی طغیانی کی

کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے ہم بہرے خلق ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہوگئے اور ہم زندہ ہین **نظم**

ملک الموت بھی کیا ہے بیدرد — آہ سچ ہی کہ بڑا ہے بیدرد
کیسی یان آن بنی دلبر آہ — جان ہمہ رنج و سراپا غم ہے
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا — کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
تھامتی ہون دلکو مین بھر کر آہ — رنج سا رنج ہی غم سا غم ہے
جی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کردن

قصہ زندگانی کا پاک کردن ای مخمور مجبور کس ساعت سے اس قید خانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی لیکن ہی سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُسی ایک شغل کے بارے مین [illegible] کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بعجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی تو وہ شیر دل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ای موت سر پر کھیلتی تھی مین سحر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق پر جاؤنگی روے زیبا دیکھکر جلی آؤنگی

نظم

چون ماتمیان بحالت زار — مے گفت زرد آن دل افگار
بے تو من و دل فگار و جان ریش
راضی شدہ ام بمردن خویش — اے جان چہ بود ز تن برآئی
بے عمر خوش است گر سرائی
عمرے کہ چنین رود حرام است — مرگیست کہ زندگیش نام است
ای کاش کہ مادرم نزادے
در زاد اجل بیاد دادی — من لذت زندگی نہ دانم
مرگ دگر است ہجر ز مانم
مے بود ز ہجر یار دلتنگ — بر سینہ زدے ز دست دل سنگ

شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس کہ ہماری ہاتھوں سے طلسم فتح ہوا افلاک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوہ فلک کر رہا ہی حجاب سے نہین اُٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو نوخاستہ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمھارا تو مقدمہ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی اول تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشہ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بیحیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے لوح ملتی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لڑتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بیحیاؤن نے یہ مشہور کردیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خالص دل پہ غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہے اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہے شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

دو کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ تبرنگ بن عمرو عیار نامدار درہ کوہ مین اُٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو

درہ کوہ مین پایا شبرنگ ابن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہے شبرنگ رونے لگا کہ حضور
فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپکے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپکا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین
آپ کو یہان اٹھا لایا شکر ہے کہ لوح موجود ہے سر پر وہ معبود ہے انشاء اللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نورالدہر
نے مجبور ہو کر کہا اے برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب قلعہ طلسمی مین پہونچاؤنگا مین نے ایرج کو بھی تو
قید مین دیکھا نہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے انکے بھی ساتھ تھے خدانخواستہ اگر ایک بھی جسم
ایرج کم ہوا مین لشکر مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اس سے بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو
حضور فرماتے ہین یہی مناسب ہے غلام اتنا طالب ہے کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جائین نورالدہر
نے سہا دل پر زخم ہے کس کس کا علاج کرو گے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کر کے لاؤ شبرنگ چھاگل ہاتھ مین
لیکر بیرون درہ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت
سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اسکی ضروری ہے
اسکا وزیر ہے کہ اسکا سفاک شعلہ زن نام ہے مکاری و فریب اسکا کام ہے کہا حضور آپکی رائے سالم ہے طلسم کشا
بڑا ظالم ہے بیشک لڑتے لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اسکے ساتھ ہے اسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی
مگر اس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اسی دو کوس کے گرد ہے مین ہوگا غلام ابھی جاتا ہے
اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہے یہ کہکر سفاک شعلہ زن بھڑک کر چلا جہان
رن پڑا تھا لاشے جا بجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک لختے خون کے جمے ہوے نخل صحرا کے
جلے ہوے یہ بیچیا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اسنے دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوے اندر سے
درہ کوہ کے نکلا اس بیچیا کو یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اسی درہ کوہ مین مخفی ہے اپنے آقا کے لیے پانی لینے
جاتا ہے خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم شبرنگ
ابن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت
ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون اونا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درہ کوہ مین لاکر
چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون لوح چھین کر انکو بھی گرفتار کر کے لاتا ہون شبرنگ مجبور و ناچار
رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ سحر سے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درہ کوہ آیا آواز دی اے شہریار پانی حاضر ہے نورالدہر باہر نکل آئے
کہا اے برادر پانی لائے اسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہے مگر لوح پر جو خون جم گیا ہے لایئے پہلے اسکو پاک کر دون چشمے
مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہے کیا خبر ہے کہ یہ حیلہ ساز مکار ہے گردش فلکی

ہر شخص مجبور و ناچار ہی دم بھر مین یہ فلک مینا شعبدہ دکھاتا ہی رہروان کو نے جرات کو مثل نقش پا مٹاتا ہے
نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی
مین رکھکے آواز دی باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن وزیر اعظم جمشید صف شکن دیکھ یون لوح
لیتے ہین مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُس نے چند دانے ماش کے مارے ہاتھ پانون بے حس و حرکت
ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعۂ جمشید کے روانہ ہوا جمشید جادو تخت پر بیٹھا ہے سفاک
شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین
مسلسل کرکے قید خانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج وغیرہ قید خانہ مین بیقرار و اشکبار تھے اتنا شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و مطوق قید خانہ مین پہونچے شور گریہ وزاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر
سب اُٹھ کھڑے ہوے ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سُنی تھی
کہ دشمن جنگ مغلوبہ مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال پُر ملال مین دیکھا
کوئی ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے کے
دیکھتی ہی بہی گھبرا کر کہتی ہی کیون ای شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل قابو مین نہین افسوس
میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون بچایا کیا قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے
چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے
دشمنون سے بچایا فلک کجرفتار کو رشک آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر بخدا
واسطے ایرج نوجوان کے دل بیٹھا ہی ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہی جب یہ لشکر مین آئے یہ ہمسپر فراہم ابتر تھا
رہی اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہی عدم مین بھی ایک ساتھ جائین کے مگر ای ملکہ مخمور تمھاری
مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہے جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب کے بھیجے گا ایک سردار
افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے دربند دخانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر
جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر
جان دونگی روسیاہ افراسیاب خانہ خراب کو خدا نہ دکھائے اُسکی بدعت سے بچائے اسوقت قید خانہ
مین شور گریہ وزاری بلند ایک جان کے خوف سے دردمندیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن
کو بڑا بھاری خلعت دیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کے

کو مع کل قیدیان بلا با بدولت قتل کرینگے ایک ایک نمک حرام کو سزاے معقول دینگے تمام کو دبرزن مین قلعہ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جا بجا ندا کرتا پھرتا ہے کہ کل صبح کو طلسم کشا و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروزہ جادو و شبرنگ آتش خوار و ابرلیق آسمان سیر مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیردل و شبرنگ بن عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز کان مین قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہو کر آئے ہین ایک سن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا نورالدہر نے بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین نہین یاد کرتے ہو جو ستر درجہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے رحم کرنا اسکی شان ہے اگر اسکی عنایت شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی سے امان پاؤ گے رباعی

دنیا ہے عجب سراے فانی جرأت	نہ دیر مین کچھ ہے نہ حرم مین کچھ ہے	دنیا مین نہ کچھ ہے نہ عدم مین کچھ ہے
	دم مین کچھ ہے اور ایک دم مین کچھ ہے	

ان سب نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہے آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہے یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد ہوا کانپتا تھراتا کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا لیلاے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان تبلاش جنبر آرزو بقصد مسحور ظلمات دود الم مین سوار ہوئی

نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر	وہ اس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار	شب غم لگایک ہوئی جلوہ گر
کھلے موے لیلاے شب سربسر	لباس سیہ بر مین پہنے قمر	فلک پر کواکب کو بھی انتشار
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک	ستارونکی دہشت سے تھین آنکھین بند	وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
قمر دل ہے اس ذکر سے بیقرار	دکھائے نہ گردش یہ لیل و نہار	زمین بیقرار و فلک دردمند

عجب اس شب کو سنا نالہ ہائے زندان خائف دختر ساق شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا یہ سب سرداران نامی شہریاران گرامی پروردہ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت و اندوہ و الم اندھیرے سے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب کے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین سر زندر شید صاحبقران اوصاف الٰہی مین مصروف

نظم

سازندۂ آدم از کف خاک	بیناکن چشم اہل بینش	دارندۂ ہفت کاخ افلاک
		فیاض وجود آفرینش

نقاش نگار خانۂ غیب　　منشی صحیفہ ہائے لاریب
لطفش زرمہ خجستہ عید　　خلخال بساق عشرتش بحبیل
دادار بے ضبط اس منتش　　از قوس قزح بچگ بندش
زینت گر آسمان زانجم　　تشریف دہ زمین بمردم
برکوہ بسیل چرخ خود رای　　اگرداده مہندو نے زحل جاے

ای رحیم و کریم تفضل ربنا شریک کر اپنے بندوں کو قتل سے بچالے زندان مصیبت سے نجات دے یہ بیچارے مصیبت سے قتل کرینگے کفن تیرے بندوں کو ندیگے شب بھر تو پھڑک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھوں میں کٹ گئی چہرۂ لیلاے شب سے نقاب الٹ گئی عمل ظلمت کا اٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فتح بلند و دولت ہوئی نظم مصنف

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک　　ملے خاک غم منہ پہ مہر فلک
ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک　　برآمد ہوا شرق سے یک بیک

عجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز تھی نظم دیگر

نجم سب مائل مصیبت ہیں　　رخ افلاک پر کدورت ہیں
گلشن دہر ہے اداس اداس　　عالم حزن اور حسرت و یاس
ہے ہر اک وحش و طیر نالہ کنان　　دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن　　نخل ماتم کی طرح نخل چمن
کف افسوس برگ ملتے ہیں　　آتش رنج و غم سے جلتے ہیں

صبا خاک اڑاتی ہے ہر شجر سے سر ٹکراتی ہے نوجوانان چمن کو گلعذاران صاحبقران کا غم ہے ہر نخل گلزار نخل ماتم ہے عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولیں آہ و فغان کرنے لگیں یکایک اس گلشن میں ہواے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سنائی اے ساکنان باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے بعد خزان کے بہار ہے اے غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمہاری آہ میں ہے قافلۂ آمد بہار غنچہ و گل راہ میں ہے گل مراد ملا چاہتا ہے غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہے الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بعد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھولا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید روسیاہ تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحراے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار میں آکر جمع ہوے آج اسقدر جماؤ ہے دربار میں جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں ہے دنگل و کرسیان معمور اسپر بدمستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیچارے آئے ہیں سحر دل طری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہے کہ یاروں میں بڑا کام کیا طلسم جمشید میں نام کیا طلسم کشا کو میں گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہیں پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہے اے شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ میں بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے جمشید نے حکم دیا قیدیان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار میں پہونچاؤ اپنے نمک حراموں کو سمجھائینگے اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہوں سرکش ہمارے نام سے زیر ہوں داروغۂ جیل خانے کا دوڑا قید خانہ میں گیا مقیدان زندان بلا کو نکالا آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ

مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبر زنگ آتش خوار و شبر زنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم و ابرق آسمان سیر ان سب کے عقب میں ہزار ساحر زنجیر و رسن سحر سے بندھے ہوئے دربار میں جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر ذوالمقام کے جسم پر قید سحر لینے بجائے ہتھکڑیون کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن سحر کا مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ماوی بر کسے باد کہ بداند و لبشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر حق بر حق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب پایا کافرون کے سینہ پر تیر لگا مثل ہوئے آتش بدمگے بل کھایا ہان ہان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع کیا کہ یارو کیون رنجیدہ ہوتے ہوا ان قیدیون کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی سر کہ دست از جان اشوید ہر چہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبر زنگ آتش خوار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ اے نمک حرامو تمنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نبیرۂ سامری ہون شبر بیشۂ ساحری ہون اب بھی قدمون پر گرو ورنہ ابتک نبری غیر ممکن بڑے افسوس کی بات ہی خدا تمھارا لات و منات ہی لونے دوسو کو چھوڑتے ہو تمھاری عقل پر پتھر پڑ گئین مجھ ایسے بادشاہ سے منھ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے پھر نہ کر پہلے شاہزادے سکے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہو شاہزادہ نور الدہر کو جمشید جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا فاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب اپنے سردارون سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم مین رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھینگے اسوجہ سے لوح تخت پر رکھی ہی اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہی مین اسکو پہلو سے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سمجھاتے گذرا محبت مین ظلم کشا کی مدہوش ہی دریائے عشق کا جوش ہی اس دربار عام مین جمشید نشین کرنے لگا ای باعث تسکین دل زار او ای معشوقہ گلعذار جسپے تونے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہی ملک الموت سے اسکا سامنا ہی قتل ہوا جاتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اٹھایا اس حال مین شاہزادہ نور الدہر سے آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید سحر مین مبتلا مثل گنہگارون کے بیٹھا ہی آپس مین آنکھین چار ہوئین برچھیان عاشق و معشوق دونون کے کلیجے

پارہ ہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنایہ کو کون سمجھے شعر بیان عاشق و معشوق رمزلیست : کرام کاتبین را ہم خبر نیست : ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناؤ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے رخ لاجواب پر : دیکھو پڑی ہی اوس گل آفتاب پر ؛ بند مسدس

سینہ وہ با صفا کہ ہو خورشید کو یقین
لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین
رکھے ہین یا چنگیر مین گلہائے یاسمین
پھبتی صفائے صبح کی صادق کبھی نہین
سینہ ہو آئینہ قد آدم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول
ہوتے ہین فرقدین یہان صاف محتمل
دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہین مشتعل
کرتا گمان انار کا ہے سخت مبتذل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ نور الدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوؤن کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ اے شہریار والا تبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہے اور جمشید کو جواب دیا کہ ای بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جس کا مجکو عاشق بتاتا ہے مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے ماں باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہے معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ سیاہ جو سامنے کھڑا ہے باغ مین سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان لیکر آیا ہے عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا تبلاتا ہے اگر حضور کا طلسم کشا نام ہے تو ہمارا نیک انجام ہے ماں باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہے اور اگر کسی اور کو یہ بیچیا کہتا ہے تو اسکو اپنی بڑی چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا اے ملکۂ عالم اس بیحیا نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کہان لیے لیے پھرا مین تو دھگڑے کے پہلو مین تھی مجکو لایا دھگڑے کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا جلدی مین اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک ٹھیکری خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپس مین کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس نمک حرام نے غضب کیا منسوبہ شہنشاہ

پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ای
ملکہ عالم میں عرصۂ دراز سے اسیر طرۂ گیسوئے پیچ خنجر ابرو ہوں آپکے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس سلطان نے
تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست دشمن ہوئے اپنے بیگانے ہوئے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہوں
یہ تمھارے قدم کی برکت ہے یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہے اسی کی وجہ سے ہزاروں ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم کہتے ہیں اسکو دیکھکر
ہم لوگ جفائیں سہتے ہیں سحر بھولتے ہیں جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پر ہمارا پنجہ نہیں قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور
نے کہا میں دیکھوں اسمیں کیا لکھا ہے جمشید جادو نے کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہمپر عکس پڑتا ہے سحر بھولے جاتے ہیں
سامنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر اسکے جسم سے مس ہو جائے قید سحر دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو اور ای ملکہ یہ جوان
یکہ تاز میدان جرأت شہسوار عرصہ جلالت ہے لاکھوں سے اکیلا لڑتا ہے طلسم میں کیا کیا معرکہ پڑا ہے اسکے مددگار بڑے بڑے جادوگر
ہیں کیسے کیسے باہنر ہیں مقام خوف ہے ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمپر کھل گیا
ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہے
ہم باغی کو بچائیں گے اپنے وارث کو قتل کرائیں گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا
کون ہے تمسے ہم کو یوں نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لیکر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کرونگی میں تو دشمن ہوں طلسم کشا کو دیدونگی جمشید جادو نے کہا
ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ بمجبوری تمھاری خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ میں لی
جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے دوڑے جمشید جادو طرف
وزیروں کے متوجہ ہوا کہا کیوں صاحبو لوح اپنے پاس رکھوں یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدوں
کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے دل میں کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہے کر گذرو
اپنی جان جائیگی صدقہ پاپوش ہے یہ شیر صولت بچ جائے عاشقوں میں نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو
کا تو منھ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیمچہ ہاتھ میں لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہاں ماہ پرور
نے کہا یہ نگوڑا موہنڈی کاٹا مجکو گھور گھور کر دیکھتا ہے آنکھیں پھیلا اسکے گھسیٹر دوں جمشید نے ہاں ہاں کہا ملکہ نے
پہلے لوح اسکے منھ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نے ارے کہکر منھ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے
میں شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے میں شاہزادہ نورالدہر
کے آئی ماران سحر جل کر گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ
ماہ پرور نے ملکہ تخمو سے کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ ادھر شاہزادہ نورالدہر نے

نعرہ کیا نعرہ نقلیہ حمدہ صاحبقران بخشم و قہر بخشہ ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر ۔ ادھر مخمور سرخ چشم بل کرکے
لاٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلیں برسنے لگیں سنگدلوں کے سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور
نے اون ساحروں کی زبان سے سوزن نکالا نورالدہر نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان ببرح کا عکس ڈالا ایرج
نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرہ شاہزادۂ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران اعظم
و آفاق گیر ۔ ابریق آسمان سیر و زیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھتے اٹھتے
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہائے کا نعرہ کرکے تخت سے اٹھا کہا ہائے یار و یہ مار آستین گرگ بغل کہاں سے
پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیوں ستے پیدا ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا یارو اب تو عین بارگاہ میں تلوار
چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی **اشعار**

چلی تیغ شہزادۂ فیروز دل
کہ ساحر ہوئے خوف سے پا بہ گل
چمکنے لگی برق تلوار کی
بچی تھی نہ اُس شیر کے وار کی
ہر اک ساحر بےحیا سنگدل
ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
کٹے ایک حملہ میں کتنوں کے سر
سیہ رو ہوئے خون میں تر بتر
وہاں خون کا بحر جاری ہوا
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
کسی غول پر ایرج نوجوان
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
نگاہیں نشیلی جو پڑنے لگیں
سنانیں کلیجوں میں گڑنے لگیں
ہوئے سحر چشمی سے ساحر بتنگ
لگے بھاگنے جو کہ تھے خانہ جنگ
کسی سمت ابریق فیروز بخت
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
اور اک سمت کو ملکۂ شوخ چشم
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
تھما نہ شبرنگ کی وہ جدال
فنا کر دیے ساحر بےمثال
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے
کہ گلہائے افسون برسنے لگے
کیا سحر جمع کر جو باشد و مد
ہوئے خاک جل جل کے اہل حسد
لڑائی وہاں تھی وہ گھمسان کی
کہ اُن ساحروں کو پڑی جان کی
جری ڈر سے منہ کو چھپانے لگے
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
زباں پر تھا ہر اک کی یا سامری
مدد کیجیے آن کر اب ذری
کوئی پونے دو سو کے لیتا تھا نام
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
زمین طلسمات کا بھی تمام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام
شجاعت سے شہزادۂ ارجمند
لڑے یوں کہ ساحر ہوئے دردمند

اسطرح کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے نامردوں کو
غش آ گئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان
خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کو بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت
برپا کر دی لاشوں سے زمین بھر دی کوچہ برزن میں دریائے خون بہ رہے ہیں شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہیں

اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہو کر گر پڑتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابرق
آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین
ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور سر بر غرور
کو راہ دار البوار دکھاتا ہے اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہے شاہزادہ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکار کر ا مغرور کہان
جاتا ہے جمشید جادو نے جو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا سحر سے
آگ برسا دی زمین ہلا دی اور ہزار جادوگر جلکر مر گیا مگر شاہزادہ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوے پاس گئے
اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغہ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابرو کا وار
اُسکا روک کر الجھا دے بین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خاراشگاف سلیمانی کا ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے
کلوا بھیرون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھایا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے دو ٹکڑے تاج کاٹ کر تا دو ابرو پہونچی
ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاہزادہ نورالدہر نے چاہا گرفتار کر لون یا قتل کر ڈالون جمشید نے
پر پرواز پیدا کیے مثل طائر خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑون گا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب ہے کئی لاکھ ساحر
اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے چاہا کہ روکین یہ نہ رُکا ابرق آسمان سیر
نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا خستہ ہوگا سب سردار رُکے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین بفتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ
جمشید ہوے ملکہ ماہ پرور کو بہ تکلف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈلوا دیا نورالدہر نے
ایرج نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والون کو دنگلہاے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہر نگار پر ملکہ
مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہے اُسپر شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوے زخم دو زبان ہونے نگین برائے ملکہ شگوفہ زیر دست ملکہ
مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا ابھی باغ باغ ہے آج غم و الم سے فراغ ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی
اے ساحران ذاتی و اے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم شکست کھا کر نکلگیا مقام تردد کا ہے سرکارے روانہ
کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت
کے سامان کرو ایسا نہو کوئی درانداز آئے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کر کے لیجائے لوح کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جس طرح ارشاد فرمائیے حاضر ہین

ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ آتش خوار کو میہ طلایہ کیا فیروز
جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین جس بارگاہ مین شاہزادہ
آرام فرمائیگا بشکل طاؤس نہ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی مگر تین لاکھ ساحران
غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سُہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہے یہ اپنے مقام پر ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اسی
پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی قلعہ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی
سہیل مکار گھبرا کر اُٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو
ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری مین لیے ہوئے آتے ہین گرد حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری
سہیل جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ مشوش ہون مقام افسوس ہے
کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ
جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس گنبد کا گنبد جمشید ہے اسمین ایک بڑا بھید ہے
آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصرہاے عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو
کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخم دوزی کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار
اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجھکو کسی کا خوف نہین
اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکلجاے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے ماردون مگر نام ہی
طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہے کلیجہ تھرا جاتا ہے سہیل مکار نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم نور افشان
کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہے یا نہین جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی باخبر ہے
اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ہاتھ سے طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست
ابرق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہے ابرق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرا دیا
بدمست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کشا کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی
گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابرق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہے
اس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سُنکر سہیل مکار
ہنسا کہا اے شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر یا ملک طلسم نور افشان

سکے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہے اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہے جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاے پھر حضور کو اختیار ہے باقی سردارون کو جاکر قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر اس بیحیا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشن ضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشن ضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بر وقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

اے ساقی لالہ فام دے نوش
کیون پھول کا جام پیکے پھولا
کادش جو خمار نے کی ہے
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی
دے بنت عنب شتاب مجکو
باقی نہین ضبط و تاب ساقی
بند آنکھ کو کرکے جب مین جھومون
اک رند کی داستان سناؤن
اب دیکھیے میری خوش بیانی

مجھ رند کو کیون کیا فراموش
محفل کی تھی زیب و زین تجھسے
ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہے
اس درجہ ہون ہجر مین سرشار
دکھلا رخ آفتاب مجکو
اچھی سی پلا دہ بادۂ تند
منتظر شاہد مدعا کا ہون
مشتاق ہوئی جو طبع عالی
حضار سنین نئی کہانی

[illegible]
رندون کو بڑا تھا چین تجھسے
اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
ڈھونڈھ آیا کہان کہان ناچار
دل ہجر سے ہے کباب ساقی
کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو گم
کیفیت بزم کو بڑھاؤن
ساقی نے شراب دی نرالی

شاہد عروس بیان کو براے نظارہ مشتاقان نرگس دار چشم براہ انتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خرد مند و دانا ے فرخ نشان رقم کرتے ہین اس طرح داستان کہ یہان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ تخمو سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین سرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ارجح عیار و شیر ناگ بن عمرو و شاطر نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپسان تیز رو گئے تھے خبر لیکر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشیدیہ جا کر اترا ہے فوج جمع کر رہا ہے قصد ہے کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہے صحت پاتے ہی آئیگا بڑا کر و فر دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نور الدہر بن بدیع الزمان نے

فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت نہ دیتے جب تک کہ اُس بیحیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگر سب صاحب مانع نہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اُس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہونچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکراکر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید مین جسم سے شعلے نکل رہے ہین سب برابر کوئی بدنصیب ہوگا جو دروازے سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین پاتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہوسکتا ہے غازی والد نامدار کا بھانجہ ہے وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اُٹھائے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہے مردان عالم مین نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا اے شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہے وہان جانا دشوار ہے راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے جھککر عرض کی کہ آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع نامۂ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سرداروں کو حکم دیا استقبال کرکے لاؤ شبرنگ آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نورالدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میر منشی نے باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ اے شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہے اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہوکر آستان عالی پر جبہہ سائی کرون فتح طلسم کرادون اور ابرق آسمان سیر کو بھی روانہ کرچکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر گھبراکر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائینگے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے نورالدہر و ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استاد کرائی خادم خدمتگار اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ عرض کی اے ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نورالدہر نے جلسہ برخاست کرایا آفتاب جادو و ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہے شاہزادہ ایرج نے

آنکھین فرش کردین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی اپنے قریب جگہ دی ہے چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ بچہ باتین بنا رہا ہی کہ ہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامہ ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر آفت آئی

غزل

غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر آفت آئی غزل | کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت | کھلتا نہین کیون بند ہی بازار محبت
خواہان نہین عزت کے خریدار محبت | توقیر ہے رسوائی بازار محبت | دل بیکے چلا ہی سوے بازار محبت
دلال ہی ہمراہ خریدار محبت | بولی وہ ہوے فاش جو ہی اسرار محبت | داخل کرین جرم نہ گنہگار محبت
پیدا ہین ہر اک عضو سے آثار محبت | آنکھین ہین مری روزن دیوار محبت | یان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہی
بت پوجتے ہین کوے خریدار محبت | شوریدہ سر حسن ملیحان ہین ازل سے | ہم لوگ قدیمی ہین نمک خوار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے آنسوؤن کا تار بندھا ہے تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا الشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی در بارگاہ پر شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دور باش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی کیا لیاقت ہی ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بچہ کو نیند کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اس نے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبہ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادہ کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ہوا جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی سہیل مکار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادۂ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پانؤن دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بچہ تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے تھرا رہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے روز گار ہی اس سے چھپنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹا یا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہے

لوح طلسمی گم ہین ہی خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے مقراض جھولی سی
نکال کر ڈورا ریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لیکر اس بیحیا نے جھولی مین ڈالی اب یہ قصد کیا
کہ تیغ نور الدہر کی بھی کون پھر خیال مین آیا کہ گرفتار کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے
دو ٹکڑے ہون اس جلاد صاحب بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نور الدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا
ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہی نعرہ کیا باش او بیحیا ہر چند کہ لوح چھین چکا
ہی مگر نام مرد بہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے کے ملکہ مخمور سرخ چشم
کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابر تیغ آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے
سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ پایا اُسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم
جو تڑپ کر گر رہی دیکھا شاہزادہ حیران کھڑا ہے کہا ای شہریار خیر تو ہی کہا ملکہ ایک جادوگر لوح لیکر اس غار مین پھاند پڑا
چھپر تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اُسنے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے کہا ای شہریار یہ
غار نہین نقب سحر ہی شبرنگ وغیرہ نے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو کو لگی ہی ای ملکۂ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر نہ تھا کیا عجب ہی سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ ہووے وہ بڑا جعلساز دغا باز ہی ملکہ مخمور سرخ چشم
نے کہا کہان جائیگا تم سب صاحب تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر برائے خدا اب لوح پاس
نہین ہی اپنے آقا سے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نور الدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابر تیغ آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
شبرنگ آتش خوار وغیرہ [illegible] ہاتھ مین لیکر [illegible] پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار
نقب سحر کی راہ ہوا تین کوس پر صحرا مین جاکر نکلا چاہتا تھا پر پرواز پیدا کر کے اُڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا تھم ملکہ
مخمور سرخ چشم او بیحیا کہان جاتا ہی مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی دوڑتی
کی بندھی ہوئی چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے چند دانے
[illegible] کے مارے شعلہ ہائے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اُسنے گھبرا کر لوح کو چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی
رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا
ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی یعنی گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہی مثل برق جہندہ چمکی اور للکارا کہ او
ملعون [illegible] لوح پھینک دے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
[illegible] سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم تیغہ کھینچکر جا پڑی وہ سحر کر کے بھاگتا ہے

ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہے قریب ہے کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح جمین نے کہ طرف سے گنبد جمشید سے گرد عظیم اُٹھی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکارنے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج کے اژدر سحر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے جلدی آئیے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچائیے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہے اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی او بیحیا مین افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا پاس سنکر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چہار طرف سے گھیرے ترنج و نارنج کے اُس ماہ اوج کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اُس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہے صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر بار اشک کس کس کے وار کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم اُٹھاتی ہے مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے نیمچہ سحر ہاتھ مین کہنی سے خون ٹپک رہا ہے جمشید جادو نے آواز دی ارے اس ظالم کو کمندہائے سحر مین گرفتار کرلو چہار طرف سے کمندین لیکر ساحر بڑھے اب ملکہ مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اُٹھی اے سامع الدعوات دافع رفیع الدرجات اس بلا سے بچائے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

اے کارکشائے بستہ کاران	امید ہمہ امیدواران	برخیز ترا بدل رسیدہ
زان پیش کہ گوے او شنیدہ	مانیم و ندامت و تحیّر	سرگشتہ بہ داد سے تفکر
در واکہ بہ آب سیلے نہ بردیم	لب تشنہ درین سراب مرزیم	زین بیش دہ ندا و کس جوابی
نکشودہ درسے ہیچ بابے		

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منہم شبرنگ آتش خوار دفیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ رنگ رو متغیر انگشت تفکر بزیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی ماشاء اللہ کیا کہنا ثابت قدمان کو یے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ مجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار لوح لیئے جاتا ہے اسکو جا کر روک لے سحر کرکے ٹوک لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ یہلے سے نعرہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہِ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور رل مل گئے۔

ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفوں کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا
ہوا سامنے سے پاتک زنمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوئے ہیں جمشید
جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھوں ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار نابہنجار
کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی
لے شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب میں آتی ہے جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سہیل جادو
بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچی جاتی ہے
ساحران نابکار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا
اسوقت شب رنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر وزیر نوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک
طلسم نور افشان و فیروز تاجدار دلیر اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان میں زلزلہ پیدا تھا
کوکب سحر دبار اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو بھولا مگر باعث انتشار طبیعت نور الدہر
ماہ برج نوجوان یہ ہے کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان دریاے فوج ساحران
میں مصروف مار دھاڑ ہیں ساحروں نے ایکو گھیر رکھا ہے جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤں بیکار
ہو کر رہ جاتے ہیں شب رنگ آتش خوار و فیروز تاجدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہیں بڑھ بڑھ کے دونوں
شہزادوں کو بچاتے ہیں ہر چند یہ قصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہونچیں نہیں ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے
بھی جان لڑا دی صفیں باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے معرکے برپا ہیں وہاں سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں کڑکی کڑک کر جو گری سہیل مکار کا سر
اڑ گیا یہ بھیجا ٹک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارہ سحری کے چمک رہی ہے جمشید
سیہ بخت چاہتا ہے میں اٹھالوں ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دیدوں یہ بیجا لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان
نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ میں
پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ
کر کے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے لوح کو دیکھکر جسم میں طاقت آگئی سینہ سپروں کو
ریلتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہے جسنے شاہزادہ والاقدر نور الدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا
سر تن سے اتارا ایک سمت فیروز جادو بھی آگیا ہے ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے ہاتھوں میں
لے کر لیا تو گولہ آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر نشانہ جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹنے سے اس مقام

پرانے صحیفے اچھی گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب بھر آگیا اُس تاریکی مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اپنے
کو لوح پر گرا دیا رستمانہ لوح کو اُٹھا یا اب جو لگئے تو لوح کو گلے مین ڈالے ہوئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا
اُسپر سوار ہوکر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الزمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان بر ہم زنندہ زمر نبے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران نبیرہ کوچک سلیمان نور الدہر بن بدیع الزمان عالیشان نظم

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم
لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

جمشید جادو نے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا
سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یا دو سامری و جمشید اپنے پرستارون پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی
نکالی مگر یار و جی داری کرو گھیر کر مسلمانون کو مارلو تم زیادہ ہو وہ کم مین مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم
ہین اس ہنگامہ مین ملکہ محمود سرخ چشم بھی نہتا کی زخمی ہوئی ہے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو
لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا درد زخمون سے موقوف ہوا اشعار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ
کہ ہو کشت جرأت تمہاری ہری
اب ان باغیون کو کرو پائمال
نقیبان لشکر صدا دیتے تھے
کہ ہو تیز جرأت کے تم سب نہنگ
گل زخم کھا کھا کے میدان مین ہر
زمین خون سے ہو دو رنگ لالہ زار
یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
قدم بڑھ سکے یارو نہ پیچھے ہٹے
کرو جنگ مین اب وہ نام آوری
لڑائی مین [illegible]
اے دلیران نامی و اے پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت ہے زمانہ [illegible]
کا کم ہے حسرتین بہت یہ بھی غم ہے بڑے بڑے اولو العزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسرتین لیکر گئے
بروقت نزع منفعل ہوئے مال دنیا کا بد مآل ہے اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہے مثل از یکے پرسید نیک بخت
کیست و بدبخت چیست گفت ای برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان
نمرد کہ نام نکو گذاشت بادشاہونکا عدالت سے نام ہے بہادرونکا ایسے ہی کر جانا کام ہے [illegible]
زخم کھاؤ باغ جہان مین سرخرو ہو کر عالم مین آبرو ہو صدائین نقیبون کی سن سن کے جو نامرد اور بزدل
تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح خلقی مثل ستارہ سحری گلے مین چہرہ مثل آفتاب
عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دیا نظم

یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
دریدو بہ یدد شکست و بہ بست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست
یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را دو کرد و دو را چار کرد
اس جوش و خروش مین نہنگ

بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہی کیا عجب ہے از بان تیر و کلاہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی کمانون نے
اپنے تئین اُسکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے خوف سے منھ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین انگلیان سنان کی
اٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہی ہین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم
گرز سرکشی چھوڑے دشمنون کے ہاتھ پانون پھولے جرات شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر دشمن بھی
تعریفین کر رہے ہین شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ؛ رزم ادمی دید و می گفت آفرین صد آفرین ؛
المختصر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا سامری پرستون پر علم مصیبت گرا نامردون
نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ رہی فوج
جمشید بیحساب لشکر اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی سحر سے دریاے خون بہا دیے
ہین شاہزادۂ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج ذنارنج گولے آہن کے گچھے پیکان کے ماش کے دانے سب نورالدہر پھینک
مارے ایک برج آتشین شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے لوح کو چمکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اُس کے
لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچ گئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان پر تاثیر
نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مارکر کچھ سحر کیا بازودن پر اس صید خائف کے پر پیدا ہوے اُڑکر چاہا قصد ہوا
کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن سردارون نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی
اے شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا شاہزادۂ نورالدہر نے دیکھا حقیقت مین اسکی جست مین قندیل
فلک ہوجائیگا پھر اُسکو عقاب تصور بھی نہ پائیگا بتعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اُتاری تیر سہ پہلو بخجر
کمان مین پیوست کیا تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اُس بیحیا کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو
توڑکر پار گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجاے خون کے جسم سے شرارۂ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا تمام
زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازین مہیب آئین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من
جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام ساحران طلسم جمشیدیہ گھبرا گئے صدہا
مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز لڑائی کو گذر بھی چکے تھے چہار طرف سے آواز
الامان بلند ہوئی وزرا امرا ساکنان گنبد جمشیدی رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے
مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادۂ ایرج نوجوان
بصد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی ہوے دیکھا ایک قصر عالی ہے اسمین تخت جواہر نگار گرد ممبر و ذکل و
کرسیان و شیشہ آلات سے قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایکتا برلق آسمان سیر

مشیر خونین تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار وغیرہ ذی نامدار سب
زخمدار بقیہ اور جراحان چابک دست حاضر ہوئے دو دن کامل مین زخمداروزی سے سب سردارون نے مہلت پائی
تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہائے
جواہر اعلیٰ یہ سب اسباب نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے خلعت و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف ہے
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہے کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک مرد پیر سفید ریش
حاضر ہے شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر بزرگ بارلیش سفید عمامہ سفید سر پر
قبائے اطلس و دیبا پہنے آکر سلام کیا ایک کشتی ہاتھ پر رکھکر بطور نذر پیش کش کیا عرض کی کہ اے شگوفہ گلزار صاحبقرانی
و اے نوبادۂ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد کے متعلق کہ اسکو قصر حکما
کہتے ہین اُس قصر مین جناب حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے
شکر ہے کہ آج مذہب یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون برائے چند ساعت سرفراز فرمایئے
ہرچند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہے روح کو راحت دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری
عرض کرنا ہین شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و
دولت ہے انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت ہے شاہزادۂ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کچھ اسمین
مکر نہو کنیز بھی ساتھ چلیگی شاہزادۂ نورالدہر نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد
و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ یہ ضرور چلون گی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے انھون نے کہا اے شہریار خود حکیم صاحب
نے فرمایا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سیاہ انکو بھی ساتھ لیجیے
نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادۂ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ چالیس سردار و دونون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چلے کوس بھر راستہ طے کر کے
قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین
شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردۂ زنبوری کھنچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا
دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرداگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک
گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹا عبادت کا
مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر

فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای خورشید فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو
دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان ما مسیح عالیشان ای شاہزادہ ایرج نوجوان

رباعی
تنگ آمدہ ام چند انتظار کشیم
از آمدنت اگر خبر داشتیم
نگذاشتیم کہ پاے بر خاک نہی
خاک قدمت ز دیدہ بر داشتیم

شعر
بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشیم
در رہگذرت گل و سمن کاشتیم

دست راست مین کرسی جواہر نگار
پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا مقام ہوا
طرف شاہزادۂ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدۂ دل روشن
ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب
نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایے میعاد شاہزادۂ عالی
وقار اسد نامدار کسقدر باقی ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھون سے
دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپنے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی عرصۂ دراز
گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غمازی گنبد نور پر قید ہے ساحران طلسم ہوش ربا
کا صید ہی نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحبنے فرمایا ای نور نظر وہ صاحب
اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا گھر افراسیاب کا لوٹیگا وہ رستم خصال
افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ سراسر جاہل ہی جیسا افراسیاب کتاب سامری نہین
دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہے مگر ای ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہے
مگر وہ بے نیاز مالک مختار ہی ہنر بر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
سے عرض کرنا کہ بقراط ثانی آپکی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ بحول قوت الٰہی
و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی
سوای خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف ہی شاہنشاہ ادج عیاری سے کہنا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے
اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپکے مطیع و منقاد ہونگے دشمن بلال
دوست دل شاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز پروردگار آپ کے
سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کھولنے کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ
شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون
بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ تاریک صورت کش ہے اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی

کد وکوشش لاحاصل ہے ای مخموران خفقرات کو خدمت مین خواجہ کی بادب گزارش کرنا ہمارے لیئے دعاے
خیر کہین ضرور سفارش کرنا ہست سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو شاہزادے کو
بلانے گئے تھے انکا پیر عبادت گذار نام ہے فرمایا کہ شاہزادے کے واسطے سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گزار
ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود
یاقوت احمر بصد کروفر اسرافسر کے سر پر رکھا زرہ الماس نگار داستانے موزے راگنے زیب جسم شاہزادۂ
والاقدر کیے چار آئینے کو دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہے آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہے یہ تمام اشیائے نادرہ دیکر
تیغۂ برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کی لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقام پایا ثابت ہوا
ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب ایک سلاح نیلم نگار خدمت
مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ شاہزادہ عالی وقار کے آئے تھے
جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا ای شاہزادۂ والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے
ہمارا آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور فرائش للہ دین اسلام ہین اب تمام ہمت خانہ کعبہ جائیگا بعد
فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی آئیگا یہ کہکر اُٹھے ہوا دار پر سوار ہوئے سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے مع بندگان
خاص و ملازمان باختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر
جناب حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ کو
نیسان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی مین کہ اسی قلعہ
جمشیدیہ مین واقع ہے ہزار ہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اُسکا نشان بتایا نورالدہر خود
در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق ہزبر بیشہ کلشگان صاحب ساطور گران
صف شکن وصفدر طہماس بن عنقو مثل دیو پر در کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے
سے لگا لیا کئی سو رئیسان جلیل القدر تھے سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوئے
بعد ایک ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا خیال فرمائن
مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا کہ ای شہریار دہن اژدر مین جاتی ہین
پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے ای شہریار وہ زمانہ قریب ہے ہم رنگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب
خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار تا طلسم

سکو پہونچنا دشوار ہے راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان فسخارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر لیجائیں ان اشیا کو لیجا کر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین اُسے آپ کو ملا دیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیےگا ان کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھوں سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑ کر آواز الفراق والوداع کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادہ نورالدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو دفتہ فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جانان پیلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیو پردر لہبدہ سپہ سالاری برے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد روح روان قاسم نوشیان بصد شوکت و شان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے

انکو راہ مین چھوڑو دوقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جاےگا

ودکلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا سہونچنا اسکا کوہ مروارید پر اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اُسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیاروں کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار کی ناامہ مصنف

کدھر ہے لوائے ساقی ماہرو
کرون ذکر حال عمرو جوش مین
ترے دور مین جام عشرت بیون
ارادہ ہے اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
جسے دیکھکر ہونٹھ چابین ظریف
جھکا دے مرے ساقی مہربان

پلا ساغر بادہ جستجو
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
طلسمات جمشیدیہ سے جلون
دکھا جلوۂ ردے بنت العنب
بدہ ساغر بادۂ پرضیا
عبث جام صہبا پہ مغرور ہنے
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آہوش مین
کہ ہے درپے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہے کیا دیکھین دور شراب
رہائی عمرو کی ہے منظور اب
نہ ہو درد دے وہ زلال لطیف
مری فکر سے طبع مخمور ہے
گلہاے مضامین کو گلدستہ تحریر

و تقریر مین آراستہ کرکے غنچہ محفل سامعین مین رنگ بود کھاتے ہین داستان رنگین و سحر آگین ناظرین کو سناتے ہین عشعر مصنف جو ہین کاتبان جلالت شعار رقم کرتے ہین با دل ہشیار ؛ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا سرداروں نے ہر چند سمجھا کیا کچھ نہوا چالاک وغیرہ نے سرداروں کو روکا اور پانچون عیار فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب

نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبا یا عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجہ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر
کہا اے شہنشاہ آپ کو تکلیف ہوتی ہے غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین
لیے جاتے ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے ایسے ایسے
صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہے تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہے آج تجکو ضرور قتل کرونگا یا ایسی اگر کسی
بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین
فرماتے ہین مگر اپنے خیر خواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و مہلا وغیرہ
کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو عیاری کر کے گرفتار کر دون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے
مرتا ہون بی مہرخ تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہے وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہے ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور
مجھپر بے آب و دانہ گذرتے ہین دہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا خیال ہے نہ وہان حمزہ کو
ہمارے عیال کا ملال ہے شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر
کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؛ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؛ بس اب اے
شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیارپیچون کو دیکھتا ہون
لاکھون روپے صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر اُنسے کیا ہو سکتا ہے مین نے گھس گھس کے
آپکے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اسکا عوض
یہ ملتا ہے کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بر وقت رہائی اسد غازی سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت
آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے آپ یقین مانیے گا قسم ہے خداوند تعالی کی جھوٹ نہ جانیے گا جب رات
فاقہ سے گذر جاتی ہے تب جنگل مین جاکر لگ رہتا ہون اُسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا
اُسکی خیر نہ سنائی کملی کتھری کر لی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظم ہو انصاف سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت
غالب ہے دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اُٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جانکر
بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو کو بھی یہ حال سنکر افسوس
ہوا کہا کہ اے عمرو یہ تو سچ کہتا ہے سلطنت کے امورات مین تجکو دخل نہین ہے عمرو نے کہا نہین حضور میرا بھی تھا
ہے بے میرے حکم پتا نہین ہلتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین صبح کو اُٹھکر سلام کر لیتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھ لیا
جاتی ہین روپے پیسے مین ہمکو دخل نہین ہے بموجب مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ او رکھو تین
حضور یون کہتی ہین گھر بار تمہارا کوٹھری کنجی کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آتی ہے

ان باتون مین افراسیاب کو یہ ماجرا ملا کہا ای عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے آتے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر چلبانی پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شے پنجہ مین دبائے اُڑے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدے سے پشت پر جا پایا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا ای شہنشاہ تشریف لائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے سامنے خجالت سی گلہاے چمن پر اوس پڑی ہی آب صاف و شفاف گوہر سے منھ دھویا ہی اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم سحری برگ گلہاے یاسمین سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے یہ اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار سی گلنار حسن سے معمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یا دو قبۂ بلور نظم

حیرت ہے مجھکو سرو مین کیونکر لگے ثمر | طوبیٰ بہشت سے اتر آیا ہے بار دس | احول کی یا نگاہ غلط بین ہین دو قمر
یا نیرین چرخ ہین یکجا بہمد گر | انسان کی مجال نہین ہے جو نام لے | دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
پھٹنی بشکل ریزۂ نیلم نظر پڑی | پھولون سے رس ہے یا مگس شہد سے رہی | ہم رنگ گوز حل ہے نہ نکھون مگر کبھی
یہ مردمک ہے دیدۂ عشاق کی ہمی | پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے | سر بستہ پا ہین لاکھ سی درج گہر ہوے

سر سے پا تک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اتر آیا ملکہ کے بڑھ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہی ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سی لائے ایک کہتی ہی بوا اس مثال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مرچیا جن ہی ایک نے کہا ناحق کا غریو ہی مین پہچان گئی مٹھیا دیو ہے افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ پڑ رہی ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگا رنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولون کی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل پر ثمر | حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہے کھلے بالون کھڑی | کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشاروں سے خجل ہین چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
ہے تماشاگاہ حورانِ ارم ہر کنج مین
جوشِ گل سے ہر چمن ہے رشکِ گلزارِ جنان
نغمہ پیرایانِ گلشن ہین بہم مر غولہ سنج
دیتے ہین گلہا نگ عشرت طائران خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کوکو سے ہو رہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہے شمشاد کے سایہ تلے
کرتے پھرتے ہین تدر وانِ چمن اٹکھیلیان
ہے نکلتا موجِ آبِ جُو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے پتون سے آتی ہو جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہو بزم عیش اور نغمہ چنگ و رباب
ہر کمند آہوے دل کو تار سازِ مطربان
تھاپ سے طبلون کی ہے پیر فلک کے دل پہ چوٹ
پہونچی بائین کی گمک بھی تا بہ گوشِ عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیانِ حور چشم
دور مین ہو دورۂ جامِ شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہو پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو دم عشق و محبت کا بھر رہا ہو خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا ہو شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری تقصیر معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہو چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہو کیا اچھا جوڑا ہو بیٹھے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو کیا بکتا ہو شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اِس شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہے یکہ تازِ میدانِ طراری و شہسوار اشہب عیاری سر بُرندہ جادوگران باج ستانندہ ریش کافران قاتل ملکہ دامہ برباد کن ملک عنظلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش انہنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوشربا مین آیا ہو ہزار ہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہو سوائے میرے کسی سے نہین دبا ہو ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہو اُدھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہو کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہو یہ سُنکر وہ کنیز جو نکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا میان نوکری سے ناچار ہین سامنے گانون مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہو کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوشربا

آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہوا کمانی بی چلو ہم تم کا ہیونچا دین چار پانچ قدم پر جاکر حلقہ کمند کا مار احباب مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا لباس و زیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے ہیونچا مگر دلمین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے ہیونچا سوسن ابھی سوکر اُٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکارا ئی شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اُسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہے یہ جلدی سے اُٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس و زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر ہیونچا گھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کمرے کا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تمہا خور نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ سُرخ رو ہو جاؤ سوسن نے گلوری لمبائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو اُٹھاکر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگت روغن عیاری کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ان اسکی شبو اسُت پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا ہے اُمی جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہے ابھی تو تمھارے سامنے سے گئی ہے شمشاد کنیز بیٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہوکر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلیے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے اے شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہے کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہے ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجھکو جھوٹا جانیے گا یہ باتین تھین کہ سوسن آکے ہیونچی ڈولی اُتری برق جو سامنے آیا تنتا ہوا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تراق پڑاق دیکھکر بیچین ہوگیا متوجہ ہوکر باتین کرنے لگا پوچھا کیون اے سوسن اچھی رہین مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ پھیرا اور انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی ہیونچین برق فرنگی انکھیون سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہے اب تو سوسن کی زبان درازی کوشش رہا ہے افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی
بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی	غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے	مجھکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریہ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے
آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی
مجھ سے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اسے
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے
وصل مین دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا
آ نہین سکتا ہین بیخود ہوکے پھر دن آپ مین
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح

بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی
سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہوگئی
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرائی افراسیاب بھی تعریفین کررہا ہے مگر عمرو منہ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ لنگورا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کررہے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس گھوڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ لنگورا کیا گائیگا کچھ مسخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ چھٹیان کرتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھاری گانیکا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہے مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین شعر ہم غزل کیا کہین گے روتے ہین بد حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آئیے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلا کے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سحر اُتار لیا تو عمرو کے ہاتھ پانون بیکار تھے اٹھنے کی طاقت ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہے شبنم سے آنکھین ملائے ہوے گا رہا ہے یہ کیا معلوم کہ اوس پڑنے کو ہے خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کمند مین پھنس کے گرا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او سار بان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہے تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہے شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منھ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سبنے دیکھا کہ ایک انگریز

سامنے کھڑا ہے شبو سر پیٹنے لگی ہے ہو میری بچی کو کیا کیا خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مار کر کہا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد وہیں کمرے میں صندوق میں بند کر آیا ہوں شبو تو پیٹ رہی ہے مگر ملکہ نے کنیزوں کو بھیجا سوسن کو صندوق سے نکال کر لائیں اتنے میں شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا خیر خواہ ہے خواجہ عمرو یہ بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق کو مارے کہا بتلا شمشاد کہاں ہے برق تڑپ گیا کہا استاد وہاں جنگل میں پڑی ہے عمرو نے اور دو طمانچے مارے کہا اے استاد کسکو کہتا ہے میں تیرا قاتل ہوں بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ کے لاؤنگا پھر دو دو فاقہ گذریں سب قورمہ پلاؤ کھائیں ہمکو ترسائیں کنیزیں جاکر شمشاد کو بھی لائیں اتنے میں شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدموں پر گرا دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ میں تمہاری خدمت میں رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی مار دی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو چیزیں میری سنیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہے ملکہ مجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہیں آتا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپکی بڑی ناانصافی ہے اگر دل ع نہ شراکت کرنا منظور رہتا اپنے شاگرد کی گرفتاری میں مصر رہتا اور حضور نے مجکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزیں سننے کے بعد آپکو اختیار ہے اگر آپ کو اعتبار نہیں ہے بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب میں لیجا ئیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحرائے خوفناک میں چھوڑوا دیجیے گا کہ جہاں سے آنا ممکن نہو افراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہے طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑوں گا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کروں گا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا بڑا لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتیں ہو چکیں گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہوکر سامنے بیٹھا سازندوں کو اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمیں کیا کیا مزے دکھلاے تھا — دم رکے تھا سینے میں کمبخت جی گھبرائے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا — تھے غلط پیغام سارے کون یا تک آئے تھا

بل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن — وعدہ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا

سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا — کیا برا لگتا تھا جسدم سامنے آجائے تھا

یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے — وہ ادھر کو جائے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا

بات شب کو اس سے منع بیقراری پہ بڑی — ہمکو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا

کوئی دن تو اسپہ کیا تصویر کا عالم رہا — ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجائے تھا

سوئے صحرا لیچلے اس کو سے میری لاش ہائے — تھا یہی ڈر ان دنوں تلوا مرا کھجلائے تھا

ناز و شوخی دیکھنا وقت تظلم دمبدم — مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلاتے تھا
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت الٰہی — مومن وحشی کو دیکھا اُسطرف سے جاتے تھا

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑگئی عمرو کے پانوں چھو چھو کر گرد پھرتی ہیں بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہیں صاحبان مذاق توقل ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بن کر رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانیکے لائق ہے کل کاملوں پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے دامن مراد تمھارا گوہر ہائے بے بہا سے بھرینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش نہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سفینہ نئے طور سے بجاؤنگا کہ دنیا کے سننے والے دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اُٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کمال میں طاق ہیں کشتی میں جوڑیاں نے کی رکھی تھیں عمرو نے بتعجیل ہت پھیری کرکے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھکے دھر پھونکا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی

غزل

ناز آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است — بوالہوس بنشین کہ آن بد خو سراپا آتش است
تا نسوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے — مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است دگر بود ماہی مزاج — در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسیٰ تاب دیدار آورد — گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
میزند بس شعلہ در دل آتش سودای عشق — بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش او دیدہ لبریز را — معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است
شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز — بسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است
زرد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا — کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اب تو محفل میں تانیں اڑنے لگیں سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اُتار اُتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی ہے بابی ہو کہ شہنشاہ اس عیار کو مجھکو دے دیجیے ابد مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اُترنے دونگی حضور خاطر دو لد ہی وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہیں

اور یہ تو معیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہوجائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا انبے مین بیہوشی بھر کر
اُڑانا شروع کی گانا بھی جاتا ہی بجاتا بھی جاتا ہی بجلنے کے حیلے مین شمع ہائے مومی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے
پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مارکے
بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اُٹھین دھما دھم گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہے
کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد تاثیر کی اپنے مقام سے اُٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے
ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچاٹ کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو
جگاوون عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز
بن قران ایک طرف سے حبشن بنا ہوا ضرغام شیر دل در میخانہ پر داروغہ بنے ہوے مہتر قران آئے کہا
استاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی ہوشیار ہوگئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے
داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملادی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی
تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اودل بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا
کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو
لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران لبغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ
کے لبغدا مارون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑا سمجھے کہ شاید پانون پھسل گیا
مین مرتبہ زینہ پر چڑھتے عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اس بیچا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار
سکتا ہی مہتر قران نے کہا اُستاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر
چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہوجاے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ
زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پانون پر
مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے جری کے منھ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز
و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار
زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا
سنگباری برف باری ہو رہی ہے مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانون پر پڑے پانون مہتر قران کا غربال ہوا اب تو غصہ سے چہرہ لال ہوا
تو بڑے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک پتلہ نکالا دور سے افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے

دامن وغیرہ پر سب بار رد پڑی اب مہتر قران نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو
کے پھینکا ایک سرا تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی استاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے جلے گا آخر مین کف افسوس ملیگا
مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے
فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے آواز آئی باغی اونا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اُٹھا کر
دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش ثانی افراسیاب جادو کی نعرۂ مہیب کرتی ہوئی آتی ہے
عیار تو چھوون پہاڑ سے کود کے بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن وگریبان جلا جاتا ہے آگ
باران سحر برساتی ہوئی گری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اُٹھا لیا ایکبار بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا جادوگرون
کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر
سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منھ اُٹھ گیا
شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے
کہ راہ بھول جائینگے لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ ناگاہ
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گذار یعنی ثابت و سیارگان عبادت رب اکبر مین سر بسجود
ہوئے عیار طرار خنجر گذار آفتاب عالمتاب بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا یعنے کمندہاے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر
میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہروی ہوا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوون عیارون نے
نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو نے چہار جانب سر اُٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران
سے کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتین بدل لینا مناسب ہے
طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوئے خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر
اور اسمین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسردن کی صورت بنائی ایکجانب کو چلے
اب نیر اعظم بلند ہوتا جاتا ہے تابش و حرارت بڑھنے لگی ہر سو ایک رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے
تپش و حرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑ کر جسم پر پڑا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑ گیا
آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے سبھی درختون کے
مثل چہرۂ مدقوق زرد جھوکون سے ہوا کے شاخین گرد برد پیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر
نہ نکلتا تھا پتھر چٹک رہے تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت ہو چکی

حدت خواجہ عمرو اُس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہے
پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہے جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہے پناہ پانی کی مشکل ہے ترقی پر طپش دل ہے **نظم**

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان ۔ انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پر ۔ ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا ۔ اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہے تو دانہ بھن جاتا ہے دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار مع عیارون کے مارے
مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نظر آیا الٰہی تک ممکن ہوا چلتے تلیل لتی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی اُس پر آشیان گزین
ہین سامنے چشمہ آب صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی کو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آگر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی
نخل کی بیخ پر سر رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ہلاک ہاتا گیا صبح کو قران نے کہا استاد ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس دشت ہولناک
مین قضا لیکر آئی ہے اب تو بھوک سے دم نکلتا ہے کچھ زنبیل مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز
تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین چالاک نے کہا کلیچہ حضرت خضر کا آپکے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ عمرو نے
کہا بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار کے راز دار ہین
اُنکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ
سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ استاد آنکھون
سے دیکھتے ہین یہ نخل اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہے جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے اب
زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہے رہبر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحرائے ہول خیز سے نکلجائینگے ایسی باتین
حسرت آمیز کر کے ایک جانب روانہ ہوئے کسی قدر دن چڑھا تھا وہی صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اُسی طرح دن بھر
مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ
ہو جاؤ صحرائے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا ہے روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو الگ الگ روانہ
ہوئے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُس درے سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک
سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین
چشمہ ہائے آب صاف و شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوئے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت بنکر تیار ہوئے کہ بسن
رنگت سرخ و سفید ریش تا ناف قبائے اطلس زیب جسم گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان
ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سحر مکاری ہے کمر کا خم کمان ہے

کر تیر تدبیر تودۂ مطلب پر لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پر رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام شیر دل عیار و جانسوز
بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کمبختو
تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک
درۂ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جائیے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہر چہ
رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ؛ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ
اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیر زن کی قطع بنو اُن چارون عیار دن نے
جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے
ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان خوبصورت بنکر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار
کی زیب کمر دراتی ڈاب مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت و جلالت ناصیہ سے ہویدا
ہو با ہراس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوے چار گماشتے پشت پر مہتر قران
نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بازارگان سب کے آگے آگے قلعہ مین آکر دیکھا شہر آباد پر رونق پاکیزہ عمارات پختہ کھٹو را
کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش ؛ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوارش
صرافہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری بچے حسین سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان سرون پر جسن مین
رشک قمر جواہرات اعلی و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے بہی کھاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے
ہاتھو مین بیع و شرے برتے ہوے سامنے انکی دکانون کے کپڑون کی دکانین عجب تکلف سے لہنگے عمدہ عمدہ چندریا
اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پانوٗن مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاون مین شعر صدا اپنے
عاشق ؛ یون نعرہ زن ؛ کہ سے ناریستان تو سیب ذقن ؛ دیگر ناریستانکی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہے
باغ رضوان کا ؛ گمردن پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار و صد ہزار حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیل و نہار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم او آید محالش ؛ مگر چشم
دگر باشد مثالش ؛ دیگر بہر خندہ کز لب بر انگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛ دیگر
زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا ؛ جامۂ عنبر ز رنگ عشقت دامن یوسف دست زلیخا
سازندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بیمثال کے ناظر نظم

پردہ ناموس کا دریدہ تھی ؛ ایک اک نمین شوخ دیدہ تھی
ایسی بجلی ایسی گربا گرم ؛ برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر

کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چار دن گماشتے دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران بقچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ ہر چند کہ کوئی ضرورتِ فروخت نہین ہی میری آنکھوں مین بصارت نہین ہے مگر کاروان پیچھے رہگیا کل آجائیگا آج سرا مین ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے ہو بھٹیاری سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہی بازاری لوگون سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ اُنکو دیا جائے کہ ہمسے کلام بھی نہ کرین دم خدمتگزاری کا بھرین جوہری نے جوڑی کو اُٹھاکر بنگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ مین نایاب پایا منھ مین پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے گا ٹھہ لگاؤن بیعانہ دون آپنے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانتا ہی جو تمھارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خریدلو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ مین ہی قیمت کی تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اُڑا زمین مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا استاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہین خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دیدو سرا سے جاکے گماشتے کو بھیجون گا جوہری جی مین کہتا ہی کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بہ مشکل اس کے ہاتھ سے لی چاہتے ہین کہ اُٹھین دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل کی آتی ہی ہشو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اُتار کر یہ تو ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھین سواری کے آگے جو بدار تھا اُس نے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ بالا ارکان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا نکلجائے مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ مین چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے کہ ہاتھ چھوڑدو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اس مجمع مین سے ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور اُس نے پکار کے آواز دی مردک ہے خبردار اس طرار باتنراد کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت ہیرون نے خبر پہونچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کٹتی ہوئی قریب آتی ہی مردک ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو نے کہا مردے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مردک جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردک کی کوکھ پر پڑا یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی مرا نام من تا بدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل نارنجی پوش وہان پر آن کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہی اس قلعہ کو قلعہ عجائب

کہتے ہین

کہتے ہین یہ نگوڑے مکار و غدار اپنے پانٔون سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے
گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی ان سب کو بلوائے لیتی ہون
اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تا بدار جا ذد کا خون بالا بالا نجائے گا ساربان زادے نے کیا مجکو افراسیاب
سمجھا ہی اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی اُسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیر دل
و جانسور بن قران صاحب شوکت و شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے
آئے تھے تلاش کیا وہ پھاٹک ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک
اگھوری کی صورت بنکر تیار ہوا بصورت تماشے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران جو بھاگے
ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی بڑا ہراس ہی خواجہ عمرو
بھی گلیم اوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب
بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون کی شامت آئی ہی میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر
نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی مین ہاتھ ڈال کر سُرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کترے زمین پر
ڈال دیے چند دانے ماش کے مارے چھون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش
نے ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب کی
پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی وہ اُسی مقام پر آن کر
ٹاپنے لگا لینے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہے یا گرد عمرو کے چرخ ماتا ہی کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو
ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہے مگر مہتر برق فرنگی بازار مین
ایک دکان پر مہاجن کی ہلڑ کر رہا ہے یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین لے لی ہی اُسمین کھلی بھری
ہوئی لوگون پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین گوہ ہے بھاگتے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا ہے
لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہے لوگون نے دیکھا ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا
چلا آتا ہے وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پانٔون مین
گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر
برق فرنگی نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانٔون مین رعشہ بازاریون مین ہلڑ ہوا
میان انگریز بنگلے لمبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازؤون پر توبڑہ کسوت عیاری کا پہلو مین
لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر سے کود دون ممکن نہوا تب تو مہتر برق
فرنگی نے بھی پٹری جاتی پودے پر ہاتھ ڈالا لوپی اڑاتا ہوا ہشو بچو کہتا ہوا جاتا ہے ہزارون آدمی شہر کے

ہنستے ہوئے پشت وپہلو پر تھوڑی دور برق چلا ہے کہ دیکھا جانسوز بن قران وضرغام شیر دل
وچالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے
ہوتے ہین ہر ایک نے طرف آسمان کے اشارے کرکے کہا دیکھیں بھائیو اب خدا کیا کرتا ہے اس قلعہ مین آکر
پھنسے مگر حال مہتر قران کا سنیے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہے مہتر قران نے خیال کیا
اسی جانب آتا ہو گیا عجب ہے کہ میری تلاش مین ہو اے مہتر قران دروازہ بھی شہر کا نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے
قید لگائی ہے کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہے یا حیدر کرار سنکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے
اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے اتبو مہتر قران
اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جلتے ہین ہرچند اندر زمین کے دل
گھبراتا ہے نفس در نفس پیچیدہ گہ تہ در تہ بیش بہ جان درویش انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہین نقب کھودتے ہوے
چلتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے در بارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرد انکے خاک اڑا رہا ہے
کہ یکایک غل ہوا دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین
الامان سنکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین
ایک ابتک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا
چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اسکی جانب
دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے ملازمون کے گرد پھرتا ہے جاکر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ناش کا اٹھا کر مارا اور کہا روح سامری مین بھی
تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر
کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی
جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اتارو مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو ان دونون کو بھی بلواتی
ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون
دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپنے ہمکو یہ مرتبہ یا پیادے
مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے مین جو خدمت مین رہونگا
دل و جان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین
نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا فتنہ برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا ہم تو حضور کا نام
سنکر آئے تھے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو اپنی کہے جاتا ہے مگر ملکہ سہیل نے کہا ایے نعل

آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے
گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین
ریش سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سُرخ کبھی زرد کبھی کبود
ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا
نیر اقبال اوج پر ہے کیا کار نمایان کیا ان مکارون کو پکڑ لیا مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو دغا دیتا مگر قدرت
نے ہمکو بھیجا کہ عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچادو عمرو اسکی برچھاؤ سہیل نارنجی پوش گھبرا کر
تخت سے کھڑی ہو گئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ
بدل رہا ہے پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا ای سہیل یہ ہے عمرو بن امیہ نامدار موجود ہے اب
ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہے دربار مین یا خداوند لات
و منات کا غل ہوا سب واسطے سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے
سر چھاتی سے لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہے زبان قدرت
پر بڑی توصیف ہے جلد ان پانچون کو قتل کر خبردار اس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق تو حیران کہ خداوندا
یہ کیا معرکہ ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ لو بھائی قبلہ و کعبہ آ گئے نائب لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات
و سامری و جمشید مین جوتی بیزار رہی ہے لات و منات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش
کے قتل کرائینگے سامری و جمشید کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمرو کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت
جاے اُسکی روح قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ لے پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کر دو سامری و جمشید سر پٹکتے رہ جائینگے کچھ بھی نہ کر سکینگے جلد شراب
منگا ایسا نہو ملک الموت آ جاے ملازم اسکے دوڑے مٹکے قرابے شراب کے لا کر دربار مین رکھے نائب نے ایک قرابے پر
القاب لات و منات پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہے کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک
ایک جام سب ملکہ پئین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکلجائیگا اور یارو ملک الموت چل چکا ہے آیا ہی
چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی خاص الخاص جلد پیجا
دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب
پر گرا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے اُسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار
ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا چاہا سحر کرو خواجہ عمرو
تخت سے کودے سرہنگ جادو اسکا وزیر سامنے کھڑا تھا اُس نے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ کو ڈالا جھٹکا دیا

عمرو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپٹ کر خنجر مارا سنگ جادو کے پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادوگرون نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منھ پھنکا کوئی ہائے ہائے کرکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہے دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا گھبرا کر عمرو نے نیمچہ بھی کھینچا کسی پر حباب مارا وہ بیہوش ہوکر گرا کسی پر کمند ماری کسی کو خنجر کو کھربر مارا کفچہ مین رکھکر کسی کو تیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہے کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہے زمین پر قدم نہین جمتا گئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلوخانہ تک جاتا ہے جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہے سہیل نارنجی پوش نے چند دانے ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا آواز گیر کی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر برق فرنگی و جانسور بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو یہ تو بند ہے بیٹھے ہین عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت یاس بلک بلک کر آواز دی اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسور و ضرغام و چالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین الٰہی معبود لم یزل و اے عزیز بے بدل ہلاکت سے بچا ظلم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر چالاک نے سر دے مارا پکارا کہ الٰہی رحیم و کریم اگر قبلہ و کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بکوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پائیگی نظم

در خیل کواکبش سپاہی
او کرد بنا سراچۂ تن
بر منظر دیدہ طاق ابرو
این مشعل مہ کہ بر فروزد
بنمود دو روزن از مہ و خور
امواج دہ بحار جود است

او بافتہ عجوزہ خاک
بکشاد در رز دیدہ روزن
او ساختہ این ہمہ عجائب
بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در پنبۂ ابر آن یگانہ
بخشندۂ خلعت وجود ست

او دادہ بہ آفتاب شاہی
زین پنبۂ صبح چرخ افلاک
بستہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنائے این غرائب
در بیضہ سر نگون اخضر
بنہفتہ ژالہ پنبہ دانہ

اے بے نیاز ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا تہ دل سے جوان سبھون نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوے اندر سے زمین کے

آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ بین آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون
سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک لغدا مارا
قلیل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک
مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے آمادۂ قتل ہین
یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی تیغہ پکڑے ہوے طرف خواجہ کے
جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردبین اٹھا ہو الباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش اد
تحجہ کیا کرتی ہی مین آن پہونچا نعرۂ مہتر قران ذیشان:

جہان سرہنگ در خنجر گزاری | سریع السیر چون بادِ بہاری
ہمیدران اثر در آتش فشانم | منم مہتر قران شیر زبانم:

ملکہ سہیل نارنجی پوش بیٹی کر یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے لغدا پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے عمرو کے پانون
زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوے مکان گرنے لگے صدائے ہا ہو بلند تمام
ساحر دردمند بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل نارنجی پوش بود ابد روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیارونکو
گھیر اعیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آگئے ہین مہتر قران کا لغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جباب مار مار کے صدہا کو
مارا برق کرچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہائے آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب
دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہے کہ لڑ بھڑ کر نکلین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین
گلہائے رنگا رنگ سے چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کوہ و برزن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اے نا عیارو میری اختر
بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھاکے دیکھا ایک ساحر غدار بلائے روزگار ہژبر آتشین پر سوار
ہاتھ مین اسباب سحر دسون انگلیان مثل پنجشاخ کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین
چہار جانب مجمع ساحران مقابلے سے ان بیچارون کے حیران پریشان ذرا پلک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار زمین پر اترا
ہژبر آتشین سے کود کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ چھون کے پانون زمین نے تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر
جھپٹا ایک طرف لاشہ جوانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آواز دی ہائے اے
نور نظر پارۂ جگر ان ظالمون کو رحم نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی
او سار بان زادے تم چھون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی اگر اس خون کے معاوضہ مین
جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت
خاتمہ قریب آیا بیقرار ہو کر پکار اٹھے اے دافع البلیات و اے سامع الدعوات فریاد رس درماندگان و خلاق زمین و آسمان تو نے

بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد شیر پستان مرحمت فرمایا ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو بنایا نظم

قضب بافِ عروسانِ بہاری | قیام آموز سروِ جوئباری | بلندی بخش ہر ہمت بلندے
پستی افگنِ ہر خود پسندے | گناہ آمرز رندانِ قدح خوار | بطاعت گیر پیرانِ ریاکار
انیس خلوتِ شب زندہ داران | رفیق روز در محنت گزاران | ز بحر لطف او ابر بہاری
کند خار و سمن را آبیاری | ز شکرش پُر شکر کامِ شگرفان | ز قہرش زہر عیشِ تلخ حرفان

سب سے زیادہ مہتر قِران بیقرار ہین اپنے آقا کو پکار رہے ہین نظم

کس نئی جز ذاتِ تو مشکل کشا | یا علی درماندہ ام دستم بگیر | مشکلم در پیش یا حاجت روا
کن نظر بر بے نوائی یا شہا | تو امیری تو وزیری من گدا | در گناہِ خود گرفتارم اسیر
آسمان پست است پیشِ بامِ تو | وصفِ ذاتت در کلام اللہ ہست | یا علی سلطانِ عالم نامِ تو
| | تو امامے تو یداللہ کہ ہست

اے کریم کارساز واسطہ ان بزرگان دین کا رحم کر اس بیچارے کو ظلم سے بچالے یاں کرجوان سبھون نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز کان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہائے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین اپنے چھوٹون عیارون کو دیکھا کہ مجمع ساحران مین پا بگل ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا پتلا بنا ہوا ہاتھ مین گولے کو چرخ دے رہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیارون کے زبان پر جاری گولہ مارا چاہتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولہ اُلٹا پلٹا مجمع ساحران مین آ کر پھٹا کئی ہزار ساحر جل کر مر گئے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلا یا چاہا کہ تیغ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے بھیجا نا اتر نے اُتر نے سحر کیا زمین تپنے لگی کئی سو بیچارے واصل جہنم ہوے شعلہ خوار نے کہا باتش او مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اُس نے ماش کے دانے مارے صدہا شعلون نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیر لیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونون ہاتھ جھٹکائے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بیچاری بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا عمرو وغیرہ دیدہ موتی گرے ہاتھ پاؤن سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی اُس کی ہیبت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کا للکارا سینۂ پُر کینہ پر شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا پھون نہ

پیچ سکا سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر نکل گیا شعلہ خوار چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہاہو کی آئین زمین کانپی سنگباری
برف باری ہوئی خواجہ عمرو نے اس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار
جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار کا لاشہ سہیل ارژنگی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا کے اڑا کر طرف آسمان کے
لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی اے خواجہ عمرو دام طمع مین نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکل چلو مین
لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہوگا جلد نکل چلیے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین
افراسیاب کو خبر ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کرکے بلند ہوئی چھوٹون عیار نیچے ٹھیک
ٹھیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ نشان لشکر اسلام
معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ
خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہے بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے ملکہ مہرخ کہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو
پر کیا گذری ایک سر ہزار سودا خدا اُنکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخرو رہے فلک روز سیہ نہ دکھائے یہ کہکر ملکہ
مہرخ نے کہا کیون اے ملکہ بہار ہمتو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بیخود و خراب ہین عہدۂ وزارت تمھارے سپرد ہے
مناسب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا زمانہ گذرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ
رونق لشکر اسلام کی راز دار صاحب جاہ و وقار خدا نخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر
طلسم مین نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہے اُسکے سر پر بھوت عشق کا سوار ہے
کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑ رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت دل مین جوش محبت
حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہے جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہے کلیجہ آتش عشق سے جلے منھ سے
دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہائے وائے نہ کرے بی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی
کیا ہے آئینگی کوئی قید ہے تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار ہین انھین
کون بدنام کریگا کئی مہینے گذرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے
قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ بہار جادو
ہم تمھارے ربط و ضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہے شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہے نام
سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اُس شہریار کو سلامت رکھے اُنکے غلامون
سے ہمین محبت ہے مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہے ہرچند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا
کام ہے عاشقان صادق کا نیک انجام ہے نظم

عشق سر دفتر دیوان قضا ست
عشق سر حلقۂ ارباب بلا ست
عشق وا فتنہ گری پیش بود

عشق بس سانحہ اندیش بود
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب
عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق را رحم نباشد فریاد
بستۂ ہمدگر از روے وفاق

عشق آشوب پسنداست مدام
عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق راہست در شادی بند
عشق را نیست روش جز بیداد

عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق را راحتِ کس نیست پسند
حسن و عشق اند ز روزِ میثاق

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارضِ رنگین پر اشک خونی بہنے قریب تھا کہ ہچکی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے بہار اے گلعذار اے سرو باغ رعنائی اے غنچۂ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط وضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہے نہ ضبط ہے کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہے ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہو سکیگا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہے اُنکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے یہان پہونچین اُسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر منانے ہین ہمارا عشق یہی ہے جہان رہین جان ومال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جہندہ بارگاہ مین آکر اُترین پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا حضور بادشاہ بخیر ملکہ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال آٹھو پہر جنگ وجدال خوب راگ ورنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ حال بھی معلوم ہے آتے ہی طعن وتشنیع شروع کردی بہار نے کہا بوا خفا کاہے کو ہوتی ہو حقیقت مین اسد غازی کو چھوڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی دربند بھی فتح ہوے اب تو ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی کا پتا لگائینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پہونچایا کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اِس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ ونگہبان ہے پیدا کرنے والے کا اُنپر احسان ہے ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجھیر اُتاری دونون مین جاتون جاتون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا معرکہ گذرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیٹھک

کوہ عقیق پر گئی تھی کسی کی چوری نہیں ہے، مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سرِ میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت کیا عرض کرون کسی وقت
مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشیدیہ مین پھنسی خدا سلامت رکھے اُس شیر بیشۂ جرأت ہژبر دشت ہمت
گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اس روز شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھراتی تھی جمشید جادو کو گھسکا
مارا وہان سے مہلت پاکر آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر بتلاے بلا ہوسے تھے وہان پہونچکر
شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ رنگ مین مصروف تھی
یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ
مہرخ نے پوچھا اے ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا
مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر
اُڑکر چلا مین گھبرا کر بہ تعجیل تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلیے ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی
نکلے یقین ہے تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے ہین سرخ مو
وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے
تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ
شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ مجھے اس کیونکر پڑی اپنے کوہ مردار پر گانا سُن رہی تھی اس بارگاہ
مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی اے ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ
فلک اشتباہ ملکہ مہرخ مین گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی سامری و جمشید پر
لعنت کرو ان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف تحریر ہے کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی
قاتل افراسیاب جادو ہے جہاد کرنا دین اسلام مین بڑا ثواب ہے ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم
گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہر چند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہے تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہے گرفتار
ہوئے اپنا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکار مین خرابی ہے
دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہے مین ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت
مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پر ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بروقت
رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح بتاؤنگی یہین دل و جان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی

ملکہ مہرخ نے منگوا کر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ مو کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ
سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین
خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو
توپیچ و تاب ہے کہ شب ہو تو سارہ بان زادے کو گرفتار کر کے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزا دون
مگر یہ شکل کنیز شمیمہ نقب زن عیار بھی دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ
حیرت کی آئی عرض کی اے ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پر جا کر ٹھہرے تھے
عیار دونے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل
نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ محمودہ سرخ چشم
کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا
وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے تو بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح
کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے یہ سنکر حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا
لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ و ناز
نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا اے صبا رفتار مین تجکو نہال کر دونگی
دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی ہے مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے
گرفتار کر کے لا ارے کوڑون سے حرامزادی کی کھال گرا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جا کے لائی صبا رفتار
سرشام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش
بصد جوش و خروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ اے شبنم تیری
دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑے گی لیٹنے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پا جاؤنگی سر کاٹ کر
لیجاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے
دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک بارگاہ استادہ کرادی کنیزین برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئین
سب سردار اپنے اپنے خیمے مین گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہے
کہ سناٹا ہو تو جاکے تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہے بعد جانے خیمے کے کنیزون کو اپنے
پاس سے رخصت کر دیا تنہا جاگ رہی ہے کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو
ہوسکے آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اس نے یہ خیال کیا کہ پہر رات
باقی رہی ہے اپنے چھپرکھٹ سے اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چاروں طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈالی تھی

گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہو کہ کیا سبب ہو کہ اسوقت ملکہ شبنم
اپنی بارگاہ سے نکلی مگر ایسے صبا رفتار ہی وقت عیاری ہو جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر مثل برق فرنگی
کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی
کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہو پہلے اسکو لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود چاہتی
ہے کہ یہ مجکو بلائے تو مین اپنا کام کر دن پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال مین ہو
اگر شبنم پہلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش
برق کو لے کر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہو اسوقت بہت جی چاہتا ہو ملکہ شبنم
نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ پر رکھکر
کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار
اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ہاتھ کا
دانہ مارون کہ یہ باہر نہ جا سکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار نے فوراً زبان مین سوزن لگا
دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سراچہ چاک کر کے نکلگئی طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارہ سحری
چمک چکا ہو خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہو کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہو دو گھڑی رات رہو سے عمرو
اسکی بارگاہ پر آیا اندر آ کر دیکھا پتہ صبا رفتار کا معلوم ہوتا ہو سراچہ چاک ہے بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی
آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار پکڑ لے گئی سرداروں نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے مین جاتا ہون
دیکھون تو معرکہ کیا ہے آپ لوگ خبر منگا لیجیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے
بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہو شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور صورت نگار و ملکہ
یاقوت جادو و ملکہ شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہہ رہی ہو کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہے صبح ہو گئی تو شبنم
کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ ابھی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا
صبا رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آ پہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبا رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم
گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لا سامنے ٹھہرا دے صبا رفتار نے پائین فرش بٹھا کر
فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او خشفتل او کمبخت اپنے
باوا عمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے حمایتی کہان

ہین ملکہ شبنم شرم سے عرق عرق ہوگئی ایسے کلمات سہتا کبھی کانون سے کاہیکو سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر توہے ہین یہان کیونکر آئی
عیارنہ بچی نے کہا مین برق نبکر تمھاری مشکین باندھلائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی
کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن یہ آپنے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او صاحبزادی بہ
مزا سنو مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہے جو وہان گئین تو اُنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی جعلسازی ارے
دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی
شاہنشاہ اسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھب تختی دکھاکے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکا لیا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے
دشمنون مین بیٹھکر فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو
قتل کرین شبنم ہرچند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چونچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے باہر ہو دوست کو دشمن بناتے
بھی شرم نہین آتی ہے اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب
جلاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد
ہر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے ملکہ عالم حکم ادا ہو سجدہ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجب حال
قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہرکس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ زرد ہے ملک
شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہے اے شبنم تیرے مکر نے تجکو ہلاک
کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہے کجا ملکہ مہرخ و بہار کجا مقابلۂ افراسیاب ناہنجار قوت و قدرت
خدائے نادیدہ صاف ظاہر ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد منزل وہ معبود برحق ہے اے خدائے
عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلائے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے
لڑون شاہزادہ اسد غازی کی رہائی مین جان و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر
کہا اے جلاد جسنے حکم اول دیا اس بدانجام نمک حرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار
حکم اول تیرے قتل کا مل چکا جو کھانا ہو کھالے جو وصیت کرنا ہو کرلے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے سر پر
سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بیحیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی
خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہے اے حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام
کہدیوے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس و بیبس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی
کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف نہوئی مگر جہان تک ہو سکے اس کنیز کا لاشہ لیجاییے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہے وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مارکر رونی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری مین پُکاری

نظم

اے عمرو کے خدا اے نادیدہ
بدعت و جور سے بچا جلدی
شان قدرت کی اب دکھا یارب
جانبری جلد ہو حصول مجھے
وقت امداد و دستگیری ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ہے یہ تیری کنیز رنجیدہ
پہونچی اپنی سزا کو اے معبود
اس بلا سے مجھے بچا یارب
اے سمیع و علیم اے ستار
شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہے
سُن چکی ہون کے بے نیاز ہے تو
پھیر دے اس کنیز کی تقدیر

مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
سنتی ہون ہر جگہ تو ہے موجود
دین اسلام ہے قبول مجھے
خالق بے نیاز اے غفار
تیری قدرت تو آشکارا ہے
اپنے بندونکا چارہ ساز ہے تو
مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا اے ملکہ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہے دم بدم ہی وحدت کا بھرتی ہے حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ پکڑکر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو اے صبار فتار یہ کسنے پتھر مارا صبار فتار چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہے صبار فتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او سار بان نزاد کہاں جاتا ہے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے نکلا اور منھ سے نکل گیا منم شہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیرکی دی زمین نے پانون عمرو کے پکڑ لیے اُس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو مین چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب نعرہ گران قاتل ساحران مہتر قران اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانون چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا اے ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین کانپی گئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون بارگاہ آئی دیکھا جیون عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود مین حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہاے آتشبازی مارا لگ گئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین

دوڑی باہر بارگاہ کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہے سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی لڑ رہے ہیں مثل برق کے نیچہ مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرغنہ نخلستان میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں کچھا اندر پڑتے ہیں بڑی جستی و چالاکی سے لڑ رہے ہیں ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار اے شبنم کہان جاتی ہے منم ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اُٹھائی ہے اُسمین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آگ گری ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلا دیا پس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر بلوہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پائے تھے کہ لپٹین پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا اے شبنم گوہر پوش نہ گھبرانا منم ملکہ بہار جادو گرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول شبنم پر پھینکے شبنم بھی اُٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گلہائے سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جلگیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچکر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری آپسمین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن اشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی پھر اُٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زریر جادو پانچ سو جادوگر اسکی پشت پر کھڑا ہوا مدد کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اس کے سر پر گرے جلدی سے اُٹھا کر سونگھے بھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوائے عشق کا چلا پکار اُٹھا اے سرو باغ محبوبی و اے غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی آپکے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مر گئے ہم تو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کی طرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین نہوا چین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو صنم
آگے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہین مفت مین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین سوئے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتارون کی
انگلیان اُٹھنے لگین خلق مین بدنام ہوا
ایک ہو جاتے ہین یون جکو محبت کلہی ذوق

آپسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین رہی بیخبری تا بہ سحر
مر گئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا

دل جو خوش چشمک الفت سے جلا مثل چراغ
آکے دامن میں وہ عطر گل اندام ہوا
اب کیوں پھلے پھرآئے عیادت کے لیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جسکے مکانو میں تھے لائے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آنسو آنکھوں کا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ نہ میں بزم میں سنتے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ اُنکے مزار ذکا سر شام ہوا

اُنکی آنکھوں سے جو گرمی میں پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینوں کا ہم کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودائے محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب تار ہے
پھولوں کی ہر طرف مہک سبزے کی جابجا لگ
زلف دوتائے نازنین کالی بلا سے کم نہین
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر بچا
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ روش ہوں پائمال
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر
ہاتھ لگے ہین ڈالدو حسرت دل نکالدو
شب کو گئے جواے قمر کوچہ مین اُسکے بیخطر

تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
غنچوں کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر ترچھی نگہ کی جب ذرا بھی جگر کے پار ہے
قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
نور کا سانچہ سربسر کیا ہی حسین نگار ہے
اب نہ سوال ٹالدو ہجر یہ ناگوار ہے
ماہ نہ وہ پڑا نظر فکر ہے انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیوں میاں کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا ہمپر مرتے ہو یا فاقوں کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیوں کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحروں نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائیں برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو اُنکے جلادیا آہ کر کے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار و گیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھی نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشوں سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ میرے قتل کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچوں ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمہلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مار ون یکا یک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکار بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانوں پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو اتنہ معروف کیا ہے کہ ماں بیٹے ساتھ رہتے ہین ملکہ برق ماں رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہے اپنے فرزند کی آواز کی

مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولا مارا رعد جادو زخمی ہوا دونون پانون ہار کر غرق زمین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ مُرخ حشم بصد قہر و حشم مع چار سو ساحران نامی و دلیران گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھولے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونون لشکر آپس مین گتھ گئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بچائین مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو بڑے قدر شناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لے لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای مجاہدان تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار سمٹ کر ایک مقام پر ہوئے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و کاوش کرتی ہے جنگ مین کوشش کرتی ہے مگر ممکن نہین ہوتا ہے یہ بھی بلاے روزگار ہے زوجہ افراسیاب نا منجار ہے ہزارون کو مارا بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی او حیرت کیون چیخنی ہٹتی ہے ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے افراسیاب کو بُلا اُس سے مدد طلب کر جا پلٹ جا کیون جان دیتی ہے اپنا خون ناحق اسکو اپنی گردن پر لیتی ہے ہماری خبر یک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا اڑ کر مٹائین غصہ مین حیرت جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہے کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیرزادیان ملکہ حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہے شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب پلٹ آئیے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا لوگ اسکو میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اور کبھی سولازنان ملکہ مہرخ ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد ہین شبنم بھی انتہا کی زخمداری پر بے سحر کرتی جاتی ہے یہ تو عرض کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہے اب جو حملہ سردار آکر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو فرحت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منہ سے شعلہ ہائے آتشین نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلح شور جادو فرستادہ ملکہ سمنکال جادو تمہاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہے حکم دیا ہے کہ شکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور سے گرا آگ کے دانے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو ہوادار پر سے اُٹھا لیا قفس آہنی مین بہ تعجیل تمام بند کیا مثل شعلہ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ کے قفس لیکر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو

کو پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم تردد نفرمائیے گا مین انکو انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے
مارینگی راہ پر آجائینگی اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہوگیا حیرت سے اپنے
لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ با خاطر پریشان منتشر و بیقرار پلٹ کر بارگاہ مین آئین
عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اِسکی فکر واجب و لازم
ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال ہے برق و چالاک نے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین
ملکہ مخمور نے کہا خواجہ میرے آتے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک بڑا امر بزرگ عرض
کرنا ہے اِسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کرے ملکہ مخمور نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ
کیا ہے مین نے ایک شب کو خواب پریشان دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر سے
پروردگار کا ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا جاتے ہی اُسکو مارا
اور دو جادوگرنیان کنیزین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نور الدہر و طہماس کو اُٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جا کر
انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ اسمین کیا بھید تھا مختصر یہ ہے کہ مین طلسم جمشید مین قید ہوئی
شاہزادہ نور الدہر نے لوح حاصل کی طلسم کو فتح کیا جمشید جادو کو جا کر گنبد جمشیدیہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم
بقراط ثانی جلوہ فرما تھے مجکو اور نور الدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہے ہزارون دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی
کام آویگا یہ سُنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا لکھا تھا بشد و مد طرف سے بقراط ثانی کے
مرقوم تھا کہ اے سرپرست مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتۂ
عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین مقدمۂ اول یہ ہے کہ سمنکال جادو
کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زرین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب و لازم ہے راستہ گنبد نور کا سرحد
باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی
کی کوشش پر موقوف ہے مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ صاحبقرانی
کی ناممکن ہے اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانۂ کعبہ یہ نیازمند بقراط ثانی بھی بر وقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون
پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران زرین کن و اسرار جادو
یہ سب کہان ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے پانچ چار منزل پر ایک
قصر ہے اُسمین رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہے اُسی نے اُسکو پالا ہے
مگر ماران زرین کن و اسرار جادو کے آج تک ہم نے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم

یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہے افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہے کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کش واسمار جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جانکے آتا نہایت دشوار ہے جسطرح بر دریاے خون رواں و پل پر نیرادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہے جو اس سرحد مین پہونچا گویا تیغ آسیب ہی نام سُنتا ہے مگر بخوبی آگاہی نہین ہے خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہے مخمور وبہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر پائی ہے کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستہ سے سفر کرکے اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہے خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے مین ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر زیادہ واجب و لازم ہے یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہے مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو روانہ کیا کہ اے صرصر جا دیکھو تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن تو ادھر چلین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین وہان

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھا کر پردہ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا اے افراسیاب یہ کیا شامت ہے کہ تو ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہے افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہے کہ ساربان زادہ اُسکو گرفتار کرکے لیگیا ہے نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکہ باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا ایکا یک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا لاشہ شعلہ خونخوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ہیرون نے فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو مہتر قران نے ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ ہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتاب اُٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی پتلا نکالا کہا جاکر صرصر کو تو بلا لا وصرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہے چاہتی ہے طرف بارگاہ مہرخ کے جاوے کہ آسمان پر برق چمکی پنجہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہے صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر اس ساربان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہے کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے

جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا ملکہ سہیل نارنجی پوش وشعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہے کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشیدیہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر نے کہا حضور فرزندان حمزہ کا قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور وہان سے بلٹی ہوئی آتی ہوگی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہے آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جاکر مطیع الاسلام ہوئین بموجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلخ شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا قریب مین شبنم کو بخدمت ملکہ سمنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سمنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہے ایسا نہو اُسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک ہوجاے تو مقدمہ ربانی اسد بن کرب غازی مین راے معقول دیکھی مین چاہتا ہون اُسکو بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دوں وہ اس مین رہیگی سرحد باغ سیب سے اُسکا نکلنا مناسب نہین ہے مگر جسطرح سے ہوسکے جاکے مخمور کو گرفتار کرلا مجھے قسم ہے سامری وجمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہے نشہ اُتر گیا شراب وکباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا اے صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہے یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

گیا کہین آپسے کیسی ہے یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑکے مارا اُسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے	صف ماتم نہ بچھی پھر عزاداری دل
اے قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے	اسد اللہ رسند گر بہ مددگاری دل

بھیگو لائے خدا ہی اُن بت ظالم کو راہ پر
رکھی ہے بار ڈھیان تیغ نگاہ پر
اسکا اعتبار نہین ہے وفا ہے یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھیں جھپک گئین
عاشق اثر ہے دردرسیدہ کی آہ پر
دکھلاے سبز چشم فسونگر وہ طفل اگر

چھائی ہوئی ہے بے اثری دے آہ پر
ہے زاہدونکو مرد عبادت کی جستجو
نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر
پھر پڑی یہ اُسکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر
سمجھا کہ کسمپلی مین ہے یہ سانپ بدبلا
رقصان ہون پتلیان بھی مار نگاہ پر

حیا ہیگی جان سرمہ چشم سیاہ پر
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
طاؤس رنگ آے ہین کچھ کچھ تو راہ پر
اس تیر کو خطا بھی کرتے نہین سنا
افشان ہو جھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ

گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر		یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہے دل		درہم چڑھے ہوئے ہین یہ سبکی نگاہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شہنشاہ رنجیدہ نہون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر بانداے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق و چالاک پہلے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے ہین بانداے عیاری بدن پر آراستہ کررہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھی انیسین جلیسین گھیرے ہوئے صرصر بھی اُسوقت لصورت مبدل آئی مخمور کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا لو ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا زنگ رو غن عیاری کا لگا لصورت سمن رخ ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر یکدر اسد غازی کے مقدمہ مین پریشان اور یاد نورالدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی

غم صیاد و فکر باغبان سے ہے	شعر	در عملہ مین ہمارا آشیان ہے

یہ شعر پڑھ کر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی ذرا اشک حسرت سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان سر رشتہ اختیار سے کھو بیٹھی کشتی دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا کسکی گمند زلف مین اسیر ہوئی کسکی تیر نگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل و جان سے مائل ہوئی اب آتش فراق مین دل جل رہا ہے کیسا زمانہ ہجر کا کھل رہا ہے سبیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجیب غمے دارم افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی اہل طلسم دشمن اور اسیر یہ رنج و محن دیکھیے خالق بے نیاز و کریم کارساز دادرس درماندگان و فریادرس مہجوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اُس بچھڑے ہوئے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھوں تقدیر کیا تک اڑیان رگڑواتی ہے آگے کیا نہین دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھاکر سو رہون واے بر ما و گرفتاری ما کاش شکم مادر مین پیدا نہوتی تو کلفت الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی بیت چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ؛ بجاے شیر ما ازہر دادے ؛ قسمت کا لکھا سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار ناہنجار بیکار ہے اپنی جان بچنا دشوار ہے کیا کرون کہان جاؤن اس دل ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ؛ الٰہی تو تو رب العالمین ہے ؛ اب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل و جگر مین آگ لگادی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین

یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص بہ اشک

تڑپ رہی ہے مری جانِ زار بن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھا آبار دل کو اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
گرا یکدم بھی نہوگا قرار بن تیرے

ہوئے ہو پہلو سے جبسے تم جدا دلبر
ٹپک ٹپک کے بہا ہے فگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہے کبھی

واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہً کیا باد مخالف میرے چمن عیش و کامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھرکے نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی

غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص بہ اشک

چشم کو شوقِ اشکباری ہے
خاک یہ زندگی ہماری ہے
نہ بچین گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہما[illegible] ہے
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو نالون سے خلق عاری ہے

چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
کس کا سونا کسے ہے آتی نیند
آج کی رات ہمپہ بھاری ہے
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہے

ہم نہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہے اور زاری ہے
گر نہ برباد اُسکے کوچہ سے
اُسی عاشق کی دم شماری ہے
سُن تو اے اشک کب تلک رونا

صرصر جو بصورت سمن رخ حاضر ہے اسنے بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رُخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہے دل بہت گھبراتا ہے ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی مین باقی ہے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدا نخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہوگیا ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے شاہزادہ نور الدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہے یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل دوست صادق الوداد جناب محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین　　نالہ و آہ مین ہم شب کو سحر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضا مند اگر کرتے ہین　　شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین　　سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین　　نالے پہلے سے انہین جا کے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے　　آج سر دے کے مہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی　　کیون نہین آپ ادھر نیم نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین رقیب　　مسکرا کے وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین

بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا جو جو آد	تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشہ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کجرفتار یہ مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضا کار جانسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ میعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم والم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلالو صاحب واے برحال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بیچیا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے یہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیر زن جو بصورت سمن رخ باتین سن رہی ہی آمد ضرغام شیر دل سنکر روباہ صفت سن ہوگئی گھبرائی بولا ہکے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمہ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جسطرح مادر مہربان غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور رخود دردرسیدہ غم فراق شاہزادہ نور الدہر مین کبیدہ بیقراری داغ خشک بارہی ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور بھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا کہا اے ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمھارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان نہو تمھارے ہزار ہا ملکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم والم رہوگے بدعت افراسیاب سہو گے آٹھ پہر وہان بھی یعنی بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہے جسطرح ہوسکے اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا کیسا رفیق قدیم مشیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہوسکتا عیش عشرت مین مصروف ہی بخدا اے ملکہ جسدن سے یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام اسوقت یہ سوچ کر تمھاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت غدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہمپر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی رسم و راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہوسکے تو زیر قدم آقاے نامدار

اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت کونین حاصل ہوئی
یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا اے ضرغام شیر دل ہمنے آج تک کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین
یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نور الدہر سے آدک مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان
ہمہ گیر سحر و ساحری مین بینظیر محبت مین اُنکی کوڑے کہاے سختیان سہین ظلم اُٹھاے لیکن دامن صبر دست استقلال
سے نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے اے ضرغام والا مقام میری جان تک نام
اسد نامدار پہ نثار ہی مین لوح کی راز دار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو
و ملکہ ماران زمین کن راز دار گنبد نور ہین اگر وہ مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش
کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت اُنکا دریافت ہو اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاریکی
فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو جسطرح
بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو زینت پہلو ہی کیا تعجب ہے
کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ
مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر
ہون کل سرداروں کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور مرینگے گرد اُس
شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر
مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین جہان تک ہوسکیگا سلطنت
افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے
آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ
ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ
افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُس سے بہیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی
دقیقہ اُٹھا نہ رکھون گا یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
بیرفن بیت الخلا سے یہ سب باتین سُن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ ہی مین کہتی ہی اے صرصر
یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہے کہ ہمپر
کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جا رجاے ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین
جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہے کہ

اے مہتر عالی وقار جلد جاؤ جسطرح ہمنے کہا ہے جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے
ضرغام ایک ایک لمحہ برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہے اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے کہا کہ اے مہتر ضرغام
کیسی شراب کیسے کباب **شعر** پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی: دل بھُن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب
کی: اور دل مین ملکہ مخمور کے ہے کہ جلد مہتر ضرغام جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر
نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے سامنے ہے کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اس عرصہ مین ضرغام
شیر دل بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا لو ملکہ تلاش مین ماران زمین و ملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہوکر گیا صرصر
شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدۂ شکر یۂ سامری و جمشید کیا نام نجس لات و منات ورد ہوا
کرامت پر انکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پائیچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے
آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے
جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر پٹکا
غش آگیا کنیزین دوڑین صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے
کہا ملکۂ عالم خیر تو ہے مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہوگیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے اگر آپ نے
غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپکے صدمے مین مردہ ہوگا ملکہ نے ٹھنڈی سانسین
بھر کر جواب دیا **شعر** دل مین ایک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آے: بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے
کیا یاد آیا: **دیگر** شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہے: صورتِ یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے: بی بی سچ کہتی ہو
کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا
ہمارے وارث زندہ رہینگے اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا لاشہ
خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہے نیند عاشق کی اُچٹ جاتی ہے
مصرع غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے: سچ تو یہ ہے کہ جدائی مین جان ہی پر بنتی ہے شب فرقت
کیسی کھلتی ہے بقول شاعر **بیت** دل لگانا عذاب ہوتا ہے: آدمی کیا خراب ہوتا ہے: مگر حضور ایسا بھی نچاہیے
انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس نہ کھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی تو ایسا
سبب کریگا کہ آپکا غنچہ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھسیانی ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رُخ سمجھا رہی تھی
جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیرا سا جگر کہان سے لاؤن **شعر** تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو: رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے:

اے سمن رُخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہی اُسی کا دل کچھ خوب مزے اُٹھاتا ہے خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل
دستِ صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جوادؔ

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہاے جاجاکے رقیب انکو خبر کرتے ہین

ہر صنم مین نظر آتی ہی خدا کی قدرت
ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین

فرط غیرت سی ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
ہمسری کب ترے دندان سے گہر کرتے ہین

قصر سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین

رات کو بھی نہین منزل پہ ہین دم لیتے جوادؔ
صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہے جلدی گرفتار کرون یہ بھی ناک سے ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مین نے سُنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رُخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر پھنک گیا کہا حضور شراب نوشیدہ تھی ذرا آنکھکر ٹہلیے نشہ کم ہوجائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کرگئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراپچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو روا روی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا نہ سمن رُخ ہی نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو باتمامے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑین ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرالے گیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ مین دیکھا سمن رُخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُٹھی سے بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اُسی کی شکل بنکر کوئی عیار بھی لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے بستر کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین ملکہ شبنم کو سرپوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جاچکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش ملکہ مخمور کرنا ضرور ہے یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی عیارون کا جو خوف ہے

کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی سمجھ کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی مگو ڑے کا لیے
کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا ابغداتانے پھرتا ہی سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر یہ ہے اگر کوئی ملازم شہنشاہ
کا ملجاے اُس سے کہون مجھے تخت پر سوار کرکے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگا مخمور کا شاہنشاہ
تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہے کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اسی خیال مین تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی
ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی در بر موتیون کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین
پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر بصد کر و فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ادھر سے تو صرصر ٹھٹھکی
اسی خیال مین کہ اس تاجدار سے کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کرکے لائی ہون باغیون
کا ڈر ہی جان کا ضرر ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کرکے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ ساحر
تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گزار ہی براے شکار صحرا مین آیا ہی اس نے
جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین کون ہی جو ملازم پہچانتے
تھے انھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیارچی افراسیاب کی نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام
صرصر شمشیر زن ہی کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہی سبز بخت نے جو جمال بیمثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہوگیا
کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر
سبز بخت اور زیادہ بیقرار ہوا بخندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارے مین کس کو
باندھا ہی جسم نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہی پیشۂ عیاری مین نام ہی مگر اس وقت
ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہی مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار کیا ہی اس کے دوست نہ آجائین
اسکا اندیشہ ہی سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا ملکہ کسی کی مجال ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے
دیکھے آنکھ نکال لون ہم تمھارے ساتھ چلین گے تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہین گھڑی بھر
چلکے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر بالمینان خدمت شاہ مین چلو مگر
دل مین یہ ہی کہ اسکو اپنی بارگاہ مین لیجلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب
دل حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے جھٹ پٹ
بارگاہ استادہ کرائی چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سب سامانِ عیش
درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ بندھا ہوا ہی یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا
صرصر کو لیکر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان باختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا

ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت
بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہے
یا عورت ہی اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور ہے اپنے حسن و جمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحروں کی رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب کا حکم ہوا مین نے لشکر مین
جاکر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو مین آئین اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین
حضور سے طالب مدد ہون آپکے ذریعہ سے تا باغ سیب پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو
ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ کرین لطف سے نیچلیں صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپکو کیا کام
ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ
مین خود چلونگا پشتارہ تو کھولو صرصر نے چادر چہرے سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھکر قلب تھرا گیا آنکھین
ملکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

یون تھا اُسکے لباس تن مین
خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار ہر اک چمک رہا تھا
خورشید جبین دمک رہا تھا

اس جمال حور مثال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور
کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن پایا اب سمجھی کہ مین اس بار
گرفتار مین قید ہو کر آئی صرصر پکڑ لائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر
کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا
مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مرجاؤنگا
ای صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجھکو بھی نہال کردونگا دامن تیرا
گوہر مراد سے بھردونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آیئے اپنے دل کو سمجھایئے ورنہ
قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسپر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کرکے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمہارا عشق جتانا بیکار ہی
صاحبقران کے پوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی اب ایسی بات منھ سے نہ نکالنا شاہنشاہ
سن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی انکا کیا نقصان
ہی وہ عاشق ہوے اس نے اُنکو نہ قبول کیا مجبور ہو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر
میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے

راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہو کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال وجواب کیجیے آپ کو اختیار ہی مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جاکے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ میری ناک چوٹی کاٹی جائیگی یہ سُنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ای صرصر سنو مین تمہارے شاہنشاہ کا غلام زرخرید نہین ہون خراج گذار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھا لین گے شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کردو اُسکے عوض مین موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میری قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جاکے پیغام سلام کیجیے سبز بخت راہ دامیری تو اسوقت جان جاتی ہو معشوقہ قبضہ مین ہو مین تمھین حوالے کردون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا مہرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچ گی یہ کہسکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش کرکے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او شفتل اُدھر کہان جاتی ہو یہ کہکے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران حیران دیکھ رہی ہو دل سے کہتی ہو خداوندا یہ کیا معرکہ ہو کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور راس تاجدار سے چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین باتون مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے ہرچند صرصر چیخی پیٹی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سُنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر سبز بخت روسیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقونکو اشارہ کیا وہ تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا ای ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید صرصر کی چھوڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہی بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہو بادشاہ جلیل ہین ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کا چہرہ سُرخ ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتین نہ آئین اپنا منھ بنوائین دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھا دو کہ او بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چاہیو سرداران نامی و عیاران گرامی مع فوج بیشمار میرے واسطے مرنے پر تیار رہونگے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا معاوضہ لیگا اُن رفیقون نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ

اس نام پر جان دیتی ہی ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین مانتی جب تو اس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے
نکلنا دشوار ہے یہ غلام آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور بیوجہ کا انکار کبھی نہ مانونگا
ساحر زبردست ہون ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر اس نے خدمتگارون سے کہا
کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگی ہماری
منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار میرا کیا کرینگی وہ ساربان زادہ ہمین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اُسکو کیا سمجھتا ہون مخمور
کے تو ہوش پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکور اس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا یہ پیا سحر پڑھ
پڑھکر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دل سے کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت
مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنیگا افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے
اشک حسرت آنکھون مین بھرے ہوے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے
سبز بخت کے نکلی سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور مقدمہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری چل رہی ہے
بھاگی ہوئی جاتی ہی ادھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ
روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی بہ تعجیل صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چہرے پر ملی
جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو آتے دیکھا آواز دی
اے صبا رفتار آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چرایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اُس نے
بشارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہی مجکو گردن مین ہاتھ دیکر
نکلوا دیا مین شاہنشاہ سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سُنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ
سے کہو مین جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار ہو کر
کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آ کے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید دے عمرو وہین سے گھبرایا
یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی صرصر کو بھی پریشانی مین خیال نہوا
طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار
کیا ہاتھ مین لے کر اُسی صورت سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہی کلیجہ کٹ گیا
مگر ضبط کیا سبز بخت کو ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پایہ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا تاج کو کج کیا
وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہی ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہی ہم اُس کے غلام قدیم ہین بی صرصر نے

غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق　قدر داں ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر　اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق
کچھ نئی رسم نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ　ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو
اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ ایک جام سبز بخت کو پلادو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر
دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب
پی چکے ہین اب عمرو اِس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن
مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی کرو عمرو منہ پھیر کر کہدیتا ہی کہ بھول گیا ہی مگر قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن
جاکر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی
ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی
اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر شتارہ چھین لین میان سبز بخت
جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُن سے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دیجئے اُنھون نے بارگاہ استاد گرامی ملکہ مخمور کے
جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجبیر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کر دو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی
نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ شتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ
کہا کہ ابھی گلدستہ سحر سونگھا کر اُسکو راضی کر لونگا ای شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے
یہ سُنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرو پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہے
اِس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جاکر کیا قیامت
برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین ڈوبا یہان دربار مین جو
عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر
سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے
اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوے فوج نے بھر بھر پیشتر سے شراب خوب پی جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی ادک رہا ہی کوئی
ڈاک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین
عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو نکلی جاؤن آپ فرماتے
ہین ملکہ میرا ساتھ دو مجھے کام کر دو اسکے کپڑے تو اُتار دو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ استاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین
مخمور مین ابھی اسکو بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپکو اختیار ہی مگر حاضر ہی مجھسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جاتے

یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین جوتی پیزار ہو رہی ہے
یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین وہان سے نعرہ کیا باش او نمک حرامون وہ بھیا
سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پکڑ باندھی میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرۂ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی
مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر
بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے
ایک حباب دافع دارو بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اُس نے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اُٹھیے افراسیاب
آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی نشے نے سب کام خراب کیا مخمور کو اُس نے سحر سے چھپا لیا ہی مجکو بھی قتل
کریگا اب اسوقت کچھ جرأت دکھاؤ مین اس خیمے مین چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو
کہ اُس کا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھلی سبز بخت غصہ مین سنبھل کر اُٹھا گولہ
ہاتھ مین لیا افراسیاب غصہ مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ
پر آنکھ ڈالی جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بھیا مردان عالم کو کلمات
سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم
نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی تبا مخمور کہان ہی سبز بخت
نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر لونگا جب سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا
چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت
کا اڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
سبز بخت جادو بود مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا
ران پر ہاتھ مار کر دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر
نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے انپر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ
جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور زنبیل عقب مین افراسیاب
کے راہی ہوا ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوسون پر جاکر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا خیال کرتی
سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ اے مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر
ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اب تو تیرے فراق مین عجب
عالم ہی عاشق کا لبون پر دم ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے
جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے آتش افراسیاب

خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا اگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب
چیزین باطل ہوگئین محمور سحر کر کے سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہے تصویر
بد حواسی محمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہے وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے
کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی وہ ذری زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہے اے جانجہان
والے آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہے قسم ہے سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا
اے محمور میری صحبت میں تو نکل گئی سرکشی کا مزا جاتا رہا جب محمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہے
محمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہے کبھی غصہ مین آواز دیتی ہے کہ او بیحیا کیا بکتا ہے اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے
مجھسے محبت والفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہے انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے
چھڑا لینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا اے افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہے براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان
ہو جا اسد غازی کو لا کر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ عیاران
عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا محمور نے چاہا
پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دو تیر زمین
مین مارا زمین سنگلاخ ہو گئی محمور زمین پر گری ہونٹ بند ہو گئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑکر
غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہے کہ اے محمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کر وہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوشربا
رشک کرین محمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسون بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہے کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون محمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہے اشارہ ہے کہ تجھے
اختیار ہے میری جان کا حافظ پروردگار ہے اس حال پُرملال مین محمور کو لیے ہوے افراسیاب سو قدم تک
آیا اب قصد ہوا کہ کمرہ مین پہونچے دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی
ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کریگی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہے کہ ہاے ایسے محبوب جانی یار جادو وانی
ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی
کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اُس کے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا سحر کر کے
اُڑ دون اُسکو کسی مقام پر قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا ملکہ صرصر شمشیر زن با نہایت عیاری سے
آراستہ نیچے کمرہ مین لگا ہوا پسینہ بپسینہ جھپٹتی ہوئی آتی ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر مین نے اس

بھیجا تمھرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جاکر کہنا سبز بخت جادو
کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو
مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کردونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب
کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی اے مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے
کسے ملتے ہین علاوہ مالک جاننے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب ہفت اقلیم
والے انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو ناحق
جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر تھوڑا سا بھی
یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر ہاتھ باندھ رہی ہے اے مخمور
میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے
کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم و الم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ
سبز بخت بد سیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین
کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش کرکے ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے
ہین افراسیاب کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر اصلی
دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ اے شہنشاہ منم ملکہ صرصر شمشیر زن
یہ نگوڑا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب
کا کہا دیکھیے میری شکل بنکر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا
کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے وہ عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے یہ عیارون کا افسر اب
صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہوگئے ہین
مین عمرو ہی ہاتھ کو ران پر رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہو گا افراسیاب نے منھ
پھیر کر ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجستی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ارے کہکر افراسیاب پلٹا
تطاق سے حباب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب کیا شہنشاہ کو بیہوش
کر لیا یہ کہکر خنجر گوپھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ
بھاگو تو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آتے ہین صرصر نے جو دیکھا مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجھکو نہ پکڑ لے
نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا

مین اپنا گلا کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو نہین کالے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی
فکر ہی سویرے سویرے بہنی نہ ہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو چیخ مار کر بلند ہوئی
عمرو نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کرکے
دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے تاج اٹھاکر کہا لو جانی یہ بہنو تیرے دم کے لیے
ساری فکر ہی اے صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا نگوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجھکو کئی برس ہوچکے
کہ تمپر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کرلیا ہوتا تو کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے
طرار مکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیار
کرے صرصر نے کہا نگوڑے اسی ہوس مین مریگا اور نیمچہ کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار
کردیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب
نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ
کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین چیختی رہی آپکو کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا
لڑبھڑ کر نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور
آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جاکر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دنیا عیب چین ہے
سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف
باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو
لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہونچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک
وبرق پلٹ کر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا اے ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش
کا بڑا غم ہی مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون آتشی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی
پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے اول مین یہی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر
ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین گردون
دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو
نے کہا پروردگار مالک ہے نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گوہر مدعا سے
بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قنطورۂ زربفتی و بیتاوہ سقرلاطی
دگو ہمین عیاری و حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر
ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہرریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہنر بر بیشہ صاحبقرانی زینت آرائے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ حکمت و حشمت غرۂ ناصیۂ جرأت و ہمت صاحب لوائے صفوف آرائے میدان صولت و جلالت گوہر دریائے سخاوت و کان جواہر مروت نظر کردہ بزرگان دین صاحب عز و تمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مین دریائے مضامین جلالت آئین مین برائے جستجوئے گوہر مرادم پلون غوطہ زن ہوتا ہے عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران ناموری کی خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ و جشن از در شہر ناپرستان تا کوہ مروارید آمادہ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا

اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش و عشرت آمیز
لا جلد پلا زلال گلریز
اب دل کو ہے تاک دختِ رز کی
پلوا کوئی ساغر گلابی
دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر
میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
کر اتنی ذرا تو مہربانی
دے مجکو شراب ارغوانی
میخانے مین تیرے جمگھٹا ہے
مجمع رندون کا جابجا ہے
گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخانے مین تیرے اک ہے میلہ
پلوہ کرتا ہے کیون جھمیلا
میخوارون سے ساقیا خموشی
سمجھا ہے تو سہل میفروشی
دو چار پلا دے بھر کے ساغر
احسان ترا ہمارے سر پر
کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
میلے کا نیا سمان دکھاؤن
بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
جم جم یہ پیو مئے معطر
روشن تو کرد قمر یہ ہمپر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر
کس شادی و خرمی کی ہے دید
کیا آج کوئی سعید ہے عید
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ دلا
جھک جاؤن سرور مین وہ پلوا
خارون سے چھٹیگا آج وہ گل
سو جان سے فدا ہے جسپہ بلبل
نرگس بیمار ہے اسی کی
مشتاق و نزار ہے اسی کی
وہ مردم چشم گلبہ خان سے
وہ رونق صحن بوستان ہے
فرقت مین ہمیشہ اسکے سنبل
پیچ پیچ ہے مثل مار و کاکل
ہے داغ بدل الم سے لالہ

لبریز ہے خون دل سے تھالا
سربستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھلکے
سکتے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
گلریز یان وہ بھی اب کریگی
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
سبزے کو خوشی ہوئی ہے تازہ
مخمل کا بچھا یا سبز جادہ
صحرا صحرا لہک رہا ہے
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے
سب کو جو سرور لاتعد ہے
اب فکر رہائی اسد ہے
وہ شیر اسد وہ فرد یکتا
جرأت مین ہے کون اسکا ہمتا
اسد رے ہمت و جلالت
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
شیرون کا ہے زہرہ آب ڈر سے
عفریت نہ لاے تاب ڈر سے
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہے
لا جلد پلادے ساغر مے
میلہ اسی جشن کا ہوا ہے
جسمین کہ نیا نیا سمان ہے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
ہر سمت براے سیر گھومون
اس جلسہ کا منتظم تو ہے
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
یون لکھتے ہین راویان جانباز
اک سمت ہے سوز ایک جا ساز
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہے
حیرت عشرت مین دمبدم ہے
دنیا کی دو رنگیان عیان ہین
یان غم ہے ادھر کو شادیان ہین

غواصان قلزم زخار مضامین و شناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سردش بازار سرفرازی شاطران خنجر گزار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات طلسم کشا یون قطرہ زن ہین

قطعہ سہ چیز آمد سلم نزد شاہان ٭ ہنر یا مال یا مرد سخندان ٭ من از مال و ہنر چیزے ندارم ٭ یکے فضل سخن دارم بیارم ٭ شعر بیایم بار دیگر من بگفتار ٭ درون سینہ دارم قصہ بسیار ٭ اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل و ہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہے اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہے بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہے خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہے صاحبان خاص و عام سے امید ہے روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہے حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہے اس وقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہے

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
آج اس بزم مین طوفان اٹھا کے اٹھے
یان تک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
دل سے کیونکہ نہ دھنوان سا تو ہوا کے اٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اٹھے

گر نہو دل مین خیالِ نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اُٹھے
ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوش ربا کے اُٹھے

درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
الفت مہ سے کہین مہر لقا کے اُٹھے
ہین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو سے پسینہ مین نہا کے اُٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے

شمع کے جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
اُف رے گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اُٹھے
ہم بھی مانند نشانِ کف پا بیٹھ گیا
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

واضح راے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامور براے تلاش ملکہ شبنم گوہر پوش بعد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوے اول مہترین مہتر چالاک بن عمرو با نہاے عیاری سے آراستہ فرّاٹا ہوا جاتا ہی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جابجا نہرین سلسبیل آسا اُنمین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو برسر و لب جو قمری مصروف کو کو طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہین موے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بھر آتا ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت برف سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین و زہرہ جبینان مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبا رفتار گندم انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کونسا مقام ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو جانے والون سے فرصت نہوتی ہوگی دھگڑ دن سے ہمارا نام دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منھ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی دوپٹہ پکڑکے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے کہان تھی چالاک بھی ہنسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منھ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین اے اُچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن نئی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہی بوا صبا رفتار بر غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کردیا وہ مسلمان ہوگئین حیرت کے نوکر دنکو قتل کیا اُنکی خالہ سمنکال جادو کو خبر ہوئی ہوا تم جانو وہ تو اگلے وقت کی ہین اُنھون نے سنگ شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی سے قفس مین بند کرکے لیگیا لوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا

سمنکال جادو نے ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہے کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانیکی تیاری کر رہی ہین یہ سُنکر چالاک کنیزون کیساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا صبا رفتار کہان سے آتی ہے چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہے گھر گھر تباہی ہے جہان دیکھو آفت برپا ہے عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہے اسی فکر مین نکلی ہون آپسے بھی کچھ عرض کرنا ہے ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبراکر کہا بوا صبا رفتار خیر تو ہے کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہے قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہے آفتاب لب بام وہ بے نصیب شاہان الوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان مٹا دینگے کمبختون کو سودا ہوا ہے شاہنشاہ سے کیا لڑسکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادۂ علوم سحر و شعبدے کا مالک ہمہ دان ہمہ گیر عیش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہے اے صبا رفتار سچ کہتی ہو بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہے اُن لوگون کی سرکشی سُنکر دل پریشان ہے ہمین تو بوا بہار سے محبت ہے اب منھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے لگاؤ ہے تو یہ بھی باغی ہے چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے آپ کی سکونت صحرا مین ہے مین سمجھائیے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے ندینا مگر سے مکارون کے بچی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار یہ تمھاری مہربانی ہے میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا کام مین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے ایک گلوری نکالی آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے ہمکو لیچلو سحر کرینگی نواب سے قسم کھائی بروز قتل اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرینگے کنیزون نے کہا داری آپکو سحر کرنے کی کیا حاجت ہے ایسی کونسی ضرورت ہے یہ باتین کرتا ہوا چالاک تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی اب مہتر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا اُترتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر استادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرمائے برف انداز کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرمائے برف انداز اس باغ مین آیا ہے آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہے ملازمان سرما نے پکارا بی صرصر کہان سے آتی ہو برق نے منھ بنا کر کہا تمھارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑو نے دیکھا کھنکھارنے لگے نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جاکے اپنی بنیا بہنیا کو تاکو نگوڑے گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ مارکر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہے آج کل زبان بہت کھلی ہے

صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ ڈالے تو
آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کمیدان نے آکر صرصر کا ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر
کیون خفا ہوتی ہو یہ پیا دون کا فرقہ ہی تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہی برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا
کمیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا وزیر صاحب بھی آئے ہین کمیدان نے چپکے سے کہا اس
باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب کی رہتی ہین کبھی کبھی جورو سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اُڑا تے ہین
صرصر نے کہا میان کمیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق ربڑ ہوتی مکان پر سے جا کر پلٹنا پڑا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار در قطار گلہاے
رنگا رنگ شگوفہاے بوقلمون سرو مثل قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان جوش بہار دیکھکر لڑ رہے ہین
ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین
نخل جوش بہار سے پھولے نہین سماتے ہین حوض مین فوارے چھوٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا
کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر ہوا ے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرما بے
برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ شجر جادو جام شراب چل رہے ہین حوصلے نکل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے
خم ہوا سرما نے پوچھا ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا
بوجہ تو ہمارا گھر سے نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کر وا سکو لا کر سرحد
باغ سیب مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہی یہان ٹھہر گیا برق نے
تیوری بدل کر کہا واہ واہ وزیر صاحب آپنے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہی مین پیٹ کی ہلکی نہین ہون لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہی مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر ہمنے
آپ مین کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہے صرصر نے کہا حضور آپنے ملکہ شبنم گوہر پوش
اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہین محفل سمنکال مین اُوس پڑیگی
ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے کساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا
ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی بہت خلیق ہی انتہا کی لئیق ہی برق نے
سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اُس محفل مین شب کو دھما چوکڑی ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی
سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا دھوکا نہ کھائیے گا سرما نے کہا وہان اپنا اختیار ہی
مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے
جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھائینگے سرما نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا شجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر

طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوا دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سُنیے جب اُس نے اپنی بھانجی کے مسلمان ہونیکی خبر پائی بہت گھبرائی روئی پیٹی سلخ شور جادو کو روانہ کیا یہ قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہے ہے بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کردیا مین نے اپنی ساری جوانی تمپر گنوائی پہلو مین تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا اجی بی بی واسطہ سامری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتارون اپنے کو تمپر سے وارون شبنم کی باتین سوزن ہین کلام نہین کیا جاتا مشکل جواب یا خالہ امان آپ حق جان دیے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا جادو کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کیا دم کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سُنے تھے مین عذر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو بخشو مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑون گی یہ سُنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کوئی کہتی ہے بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہے یہ تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان ہوی زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان دلوارین پھاندتی ہین ہم جو کبھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جاے گی یہ باتین سوچ رہی تھین سمنکال کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ آہو چشم منھ بولی بہن ملکہ شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت آکر اترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگاکر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم تمھاری بہن وحشی ہوگئی چوکڑی بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہے ساتھ والیون سے شرماتی ہے آہو چشم نے کہا خالہ امان مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہون ہے میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کس نے بھڑکا دیا ستیاناس گئی مسلمانون مین کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑے کیسے موہنی ہے جو انمین جا کر پھنسا سامری جمشید کو بھولگیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض صراحی سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر ایک بہن سے لڑین مسلمانون پر جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئین بی بہار نکل گئین باغ سیب برباد ہوا خالہ امان انصاف تو کرو

حبس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کہ کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اسکی محبت کا دل مین شہنشاہ کے کھٹکتا ہی اس قدر
کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھا یا بھی قید بھی ہوئین ذلت اٹھائی مگر راہ پر نہ آئین دیکھیے ہمشیرہ صاحب
کیا کرتی ہین مگر خالہ اماں خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی ہون بات بڑی کہونگی انصاف کی مقام پر
خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی جانون جانون آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپکی
صحبت سے بیزار ہوکر باغ مین رہین نوجوان مستانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈا سا
سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملتے کہین موئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ نگوڑیان چھل پائیان ساتھ
ہین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہی مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب
رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب آپ زیادہ ظلم و بدعت نکیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اپنے طور پر سمجھا لونگی
صبح تک آپکے قدمون پر گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی
جو تیرے نزدیک بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزین وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جاے آہو چشم ہماری چھوکری جو
کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اٹھاکر ایک صحنچی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا دل مین سوچ رہا ہی
کہ کسی صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہوا
سرد ملی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا سرماے برف انداز ایک پہلو مین اُسکی معشوقہ
شیر جادو مع چند کنیزون کے گوشۂ تخت پر ملکہ صرصر باہماے عیاری سے آراستہ سرماے برف انداز
سے گرمیان کر رہی ہی چالاک کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہونچین اب ہوا بگڑی
صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سرما تخت
اُترا صرصر بھی کودی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر
ہر وقت روتا ہی سرما نے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ
اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جاے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون صرصر نے کہا یہ مقدمات راز
و نیاز ہین بر وقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بول اُٹھی بی
سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا
ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی سے نین مٹکا
کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین

جس کی جان اور آبرو پر بنے بتلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے
ہین دامن بیحیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپ نے بھی غضب کیا میان سلخ شور کو بھیجدیا انھون نے بھی جرأت
دکھائی گرفتار کر کے قفس آہنی مین بند کر لیا اب بتلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان
مار کر نہین سمجھاتا ہی بی سمنکال خفا ہونا پانی کا ہگا منھ پڑاتا ہی چالاک بشکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتین سُنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی برق
کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی
صرصر میرا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب آپس مین اشارے کنائے ہوے برق
نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جا چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ شمیم
کہان ہین چالاک نے اشارہ کیا صحنچی مین قفس رکھوا دیا ہی آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن لو چالاک نے کہا اب کہان
جائینگے سراپا فریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے کہا بی
سمنکال انتظام شراب کباب بی صرصر کے سپرد کر دا سی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور عیاران اسلام
عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہی کہ آسکین بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور
ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان
فکر رہائی مین جسکی چل جاے سمنکال نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید مینخانہ
کی لی اب چالاک برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم و برہم کرینگے جو گھڑے چنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کر رہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہی چالاک کا اشارہ ہی کہ ہان بھائی جھٹ پٹ دارو
بیہوشی ملاؤ برق چلا ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کہے
کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلا لو برق و چالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین
اشارے ہوے چالاک نے کہا بھائی برق شاید مبادا کعبہ آ پہونچے نزدیکی تمام ہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف آبدان کالرتا زیب جسم مشروع
کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پانون مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چہوڑا مزیدار
سرخ چہرہ سر پر گلوری جو کھائی ہی پیک گر رہی ہے نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہو جھک کر
ملکہ سمنکال کو سلام کیا عرض کی اعلےٰ سے اعلےٰ مراتب ہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا
میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور بندے نے پہچانا
نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپنے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ افراسیاب کی آپ اکثر گاتے تھے

اب آپکی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمھاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگو کے بھیک ہین مانگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان خفا بیٹھے حقیقت مین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم اب پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے اکر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلاونت صاحب ہم آپکے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہنسے بھی پہچانا تم دونون صاحب ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہوا نہ یادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہے عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دوزانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا مسخراپن کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اوصرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان نان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محفوظ ہو جیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہے سمنکال نے مجبور ہی کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبور کو ملا یا گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے	نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھسکے	اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھو سنبھلکر رکھنا	چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس پہ بیر دے ستمگر سے ملا دل افسوس	کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اس کے
نالۂ اشک نہو باعث دردِ سر مرگ	غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی غزل

رفتے بہ پیش دیدہ و من بیخبر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
اے گریہ ہمتے کہ ز خوننابہ جگر	دارم ہزار دجلۂ بر چشم تر ہنوز

خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہوائے وصل تو ام در بدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر گلابیان چن دین مہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بنکے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہیان سرما کے پہلو مین معشوق صدالالولا کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھو نہین ہلانا پڑا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا ہے کہتی ہے اے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ دے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہے چالاک گلوریان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اٹھتین بڑی بےادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤ گی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سرما اٹھا ادھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جو اپنے مقام سے اٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کر کے اٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا ادل برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو نے کپڑے اتارنے لگا زیور اتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریاے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیمچہ ماردیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہوگیا صدا ہاے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات ہے سیاہی شب یلدا کی مات ہے ظلمت آباد کہنا ٹھیک ہے اسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہے یہ ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور مصاحب نہ آجاے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ اماکو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سرما کو ٹھنڈا کر دو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضا کار مظہر جادو مصنفا سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹا ہے یکایک قصر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنیکی صدا بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر بپرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان

پر جا کر دیکھا کہ تین عیار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش وزیر اعظم
کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے مین آ پہونچا منم مطیر جادو شبنم نے
آواز دی تو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کر کے چشم زدن مین قصر سے نکلے شبنم
نے دو چار گولے مارے آگ برسا دی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپے یہ بھی بیرون قلعہ آئی خواجہ
عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے مگر عمرو افسوس کر رہا ہے کہ
کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار کر لیا برق کہتا ہے استاد اسکی موت نہ تھی
کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ چھپایا ہے اوس مین اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیئے فلک
ہمارے ساتھ پر سر گردش ہے بیکار ساری کوشش گئی

کوئی آج سے ہی فلک مدعی کیا
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے

جو پہونچی قیامت تو آہ و فغان ہے
ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہے
جو روتا بھی ہون نہین غبار دل سے
حوادث کے تیرونکا سینہ نشان ہے

مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہے
کدورت بیان کیا کرون نہین کہے تو
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے

عمرو اس خیال مین کھڑا رو رہا ہے
کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال وسمر ا کو
ہوشیار کر دیا سب میرے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو یہ کلمہ تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال
بصد قہر و جلال کف منھ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہان
جاتی ہے تیرے دھگڑے نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو شاد کیا اب تو زندہ نکلنے جائیگی شبنم پلٹ پڑی
خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زر عملے نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے
ہزار ہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آ پہونچا کہتا ہوا کہ
ہاے جوان معشوقہ کو میری مار کر سحر جادو کے نخل حیات کو قلم کیا ایسا مری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے
ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر اوسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو
سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما نے بھی اس گرمی مین شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اڑانے برف
پڑنے لگی ایک جانب سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑ لون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو
جب دیکھتے ہین کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہو رہی ہے اوسوقت گلیم
اتار کر ایک حقہ آتشبازی کا مار دیا سو دو سو جلگئے کبھی جادوگر بنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی
حباب بیہوشی مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم
اس جادوگر کو قتل کر کے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو تنہا کا

قلق ہے کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھا گئی ہے آنکھوں مین حلقے جسم مین رعشہ اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے جادوگرون کے مہلت نہ پائی زخموں مین چور چور ہوئی سمنکال جادو دستر یا برف انداز نے قیامت برپا کر دی بیقرار ہو کر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق و چالاک نے بھی دعا کی نظم

از آہوی چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم بدین روز
سازم رسن و برآیم از چاہ
بار الٰہ خودی خود جدا کن
غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
ساز دلکہ قضا چو بستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
آہ سحرم دہ از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم بگیر دستم

یارب سگ نفس زشت را ساز
بنمائے بجانب خودم راہ
گر زانکہ الف کہ ہست در آہ
خواہم نگہے کہ نایدش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
موئے نکنی ز لطف تقصیر

شبنم بھی آنکھوں سے اشک حسرت بہاری ہے کہ ای باغبان قضا و قدر رشک نسیم سحری گرمی آفتاب سحر سے ان بیچاؤن کے پامال ہوں یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہو رہی ہے نظر دشمن سے ان ظالموں کے گر رہی ہے ہوائے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کر دے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ پران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا طائران خوش الحال کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک بان چشم نرگس شہلا سے انتظاری عیان ملکہ پران نے جو یہ سمان دیکھا یاد گل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے ایک کوہ فلک شکوہ پر آ کر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے دلبر دلربائے دلدار
اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نقش دل نگار مسکن حسن
تجھ پر سے نثار جان خوبی
اے باعث قطع دست مولٰی
اے مرہم زخم دلفگاران

اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے کافر بیوفائے عیار
اے مہر عروج کج ادائی
اے تازہ بہار گلشن حسن
اے جادوئے پرفن و فسون ساز
اے غیرت دلبر زلیخا
اے موجب آہ و زاری دل

اے جلوۂ برق خانمان سوز
اے موجد قتل بیگناہان
اے محرم و محرم تمنا
اے ماہ برج بیوفائی
اے نورس بوستان خوبی
بازی دہ عاشقان جانباز
اے داروئے درد بیقراران
اے باعث بیقراری دل

اے حوصلہ سوزِ چارہ سازان
آتش زن آرزو گدازان
کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھکر روئی کبھی دل سے کہتی تھی اے
بران یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہی جان دینا عشق مین مآل کار ہی اسی تردد و انتشار مین ٹہل رہی تھی
کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی رکتے ابر کے کڑکے گھبراکر طاؤس پر سوار
ہوئی کہا اے بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی بجلی بھی چمکتی ہی یہ بتعجیل آنسو
پونچھے طاؤس پر سوار ہوکر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزار ہا جادوگر ایک مہپارہ کو گھیرے ہین
اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہوکر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوی
یہ حال دیکھکر دل بھر آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی
لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین اتنے مین بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُترتے
اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ
تھام کے اُٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے
پہلو پر سے اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم
گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا منگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان سبھون نے
گھیرا ہی نہر بیشۂ جرات جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرلو شبنم پر اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر
بران نے کہا خواجہ ہٹ جایے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی
نیمچہ نیام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑگئے کسی پر
گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بلکہ ہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت
گھبرائی اندھا ہوکر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلی اون کُندے تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزار ہا ساحر بلاے مدد سمنکال چلے
آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران غم شمشیر زن چمکتی ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بغیرت تلوار
سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزار ہا تیر و ترنج و رائی کے دانے
بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ اُن رو با ہون مین مصروف سحر خوانی ہی نظم مصنف

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر
زمین ہلگئی کانپا مہر منیر
اُڑی کسقدر گرد بالاے سمند
بنا اک سیہ آسمان بلند
چھپا مہر تابان بزیر غبار
قیامت ہوئی ہر طرف آشکار
اُڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
اندھیری بیابان مین سب ہوگئی
وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھومکے
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی
صدا آئی بہیم پر تیر کی

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز	زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	یہ اک جا پہ لاشونکا ستھراؤ تھا
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا		

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کہ گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر برنہ کھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا طائران پرند تھے ملکہ بران لڑتے بھڑتے سامنے سمنکال کے پہونچی للکارا کہ خبردار او سمنکال جھولی پھینکدے قدمون کو چوم نشہ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے روک کر اختر مرواریہ سامنے سمنکال کے کردیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہوکر گری بران نے ان مین سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے اب میدان کارزار مین تینون عیار ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اُتارا سمنکال نے آنکھ کھول اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی اُس زخمدار ہی مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ امان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے غبار رفع ہوا طاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحرہ زبردست ہی کتاب سامری مین ضرور دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو جا چکی اسد شیردل افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکمائے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل ہی اُسوقت سمنکال زخمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہرچند ان سب نے کہا اس نے جواب بھی نہ دیا عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر نیمچہ کھینچکر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا اُسنے مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ مین ہی نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے آخر دو چار دن مین مان جائیگی مین سمجھالونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر تیار کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھوا رہا ہی اب ہر وقت یہی چرچے ہین کہ زمانۂ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ مین شریک نہو بڑا بےنصیب ہی کہ یکایک دیکھا سرمائے برف انداز زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبراکر پوچھا ای وزیر اعظم مین نے تمکو واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرمائے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جاکر گھیرا عین وقت پر بران آ گئی غلام اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوکر چلا آیا نہین معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سُنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا ایسا نہو عمرو اسکو گرفتار

کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہو جائیگی تو باعث خرابی ہو اس راز کو منھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر
بقہر و غضب تمام سمت قلعۂ سمنکال چلا یہاں خواجہ وغیرہ جانتے ہین کہ سمنکال کو لے کر چلین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا او دختر کوکب ما بدولت آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہے عمرو تو پر چھائین دیکھکر نیمچہ ٹیک کر ایک غار زمین بھاند پڑا برق ایک جانب چلا اگ ایک سمت شبنم نے
گولہ مارا ملکہ بران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہو بران نے بہت سے ماش کے
دانے پھینک مارے افراسیاب سحر دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس بہیا سے جان بچنا دشوار ہی اس سے لڑنا
بھی بیکار ہے یہ کہکر دونون پانٔون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہو گئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے آیا زبان سے
اُسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے میرا گھر لوٹ لیا لونڈی
کو تباہ کر دیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے
سرکار رو مال سے ہاتھ باندھ باندھ کے خدمت ما بدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر
آخر کہان جائینگے شرف خدمتگزاری پائینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمھارے سپرد کر دونگا
مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین ہو واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت
نہ آنا جہانتک ہو سکے اپنے کو چھپانا اس مین بھی اسرار ہو اُسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب
وقت ہو افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہائے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اُس پر
بار کیا کنیزون کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا باغ سیب
سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو اُسمین اُتارا تاکید کی خبردار
خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو ورنہ ما بدولت کے خلاف ہوگا سمنکال
اِس مطلب کو نہ سمجھی مگر غرض کی ایسا ہی ہوگا شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ۔ بخون خویش
باشد دست شستن ۔ افراسیاب سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین
سکونت پذیر ہوئی مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جا چکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال
مین آئے لوگون سے سنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
منتشر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتہ ملا تھا اُسکو بھی افراسیاب
جادو لیگیا قلعہ مین خبر سُنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی اُسکو ممانعت ہو اے
ملکۂ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد تا مدار مین یہ امر واجب و لازم ہو

کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زرین کن کو مطیع کرنا ضرور ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی
تدبیر طلسم کشائی رہائی کی ٹھیک نہوگی یاروا اب مین کیا کرون کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین
شور گریہ وزاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار دباغبان
قدرت و خورشید زرین سحر صاحب صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار
خون کے دریا بہائینگے ملازمان افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹائینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین
نہین ہے عمرو نے کہا اے سرداران نامی اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ تم سب کی
جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند ہون احکام بزرگان دین
کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی و الاتمام من اللہ لو خدا حافظ و ناصر اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب
سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے متہر برق فرنگی تڑپکر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو
ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا تم سب کو براے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی
ہے ہر روز ساحران زبردست کا سامنا ہے اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم
گوہر پوش جو زخمدار آئی ہے عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہا اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشواے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران نامی اشکباری
لیکن عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا کیا انقلاب فلک نے دکھایا
اب وقت جانبازی ہے تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا
بعد شبنم کے سمجھانیکے عمرو نے تخلیہ کیا اس جلسہ مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت
و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک
امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہوگیا یا قتل ہوا
صبر کرنا دل پہ جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا حیلہ مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو تنگ ہوکر جان دینے پر
آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے
ہوا ے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون
آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر
رو دیا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے
واسطے نہ فریاد کرو سب کو روتا پیٹتا چھوڑکر عمرو با نہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی

اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا سے ہوائے عمرو عیار کو کرنا
ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین
چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے
رونا شروع کیا راہگیر نے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانون مین زمیندار رہتا ہے اسکی دختر ہون کسی نے
اس سے کہدیا یہ خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون جاتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد مسافر
بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہوگی جواب دیا ان صاحب جھاڑو بہارو
دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھینگے گھر کی بی بی بنائینگے بتلا کر جواب دیا
بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی بڑے اس سے
مزے ملینگے شعر اُسسے طفلی مین ہی کہتے تھے ہم یون شادمان ہوکر کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہوکر
اُس مسافر کو لگا کر کونے مین لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اسی عمل مین اسکو
بیہوشی دی ہینگے مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح آگے ٹھگ کے خیر منلتے ہوئے جاتے ہین ایک
گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک مینڈا کی برات اُتری ہے آمون کے باغ مین ایک بڑی
سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سلاگ رہے ہین نائی چلمین بھر کے دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک دیہاتن پسری
تانین اُڑا رہی ہے ٹھاکر لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سبز تلوار سامنے انگوچھے سر پہ باندھے ہوئے دوہری مرزئی تیسے
تینون اوپر نیچے سکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کردھنیان
دولہا بیچ مین ایک چادری مین پیال بھر کے بجاے مسند لگا دیا ہے دولہا کے گلے مین زرد جامہ کمر لگا پاجامہ
دولہا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی
ہے بھیر دینا کا وقت ہے مگر بھاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ نے دیکھا منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا
توڑا تھا اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن عیاری کا لکالا نوجوان گویے کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت
بھاری ٹوپی سر پر ایک کان مین بجلی ایک مین انگھوٹی مشروع کا گھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین
گنگناتے ہوئے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے اعلے مرتب
رہین کشت امید سر سبز ہو کنبے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو مجلس عشرت کی فراوانی ہو دولہا کے باپ
نے پوچھا میان گویے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو
استاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے
یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے

ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک گجل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گلہ سے کٹے کھریان پر بھی آداکرو سیر کھانڑ لیجا واکرو گوییے نے جھک کرسلام کیا ستار ہی ملائی رنڈی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم چھوکر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی ٹپہ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا ٹھمیا نٹی غزل سنو غزل

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہے

نہ اتھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون
شب قلق نہ سہی خواب ہے خیال تو ہے

کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا
اب آگئے ہو نہو امید انفعال تو ہے

وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
ہو آؤن حضرت عیسیٰ تک اتنا حال تو ہے

شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے

اس غزل پر جب زمیندار جھومنے لگے دُوانیان چونیان ٹنٹ سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے چادر ڈرا پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اُسکو لاکر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جا بجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہے چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پر چہچے کر رہے ہین سمنکال بر سر کوہ ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہین خود بھی اِس کمال مین استاد ہے تخت کو اُڑا کر طرف اسی آواز کے چلی جھک کے دیکھا ایک مقام پر گنواروں کا مجمع ہے ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اُسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھولکر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچکر سحر کرکے گرہی پنجہ کر مین دے کر خواجہ کو اُٹھایا خواجہ ترمچ ہوا سے بیہوش ہوگئے سمنکال اسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھولکر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہوگیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے بموجب شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ۞ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اٹھالائی ہے خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہے اب انکا گھر یہان ہے اور میرا اتھ ہے دل مین یہ باتین کرکے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہے آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھرتھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گوے صاحب نہ گھبراؤ ہم تمکو لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکے کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گوتیے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور استاد نجبر نگی نام ہے جہان بھینسین بندھتی ہین تاڑ کا پیڑ ہے وہی رہنے کا مقام ہے سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان استاد نجبر نگی تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین تانا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے ہین وہ بلبل ہون
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
عمرو نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق چشم مین آنکھین بہ تو ہین ہماری عمر
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شکوہ روانہ ہوا
اک آنسوؤن کے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہین پہ آیا کی
کہان نہ مجھکو کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

چند اشعار عمرو نے گاکر تمام اہالیان محفل کو ہنسایا رولایا مارا جلایا سمنکال۔ تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہے کہ مین سرحد باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہوچکی کہا یہی ہے استاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپکو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا استاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہے بھٹی پہ جا بیٹھینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا استاد شراب یہان حاضر ہے کہا حضور اگر آپنے ایک دھا دیا تو اس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا پیتلے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہے جب اہالیان صحبت کو پلالونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر جلد لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھائی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پلاکر بیہوش کر دیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلو اس خیال سے بہ تعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھین ملاکر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکۂ عالم اشعار

ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کردیا دور شراب کا

مستون کو فرض ہین ہے مینا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستون کی آجکل

پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
ایکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

پتلہ وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
ای سحر حسن آج تو چل ہوتی جھیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہے جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہے کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھوں مین میگلشون کی نشہ آگیا عمرو و سمنکال سے آنکھ ملائے کہ رہا ہے ملکۂ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹھون سے لگایا اسکو تو افراسیاب نے ہوشیار کر چکا ہے اپنے قصر مین عیارون کے دھوکے اٹھا چکی ہے بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہے وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمرو عیار ہے بس سمنکال نے ایک دو ہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین سے تھام یے سمنکال نیمچہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او سار بان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بسی یہان بھی پیمانے بھیجا نہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہے تیری مجال کیا ہے کہ مجپر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جعلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اوسی گوتے کی صورت پر ہے جب سمنکال نے نیمچہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو بیدرد نے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ہے ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم و جاہل نہ بنجایئے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کریگا مین جس جنگل مین زمیندار و نکی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہے گا بجاکر رئیسون کو ہنساکر چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا ٹکا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپکے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپکے گھر نہین آیا قصر مین بھی آپکو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپکی بھانجی شریک ہو چکی ہے ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہے کہ آپکی خدمتگزاری کرین بشبنم کے مطیع ہونے کا رنج شائین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجائین ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر ضرور کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہے دیکھ لو اتنے بڑے طلسم پر کیسا انقلاب ہے مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھتا جاتا ہے اور طلسم گھٹ رہا ہے مذہب کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات اکیلا ہے زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہے ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی دقت مشکل نبی زبان

اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑ و نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کردین بالکل بے خطا ہون اس طرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز **عمرو** نے کہے کہ **سمنکال** کانپ گئی ہاتھ روک لیا کہا ای **عمرو** تو نے اسوقت مجکو تہلکہ مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود تجکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہے نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہے **عمرو** نے کہا ملکہ عالم میرے پانوٴن پر سے سحر اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادہٴ حق دکھا دونگا راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا **سمنکال** نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو ہوا کا پتلہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤ گے پھر ہاتھ نہ آؤ گے تمنے پہلے **خداوند لقا** کا نام لیا پھر اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب **عمرو** نے کہا ای ملکہ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا یہ کلمہ حق ہے سمیع علیم رب حق کارساز مطلق ہے شک کرنیوالے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے یعنے دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند اسکے معنے صاف آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو بادشاہ سلطنت نہین کرسکتے پس پونے دو سو خدا کیونکر ہوسکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین

نظم

صفتین اسکی ہین بیان سے فزون
اسکی قدرت کا کیا مین وصف لکھون
وہی خالق ہے اور وہی معبود
جس جگہ دیکھیے وہ ہے موجود
اس نے کیا کیا نہین کیا پیدا
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
آسمان و نجوم و شمس و قمر
عرش و کرسی و جنت و کوثر
سب حجابات اور لوح و قلم
نور کے بحر اور باغ ارم
قصر اک اک جہان مین نورانی
رفعت و شان جسکی لاثانی
خلد کی وہ تمام آرائش
جس مین دنیا سے بڑھکے آسائش
سلسبیل اور کوثر و طوبے
ارم و خلد جنت الماوے
خوشنما جا بجا تمام شجر
کیسے خوش ذائقہ سب انکے ثمر
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
روشون پر وہ سبزہٴ نوخیز
ہے زمرد سے رنگ جنکا تیز
بلبلین اور مرغ خوش الحان
حور و غلمان تمام اور رضوان
ملک و قدسیان و جن و بشر
وحشیان و طیور و دشت و در
ہفت طبقات ارض و دشت و جبال
بحر و بر غار و بر و کان و نہال
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
جس سے ساری بنا ہے انسانکی
لفظ کن مین یہ سب کیے پیدا
کارخانے عجب کیے پیدا

ای ملکہ **سمنکال** اگر دلائل نبوت اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون پس دلیل کامل ہے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اسکو ایک دن ضرور فنا ہے موجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقے وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی بدرجہٴ تجلی صفت قہاری و جباری دکھائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے

بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفتر ہائے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالتین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو
یارا کہ نیوانے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا
سمجھ کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات وہبل کہاں ہین اسوقت تمھاری
شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفہ زیست کا
بہت کم ہے وحدانیت اسکی یاد کر وانے نفس اماره پر بیداد کر و عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے
کہے سمنکال کے رونگٹے کھڑے ہوگئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین کہا خواجہ
تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا بار الٰہ خدایا مین کیا کرون افراسیاب سے
کیونکر جدا ہوں میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منھ نہ موڑیگا عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہے افراسیاب کیا ناہنجار ہے
مسبب الاسباب پروردگار ہے ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہے ہر مشکل مین وہی کام آتا ہے دیکھو ملکہ مہرخ و بہار
وغیرہ کا کیا کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہوکر بقہر و غضب تمام جاتا ہے وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہے سمنکال نے کہا
مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہے آپ تو جائیے مین تدبیر کرکے آؤنگی اپنی جان
بچانے کی فکر کرکے آپکے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد کامل نہوا ہے پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحۂ دل
پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ؛ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہے اہالیان دنیا سے
ڈرنا کیا ہے جواب سمنکال ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہے کہ آپ جائیے مین کوئی کار نمایان کرکے آؤنگی اگر نیچہ
قابض ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہے ذکر قتل
اسد نامدار ہو رہا ہے یکایک خیال آیا کہ دیکھوں ساربان زادہ کہاں ہے اُس مکار کے ظلم سے عالم فلک لرزان ہے
فوراً کتاب اٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا باتین کر رہا ہے سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہے
کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی بس افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ
خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا نمک حرامون نے سر اٹھایا ہے مجکو نادان بنایا ہے سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہے نکل جانے کا ارادہ ہے مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہے یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر ہے ارے جاکر عمرو
و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزا چکھائے پلنگ جادو موجود ہے اُسنے کہا ابھی غلام جاتا ہے چشم زدن مین
دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہے افراسیاب جادو نے کہا سمنکال زبردست ہے بادہ سحر و ساحری سے مست ہے
لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئے گی مگر یہ شیشہ لیتا جا آب میدۂ سحر ہے پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ
للکارنا واسطے چند ساعت کے سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آب
لے کر فوراً دہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال ارے

نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا تو خواجہ غضب ہوا
معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس بھیجا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا غرض جب
ہوش یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچائے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب یاب پھینک
چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا سنبھل نہ سکی پناہ پانی مشکل ہوئی لہرا کر گری
گرداب دریاے بلا مین پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھا لیا طرف افراسیاب جادو
کے چلا بروے ہوا بجوش و خروش اُڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ گلگون نازک چشم
کا چونکہ آجکل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بر دز قتل طلسم کشا سامان لشکر کشی واجب و لازم ہے
ملکہ گلگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین ایک ایک شعلہ جوالۂ آتش کا پرکالہ سحر مین طاق
شہرۂ آفاق زمین سے تا آسمان دھنواں دھار کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے
اُچھال کر اُسکا زور دیکھ رہی ہی کوئی عقاب بنکر اُڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چمکی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا
ہنگامۂ سحر گرم ہی اُسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اُسکی کیا تدبیر سمنکال
کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اُسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر کرکے ایک جانب بھاگی دل سے
کہتی ہوئی قول عمرو و تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منھ دکھلا سکتے
ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی
حیران و پریشان مضطر و بدحواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گلگون نازک چشم کے گرے اُٹھتے
اُٹھتے آواز دی بموجب مصرعۂ ہندی کے ع ہمیشہ دلبر سبحان مبارک باشد: ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گھیلا پڑا تڑپ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا ای شخص
تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بلبیان تون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا کہا
حضور پہر بھجوایا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر چلے تھے کہ اب رات بھر نچوڑونگا حضور میرا منھ
چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین ہنسنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان
پر بلند ہوگئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامندی کیے
ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میاں گوتے صاحب کچھ ہمارے
سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور مین اب توبہ کر چکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھائین اب

ثابت ہوا کہ کمال باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا تو گاؤنگا ملکہ نے کہا
تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو
نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا سازندون کو حکم ہو جائے مگر میرے گھر مجکو پہنچوا دیجیگا
گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اُٹھتا ہون تو نانی
کو پکار لیتا ہون اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس گئین
کہا حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے رات بھر
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویتے تھے میان تان توڑ خان کا پوتا ہون
نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین
ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب ہمکو گھر سے بلالائے بی ہمسائی نے کہا تھا
استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے
نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ بجاؤ کہا حضور خوب ریاضی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی موٹی سی گدرائی
جوان پھولے پھولے گال اُسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کہنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری جورو
کی صورت انسے بہت ملتی ہی کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی
چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھادیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو
تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہو جاؤ گے نہین عمر بھر دبلے رہو گے جفائین سہو گے
ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو انکا
حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی آپ مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ رکھ دو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے
نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی
جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان
استاد خورد برد اب گاؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سُلوا دینگے دودھ بھی پلوادینگے اب تو خواجہ بن
امیہ ضمری نے لے اٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی

غزل

گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا	یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر	کمبخت پاک ہوکے پلیدون مین مل گیا

دکھلاکے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات
اُس ماہوش کے سینہ دریادون مین مل گیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا

حُبِ حسین ذوق وہ شے ہی کہ جس سے حر
تھا اگرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر درد زگردون دلِ من است
در بزم غم پیالۂ پر خون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است

خون دلم گذشت زجیحون و کم نشد
از صد محیط قطرۂ افزون دل من است

نرگس شنید نالۂ زارم ز ہوش رفت
فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است

مخفی دلم زنغمۂ شوق آشنا نشد
ہنگامۂ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تنون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہی کوئی واہ کنیزین بادامینا نیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف سمجھکر وہ بھی ہنستی ہین بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم نے کہا میان اُستاد خورد بُرد ہماری نوکری کر لو اسی باغ مین شامل ہو کے بسو تمھاری شادی کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جائینگے وہان دو چار چیزین گائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہے کہا ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جو چیزین گائی ہین وے پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور آدھا ادھ کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان شراب الماس رنگ لاکر رکھے گئے ساقی بچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خرد برد جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہمین بنائیے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمھین اختیار ہے اتنے خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کر پی گئی سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہو گانا اس ظالم کا سنین عمرو ایک ایک کو شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیرزادی سے کہتی ہے کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا روانہ کیا جائے چوبدار جاکر اس کے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کی رہے گا ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین

بلا ئینگے اس کا گانا سنوائینگے کنیزون نے کہا حضور وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے
محفل مین ہنسی دلگی ہورہی ہے عمرو سبکو شراب پلا رہا ہے رنگ اپنا جما رہا ہے کبھی گاتا ہے کبھی بھاؤ بتاتا ہے اب یکایک
بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بھاؤ
بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر کھول دیے آپسمین
دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی
چمن مین جا کر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے حوض مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل
کا یہ حال ہے اگر کوئی کسی کی آنکھین غلافی نکلی ہوئی ہین کوئی اُچھلتی ہے کوئی کودتی ہے ایک نے کہا بوا میری چار آنکھین ہین
دوسری نے جواب دیا بوا نوج کتیا چہار چشم ہوتی ہے پہلا تو خیال چار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین دو آنکھین کیا
تیرے کلیجے مین نہان ہین اُس نے جھنجھلا کر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھو دونون وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر
دو انگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے
ختم ہون کوئی کہتی ہے ارے بوا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے ایک کہتی ہے میری آنکھون مین
اندھیرا آتا ہے اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت مین ہنگامہ ہلڑ دنساد کہین داد بیداد
گلگون نازک چشم غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی
کہا ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
پیچھا پکڑ کر اپنا کپڑا سب کے اُتار نے لگا اباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہے لاشے پھڑک رہے ہین شور گیر و دار بلند ہے
شور غل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری بر فباری ہو رہی ہے دس بیس کنیزون کو قتل کر کے اب عمرو
چاہا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے
یلنگ جادو کو براے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب
سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا کہ زندگی پر حرف آیا منہ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یار و غضب ہوا یلنگ جادو
مارا گیا عمرو باغ مین گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہے اب اسکو قتل کیا چاہتا ہے مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ بہت کم ہے سواے بادولت
کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا اگر کتاب مین دیکھا کہ عمرو خنجر کھینچکر قریب گلگون نازک چشم
پہونچ چکا یہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او سار بان زادے گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ
کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرہ
افراسیاب کی آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آچکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا لینا

عمرو اُچاٹ کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب نے پکارا عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا افراسیاب
دوڑا قصر وہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کرلی کوٹھری مین ایک
جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر اپنے اوپر ڈال لیا آپ بین مخفی ہوا اب
افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نپایا پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون
نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے
مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی نیر اقبال اوج پر ہے افراسیاب نے ایک دوہتڑ
مار کر کہا کیسا اُستاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہوگئی ہوتی اور نام خورد برد پڑا افراسیاب بہت ہنسا
کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر اُٹھی دیکھا صد ہا
لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی بیٹھی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہے ہے میری بوا کیا ہوئی
کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بھی ماری گئی گلگون نازک چشم نے کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے
کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو
عیار کے پلنگ جادو کو روانہ کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی
مگر ایک جادوگر گوتے کو پنجہ مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کررہی تھی گولا سپر پڑ گیا وہ مرکر
گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُس نے ایسی بھولی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا افراسیاب نے کہا
وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال پنجہ سے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے بدلے
عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی مطیع عمرو ہوچکی تھی کہ پلنگ نے جاکر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے
وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا عمرو نے گویا تمکو بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً
آکر تمکو بچایا لیکن اب ملکہ گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اٹھوا کر پھنکواؤ کل مکان اچھی طرح تلاش کرو شاید نکل گیا ہو مین جاکر
اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہی کہ عمرو سرحد باغ سیب مین آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے
بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات سُنکر گھبرا گئی عرض کی اے شہنشاہ آخر عمرو سرحد باغ سیب
مین کیونکر آیا افراسیاب جادو نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم
دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُس کے ہوش پراگندہ ہین
شاید عمرو نے اُسکو تسخیر کرلیا باتین اسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی بلا ہے بچائین اے گلگون

بہت ہوشیار رہنا غرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحرہ بھی برائے تلاش عمرو
و سمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت
تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سرو ہاے باغ غم سے آزاد تھے اکڑے رہتے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ
معلوم ہونے لگے گل بشکل شعلہ ہاے آتش غنچون سے چنگاریان نکالتی ہین شاخون پر بار غم والم شکل کمان
خم نخل پا بگل باد صبا خاک اڑاتی ہی ہر گوشہ چمن سے دردمندی کی آواز آتی ہی کہ کاتصر محل رنج و مصیبت سلے
باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم ہنسنے سے رکے اٹھکر اپنے مقام سے اٹھی کنیزون کو ساتھ لیکر
مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ پاتا تھا ساتھ والیون سے کہتی تھی صاحبو
شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہی اس فکر نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑے کا دیدہ
دلیر ہوا ہے کہ قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام ہی نگوڑے عمرو کا سنا تھا
ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو مرتبہ انپر عیاریان کر چکا اور ہر طرح طرح
کی صورتین بنا کر آتا ہی عیاریان کر جاتا ہی اور رون پر شک کرتے ہین انسے زیادہ بیوقوف کون ہی مگر مکانات
جو گلگون نے کھولے تھے تو ان کے کھٹکنے کی صدا بلند ہوئی تھی عمرو اس اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا
کوئی اس مکان کو کھولیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے سر کو زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہی عمرو نے فرش کو چاک کیا دیکھا زمین مین
ایک دروازہ نصب ہے اسمین بڑا سا قفل لگا ہی خواجہ عمرو سوچے اسمین خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹین خزانہ مین
چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ مارا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپکے پاس
رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آئی اس سے قفل کھولا دروازہ وا کرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی
اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا سیڑھیان تھین ٹٹولتے اترتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیون کے پہونچا دیکھا
ایک دروازہ لگا ہی اسمین بھی قفل آراستہ ہی اسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے سبزہ زار
جا بجا چشمے جھیلین مقام سرسبز و شاداب ہے سامنے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہی بشکل آغوش عاشق وا عمرو
کلیم ادھر سے ہوئے اس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران
و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھے یہان سے
کیونکر نکاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھین اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح
رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب غرائب کے کلیم سر بسر دل مضطر صورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان دل مین
ہنستا تھا کہ نہ قتل مسعود نامدار زیب ہے ہم اس بلا مین مبتلا اسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دہن

آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسے اسکا ملال کبھی ملکہ مہرخ وبہار کو یاد کرتا ہے اپنے خدا سے فریاد کرتا ہے کہ پروردگار اُن سب کو پنجۂ ظلم افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا غم وتو ردتا ہوا گلیم اوڑھے ہوئے کبھی اُس باغ مین جانیکا قصد کرتا ہے کبھی ڈرتا ہے مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کرکے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت ووزیران ابہت نے پوچھا اے شہنشاہ کیا معرکہ گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار طرح کے نابدولت کو درپیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے موقوف ہون جسدن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہے ہر شخص کے یہی زبان پر ہے کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہے طرف شہر نابرسان کے آیا وہان بھی اُس جوان نے جرات دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحراے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہ جبین الماس پوش اُسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا ابلیان طلسم کو درد پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہے سامری نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر یارو سامری جمشید نابدولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہے کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی ہے ارے ازرنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درۂ کوہ مین مخفی ہے مجکو یقین کامل ہے کہ عمرو سے ملگئی ہے ایسا نہو کہ اس حد سے عمرو نکال لیجاے اب ساربان زادے کو بھی تلاش کرکے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریاے خون رواں دیل پریزادان تھا اُسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہے بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجا مگر جو ساحر کہ واقف ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ لیجا سکتے ہین لبس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہے ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال کے شریک ہونے مین بڑا فتور ہے اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہے اے ازرنگ جادو جلد جا وہ فلان درۂ کوہ مین یقین ہے کہ مخفی ہے جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ازرنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر بہ ارادہ تلاش سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑ دیے گئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار شتر دوانہ سمرا

بسم اللہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار پھولونپر نئی طرح کی بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف سبزۂ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان خوش نوا پھول پھول کر ثنا خوان گل بزمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو بر قمری طوق اطاعت بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب گیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبای اخضری دربر سر سبزی و شادابی چمن پر جھوم رہی ہین

نظم

سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک ۔ دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل

قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض ۔ ڈال سے پات تلک پھول ہو یکتا پھل

واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ ۔ آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی ۔ بوقلمون چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جسکے آگے ۔ کارنقاشی مانی ہی دوم وہ اول

تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ ۔ ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے ۔ لوٹے ہی سبزے پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہے ۔ شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین ۔ شاخ مین گاؤ زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حد ایام کے پیش از مدد نامیہ سے ۔ بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دست گلخوردہ و شاخ گل و گلزار بہم ۔ بیہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل

چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپر ۔ غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح ۔ چشم شہمار گلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہے ۔ خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم ۔ پانون رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوشربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤن

چونکہ صبح کا وقت ہر ایک مہ پارہ آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہر کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہر کوئی کسی کو پکارتی ہے
کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب ہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہے
بُوا نرگس اُٹھو آنکھین کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائین سونے نہین دیتی
تڑکے سے اُدھم مچایا ہی شبنم کا جا کر منھ دُھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اُسکو بلا کنیزون مین یہ ہنگامہ ہین
خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا چھوٹے چھوٹے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے
سوتے اُٹھی لُٹیا ہاتھ مین لیکر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل کے نیچے پایجامہ کھولکر بیٹھ گئی جھل جھل
موتنے لگی عمرو نے منھ پھیر لیا جب وہ پیشاب کرکے اُٹھی پایجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش
کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہے
گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اُس نے دیکھا ایک
سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہائے کہکر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا
اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آئے
رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی قد و قامت وہی
کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اسکی مان بھی دیکھے تو نہ پہچانے لیٹا ہاتھ مین لیکر خرامان چلے دو چار
پھول توڑ کر انگیا مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہر کوئی خالی ہے کسی پر نازنین
مہ جبین لوٹ رہی ہر کوئی اُٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہر لُٹیا اُٹھا کے کلی کی گلوری کلے مین رکھلی بعض گھبرا کے اُٹھی
لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو
جلدی غرغرت کرلے چل ملکہ عالم زمین کن بیٹلا ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست
نہین ہوئے تو نے کانون کانون کر کے اور پریشان کیا یہ تو خوب سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت
پر ہون پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے کو دنیا کی یہ جگہ ہی
جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل پڑی ہر اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہر ایک نے کہا بوا
بی گلرو توشے خانہ کی مالک ہین ساری مندرسی نعمین کو ملتی ہر انکی نانی ڈھنڈھو قمرن روز صبح کو ڈوپٹے
پایجامہ لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہر پرانے کپڑے بیچ لاتی ہر دھگڑون کو جا مدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہر اپنی
آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہر بی گلرو بھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوئے
کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال پھینکدیا ہائے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کو مارنے کو
پلنگون سے جوتی اُتاری کسی پر پیک تھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گھبرا ان

اُٹھا اُٹھاکر زنبیل ہین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا ہٹھکر کنگھی چوٹی کی مسی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ملکہ ماران زرین کن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکۂ عالم اُٹھین آکر منھ ہاتھ دہلواؤ چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا دیکھا پردہ ہاے زرلبفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھرا ہے چنگیر دان عطر دان پاندان گلدستے باسی اُٹھاکر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان ہر ایک ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز ہر ایک قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خونخوار نہایت موزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون نظاہر ہین ہم خنجر بران ہین اس اشارے سے کبھی ماہر ہین قد سرو باغ دلجوئی سراپا بین خوبروئی نظم

بر چو نارنج نو شکستہ درخت
دہنش تنگ با شکر و تنگ
ہر طرف کاکل برو خم کردہ
بردہ صد رہرو نندہ پا از راہ
نرگسش دور باش و غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم ذر دی عجبش
لعل او کردہ بر شکر سیری
علمے را کنجد ے نہ خرید
ستنے از نازکی در روانہ فریب
ہمچو رشتہ درون دُر عدن

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سر در آوردہ ابروانش بکار
آرزو بیشش و ہوش گم کردہ
طرہ را سر زدہ بجو نخواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب
خولش در پوست در تنگ صلبی

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ داد گل بارنگ
چون مقابر بہ کعبتین قمار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے ورم ز بیماری
نیم وزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی ز حیات
خال او گو ہزار پردہ درید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ برون ز لطف بدن
ہمچو مے در زجاجۂ حلبے

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کر دن ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے لکھا ہے خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کر دن ہمنکال تو راہ پر آکر ہمسے چھوٹی دیکھیے اس سے کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زرین کن پر نگاہ ہی کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زرین کن

سنبل تیرہ ہر گوہر آبدار درج دہن سے ظاہر ہوتے ہیں دیکھنے والے رشتۂ نگاہ میں موتی پروتے ہیں سینۂ
نارپستان کا ابھار عاشقوں کے سنا ہیں دل کے پار ہوتی ہیں شعر نارپستان کی کیا لکھوں تعریف ؛ یہ تو میوہ
ہے باغ رضوان کا ؛ مگر عمرو نے خیال کرکے دیکھا نصف بارہ دری میں ایک پردہ کھنچا ہوا ہے اُسکے اندر سے
ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہے عمرو نے ایک کنیز سے چپکے سے پوچھا لو اس پردے میں
کیا پردہ ہے اُس نے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیوں ستاتی پھر تو نے نشہ کی باتیں کیں اتنا دن آیا مگر تیرا
نشہ نہیں اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی ہیں نام اسرار جادو سنکر عمرو بن
امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل میں تو یہ ہے کہ ابھی ان دونوں کو مطیع
کردوں مگر یہاں سے کیونکر نکلونگا اے پروردگار میں کس مقام پر ہوں نہ میں زمین کی پہونچا ہوں نا
عمرو یہ دل سے باتیں کر رہا ہے کہ اندر سے آواز آئی ماران زمین کن سو کے اٹھی یا نہیں یہ سنتے ہی
ماران زمین کن حاضر حاضر کہکر اٹھی طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اٹھا کر دیکھا ایک
ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت جھریاں پڑی ہوئیں کمر میں خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسی کا عارضہ
مگر طشت سونے کا سامنے رکھا ہے کھر کھر کھانس رہی ہے طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا
دانشکاری سحر کی ہویدا عمرو پردے کے باہر سب سے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہے پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہے ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلاکر گلے سے لگایا چٹر چٹر بلائیں لیں منہ جو کھولا دُھنواں نکلنے لگا کہا بیٹا تمہیں تو آٹھ پہر
کھیل کود سے کام ہے کچھ خیال ہے کہ کونسا زمانہ ہے زمانۂ قتل طلسم کشا قریب ہے جو اس ہنگامہ میں بچ جائے
وہ بڑا خوش نصیب ہے سامری جمشید کے احکام میں فرق آیا چاہتا ہے دیکھیں فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہے
اس زمانہ میں آٹھ پہر ہوشیار رہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف کرو جب سے اٹھی ہوں دل کا عجیب عالم ہے
قلب پر ہجوم غم ہے صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار باغی تمہارے باغ میں آیا ہے اسی جلسہ میں ہے میرے
پیروں نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف پیری کا ہے تم نام خدا جوان ہو بزرگوں کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ
گنبد نور کی سالک ہو بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہیں پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب
ولازم ہے اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائیں کل ساکنان طلسم بار مصیبت اٹھائیں مگر سامری
جمشید ایسا نہ کریں مذہب بڑی چیز ہے جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہے اب جاکر باغ میں
تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزوں میں ڈھونڈھو خبردار خبردار غافل نہیں ہوشیار رہنا عمرو عیار بلائے
روزگار ہے تمنے بی بی نہیں سنا ساحر مشمش خداوند ساحران تھا دریائے قلزم میں عمرو نے اسکو

جاکر بارادم بھرمین بڑے بڑون کی آبرو شادی حقیقت مین یہ ساربان زادہ نہنگ بحر عیاری ہنربر
دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاؤن وارث تحفہ جات سامری ہو
سحر مین یکتا ہے عالم بچپن کی باتین چھوڑ دو عمرو کی فکر سے منھ نہ موڑ دو رات کو گھڑی بھر میرے پاس بٹھاکر
پوچھیان بزرگون کی پڑھو یاران زرین کمن سر جھکائے کھڑی تمام باتین سنتی ہی منھ پھیر کے ہنستی
جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہوگیا ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلے پردے کے
باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی یاران زرین کمن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی
مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پا تک
بلائین لین تری حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا اے
گلرو آج تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اُسیکا سرور
باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ غصہ تھا بیٹا
نہا ڈالو کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو
دونون وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یا نہ کہین
عمرو نے کہا ملکۂ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور رہی منھ زور رہی بین اپنا زیور اُتار کے رکھ آؤن آج تک
گہنے مین جو جان جائے ایسا نہو گلا گھونٹ جائے میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین
مین ہول کھاتی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سوائے آپکے کوئی نہین ہی مان مرچکی بڑھیا نانی کو
دمہ کا عارضہ ہی رات کو بھی کھانسی اُٹھتی تھی جب اُٹھ کے بیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب بہلان
ٹھہری صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کرم ھائی چڑھو ادیجیے سب کے پہلے
مین گولہ اُٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین
لگیگا داری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا اسباب داری اُٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے
چور کو سزا دینا بہتر ہے اور رواری آج صبح کو ایک معاملہ مین نے دیکھا تھا مین صاف صاف کہہ دون جب
مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس بتونکا انبار ہی وہ خود بخود ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی
بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہہ دیا داری آنکھین پھوٹین جو مین نے کبھی کسی کی چیز اُٹھائی یا جھوٹی قسم
کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس
کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سنکھیا جاننا حضور مجکو بہت بہت نانی امان نے تانس دیا ہی کہتی تھین بٹیا چور کا کوئی

شریک نہین ہوتا اِن بھولی باتون پر ماران زرین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چور
اُچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہے
ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل بعد برق و رعد جادو برق
خو شنحو صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیراعظم باغبان قدرت و صاحب
ناز و ادا ملکہ سرخ موے کا کلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنا
شریک کرلیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہی طلسم کے برباد ہونیکا شہنشاہ کو
بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین ہین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو یہی مجکو سلے
بٹھا کر تی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کر دین لو بی بی عدو برق عمرو کی
شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جاکر ملگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جلنے جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے
بیٹھے ایک یہ بھی اپچ ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم
ہین سو وہ بھی جب شریک ہو جائین خود راستہ ہمارے باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ
خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کسی کا گذر ممکن نہین
ہے اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر یہین رہجاے بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو بیٹھو اپنے
کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہی گانا سنینگے یہ باتین سُنکر
خواجہ عمرو کو تو اطمینان ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہے رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی
شکل بنکر اُس ڈھڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم نہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے پکارا بیٹا
ماران زرین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہون ہمارے باغ مین
کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپکا حکم بجالائی اسرار جادو نے پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف
سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہے تمکو
بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیز دن مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زرین کن نے ہنسکر
الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تا ل رہا ہے
پہلے چل کے اسی کو لو یہ سوچکر کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی
عمرو حاضر حاضر کہکے پردے کے قریب آیا پردہ اُٹھایا اسرار جادو نے سر اُٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی سراپا کو بھی بھالے
بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہے اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن اور کمر مین اسرار جادو کے

اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا
کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہے ہوش اُڑ گئے ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے
برقی بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی
قصد ہوا کہ بھاگون جان بچاکر نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہے کوشش بیکار ہے یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ
پہلو سے دیوار شق ہوئی نعرہ ہوا منم ماکہ اسرار جادو او ساربان زادے مجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور وصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آگئی ہے قصد کیا پلٹ کے خنجر
ماردون اسرار جادو نے ایک دانہ تہتڑ زمین پر مارا شعلۂ آتش کا بھڑک کر عمرو پر گرا رنگت روغن اُڑ گیا زمین نے
پانون تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے
آواز دی لی صاحبزادی صاحب یہان آؤ ہماری باتون کو بادہوائی سمجھا سکو سودا اٹھا آگے دیکھو عمرو
کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع انیسون اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی
ایک شخص عجیب الخلقت دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہے تھرتھر کانپ رہا ہے سراپا اسکا یہ ہے
ناریل سا سر کلچھے سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ ٹلے کا
اوپر کا منہ تین گز کا کنیزین آہ اوہ کرکے بھاگین کہتی ہوئی ہے ہے واری یہ کیا بلا ہے یہ جل مانس ہے یا بن مانس
یا مرچیا جن مشٹنڈا دیو کی بھتنی ٹھیک ہے بعضی کہہ رہی ہے میری جان گئی کلیجے گر پڑی کوئی بولی بوا شمشاد
مجھے سنبھالے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران
زمین کن تھرتھر کانپی ہوش وحواس اُڑ گئے اسرار جادو نے کہا بی بی ہمنے یہ جونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا
ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنانا گلگون نازک چشم تم
بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موئے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا
جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین آئین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ملکہ اسرار جادو
تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہزارہا ساحران
غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے ان عہد ذلیل کے
معرکے پڑے حرامزادونکو کتے کی موت مارا انہیں واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر تیرا انتظام میرے واسطے کسی نے نہین کیا جسوقت
مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب
سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہے چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون نفسہ خدمت حاصل
کردون مین عیاری مین کامل تم سحر وساحری مین عاقل بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ
لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا و طلسم نورافشان و بیابان گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑ لے
اگر سب کو مارکر آپکی عملداری نہ کرادون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے چھپا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار جادو
یہ باتین سنکے قہقہہ مارکر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تو تمھارے افراسیاب جادو
قبول کریگا یا مرشدزادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا ہوش مین آئیے
قضا تمھاری قریب ہے سخت بدنصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوشربا برباد ہی سے
بچ گیا بلکہ بہی سامری نامے کو پڑھا ہے اُسمین صاف یہی لکھا ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے عمرو
قاتل ساحران ہے مکر و غدر اُسکا عالم پر عیان ہے مگر قضا تمھاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم اب
تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے مذہب کو برا کہدونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو
کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہے پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات
مذہب ہے صاف صاف مطلب ہے اے اسرار جادو تو ہر بات کو میری لگ جاتی ہے حقیقت مین کبھی تم لوگون کے
شریک نہونگا لعنت کس کی جادوگرد کو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ اُسکے فیض سے
کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر
صاحب عقل و شعور ہے تو قدمون کو بادولت کے بوسہ دے اسلام اختیار کی نیت کر [illegible]
تیسرے وہ بھی ساحر تھے کتنے تھے زرنگ جادو تو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش
برق لیش او شاشیدم و ترائش بتا کر روانہ کیا ہے وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھتا ہے ساتھ والے اسکے
بہ مقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مسافرون کو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر
و سکنات مین شریک ہے اعلان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ
فرمایا کہ مجکو مجمع عام مین پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آ پہونچا رومال سے ہاتھ باندھ لے چلکر
منھ دکھاتا ہے اُنخیاب کے گرد سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی
تمھارا مذہب ہی نا ہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا
پروردگار مطلق ہے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہے بلکہ افراسیاب کی
مگر کچھ سوچ سمجھ کے کب مانتی ہے جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچارون پر
بچ جاؤ گے تو دن حیات جل کر خاک ہوا گئی سو بیچارون کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑتی پنجہ

لپٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو نجر بین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنیوالے کا خوف سما رہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بوا میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمھارے باغ مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا سب ہنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہے کہ دل بیقرار ہو جاتا ہے اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہے اسکے واسطے تو یہ جلاد ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا انہین معلوم کسنے وہ مقام بتادیا کہ یہان آپہونچا ماران زرین کن نے کہا بوا سویرے ہی اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمھارے باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہوا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب منگائی یہ ظالم خود دیکھ کر دوڑا جاکر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے تو مار لیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی تقریر مین طرار فرار ہے اتنا تو ضرور اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہی ہر ساحر کا برا انجام ہی نانی امان مصاحب سامری کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب دے سکین دنگ ہو گئین زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اس ظالم کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری جمشید خبر کرے دیکھیے [illegible] کیا ہوتا ہی چہار طرف طلسم مین غدر ہی یہ تو میرا بھی قول ہی کہ طلسم کا بچنا دشوار ہین لکن لھر لھر کا نہی ہوش و حواس اڑ گئے افسر [illegible] جان بی ہنسے کیا چپکے چپکے باتین کرتی ہو مین سمجھ گئی ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنا ہی رائے پر رہو جو ہم کرین وہ بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موے موئے ہی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین [illegible] ری جانب سے عرض کرنا جس جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اُسمین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کو بھی ساتھ لیتی آؤ گی تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گذری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہزار اگر عمرو کو قتل کیا غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے ہے وہ سب پیش معرکہ ہے حرامزادو کو کتے کی موت مارا جنہم رسل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے نہین کیا دل کا اختیار ہے مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ اٹھا لیا اسی راہ سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل شکست ہی چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون نفشر خدمتگزاری کا جانور ہی کردن مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل ہو جب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانا کان ناک کبھی بچ

ایک نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا دھگڑا ہے
او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بناکر بیہوش کر گیا تھا اُسکی صورت اصلی یہ ہے
جاکر باغ مین ملکہ باران زرین کمن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا
اُنکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا تازہ تو صاحب سامری ہین فن سحر و ساحری مین معمور صاحب عقل و شعور انے کو
غائب کرکے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے
قید اُسکی باغ سیب مین پہونچا دینگے چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم
تخت پر سوار ہوئین قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستے مین چھوڑ و

دو کلمہ داستان زرنگ جادو کہ افراسیاب نے براے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنیے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بخوف افراسیاب
خانہ خراب ایک درہ کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر
مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی او خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا
اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا مجکو تا بہ لشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کہکے مجکو پکارون اس راہ سے
بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوے
گرفتار دام رنج و آلام ہوے اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچہ آرزو کھلتا سمنکال
درہ کوہ مین بقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت کر رہی ہے بعد عرصہ دراز
درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تبلاش
سمنکال جادو پتہ نشان بتاکر روانہ کیا ہی وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے
صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرون کو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر
لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ
جادو کی نگاہ پڑی پہچانا دہن سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھ لے چلکر
قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی
جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا
چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہی بلکہ افراسیاب کی
ندیم ہی ایسی بلوے کو کب مانتی ہی جب گولہ مارا وس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلانے برق چمکائی ان بیچاؤن پر
بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیچاؤن کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ

کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون ٹانگین پاؤ کر چیر ڈالا جادوگردن پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریائے آتش پیدا کیا ساحر مثل ہیمہ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامہ سحر و ساحری گرم ہوا **نظم**

سمنکال جادو لڑی اسطرح	تڑپتی ہو برق تندا جس طرح	گیا سحر جب بیدرد بے دم ہوا
قیامت کا میدان مین عالم ہوا	زرنگ سیہ رو تب تنگ آ گیا	سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف	ہوا خون کا دریا روان ہر طرف	سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
وہ تھی سحر جرأت کی گویا نہنگ	کیا وار جب اُسنے نادار کا	سمنکال جادو نے رد کر دیا
لیا ایک گولہ بصد شد و مد	پکارو کے خالق مری کر مدد	تو ستار ہے اور غفار ہے
کنیز سیہ رو گنہگار ہے	تنے لطف کی ہو نہین امیدوار	گرا جب کو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کیے آہ تڑپا چھیٹ کے زرنگ نابکار پر بار اُسنے لاکھ کلوا کھیر دن یا سنگھ کو پکارا کچھ نہ ہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا جنگل مین اندھیر اٹھ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو لبود رفسون جان داویم دمطلب خود نرسیدیم ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا پنجہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزار دن کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر لڑ بھڑ کر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضاے کار اسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی لیکایک کان مین آواز ہاو ہو کی پہونچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اسی صدا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی پے در پے جادوگردن کے مرنے کی آواز آتی ہے خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہے کنیزدن نے عرض کی دارہی اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کا ہر بوٹا پتا آسیب ہے مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپسمین ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرانا ضرور ہے یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزدن نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہے تعاقب فراریونکا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چمکی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے جاہل ہین

انھون نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزاے معقول دونگی چٹیا پکڑکر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہی ہم مطیع الاسلام ہو چکی
افراسیاب دشمن ہی وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہی مگر کیا کرسکتا ہی ہمارا مالک پروردگار ہی یہ سنکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہی ہم تو ہین یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع
کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھا دل بیقرار
ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہی آپ کو رہا کرتی ہی آپ کیونکر گرفتار
ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی اے سمنکال فلک برسر گردش ہی افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی
کاوش ہی مگر اے سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہی تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین
جس طرح بنے گا تجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو کھڑے
کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہی کہ خواجہ کو چھڑا دون لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچی گلگون
نازک چشم کے ساتھ چارسو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہی
مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہی بادہ اطاعت عمرو سے مست ہی زخم کھاتی جاتی ہی مگر گھسی جاتی ہی گلگون
تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہی مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہی اہالیان فوج زرد رنگ تبدیل
ہو چکے ہین گلگون کے للکارنے سے پھر کتے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہی کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر
پر ساحر گرتا ہی بیحیا اُن کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے اور سمنکال سے
مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او سمنکال یہ
طائر سحر سامری ہی اسمین افسونگری بھری ہی ہوش اُڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہنچیگا
بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا اگرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا ہیہات ہیہات کہکر للکارنے لگا سمنکال
پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اُڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ
اور مار یگا تو پا بگل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی
اے طائر سامری تیرا بھوکا ہے خون پینے کا تجکو روگ ہے طائر کند ہے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون
پینے لگا خون پیکر مثل کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اٹھا کر چہرۂ زیباے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا اے دلاور سامری خوراک پائی شکم سیر ہے اب کام کرنے مین کیا دیر ہے
طائر کند ہے تولکر اڑا سر پر گلگون نازک چشم کے آیا چکارا مارا تھرا کر سر پر گلگون کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ
ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہوکر ٹھہر گئی زبان بند ہوئی سمنکال نے گولہ اٹھا کر مارا

سینہ کو توڑ کر نکل گیا گلگون نازک جشم تھرا کر گری جہنم واصل ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام من گلگون نازک جشم ہو یا ب کنیزیں گھبرائیں نفس کش عمرو ہاتھ میں لیا بیتاب بیقرار ہو کر بھاگیں اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہے کہ نفس عمرو چھین لوں اب کنیزیں تو بھاگی جاتی ہیں سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہے اپنی جان مشاق ہے کہ جس طرح بنے نفس عمرو چھین لوں مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زرین کمر ملاحظہ ناظرین ہوں کہ یہ نانی نواسی دونوں بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپس میں باتیں کر رہی ہیں ذکر قتل اسد غازی درپیش ہے اسرار جادو نے کہا اے صاحب افسوں من اے ماران زرین کمر قید عمرو تو میں نے روانہ کی مگر راز سحر خبر دیتا ہے کہ کچھ افتاد پڑے گی گلگون نازک جشم ابھی کمسن ہے اپنے کمال پر مطمئن ہے اے نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر دیکھو کیا معرکہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے بیر بیر الجھ رہی تدبیر بتاتا ہے ماران زرین کمر نے کہا نانی اماں آج تمھیں صبح سے انھیں جھگڑوں کا خیال ہے اب عمرو موا مونڈی کاٹا لنگوڑا گرفتار ہوا گلگون نازک جشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہے دم بھر میں وہ واپس آئیگی خبر معقول سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے اسرار جادو نے کہا اے نور نظر یہ وقت غفلت نہیں ہے ساحران طلسم کی جان پر بنی ہے حقیقت میں عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت میں سب کام خراب کیا تمھارے بزرگوں کے بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام میں پشیمان ہو میں شب قتل اسد پہلوے افراسیاب میں ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہو ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جائے طلسم کے انتظام میں فرق آئے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہے فلک کیا گردش دکھاتا ہے عمرو نے مقدمۂ مذہب میں ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہے صاف تو یہ ہے کہ مثل آئینہ روشن ہے کبھی انجام کا خیال ہے کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہے ماران زرین کمر چونکہ ابھی نوجوان ہے ان باتوں پر ہنستی ہے اسرار جادو کی باتوں پر آوازے کستی ہے یکایک میں تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر نمایاں ہوے آثار رنج و ملال عیاں ہوئے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک جشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اُسکا گل حیات تھا دیکھا خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اُسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا بادخزاں کا چلا عین بہار میں صرصر رنج والم چلی شاخ تمنائے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زرین کمر کے بھی ہوش پراگندہ ہوئے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی واقف ہے اسباب سحر لیکر مثل شعلۂ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بیٹا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زرین کمر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب میں گئی ہو جا دو گھنیان

ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون
نازک خشیم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہے قصد ہے قفس عمرو چھین لون یا جان دون عمرو قفس مین سے
کہہ رہا ہے کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلی پروردگار میرا حافظ ہے اگر حیات باقی ہے چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار
جادو نے قید کرکے بھیجا ہے وہ بلاے روزگار ہے بڑی مکار و غدار ہے سمنکال جادو کہتی ہے خواجہ اگر تمکو نہ
چھڑایا تو کیا کام کیا ملکہ اپنے کو بدنام کیا ماہرخ و بہار کو کیا منھ دکھاؤنگی آپکے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہے
انجام کے سحر کر رہی ہے دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہے چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا شاباش او سمنکال
جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا بھی خوف نہ آیا ہم ملکہ اسرار جادو ہین عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین
ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہے ملک الموت کا سامنا ہے مگر سمنکال کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزارون ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی
ہوئی ہے لہو سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہے اب اسرار جادو کو دیکھ کر رنگ زرد متغیر ہوا طائر ہوش و حواس اڑا حواس خمسہ مین خلل
آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے رد کا شانہ نشانہ
ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہے زخم شانے کا باندھون اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو ہتڑ زمین پر مارا
موے سر کھولے ہوے اف اف کرتی ہوئی بڑھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری پانی نہ مانگا
دل درد مند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا قفس عمرو و کنیزون سے طلب کیا آسمان
پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس تک دریاے خون بہا ہے
پھر اتھرا رہا ہے لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے گھبرا گئی پوچھا نانی اماں یہ ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو
نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی اماں
آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو
نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمہ مین بڑی فکر ہے ہر وقت دل
کو دو منزل سے یہی ذکر ہے چلو اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے
تدبیر معقول تو یہ ہے کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف
کریگا روز سیاہ کا سامنا ہے وقت بہت قریب آگیا ہے بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے
انکا بڑا مرتبہ ہے میرا اسی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعرا کے جلسے مین شریک ہوئی جناب شیخ
امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا احاطہ زبان اردو کا باندھ گیا اسکے ہمچشم خواجہ حیدر علی آتش نے
کیا زبان روز مرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل
انکی قافیہ ہاے مہمل مین باداے معنی کھٹکا سٹکا مگر کس لطف سے اسکو نظم فرمایا ہے بی بی تم نوجوان ہو

اس غزل کو یاد کرو غزل آتش

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہماری بھی یار پہلو مین
جیسے کہ راہ ہوئی اسسے خوب ہی بھٹکا
طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چھپر کھٹ کو بنے وہ نازنین جو کھلائے
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جا نکا کھٹکا
کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے ماران زمین گن کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمر و لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہے اپنے وزیر سرما، برف انداز و ابرق کوہ شگاف سے کہا ہے کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی عین وقت پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگزارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہرکہ و مہ حاضر ہو سرما سے یہ باتین کرتا جاتا ہے عیش و عشرت کا سامان مہیا ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہر و گانے والیان خوش گلو سرما نے عرض کی کہ چند ساعت راگ رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین مہرین سب پر ہو جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہے ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر گوارہ ہے یہ ہلال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اے قمر
بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہین
فلک کے یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہے تارہ تیرے کا حال نہین
ریاض حسن کے میوہ نہین یہ لطافت ہے
لگے تمھارے عناصر مین اعتدال نہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین یہ گال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑا اور سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہے ہر مہینے مین
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص بہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا

اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب
تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین
ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہے ہم سے
ان آنکھون سے لگکر قدم دیکھتے ہین
جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین ہستی انھین کو ہوا ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین

افراسیاب نشہ مین مست عشرت لین ہم یہان سن رہا ہے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و ماران زمین گن قفس خواجہ عمر و و ملکہ

سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین
دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ مقام افسوس ہے زمانہ قتل
طلسم کشا کا اسقدر قریب ہے آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت عیش و راحت کا نہین ہے ملکہ سمنکال جادو
مسلمان ہوئین زرنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہونچتی عمرو کو چھوڑا
لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا اے ملکہ اسرار تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر گلگون
کو بچایا تھا وہان سے بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپکے اقبال سے مین نے اسی وقت لی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا یا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا قصد کیا آپکے اقبال سے
میرا کیا کر سکتا ہے مین نے اسکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ کی راہ مین ہی سمنکال نے اسکو مارا اس کے
مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار
حاضر ہین سرکار کو اختیار ہے مگر مناسب و انسب یہ ہے کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہے میعاد قتل سہ مین کی دن
باقی ہین مین نے اگر آپ کو عیش و راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے گیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو
قتل کیجیے اب بس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہے تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہے اب عیش و راحت کو ترک فرمایئے امورات
مالی و ملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی ہوگا ابھی مشہور کرو سرحد باغ
سیب مین مشتہر ہو جائے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار جادو نے دہل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا
سر ماہ برف انداز و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ
اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا اے اسرار
جادو تیرا سمجھانا درست ہے مگر لونڈیان غلام ما بدولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ ما بدولت کے مقابلہ
مین آئین حسبدل قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا اے شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جستن ؛ بخون خویش باشد دست شستن ؛ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہے مگر دوسرے مقام پر سعدی
صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ؛ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ؛ آپنے کیون
انکو حقیر جانا چشمہ بڑھکر دریا ہو گیا اب شناوری دشوار ہے بحر مواج و زخار ہے موجہاے بلا کی طغیانی ہے کشتی حیات
طوفانی ہے تو کیا عجب ہے اب تک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک
عمرو مارا گیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہے یہ ذکر تھا کہ لیلاے شب نے
زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاند ٹیکی لگائی

لباس نور آگین جسم پر آراستہ کرکے مجلہ چرخ برین کا منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی ؛ گشت در
زیر خاک زندانی ؛ شعر ظلمت شب کہ مشک خام بود ؛ بہر آسائش تمام بود ؛ افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو
ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماران زمین کن کرسیہاے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب
جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام احتیاط پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اُٹھایا سر زنجیر سمنکال
جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے
آراستگی باغ کا حکم دیا اول میان روشن علیخان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

نیل پانی کے وہ چرھتے تھے گلاس ؛ جن سے شرماے ساغر الماس
یا کلس عرش کے اُتارے تھے ؛ فلک انجمن کے تارے تھے

ایک جانب آئینے قد آدم بے تکلف تمام آراستہ جو شمین صورت
دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا ؛ بے تکلف دل سکندر تھا
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے ؛ جو کٹھے سنگ کوہ طور کے تھے
روز دیوار گیر یون یہ بہار ؛ کہیے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پر گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے مونیا موگ
چمپا چنبیلی جوہی ہونیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا الیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت
ہو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہاے طولانی ہر نخل
لالہ انی لگھاے خوشبودار سے مملو خرامان جا بجا نازنینان خوشرو سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکونسے ہوا کے غنچے چٹک
رہے ہین بہار اس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے نظر نازنینان حسین و
مہ جبین بہاری پاجامے آنچل پلو کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر
عاشق بیتاب انکھڑیان نشہ مین اپنے حسن بے مثال پر مغرور اسرار جادو کے منھ سے نکلا اے شہنشاہ فرخندہ بخت ایسا
باغ پر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ ؛ جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چار دن چمن پہونچے صدقے ؛ آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ ؛ سرو شمشاد برائے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی ؛ بوٹے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا ؛ جب نسیم آتی ہے ملجاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا ؛ روح کو چال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہو نسرین بہار
بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب

نکہت سنبل تر کرتی ہو مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہو گلاب

صحبت بادہ پرستان کا ہو نقشہ گل مین
شاخ ساقی ہو سبو غنچہ ہو گل جام شراب

بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش
بار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہو خطاب

باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہو بوے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب

چارسو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب

جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق
جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

جنبہ لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی
جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا دہ حباب

وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی
پانی پانی ہو جسے دیکھکے موتی کی بھی آب

وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان ہین
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب

برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف
بارہ برجون مین نہین چرخ کی اک اسکا جواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا
ایک اک حور ارم جنکی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سر پر جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہورہی ہو صفت مین افراسیاب کی مسکراکر زبان کھولی گل کلام دربرگ افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کا پُر بہار ہو بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہو پرستان کی پریون کا میلہ ہو افراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہان آراے ماران زمین کن پر پڑی جواب پاکر اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل خلد منزل کا اور ہی عالم ہو غنچۂ خاطر بادولت کھلا ہو تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہو یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغہ گردش بجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہو رنگ بندھا ہوا ہو زلف سنبل شب کمر سے گذر چکی ہو مگر نو گرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی ہنر والا گہر خواجہ عمرو کمرے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے ہو گے صبح کو دم خنجر پہ گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین

مفلسی انگیز ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو سمنکال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی
بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی
اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہے
بیقرار مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانیکا
خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی بڑے بڑے
بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوش ربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین
اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید ملنا دشوار ہوا
ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان بنگالہ و کانرودیس اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکر کشی کر کے آئے
یہان سے وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و
دخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جا کر لڑے آخر ساحران کانردیس مقابلہ نہ کر سکے ٹوک دم
بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین و مال خزانہ لوٹ لیا اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جا کر خاص
کانردیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادوگرنیا
کہ یہ منظر بد صورت بد سیر یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے اے عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت کرے اتنے بڑے بادشاہ کے
منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو
نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ تڑپ کر رو دیا کہا اے ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا
اس جوش مین چلا آیا کہ ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مار ڈالونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا
لیجاؤنگا طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہو گئین مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھا کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا وہ لوگ تو پرانے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا بخشوالین گے مجھ بیچارے غریب کی مفت
مین جان گئی اے ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات
دوپہر گذر چکی جون جون رات کٹتی ہی کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیال منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی ؛ میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورو ان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی انکی
سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی امید نہین بلکہ
اسوقت زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی مین نے دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین
اہل و عیال داہو کو سب طرح کی فکر ضرور ہی صاف کہون اتنی چار پیسے کا عذر ہی کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی مین

آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب
جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی خواجہ ہمسے کوئی
بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین چھڑا دینگے ہین افراسیاب جادو
کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت کی کسکا منھ ہے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے
لیتے ہین میرے حسن وجمال پر جان دیتے ہین میری باتین ادا اٹھلا کے چلنا ذرا ہٹ پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین
مین تجکو گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون عمرو نے کہا
اے ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف
کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ
قید ہوتے ہین مجھ ہی کمبخت کو لینا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سی بیسر و سامان
ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا ای گلرنگ تمکو اپنی صورت کی قدر نہین
ہے اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مستی کی لگا لیا کرو بٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھل جائے
انکھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپنے فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہے ایک تاج لقا کا
مدت سے میرے پاس رکھا ہے ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آپ دعا تمسے لو سارا
نہ لیسکو گی گھبرا جاؤ گی گلرنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب یا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولھے کے نیچے بڑی ہنڈیا مین
رکھکے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا اب تمھارے ساتھ معاملہ
کرونگا میرے ہاتھ کھول دیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر
چڑھ کے حمزہ گئے مین نے وہان کے بادشاہ کا تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین
عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا
ایک تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہے پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہوگے وہی کرینگے جو چیز لینگے
تمھاری خوشی سے لینگے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے سحر اُتارا خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے
سنبھلکے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ یہ غزل تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے سنو
اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
ملکہ گلرنگ کو سُنائی

غزل

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی	آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی

مرض عشق مین پھٹکا نہ مرے پاس کوئی ۔ کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہے ظلمات مین پھنس کر کوئی ۔ میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہے کیون یاس نسیم وصلت ۔ سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون اے نور ۔ خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لایا تھا دل اس کو جہ مین اد ریانون گئے ۔ ہے ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر ۔ تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہے سو ہوے فتنے بیدار ۔ ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلا ہے جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو ۔ باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہے ذرا مجھ سے نہ پوچھے طوفان ۔ مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گائے ہو لبراب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرینگے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہے وہ ہمارا ہے جو ہمارا ہے وہ تمھارا ہے گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حور وشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظۂ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہے جلوہ نما اک کوٹھی ۔ زیب اور زینت زمین تاج فلک عرش قباب
وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی ۔ سجدہ کرنے لگین دیکھین جو درون کی محراب
یہ تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی ۔ ایسے سامان نظر آے نہ ایسے اسباب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے ۔ فرش اسکا شرف چادر عکس مہتاب
دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین ۔ خوشنما ایسی چھتین جنسے ہے پردونکو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول ۔ آئینہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب
نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین ۔ دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہر ایک حور وش کی زبان پر بصد ناز و ادا یہ جاری ہے خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست انکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریاے قہار و زخار سمندر بھرے مدہ بنکھیان بڑے بڑے جہاز دھنوئین کشتی بادی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اسپر لدے ہین جا بجا اسباب نادر

کا انبار روشنی بیشمار کہین قلعہ لٹ رہا ہی صداے فریاد والغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے
ہزار ہا مزدور ٹوکریان سرون پر اینٹ سونٹا ہاتھ مین کام لے رہا ہی ذرا مزدور رکا چوتڑون پر دھڑاکے سے سونٹا پڑا
جہاز سے مال اُتر رہا ہی صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے
کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گرز و سکہ ہی ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین یا یہ تاج
لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بد عہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی
تمھاری اُٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر دھکا دیا گلرنگ
زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا گرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر
گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی چلائی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک غرقی باندھی ٹوکری مٹی کی
سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رُکی ایک دھول ایک تھپیڑی گلرنگ کو سحر بالکل فراموش حیرت
کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا حقیر نے لکھا ہی کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا زنبیل مین
خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت ملا طہیر فاریابی کے یہ زنبیل عطیہ حضرت آدم ہی یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہی جب
خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون
اسیطرح رسی سے باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو مین ملکہ ماران زرین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرۂ بے نظیر
کو دیکھ رہا ہی مگر بلکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہ رہی ہی اے شہنشاہ اب رات کم باقی ہی یہ صبح قتل عمرو کی ہی سامری
و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جاے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا
حوصلہ پست ہوا شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ
و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بمحبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپکی
اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر گران لیکر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کرکے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ
عمرو قتل ہو جاے افراسیاب کہتا ہی اے اسرار جادو تجکو سودا ہی خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک
تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو اختیار رہے
اتنا تردد بیکار ہے یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا کنیزون سے پلٹ
کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت اسرار جادو و ماران زرین کن کا مہیا ہے
ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین میخانہ کا انتظام کردون چونکہ اسرار جادو نے

ڈرا ہی فکر ہی کہ اسکے سامنے بھی نجاؤن الگ الگ اپنا کام کرون یہ کہکر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو
کرسی پر بیٹھا ہی گلابیان بھیج رہا ہی عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ
گلرنگ خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہین بادشاہون
کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تصرفی علیحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے
محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمھارے کیا جدائی
ہے بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مرد ہرجائی ہی آج بی ماران زبین کن پر زہر اگل رہی
ہین انکی بانہی کی فکر ہے یہ افراسیاب سے ضرور زک اٹھائیگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر موذی کا سر کچلا جائیگا یہ
سنکر داروغہ صاحب کرسی سے اٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آئیے آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہے
یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بھون پر پکار پکار کر
تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر
نہ آئے اب عمرو نے پتلے شراب کے بیرون باغ سیب الالیان افراسیاب کو بھجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ
کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے
دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جفا سے تم سین عمرو کہتا جاتا ہے کہ میان صاحب لیجیے آج ہمارا
اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال
کی ہی باہر لشکر مین مے کشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو
قید ہی اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زبین کن
نشہ مین چور افراسیاب محو سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابدکش زاہد فریب ماران
زبین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہے مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زبین کن کا چہرہ سرخ دونون
زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیچدار بے اختیار افراسیاب
صفت گیسوے مشکین مین یہ اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہاے زلف — شانے کی ہی زبان پہ ہوا ماجرای زلف
ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا — موے کمر دوتا ہوا گر جھونک کھاے زلف
سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا — چلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہوای زلف
شانے کی جا انھین دل صد چاک دیجیے — وہ پیچ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کھائے زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو — غش مین جو وہ پڑی ہین آکر سونگھائے زلف

دیگر

موسیٰ سے چل کے کیجیے طول کلام زلف　　ہو جائے آج وادیٔ ایمن میں شام زلف
کیوں آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر میں　　کاٹا نہ تیغ ناز سے تمنے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولیں گے　　قرطاس صبح حشر پہ لکھیں گے نام زلف
ہوں محو زلف پیچ کی باتیں نہ کیجیے　　بیٹھے بہت نہ رشتۂ طول کلام زلف
زلفوں کو منھ پہ رکھکے وہ دلبستہ سو گئی　　آب گہر میں گھولتے ہیں خشک فام زلف

ماران زرین کمن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہا شہنشاہ مجھے یہ تیور اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب رنگ محفل دگرگوں ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہونچی جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جا بجا جادوگر و جادوگرنیاں نشہ کے جوش میں بدحواس پھرنے لگیں کوئی کنج باغ میں جا کر گری کوئی جوش میں آکر چشمہ میں پھاند پڑی کوئی آنکھوں کی اندھی کنوئیں میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پراگندہ ساز زمین بدحواس خواجہ عمرو دریچانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہیں کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کرکے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھرا تا ہے کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکلنا ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قید خانہ میں آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھول دیکھا قفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب میرے گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیوں ری سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو میں تمھاری سفارش کروں شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کر دوں سمنکال نے جواب دیا کہ اے گلرنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے میں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت نکر نہ مجکو بھٹکا۔ چھوکری جا نہ مجکو سمجھا میں عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت میں پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گلرنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال شل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز کو خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے لیکر نکلسکوں جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر میں انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہے میری یہ حقیقت نہیں ہے ای خواجہ حقیقت میں تمنے بڑا کار نمایاں کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہوا

نکلنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہے عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہے اگر نہ نکل سکونگا تو آج بلاغ سیف مین
خون کے دریا بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اُسکو
بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہہ دیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب واثق ہی مطیع الاسلام
ہی ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح مسلسل کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب
بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب
بیہوش اب اندر سے باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسیکی لباس
نہ اُتارا مال و اسباب بھی نہ اُٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو ماردن یہ بڑی ساحرہ زبردست
ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے آج اسکے امیرون وزیرون
کو قتل کرو جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے کوئی سامان نکلنے کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی
قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہرچند کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار
جادو کے جاتا ہی گھبرا کر پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار
جادو پر ہاتھ نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی
دلسے کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بباغ دین ز نکہتش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ میر فرش
کی ٹھوکر لگی عمرو گرا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان جادو استاد
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گردمین اُٹھا ہوا پسینہ پسینہ رنگت زرد متغیر متردد متفکر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا اے
شہنشاہ اوج عیاری و اے گل گلدستۂ حدیقۂ طراری ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی
اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اس بھید سے آپ بیخبر ہین حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین نسبت اسرار جادو
و ماران زمین کن تحریر ہے کہ حضور مطیع کرینگے یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد
قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر یہ قتل ہو جاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہو سکتی مسبب الاسباب
نے سامان مہیا کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہو کر آیا اپنے کو آپ تک پہونچایا ہر کس
و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر دلپذیر اسرار جادو کے دل مین
تاثیر کر چکی ہی فقط نمائش کی دیر ہی اور سب طرح خیر ہے عمرو نے سر جھکا لیا کہا ای نور افشان بڑا کام کیا بخدا الحکمہ

بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نورافشان ایک سر ہزار سودے نورافشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نورافشان جادو نے اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو ملکہ ماران مین کن کو گود مین اُٹھا کر بارہ دری سی باہر نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نورافشان کو دیکھا عمرو کو رہا پایا ہوش اڑ گئے کہا ای نورافشان یہ کیا بھید ہے نورافشان نے کہا ای ملکہ اسرار جادو اقوال کا بتان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو دیکھا مذہب سامری جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہے عمر دو روزہ پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا اشعار

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہی
صاحب جاہ و حشم قبر کے محتاج رہی

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت سوچو لو ہم تم کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدائے نادیدہ کا برحق ہے وہ خالق مطلق ہی ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری و جمشید کی ان شیطانون کی صحبت دیکھی سوائے مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوشربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتاب سامری کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہے کفر و کافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق صلاح ہے جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار بر سر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہر دم زہر اُگلتا ہے عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

مستعد آشنا یہ افعی ہی ہرگز نہ خلق پر
خوان پر اُس رہ سیہ کے مت سمجھو تارونکی نقل
ختم اُس پر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی
تنگیِ اوقات کرتا ہی نصیب حسن لطف

ہیسیج اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہان
چکے ہین تو دہ مین خاکستر کے چینگاریان
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہی مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد
دیکھ ٹک حوال عنقا کا کہ اِس ظالم کے ہاتھ
پا برہنہ در بدر سر دم پھرلٹے دھوپ مین
ابر دریا بار کو برسائے دشتِ یاس پر
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر

خار ہو جاوین وہین زنجیر پائے رہروان
نام پیدا اگر کرے کوئی تو ٹتا ہے نشان
خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
خشک کرے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
پوست کھنچے ہے ہما کا دیکے مشت استخوان
بہر سود نا کسان اس نے کسان کا ہے زیان

سنے ملکہ اسرار جادو اب یاد دماغ خالی نہ کرو اسی طرح جا کر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گلزار دامن بھر دیگا سرو حدیقۂ جرأت اسد غازی کو رہا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس ردش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جا کر شریک ہو شل سوسن زبان درازی بیکار سنبل پیچان پریشانی آشکار سرو شمشاد نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوے ناحق اکڑ کر مغرور ہوے ان کلمات عبرت آمیز نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر بجان برابر قسم ہے پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام سے غبار کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی مین بدل و جان حاضر ہون اے شہنشاہ نور افشان شب قتل اسد کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہے جان کا ناحق خوف و خطر بلکہ اب سمجھکر شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہے تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے مصفائے ایمان سے مست ہون تا حیات یہ نشہ نہ اتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر ماران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا اے رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم با قدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر ہے اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح غریب ہے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے ساری مشقت ضائع جائے میرے ہم شبیہ و ہمصورت ملکہ سمنکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین قتل کرانا اے ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہے کہ سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہے اسرار جادو نے کہا

ای شہنشاہ اوج عیاری وای نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئینگے بعد نظام کے افراسیاب
جادو مجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان آپ ملکہ
ماران زرین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجاے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ رکھیئے گا اسطرح کے
آپسین عہد و پیمان ہوے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زرین کن کے راز و نیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے
عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا معین و مددگار ہے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زرین کن اُسی
طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر لپیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین
ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان
شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن
و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار بھینسی بھینسی کرتیان جسم مین پھرتیلان ہونٹھ
برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہے
کئی شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل جمال بے مثال پر اُن دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ
دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لا سکے بار کوہ مصیبت
حضرت عشق سر پر نہ اُٹھا سکے فقیر بنکے سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم
پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل
فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا نشین
قیس ہوں ایک جگہ آسن مار کر بیٹھ رہوں آنکھوں کی یاد مین آہوان صحرا سے اُنس کرون فراق قد مجذوب کے
بونڈلون سے گرد کے ہمصحبت ہوں دامن خار صحرا سے الجھین آبلۂ پا ہمارے جان پر پھوٹ پھوٹ کے روئین
خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے
خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوے محبوب مین آئے **نظم**

روز و شب ہنگامہ ہے باہم میان کوے دوست — ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان — اک سرے سے ہوگئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہے کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم — پانؤن اپنے چومتے ہین رتبہ ان کو سہ دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے **غزل**

سوز دروں کی ای دل اُس کو خبر نہین ہے — آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن — مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے

شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لاؤن کسکو
مرتے ہین پر نہین پاس نقد طاعت حق
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہے وار پر وار
اسکی گلی مین کیونکر پہونچے گی روح اپنی
ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
جس درجہ چاہے چمکے مہتاب آسمان پر
کوچہ سے اپنے بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
وہ خامہ کیا کہ جسسے مضمون نو نہ نکلے
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار

اک وہم سا ہے سب کو اُسکے کمر نہین ہے
کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہے
مین مر گیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہے
روح الامین کا بھی اسجا گذر نہین ہے
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہے
اب نذر کو تمھارے خونِ جگر نہین ہے
جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہے
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہے
پر بحر و سے مجکو منظور شر نہین ہے
بیقدر شاخ ہے وہ جسمین ثمر نہین ہے
تن پر جو سر نہین ہے اب دردِ سر نہین ہے
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہے
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

چند عرصہ تک اسی ہاے واے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شاید دل معشوق کشتہ پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا کی مگر برق بنکر اپنے ادپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ٭ پھنک کر رہ گئے پر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین ان ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہے اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہے عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دھُوان پیچ و تاب کھا کر اُٹھتا ہے پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی تھین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہے کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہو کر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اسطرف دیکھ لیتی ہین کہ عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب و غریب آتی ہین کسی نے تڑپکر صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ٭ صبح قیامت است چراغ مزار ما ٭ اگر گجرا پھولون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگِ گل بفشان بر مزار ما ٭ بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما ٭

کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی بیٹرے قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت ویاس برس رہی ہے بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق ؛ بیکسی گور پر برستی ہی ؛ نور افشان جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپ کی آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین جابجا کے شہزادے انپر عاشق ہوکر آئے سودا سے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا اکثر انکی نوجوانیان یاد کرکے روتے ہین ان دونون کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال مین مصروف ہین اگر ہماری شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہوجائیگی جس طرح چاہنے والون کو ان سے محبت ہی انکو مرد کی صحبت سے رغبت نہیں مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہی جس روز سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خوبصورت ہین اسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال مین یکتا صاحب مہر و وفا ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکر دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے دیے دونون گلعذارون نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو مقابلہ حیرت مین جانیکی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت گھبرا جائین ہوش و حواس درست نہ رہین جواب نیا مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین کہ اے نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب برغم والم چھا جائیگا اسوقت مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمین اپنے ساتھ بھیجیے کوشش رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ حسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب تاہ بنکے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد بےمثل و بےنظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہی افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہی شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے دو کلمہ داستان افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو مشل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن ڈھگین کل سردار اپنے اپنے

مقام سے اُٹھے **افراسیاب** نے کہا ای اسرار جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان
قتل **عمرو** بہ تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے
برائے قتل **عمرو** اشتہار دیا تھا لکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہی مگر جابجا
یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ **عمرو** کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار جادو
نے کہا سچ کہتے ہین اندھا جب پتیاے جب دو آنکھین پاے جلد جا کر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو
تسکین دو کہو کہ بھائیو آج ثواب لے انتہا حاصل کرو قتل **عمرو** مین شریک ہو یہ بھی سُنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا قیدی
ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے ہین اس باغی
کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہونے
لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و
بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی گریا رو یہ وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا
کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تم کو کاہے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم
لوگون نے بھی سُنا **عمرو** قتل ہوتا ہے یہان جب آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون
روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد **افراسیاب** کی ہوئی
اولان اول سرما برف انداز و ابر یق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوئے آکر ٹھہرے ایک جانب سے
لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جو اکثر خدمت مین
افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا **افراسیاب**
ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوئے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے ہوئے **افراسیاب**
بکبر و نخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سرداران و تاجداران ایک سمت طاؤس زرین بال پر ملکہ ماران زرین کمر
و ملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک راب پر **عمرو** عیار و ملکہ سمنگال
جادو مسلسل و مطوق بیہوش و مدہوش پڑے ہین جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہے صدا مین نقارون کی
بلند ہوئین تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو
نعرہ بلند ہوا یاران **افراسیاب** کا نیر اقبال اوج پر ہی مالک فتح و ظفر ہی لو واسطے دو دن کے سلطنت و وزارت
حکومت ہو چکی خاتمہ ہوا آج **عمرو** قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا
جائیگا اب بی مہرخ و بہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر ہے نوجوانون کے قتل پر آمادہ
چرخ پیر ہے جابجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہی **عمرو** قتل ہوتا ہی بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ **عمرو** کی

ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بھائیون وہ بڑا
فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی
بیقرار ہے بذات خود انتظام مین مصروف ہے داراستا کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارے
چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون
پر ایک مرتبہ چوب پڑے یارو مزا یہ ہے کہ زمین ہل جائے سب کو خلعت زر تار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر و انعام لوگے بہت راضی
ہوگے ہماری مشقت و خیرخواہی دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے باغ مین پہونچا العنایت سامری ہمنے گرفتار کیا
راہ مین بی سمنگال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً پہونچے اس نمکحرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری
سامری کرکے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے جس کا تمام عالم مین شہرہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی کو
اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھوسکا آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا
اے اہالیان طلسم ہوش ربا مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے
زمانہ سرکشی کا تمام ہوا ابریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
دار کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون نگوڑے موے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی جعلساز
غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جائے مان بیٹون مین فساد ہو جس گھر پر سایہ
تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو سرو اپنی راستی بھولے
ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آئے
ہوا تاثیر آگ کی دکھائے ہر گل شگفتہ مرجھائے ہر شجر نخل ماتم ہو جائے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر
نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے بالون مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑکر
کھینچی دس گز زمین سے اونچے ہوگئے مثل چورون کے اُلٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب
شہنشاہ افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمال کیانی اُٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشۂ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے مہرۂ پشت
کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے لاشین تمام ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین
سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صدائے مبارکباد بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانون
مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوئے پھرو تمام ملکونمین مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب
پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونیلگین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران مین گن

کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہوسکے
خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب طلسم کشا بھی قتل ہو جاویگا بیدست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر سطر
خبر قتل عمرو سنپائینگی لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر مین معروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے یہ کہکر رخصت
ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈورا پٹوائینگے ہم نانی نواسی باغ سیب مین
آئینگے جب یہ دونون جاچکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

اے نوگل باغ شادمانی　نوبادۂ گلشن جوانی　شاہنشہ ملک کامرانی
اے نزہت باغ زندگانی　اے تازگی دماغ عاشق　پرسازمئے ایاغ عاشق
اے تازہ شمیم گلشن عشق　اے نور چراغ روشن عشق　اے موجۂ نکہت گل عشق
اے سوزش مستی دل عشق　اے تاب شکیب بیقراران　کافور قلوب دلفگاران
اے شعلۂ ناز و فتنہ بازی　تاثیر فنون سحر سازی　اے نیر آسمان مکنت
اے گوہر بحر درج حشمت　خورشید سپہر عشوہ و ناز　بیباک زمانہ شوخ و طناز
اے نور جمال ماہرویان　زیبائش تاج مشکبویان　سرحلقۂ زمرۂ حسینان
سرکردۂ بزم نازنینان　سرمایۂ عیش و کامرانی　بخشندۂ عمر جاودانی
آگاہ ہو بعد شوق دیدار　آتا ہے یہ نامہ فرحت آثار　احسان ہے سامری کا ہمیر
سب طرح ہے خیریت گیا شر　سرسبز ہوئی ہے کشت امید　اقبال کا اوج پر ہے خورشید
کھینچا دشمن کو برسر دار　گلشن میں نہیں ہے اپنے اب خار　یعنے کہ مٹی عمرو کی شوکت
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھکر
چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا طیح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد
برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر نا پرسان
مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہیں ہے افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ
کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا دو کلمہ لشکر ملکہ مہرخ کے سنئے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبلگی نہین
بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر
برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کی کھڑے ہین

پر متمکن ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو نہین معلوم کہان ہین آثار رنج و ملال عیان ہین برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ ہمارے سرپرست
پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہوگئے انکو ہماری جدائی مین کیونکر آرام آیا یا کہین جاکر کسی معشوق سے
دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہے قلب مضطر رہا ہے وہ تشریف لادین جلسہ شورہ منعقد کرین انکے
حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی مثل کنیزان حیرت کے صورت بنائی خرامان خرامان
داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہے حیرت تخت یاقوت نگار
پر بکبر و نخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ و تاب آنکھون سے عتاب ظاہر نازنین خدمت
مین دست بستہ حاضر دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق
شہرہ آفاق متہر چالاک اگالدان بغل مین لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باادب مگس رانی
کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہے کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہے یکایک
آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور
اسکو ملاحظہ فرمائین اس کے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر ساحر تو چلا گیا
ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار خوشی سے چہرہ گلنار رہا اک
جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہے حرف حرف پر نگاہ ہے حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے
اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند
ضبط کرتا ہے دریاے غم والم جوش مین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی سے محروم آنکھین آنسو کھاتے ہین
دریا بہائین ہو دل کہتا ہے ہاے قبلہ و کعبہ کہکر اورون کو بھی رلائین اس حال مین مہیلے وہ اگلکر آیہ پر
ہر چند دل مین جوش مگر مثل تصویر خاموش بہ مشکل تمام افتان و خیزان بارگاہ مہرخ پہنچا مین باتین کین دو دو کرکے
رو دے چالاک متغیر متردد و متحیر آنکھین پتھرائی ہوئی جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینے ہاتھ طرف شہر نا پرسان کے
دلاگر تھیر تو ہے غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک کا منھ تکتا تھا برق دوڑ کر بہانون کا اب ستارہ گردش مین ہے
صدمہ جانکاہ پہونچا برائے خدا ظاہر کرو سقدر ضبط کرنے مین وجہ نہ نکلے چالاک نے ہاے قبلہ یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جوہر دان
گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین چالاک کو سنبھالنے لگین ہواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑنے بھڑنے
تو ظاہر کرو چالاک نے سر پیٹکر قران کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا ایک کہتا ہے بھائی زبردار اسد نامدار تلوار چلیگی
تم جان بخش کہلاتے تھے وہ سیار گلشن جنان ہوے ہیچ ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم
لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بیجان نے نذر کردہ پیغمبران کا جنگل مین
پھنکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کس نے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا ازین
افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ظاہر نہو مین کنیز بنا
ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ
پر مارا کوئی ہاے معین و مددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہوگیا جب چالاک و ضرغام ہاے قبلہ و کعبہ کہکر
نعرے مارتے ہین سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا
ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو دل ہمکو یقین نہین آتا اور اگر
خدانخواستہ ایسا بھی ہوا تو مرضی پروردگار ہین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا
منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے بلکہ اُسکا معاوضہ یہ ہے کہ ہوش و حواس درست کرو لڑ بھڑ کے
اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر
ہر اسپ کو رد کا کسیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب
صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہوگیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین
مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ماہر ہین شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر
پر یہ کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجھکو بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ سے روسیاہ پر
نظر مرحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو
سب طرح ہمہ خدا مین لڑ مرو خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی مین مندرج فرماتے تھے
کھینچا دشمن کو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے
قتل اُسکو کیا ان ظالم و بد اخطابے یا ذرہ کو آفتاب بنایا مہر پدری و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ
چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ شہید سے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو زندہ جانتے ہین ہیرے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا
برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو مار ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول
ہین تشریف لانیکی تیاری کرو اب زیادہ یہ مطلب دولتا ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کہ وہ سراندیپ پر بموجب ہدایت
کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا دو کلمہ لشکر ملکہ مہتاب فرزانہ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے کہا شعار شادمین اُس صادق الوعد کے فرق آئیگا فلک
برق فرنگی و مہتر چالاک جانسوز و ضرغام شیر راست ہو مالک سریر سلطنت ہو اپنے اپنے دلون پر پارہ کھلو

دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی
آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران ہین اس رمز مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھئے حال کھلیگا
مناسب یہ ہے کہ اپنے اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام
نصیحت التیام مہتر قران سے سبکو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس خلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے گھبرا کر
کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ او کالیے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مار گیا جسم سے اُسکا سر
اُتار گیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو
اُٹھایا لکھا تھا اے ملکہ مہرخ و بہار وای عیاران نامدار ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے خیال
کے موافق فکر رہائی اسد غازی کرو جانین لڑادو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائینگے
وہ مہ جبین کو لیکر آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خوا
نے چپکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچ
کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چر ندو ... ند ہر کارے دوڑے ہوے آ
آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھاے صفت

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ | اگل و سبزہ
ہمہ کار عالم بہ کا...

بیرون بارگاہ آئیے ...
مین تخت اُڑاتا ...
سماعت فرمایے ملکہ مہر...
و خورشید زرین...
قشکل عجیب و غر...
بیباک ظاہر
سامری و جمشـ...
آگاہ ہو...
کی دختر ز...
تھرائی ا...
اندا...

اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا
اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یاروافسوس ہے دل کی دل ہی مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی ای عیاران نامی خواجہ عمرو
نے حجاب سے منہ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچائین جو جو سردار جس طور سے
آئے تقید نام ملکہ تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر پہونچائے خیر تقدیر مین ہمارے یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی
کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امریست مشکل و کاریست دشوار مگر جسوقت اسد
و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھانے لائیگا ہم سب مرنیوالے کمرین باندھکر جا پڑین گے زیردار لڑینگے
اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت
ہم کیا لیاقت ہے تا بعدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت
حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی
ہ ہمارے تاجدار ہین آجتک انھین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھوڑ ا یا نتیجہ بد عت
ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین نہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہے یہ کاغذ
ین سے ملاقات نکرتے مشورہ خیر و شر ندیتے ملکہ مہرخ
ختیار ہے دیکھو ب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
پر آراستہ کرکے طرف
بنت نگار و ملکہ یاقوت
کی ارغا بیگم آراستہ کرکے
قت مین تمام ہیر و بنگاہ
ہو نہ کہ آپ کے بند ہو گئے ہین
یہ ملک لب ماجبون نے سنا
نخر کو آسمان نکھو کف افسوس
ن کوئی مطمئن ہے ہر جاندار
ذیب بموجب لشکر
ملک الموت کا سہ مین
ے فرق آئیگا نکینگے تم
اپنے اپنے دلون پر پتھر رکھکر

ناخدائے بحر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون پناہ سب خیر بین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین انکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ذرین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دنیا و عقبے دونون جگہ سرخرو ہے ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپکے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سُنکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے شہر ناپرسان لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا اسمین نام ہی مردان عالم کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسر دن سے حیلہ و حوالہ کی باتین بھاگنے کی گھاتین کرنے لگے کہا میدان صاحب گھر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجاؤنگا تو برادری والے طعن کرینگے کہ نکھٹو باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کرگیا مین حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجر دم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین کرکری ہوگئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجاؤنگا فوراً میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اُٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہوگئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہی ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانوون مین پہونچ جائینگے ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کرکھائینگے ہم بھائی جلوسی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین ادھر اُدھر سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کرینگے محنتی ہین ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی ڈیوڑھا سیونکو دینگے فصل پر من کا سوا من لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کرکے نکلگئے سوداگر جابجا دوکانین بند کررہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہی جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ و جلال مالک کے خیرخواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے اُنکے الگ مجمع ہین اسباب جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زرہ دار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک و خون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی کو چھڑا ئینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے بس جائیو اپنے اپنے خیمہ مین چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہو سپاہی کا نیک انجام ہی لشکر مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان لڑانے کا ذکر یہ بھی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ بجا ہزارہا آدمی آپکے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اٹھ رہے ہین پہرے پرے خالی ہو چکے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال شکست سن پائیے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج وملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہے آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہے وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران مہرخ کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر وبیقرار مضطر حیران وششدر رنگ زرد نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہزادہ پرسان کا لکھنا منظور ہے جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتفریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرمائینگے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائینگے نظم دلفریب

چاہیے نام اسی کا ای خامہ
یک قلمدان ہزار صنعت کا
دیا قمری کو مصرعہ نالا
کیا عاشق کو تختہ مشق جفا
طاق سے تو اُتارے شیشہ
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
جھُوم جھُوم ایسے بادل آنے لگے
تاکہ مانند خوشہ انگور
شب ہجران بسر نہین ہوتی
رات کیا آئی اک بلا آئی

زینت نام زیب سرنامہ
رخ قرطاس کو صفائی دی
مصرعۂ قد سرو پر بالا
ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
مین ہون مانند ساغر لبریز
پائون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
دکھے سارے پھپھولے توڑو نین
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
شام سے حال ہے یہ صبح ملک

فلک اسکی نمونہ قدرت کا
اور سیاہی کو روشنائی دی
کی عطا نوخطون کو کلک ادا
عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
شیشۂ می کی یہ دراز زبان
جان بلب جان بلب کو کیا پہنچ
کرے یا تنک مجھے نشہ مین چور
نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
بستر رنج و کنج تنہائی
نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین ہوتے سحر کے طیور
وہ بھی گرم فنارہ کل برق

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر
مر حلات طلسم ہونگے طے
ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
میکدے کی بھی تیرے خیر رہے
میکشون سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہے

کیا شفق نے کھلا دیا سیندور
بنضین چھوٹی ہوئی غشی طاری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

لا پلا دے شراب فکر نہ کر
اب وہ دے جام بادۂ پرجوش
ذکر عیاری عمرو ہی ضرور
وقت عیش و سرور ہے ساقی
جام دے مجکو آج پے در پے
اے قمر لے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہو

جان بیتاب جیسے سکل برق
ایک فرقت ہزار بیماری

نشۂ مے مین سیر کرنا ہے
رہین مستی مین بھی بجا مے ہوش
فکر ہے جاکے دیکھلون میلا
اتنا نا حق غرور ہے ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون ہٰذا

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی — درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دلکی تمنائین قصاص — جوشش گریہ سے بہلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے اُنھین یا وہ ہمین — کشش عشق اِدھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل — خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اُٹھائے گی یہ ہنگام خرام — قابل اسکے تری بل کھائے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سُنے — عرصۂ حشر مین چھاوہ اثر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اُنکو — کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین — دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو اُستاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین ہوشیاری رہے ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہونچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب اسمین ہے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سُنا ہے کہ خرا جگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپس مین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون

عیاری مین طاق ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہے جانے والون کے کپڑے لئے ہوتے ہین عیار بچیون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین انکا اُستاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہی ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اسکے سر سے ڈہلکا جاتا ہے آئینۂ رُخسار پر حیرانی زلفون کے اُلجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہے ای برق ملکہ صرصر کو کیسا ملال ہے رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہے خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان لی گرفتار کرادے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈنڈا مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انہین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر ہٹو کہکر دھکا دیا ملکہ صرصر منھ کے بھل گری مہتر قران و برق حبست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہے برق نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹائین خاکستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کڑ بڑی ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا پتلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون کا گرو ہی اکتارا بجاکر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک جانسوز و ضرغام شیردل بھی اندر شہر کے آگئے آپسمین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطار باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی شل ہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سی مست اورنگ سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہے برق فرنگی پہلے تو رُکا پھر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اُسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز

دسرما برف انداز و ابر یق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے تھے ٹہل رہے ہین دریای آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہو ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہی جا کر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اسکا سامان کرو دیکھیے شہر بارسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین پایہ تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ انور بڑی بڑی انکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختہ سیم پیشانی ابرو نیمچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن ملاحت خوبصورت نیک سیرت

بیات

عجب شکل اسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اسکے بلا خیز تھی
قد ناز کا سرو و طوبی غلام
نسیم چمن پائمال خرام
بہر چشم تھی اور مردم غزال
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان درر
صدف گوش تھے اور بنا گوش در
گلا سی گلو از سے حسن پر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دو پستان اسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھاے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو لے خامہ گرداب ہے
بیان سے تو ہمنا ہی آداب ہے
وہ پاے نگارین تھے جو موج گل
کف پاے رنگین تھے جون برگ گل
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

مسدس

کف الخضیب ہے کف کف نور کا لقب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کی سبب
تلوون تلو روے مہر نہ پہونچے بصد تعب
تار نظر ہو خار نزاکت ہے یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور بیان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبی ہو دہن مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو

قد قامت الصلوٰۃ نماز ہی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو ملے
آرام مثلِ برق کسی جا پہ وہ نہ لے

انسان کیا ملک کے جگر ہین قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلنے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزی جوڑا زیب جسم پشت پر دو لاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت آکر اُترا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکارگاہ مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جاکر بہ آرام تمام اُتروا دو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پائے سرما و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحرساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا دھوین کا آسمان تیار ہوگیا اسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھنوین کا زمین و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلفِ سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا تھا یہ پہاڑ ہے یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہے وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا کندہ اُڈیر ملک الساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ صنعت سحرساز نے صاحب سلامت کرکے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب ڈنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہالیانِ لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہو کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح بیرپا ہوا ایک دریاے قہار بر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کُلیل کرتے ہوے ظاہر ہوکر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریاسے آشکار ہر گرداب سپہر بدور ہر موج شمشیر بر جوہر سطحہ آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب مچھلیان تیر دلدوز پر لہرسنان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے یہ دریاے

قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی قریب شہر ناپرسان
اکر دریا معدوم ہوا اکر گدن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل زرکار سر پر قطرہ ہائے آب انگلیون سے ٹپکتے ہوئے
تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہائے آتشین پر سوار اژدرہائے
آتشین پر اٹالہ بارگاہ زربفتی کالا ہوا سر پر بجیا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی اے دوست
صادق ای محب واثق ای آبروے ساحران نامی ای دُرِ صدف بحر خوش کلامی ای مواج بن گرداب آدم خوار ہے
تمہارے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ نیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی مواج مسکرایا تخت
کو دیکھا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمہ صد گوش دریا نوش زوجہ اسکی حسین و خوبرو
مواج جادو کی دختر نہایت ہر فن ملکہ بط غوطہ زن مصاحب اسکے حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز
و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن
گرداب نے جواب دیا اے صاحب ناز و نیاز ای ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا
کہ شہنشاہ نیلم کا ارادہ شکار کا تھا فوراً آبدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شبا شب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادکراؤن شہنشاہ کو بر وقت
تشریف آوری تکلیف ہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا
شہنشاہ نیلم بصد جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بد کردار میمون وار
مرکب ہائے سحر پر سوار صدائے یا سامری و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاوزمین تھراتی تھی
ایک جانب نازنینان خوشرو سمن عذار قمر پیکر نازک اندام زہرہ جبین طاؤس سان زرین بال سحر اترین
شہنشاہ نیلم تخت سے اتر انقارے بجے دمامے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے بہرے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بہ شفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا مزاج
اچھا ہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون شہنشاہ نیلم نے
کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا ابدولت کی محبت سے منھ موڑا صنعت نے کہا ای شہنشاہ
آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی ہر وقت فساد برپا ہو لاکھون آدمی ملازمان
شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے مسلمانون نے بیلے ایسے ایسے سردار قتل
ہوے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہی مین نے اکثر اپنے سحر مین سب کو پھنسایا کوکب و شمشیر نے مدد
بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین چن چن کے سردارون کو مارا میان باغبان قدرت
بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے سامان ہین کس کس خیر خواہ شہنشاہ کا نام لون

شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہے سرزمین ہوشربا مقام جنگ و جدل ہے عملداری
مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر جواب دیا شہنشاہ ان سبکو قتل کیون نہین کرڈالتے مابدولت سے فرمائین اے
صنعت مجکو تو یہ دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلامون سے لڑوادون مگر
اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کردونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا
اُسکے سحر کے حباب چھرے گولیان ہین موجہ دریاے سحر شمشیر آبدار ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے
شرما کر سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان ایسے نہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان
ہین ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے شریک ہین سلطنت وزارت فوج و لشکر ملک و مال جاہ و جلال سب کچھ اُنکے پاس
موجود ہے شہنشاہ نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہے نام سے مسلمان کے رنگ اُڑتا ہے اس
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کردینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھردینگے اے صنعت
ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ جلائین صاحب شوکت کو گرفتار کرادیا سلطنت کو اُنکی مثل نقش پا مٹادیا
یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا مع چارسو سرداران زبردست اندر
بارگاہ حیرت کے آیا براے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت
کو گلے لگالیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بیٹھو ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہرنگار
بچھوایا اُسپر شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے بارگاہ
ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہے شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت
کو سمجھاتا ہے تو نام مہرخ و بہار سنکر بہت جھلاتا ہے کہتا ہے بی بی حیرت جادو نگلہ کرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت
کو نہایت ناگوار ہوتا ہے اب ہم شہنشاہ کا کنانہ مانینگے اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان
فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہے خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا
باہر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہے
اُنھون نے جواب دیا اے بھائی صفدر و صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہے اس کروفر سے آیا ہے ابلق چرخ اُسکا
جاہ و جلال دیکھکر تھرایا ہے برق نے کہا وہ بیجا گیا ہے توسن نام ہے فقط تھان کا ٹرا ہے اُسپر بھی سواری
کا ٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہے ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا باہر نکلا خبر آمد
شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانۂ
طلسم ہے اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہے کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہے ہمارے بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے ملکر تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹا یا

تحفہ جات چراچراکر نکالے راستے طلسم کے بتائے مگر شہنشاہ **لاچین** ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھو ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہے نابدولت کا بیان کرنا بیکار ہے اس عدالت ولیاقت سے شہنشاہ **لاچین** نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے پنجہ والا نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ **افراسیاب** بادشاہ ہوے اب انکو عیش وسرور سے کام ہے ای وزیر باتدبیر اسکا بدانجام ہے تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہے	ہان چار روز کے لیے یہ ازدحام ہے
جمشید کس جگہ ہے کہان اُسکا جام ہے	اور نہ جم ہے اور نہ سکندر کا آئنہ
عمر روان ہے توسن چالاک غافلو	توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہے

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپنے کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ وحشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی اب ہمارا غفلت وغرور پیشہ ہے آٹھ پہر تباہی ملک ومال کا اندیشہ ہے اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپکے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو شاد کیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہے کبر ونخوت سے تاج کو سر پر کج کرتا ہے کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان ماہی ومراتب ظاہر ہوا ملکہ **حیرت** نے کہا شہنشاہ **توسن** آئے یہ کہکر مع وزرا امرا مع شہنشاہ نیلم دمواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر وضلالت پیدا ہوئے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھنچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوار پیدل پہنے ہوے رسالے کے آگے رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دور کابے اوچی بنے ہوے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان نبات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد وکلان اپنے اپنے کام پر چالاک وچست کمیدان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز وگداز بھیرو بن کی تانین اڑاتے ہوے ٹھمریان غزلین گاتے ہوے

غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین	وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین	ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
بتون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل	دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین
پکارتی ہے محبت جو بیٹھے چپ بھی	یہ ڈھنگ جلد ترا افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے — شکایت رہِ دور و دراز کرتے ہین
نہ بندکر درِ مسجد کو مجھپر اے زاہد — مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہے مجھکو بناکے بے پروا — نیاز مندکو یون بے نیاز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون — نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
گلا نہ کیجیو اے دامنِ شبِ ہجران — کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شبِ ہجر میرے ساتھ کیا — کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین
پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی — ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجسے — بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین
بصد نیاز اٹھاتا ہے خنجرِ قاتل — شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین
جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے — خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرد اگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم تخت جواہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب فیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہونچی شہنشاہ نیلم بھائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اتار کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل اُبلے ہوئے چنے دوڑ دوڑ کر رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائین دین وزیر امیر پشت پر حیرت و نیلم ہمراہ برابر اس کرو فر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو تاجدارون کا مجمع ہے سرداران زبردست ساحران بدست کا کیا شمار ہے بارگاہ حیرت معمور ہے برق یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپسمین آنکھین ملین اشارے ہوئے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشدزادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہے اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین چالاک نے کہا اے برق فرنگی نفس جسم مین روح گھبراتی ہے عجب طرح کی حیرت ہے فلک آمادۂ بدعت ہے اس مجمع مین ساحرون کے مورخ و بہار زر بردار اسلنا مدار پہونچ سکینگی بارہ کوس پر روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہے مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور ہونگے یہان تو فرداً فرداً

تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ ہو اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوے تھے دوکاندار بھی طلب ہوے ہین در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی برای انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکۂ عالم نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان نہونے پائے بڑے تکلف سے انتظام ہوجاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید ہوجائین انجام جلسہ تک قید مین رہین حفائین سہین ایک خبر یہ بھی سُنی ہو زیر کوہ مرجان برلے انتظام آمد مسلمانان فوجین جاکر اُتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہوچکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمربندی ہو فوراً خبر ہوجاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے آگے بڑھ کر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپسمین صلاحین کرتے ہوے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی سے ایکنے ایک سے اشارے کنائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو یہان سے بازار مین چلو مین نے اسوقت دوریہ بازار جوہری فروشان مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا ہجوم تھا ایک طرف سے استاتی آتی تھین گھبراکر پیٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا لیقین ہی کہ استاد والا نژاد تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبلہ و کعبہ نے قتل کا شبہہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے اُنسے ملاقات ہوجاے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار بچیان پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچاکر نکل آئے خدا اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچاے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیار رکھی لگا یا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی تبی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کہنہ پشت تلوار پُرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گر گئی ہی پھیلا نکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے دیکھا زیر گنبد لور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے ہین ذرا آمد آمد مسلمانان کی خبر سُنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اُٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جاکر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہوگیا ہے دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس بیحیا کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی اور

پھر فوج آرہی ہے دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہے اب مہتر قران ٹہلتے ہوئے ٹیکرے سے اُترے دیکھا
اول بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین وخوبصورت سرخ سبز و زرد کپاسی
پگڑیان سرون پر لباس پرتکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہرات اعلےٰ اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک یک
چشمۂ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہے کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران جلیل غوطہ خور انکے ہمراہ
مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہرشناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین
دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہے ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہے ضیاء
الماس جگر مین جگہ کرتی ہے اگر دیکھو پائین رشک سے ہیرا کھا لین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر
اشک خونی سے بہتر و برتر نگینے موزون شہر نگینہ والون نے بھیجے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب
زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہے سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہے ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہے

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ؛ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ؛

سبز سبز نگینے سبز بختان چمن پر طعن
کرتے ہین سبزہ درختون کا اُنکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہے یہ نگینہ جسکے
ہاتھ مین ہو تاثیر دکھاتا ہے بلاے ارضی وسماوی سے بچاتا ہے ایک جانب صرافہ جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال
ہنڈیان سکرتی ہین حساب اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین
ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہے گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے گورے لڑکے پاس
بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے
ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی
خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب دکانین بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جاؤ دلالون کا
بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب اطلس سرخ کو جس سے حجاب تنزیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہے ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان ہین انکا عیب ڈھانکا
ہر دکان پر گھونگھٹے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دوکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے
بیشمار پھولدار اطلس باغ پُر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ
پڑ جاے ایک جانب گلفروش لیے ہوے ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل
بس جاے ابیلے کا طُرہ یہ ہے بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب دوکانین بھٹگیڑون کی تخت بلند بالین
دل پسند صورتین بھولی بھولی چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ
نفیس پہلو گُن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گرگریان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے

اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے چڑھ رہی ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوی
اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر ۔ نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ؛ پہلے دم ہی کا تو فرق
ہی مردون و زندون مین ؛ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہی کسی کامل کا
ایک شعر یاد ہے شعر ۔ نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ و دھکن کا پکا ہے ؛ بہشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک غرعی جھڑ کا
ہی ؛ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپسمین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدلیاقت و دو کے
معتقد ہم لوگ جوانان بیباک جیت و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ کوزہ سر جھکا نا غل مچانا
انکو مبارک مطلع حضرت مصنف

تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ دکھرا ہی تبو	قاضی پر آفت آئے بڑا کوتوال پر	اللہ کا کرم رہے رندونکے حال پر
	عاشق ہوے ہین ہم تو سبی جال ڈھال پر	بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین

نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقونکے
سر کا تاج جوروز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آبیٹھے ساقی سے ساقی مانگنے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال
ہو گئے غنچہ آرزو کھلنے گنڈا انکا لکر پھینکا کہا جانی آج تو چور کر دو بیڑو کی بلوا دو ایک دم لگوا دو نشہ کا آتا ہی فصل
بارش کی بہار ہی سینے پر کیا اُبھار ہی دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونیلگین ہماری بھنگیڑن
حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوبہ جانی
یار جادو انی گھر بار جان و مال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم پڑا کھو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا
گنڈا الوا و رچلم بھر و اُسنے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجۂ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے ولے بول اُٹھے کشمیر
نہ پلانا سالبھا انکا ٹرا جانا زیر تخت ڈھانک کے بکل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا لشیرین چوڑا
ہاتھ بڑھا کر چلم لی بکل کی آگ چھوٹی چھوٹی جانی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر
لو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا ے بھائی پیستے تو بھی دم لگانے نشہ جلے اس نے حقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر
کہا بھائیو چرس کتنی ہی کھانسی کرون کھرہ کرون اُسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے
ہنگامے ہین ان معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو
مگر عجب جلسے ہے ڈھولک بج رہی ہے شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلکر
کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ
ہوگا اُستاد مٹرو مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار پڑی ہی بڑی یاد کرکے آیا ہی بارہ بارہ پہر
پڑھتا ہی ہمین چار دن کی یاد ہے شیخ گھیسٹا ہمارا استاد ہے اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہی
اٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہے راہ سے نکلنا دشوار ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

اس جلسہ کا نتنظم قمر ہے
ہو آئینہ وار لوگ حیران
میلہ ہے یہ اک نئے فشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھاے ہوے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
با بنو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کاسنٹے ہین نگہ سے کوتنا ہے
مغلی کہین جائے بن رہی ہو
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مار اکسی نے دیکے کنڈا
بانکی ترچھی حسین وخوشرو
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا
ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہے
صورت ہین حسین اور جمیلہ
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے جنکے ہین آفتابی
اک پیچ رہا ہو حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کھتا ہے لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور غل مچاکر
ہر ڈولو نکی با معنونکے کھٹ پٹ

جو صورت مہرہ جلوہ گر ہے
مضمون کے گہر دہن سے گلگون
جبین کہ سمان ہے سب چمن کا
پہنے ہوے سب لباس پر زر
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہے بیٹھا
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہو
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
گاڑا نشہ کا اپنے جھنڈا
عیاش کمال کھیلی کھائے
دکھلایا کسی کو مرا کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چال
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہو
جھمڑون مین دھرے ہین ٹکے کیلے
لہنگا پھوڑ کا کے پائون دھرنا
آوازین ہین سطرح لگاتے
اک جا یہ مٹھائی کا ہو جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہے سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی آکے جھٹ پٹ

میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوشرو و گلبدن ہین
ترچھی رکھے کلاہ سر پر
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزود
اک سمت کو چانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہے
ہے کوئی مزہ گزک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقنون کی لین
مشعل سے نہین ہے جسکی لو کم
دوکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوے زیور طلائی
چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کھائے میرے لکھو لال
اک سمت مین کبڑنین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین لیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سقے بھی کٹورون کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کرلو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر

گہنا پھولون کا ہے معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوئے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہے اپنے استاد کو ڈھونڈھتے ہین یہ منظور ہے ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہے ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہے ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے بڑھا دیکھا

نظم مصنف

ہر لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہے
جی چاہتا ہے کہ گھر بنائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بایان کسی جا گمک رہا ہے
طنبورے کی ہے کہین پہ نوبت
گاتی ہے کوئی غزل قمر کی

ٹھیٹر کا کوئی جما ہے ہر رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہے واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنوائین
اک سمت ہین رنڈیونکی ڈیری
سارنگی کا سر جمک رہا ہے
خالی کوئی گنگنا رہی ہے
اور کوئی ہے منتظر سحر کی

بجتا ہے کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہے یہ
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہے قمر کے دم کا جلوا
عیاش گھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہے کہین ستار کی گت
سر سازسے اک ملا رہی ہے

غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین

کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
ای دام کشود دیکھو صیاد اسے کہتے ہین

قصے گل و بلبل کے کل ہین نئے کہئے انسے
باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین

تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی
فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین

ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہے استاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین ڈوبی ہوئین مست ہین انکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہے لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گا کر نمکینی دکھائے ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے ہین جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا انکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانیونکی سرتاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا جناب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین تانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے دھن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور دراز سے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاقنامے آپکے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پر آئے جلسہ مین شہنشاہ فراسیاب کے بڑے مزے اٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہے میلہ کا ہے کو جمیلہ ہے میان داروغہ ارباب نشاط نے کل سے

صرف ایک مرتبہ دو خوان کھانے کے پہونچانے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بیلیان اپنا صرف ہو رہا یہ سنکر رسالدار صاحب بھول گئے ساری قہسواری بھول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہمپر احسان ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون نے کہا رسالدار صاحب ساری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہوگیا مسکراکر گنگنائین یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھونسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر ہی فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخرہ کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو انکی شرمساری ہوگئی

تا زدل کیا تمنے اُٹھائے غیر کے احسان ہمک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہو کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منالائیگی حسرت میری

نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
ادہر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری

جان دے کر یہی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھ سے ہوکیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری

یار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین تم
آ لگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہے
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
منہ لگائین تو سمجھ کرکے لگائین مجکو
یارکو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جلال

وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری
کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری
کچھ بتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو طرح بتایا بتانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاے نگار ین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارہ آفت کا مارا اس جلسہ مین آپھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُس نے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین بچاس اُٹھاتے ہین آج جلسے کے خرچ کے واسطے سو دو سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیچکے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا ذاب مین سے نکالکر بلوا دیدین نائکہ نے چٹکی لی مٹھی روپیون کی ہیلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہم پر احسان رسالدار صاحب یا تو بدنگاہی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چوتڑ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کہ کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے ہنسی دلگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے ساز کرکے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو ہانکا تھا ملا مسکرا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکھن سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو بیڑین تُنیے اس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکاکے ہین ساتھ کے یار دن سے کہ رہے ہین بھائی یاران ہم ہمیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین گھر پر روز خانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کا یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہے مقام سے جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہے اُس مین نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے آواز بلند گا رہے جاتے ہین

بجتا ہے رباب اور مرچنگ
طرتے والے ہین کچھ نرالے

دارے کا جا ہوا ہے اک رنگ
کچھ ستار ابجاکے گا رہے ہین

کچھ بیٹھے ہین اُس مین کلغی والے
کچھ جھوم کے تان اڑا رہے ہین

گاتے ہین خیال یہ سحر کا
جلوہ جبین ہے سب قمر کا

خیال تلازمہ بسنت شاعر بینظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب المتخلص بہ سحر جوگ پہلا

بسنت آیا ہے شور سر سو ہے بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہے آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہے رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہے تماشا کہ زردی آئی ہے یاسمن مین
ہے بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہو بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہے چٹک ہے غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہے خبر بہار کی لاکر نسیم نے
صیاد کو ڈرایا ہے امید و بیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہے پانی ہر ایک کھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا ملازمہ بسنت مصنفہ سحر

مثال برقان ہے چشم نرگس ابھی ہو البیلی بالے بن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہے گلون پہ حسرت ہو انجمن مین
اشارے چنپا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہے جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہے جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا نہ من مین
بہار گیندے کی آج کل ہے بسنت آیا ہے ہر چمن مین

قطعہ

اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہے اکڑ رہا ہے وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہے حلب مین تاتارین ختن مین
ہر ایک دشت و جبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہے یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین

یہ زعفرانی ہے فرش مخمل گلون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہے شور فاختہ کا کہین یہ قمری ہے سرسخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین یہ بلبل کے ہے دہن مین

قطعہ

دیکھو ہزار رنگ یہ گلزار آج ہے
اب تخت زعفرانی کی بھی حنیاج ہے
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہے
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہے

نہین ہے کھوٹا کھرا ہے ہر گل ہر اک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسا نگر کا بھی زعفرانی لباس تو عمدہ ہے بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہے ہیرا کا لال چہرہ یہ زرد پوشاک ہے بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
کسی حسن ان اور بہار آئی سحر ہار ہی بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہے لکھنؤ کا یمن مین چین مین حلب ختن مین

قطعہ

چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب لپیٹنگے پہلوی گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کسی کا ملے یہ رنگ جما ہے کیا کیا خیال
ہین غزل کا بھی لطف ہے ٹھمری کا مزہ ہے مصنف نے کیا کام کیا ہے بڑا خون جگر کھایا ہے کس کس مضمون کے خیال
نظم فرمائے ہین باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دلنشین ہین پڑھنے والے بھی
جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہے صبح تک بیان سحر کے خیال نغمین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران
لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے خواجہ عمرو کی چار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول
کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک جانب تو بڑے جگھٹے دیکھے جوانان شیردل کی آواز آرہی ہے یا ہو کے نعرون سے
زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اہل دل
صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے
سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش و خروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اجلے

جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست وشو خوشخو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑ گئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھتے ہین وہ اُسکو پا کھنڈ بتاتے ہین اگر ٹھہر کر سُنین صاحب فراست سرُ دھنین شنوایان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہی ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہی یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی اینٹین بجای فرش رکھی ہین ایک جانب سقے کھاردے کی لنگیان دُہری مرزائی پگڑیان سرون پر نری کے جوتے ڈٹے ہوے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہی انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف شفاف پاجامے نین سکھ کے مگر میلے ایک پائنچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گلمیان کھائے ہوئے گنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین کھنڈ

دُھوبی سقونکے ہین مقابل　　سر سے وہ منڈاسے ہین اُتارے
سب کھنڈ کے گانے پہ ہین اٹل　　گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا
اُجلے میلے ہین دھوبی سارے　　دیتے ہین جواب دھوبی چھیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب متخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُٹھین آگے بڑھا اپنے کان پہ ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارشے　　صبا نے کیے جو چمن مین اشارے
(بلبل)
اب عاشق کے دل مین بہت بیقرارے　　تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیونکا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرا مارا　　نعرہ

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہین گل جو پھولے سماتے　　اکڑ کر ہین شمشاد جوبن دکھاتے
تو مرغانِ گلشن ہین اترا تے آتے　　خبر لا کے پیک چمن ہین سُناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارو

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے
مے لالہ گون بادل پر صفا ہے
گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پہلے شراب تو کچھ ہو چکا رے

اے او میرے میان

تو میرا ہے دلدار — مین تیرا بچپن کا یار — پیارے جلدی آؤ — عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا
کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا
کہ آتے ہی مجھکو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہے آیا

او میرے میان

تو میرا ہے پیارا — مین نے تجھپر جی اپنا وارا — دل تیرے نذر کیا — حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہے سنتے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہین پڑا گرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب کندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب تو بیچ مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اُدھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم بہشتیون کو سوندن مین ڈالینگے ڈول مشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پر بنیگی ہماری انکے خوب چھینیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہائے آنکے تکرار لب ساحل ہوگی میاں ان لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی ابتک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہے مرمُرے چڑھے جافون ہاتھون مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گرز مار دو ضربین لگا کر پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھنجھنے ہاتھون مین سلنگین لگا رہے ہین جہان اٹے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستھرے شاہی فقیر بے پرواہی ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارا بھرپور — جگ جگ جاگے جیسے لالڑی پڑھتی پرم چاہی
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی بکم پر برسے نور — شاد ہو روح سامعی کہتے ستھرے شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہے کل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیا نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہائے چینی دکانون کے اُنکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان حور پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے

اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہائے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہو غنچۂ آرزوی عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہو دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آنکھین کھینچے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویر و نکو دیکھکر مثل تصویر ہو خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلۂ بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہے نہایت پاک و صاف ہے بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند — دکانین ہین ایسی کہان دلپسند — جو بازار ہین یوسفستان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن — سجاوٹ دکانون کی ایسی پری — کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے — کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے — گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین — کبھی تھین نہ ایسی خریداریان — نہ ہر جنس کی گرم بازاریان
ہر اک شے جواہر کی تولون بکی — ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی — کسی مال کا مایۂ جان ہے مول
کسی جنس کا نقد سامان ہو مول — کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہو دل — سمجھتا ہو مفلس غنیمت ہو دل
کسی سمت بزازہ آراستہ — کسی سمت صرافہ پیراستہ — کہین جوہری ہین لگائے دکان
دکانین ہین انکی جواہر کی کان — دکانین کہین شیشہ آلات کی — جہان رنگ شوخی خیالات کی
نہ دیکھے تھے یہ شیشۂ پُر بہار — نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار — وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان — ضیا بار ایسے مصفا کنول — بجھا ہو تو روشن ہو دل کا کنول
صفا خیز سب آئینے نور کے — دل آویز سب جھاڑ بلور کے — کہین جلوہ آرائے مینا سے سبز
فلک عکس سے جسکے ہو جائے سبز — کہین شیشۂ سبز پر تو فگن — بنائے جو میلے کا گل پیرہن
کہین ہین وہ بیمثل حلوا فروش — سمجھیے جنھین من و سلوا فروش — بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
دکھاتی ہے شیرین ادائی کا لطف — جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے — اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت — پسند آئے حور و نکو جو در بہشت — جو قند مکرر مین آیا مزہ
وہ شیرین لبون مین نہ پایا مزہ — لگائے ہوئے ہین کہین مطبخی — دکانین طبقہائے نعمات کی
جنی ہین وہان نعمتین بیشمار — مطنجن مزعفر مرغّے اچار — کبابی جہان بھونتے ہین کباب
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب — کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو — کہ بے چین کر دیتی ہے جنکی بو
کہین پھول والون کا بازار ہے — وہان کی ہوا تک بھی گلبار ہے — نرالی ہے شبو نیا موتیا

عجائب ہے جو ہی عجب موگرا
دُکانین کہین دور تک عطر کی
کسی عطر مین سنبل ترکی بُو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جمائے ہوے مثل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیون کا اُسی جا ہجوم
وہ شوخ و پریرو وہین جلوہ گر
دھوین اس جوان کی اڑاتی ہے جو وہ

چنبیلی کی کثرت ہے میلے کا جوش
بساتی ہے کپڑے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہے
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اُٹھائے
حقیقت مین واں ہے سمان لوٹ کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ اُدھر

وہین پر زیادہ ہے میلے کا جوش
کسی عطر مین ہے گل ترکی بُو
کسی بو پہ عاشق نسیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہے اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف مین لال ہے
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
کھنچا ہے وہان سائبان نور کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہے وہ

عیاران جانباز سر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش ہے دنیا مصیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارے چرخ نیلی فام پر جھلملائے فوج شعاع نیر اعظم کی لصبد شدومد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جما دین شان و شوکت و جلال دکھاوین لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش طلسم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعہ مغرب مین جا کر محصور ہوا داخلہ فوج ضیا آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ عالم پرنور ہوا

نظم مصنف

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز
برآمد ہوا مہر با عز و شان
چمکنے لگے ذرہ ہائے زمین
ہوا خشندہ کامل ہواری روز
منور ہوا صاف چرخ برین
طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

عیاران اسلام بقرار ونا کام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین خاصی کمر بندی ہے اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کروفر دریا سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر حالات اسد غازی عیار دعا و ثنائے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن و اے تہور شعاران شمشیرزن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ عقیق فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہائے جنگی آگئے ہین پیک نگاہ کا گزر نا دشوار ہے ہر ایک بیجا آمادہ حرب و پیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہے مرنے والے کے نزدیک ایک در کم در برابر ہے اے عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین

چالاک نے کہا ابھی تک زیارت نصیب نہیں ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ فکر سے غافل ہونگے خدا
اُنکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہوں صرف آپ صاحبوں کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ
پھر جاتے ہیں اب صبح کو اگر حیات باقی ہے زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے ملکہ مہرخ نے کہا
آج کی شب شب قیامت ہے چند سردار وسط سما پر جاکر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے جب افراسیاب ہمارے آقائے
نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے کچھ نہیں کہتے جو منظور خدائے کارساز کو مگر یار افسوس صد ہزار
افسوس ایک شب بیچ میں باقی ہے کوئی تدبیر معقول نہوئی ہائے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا
بڑا ستم ہوا اگر وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہے جان دینا ہمپر فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی
دھڑکون میں اُسکی جان جاویگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر میں افراسیاب پچھتائیگا ملکہ
مہرخ نے کہا صاحبو وہ بیحیا عیش پسند نشہ سلطنت میں چور اپنے سحر و ساحری پر مغرور اُس موذی کو نہ کسی کے جینے کی
خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہیں سامان تباہی ظاہر ہے دل کے حال سے پروردگار رہا ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائیں
میں شق ہوا جاتا ہے ماں نے اُسکی کمسنی میں انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا اُنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت
نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھواں برس بھاری ہوگا جب سے یہ سال شروع ہوا
ہم بلائیں لیا کرتے تھے شعر چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تمپر ؛ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر ؛ صاحبو
ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُنپر وارتی تھی اس سال میں تقدیر نے بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے
نہ اترنے پایا جبسے صحرائے حیرت کی سلطنت ملی دل میں مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی
لکاتہ فاحشہ صندل جادوگر کو بچی کا نگہبان کیا مجھے دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر
لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے ہر طرف جھک سکتی ہے میں جب جا کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے
کلبۂ احزان کو نور جمال سے منور کر دو کھیل کود میں پڑی تھیں کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھیں میں باغ کو شیشہ آلات
سے آراستہ کرتی تھی دن رات انتظار میں گزر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر پھر جاتی تھی
بلائیں لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی کا کیا ذکر دن نانی اماں کہکر
لپٹ جاتی تھی جہاں ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکوں سے آتے تھے چھپا کر رکھتی تھی میں کہتی تھی
بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی اماں تم بغیر ہمارے حلق سے نہ اُترا ہم تم ساتھ کھائیں
جب میں گئی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تاباں کو کہاں پاؤں چیتھڑے پاؤں میں باندھکر
جنگل و صحرا میں نکل جاؤں اپنے غزال رمیدہ کو کس بن میں ڈھونڈھوں اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ

ملک شتباہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی باغبان قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ مہرخ
موے کاکل کشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا نام لیکر بہت رویا تلوار پٹک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رفنا
ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت
و توانائی تاب جگر اے نور نظر اب تمہارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو اختیار ہے
ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سمجھین کہ یہان خاتمہ ہو لینے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے
مر جائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر ممکن ہو اے جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم کشتگان حسرت و یاس کا حال بتفصیل سُنانا بقیہ عمر
خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوشربا
مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے یہ حرفون کو سنا دینا
شکیل قدمون سے ماں کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپنے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت کی خدا اُس روز
غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روے سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی جاؤن اس گلشن بیخزان کے
بربادی کی خبر سُناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے
پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے
تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ چلکر قیامتین
برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُس کے
خراج گزارونکے نام مٹا دینگے سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے
یہ دو بیحیا نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرا یا نمکحرامی کر کے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بہ حول و قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد کرینگے جتنی کہ
مجبور ہین کہ جبتک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہے ہر جانباز مجبور ہے گنبد نور سے باہر تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا
زنجیر دار ہین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہے جان نثاران
نمکخوار کا یہی کام ہے ایک دن مرنا ضرور ہے اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہے ان کلمات جرات آیات
ملکہ مہرخ سے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے ہمراہ ہے
ہمکو کیا پرواہ ہے دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط مسدود ایک ایک متنفس
جان دینے کو موجود جب ن قلیل ہا عیاران اسلام صورتین تبدیل کر کے الگ الگ شہر پرسان مین آئے میلہ
جلسہ مہدم ترقی پر ہے چالاک برق نے اپنے کو بشکل ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا

دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑتے
ہوے آئے عرض کی علامت آمد شہنشاہ ظاہر ہے اُٹھا سو تاجدار اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر پری جمالے
برق اور چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے ظاہر ہوے
سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی
یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر و غضب کا جوش ہی ایک سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ چمن
زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ و شنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکہ
ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے اُنکو آراستہ کیا ہے مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر دارا کی
لڑائی کے مرقع حسن تدبیر سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برلے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم
لشکر ونکا ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت پر نوشیروان
ملک العادل کسریٰ دربار سرداروں سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو
دعویداران سلطنت بصد تمکنت کروڑ سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر خودسر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا
سامان رقاصان پریچہرہ حاضر چوبدار ایسا دل نا ظر سا تھا ابرون مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیبا بر مرواریدِ تخت جواہر نگار
افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبائے زرنگار زیب جسم خود سر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے اگے دونو تن
الماس کے دریاے جواہر مین غوطہ زن ابر دون پر بل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقۂ سحر و فسون مین استاد عارض
چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت
افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام یہ بد انجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا
ہوا جادو لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا خل گدھے کے موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہے بجلا ہی کھاتا ہے
اس زرد روشور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے
براے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر
لٹایا ہوکر ایک ایک گداغنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ
توسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے بشفقت پشت پر اُنکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بمحبت مزاج
پوچھا کل تاجدار ون نے افراسیاب کو گھیر لیا داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت الکین نے بلند
بیچ مین بچھا ہے اُسپر متمکن ہوا اُٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس کر و فر سے دربار افراسیاب
آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ پکڑے
ہوے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی

حسین و جمیل جمع ہین پرے ان سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ بلغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہے اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلۂ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم دو آویزے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
سیکڑون آنکھ ملو نین ہین یہی پیاری آنکھین

چمن انجمن و تخلیہ و خلوت مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

مار ڈالا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

مسدس

قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھون تو ہے راستی کمال

تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال

فتنہ کی خوبیِ قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو سلے
انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے

آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلتے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار
آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار

تلوؤن سے پیستے دل عاشق ہین بار بار
ٹھوکر لگا کے مُردون کو کرتے ہین ہوشیار

چٹکی مین پا سے پیچ کو جو وہ تمام کر چلے
زندون کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھکر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہین لیتی کسی کے چٹکی لی کسی کا منھ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہے اُس جمال بے مثال کو دیکھکر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر مین کہ کسی طرح اُس مہ جبین کو قبضہ مین کرون یا تنہا ملجائے تو گود مین اُٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ

ہو کر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات زبانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش
اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا
بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمایئے کہ یہ
کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام
نمک حرام بد انجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ ما بدولت رحمدلی کو کام فرماتے ہین
وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین مٹا دونگا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ حیرت
صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ
حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین شامل ہوا ما بدولت کا کیا نقصان ہے کل اسد کو
قتل کر کے اُن سب کو گرفتار کر لاؤنگا اول یقین کامل ہے کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آینگے
خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے نیر اقبال کا زوال ہوا ما بدولت سے
بچکر کہان جائینگے یہ سُنکر نیلم نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیر خواہ ہین طلسم ہوش ربا کے
پشت پناہ ہین یہ بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہے جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی
حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیر خواہ کو حکم محکم ملے کہ جاکر ایک
پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم مواج گرداب آدم خوار کو اشارہ
کر دون اس جوش و خروش مین جاے کہ چشم زدن مین سب کوڑ بودے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین
ڈوبین کہ قیامت تک نہ اُبھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو کوکب
روشن ضمیر پر ہے وہ کیا خود سر ہے ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کہیئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہے کہ آمد ہی سُنکر
مصالحہ کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک گئین قران
نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک
ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے اُترین براے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین
ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی افراسیاب نے مسکرا کر اُس حور طلعت سے
کہا ملکہ ماران آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحد مین کہو خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال
ہے اُس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا اسرار جادو آفاق کا لطیفہ کو سُن لو دو گھنٹہ ٹھہر و پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے

شب وہین بسر کرینگے صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زرین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زرین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو و ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی ہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی ضیا ط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پا جائے اب ما بدولت حیران ہین کہ کسنے اُنکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُنمین دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے مین نے عمرو کو قتل کیا جس کو دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے کہ اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان قتل ہو جائینگے مین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکار روزگار بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین سارباں زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ادہر آسمان بیجا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بزم جامہائے شراب ارغوانی پیے ہوئے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوئے سرداران بارگاہ کو پلا رہی ہین ناز و کرشمے دکھا رہی ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب با جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان با رنگ زرد گریبان دریدہ حقباے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوئے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی شرم سے خاک مین پنہان ہوئے ماہ تابان مثال عزا بردوش ثابت و سیارگان فلک کو غم و ہم کا جوش

نظم مصنف

سیاہی وہ اس رات کی ہولناک
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش
کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
مصیبت مین تھی شب وہ راحت پسند
کہین شرخ مو بال کھولے ہوئے
مشوش نہایت بہ درد و الم
تلاطم مین سردار لشکر تمام

یکایک عیان شام غربت ہوئی
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے مگر نام کر جائینگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن مین ہے افسردہ دل
لشکر اسلام مین عجب ہنگامہ ہے برپا رنج

دینے پر آمادہ جس لشکر مین شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان ہوتی تھین آج شام سے دکانین بند دکاندار دردمند بازار مین متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدارون کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہین کسی کا کوئی خریدار نہین اشیائے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج مین دوکاندار و نکے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازار و نکے نشان رنج و مصیبت آشکار باآہ دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا سے اڑتے ہین یا سر پیٹنے کو ہاں کھولے ہین جابجا اندھیرا ہے فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ مین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ سرنگون بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے کہا یارو یہین بیٹھے بیٹھے شب بسر کرو گے روو کے سحر کرد گے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہان تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت مین وہ بیچارے وائے برحال کیا کیا کام کرین خبر ہو بچا ہین کہ عیاری مین مصروف ہون اب یارو تم لوگ بھی اپنی فکر کرو کہ بروقت اترنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے مین کر کے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت و حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا ملکہ سرخ مو کا کلکشا صاحب جرات و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بیعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش سر بکف مرنے پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھین ہم بارہ سردار مثل ستارون کے آسمان مین ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہوکر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے قبضہ مین کر لینگے اگر انکو پاگئے اور وہ ہمارے قبضہ قدرت مین آگئے نکل آنیکی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش برآواز رہین جب ہم مرنیوالون کے نعرون کی آواز سنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچا ئین لیس اب زیادہ صلاح بیکار ہے جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہے ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پر مارتا ہوا برسر شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کر پھینکا اندھیرا چھا گیا اس تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اداس عالم یاس اڑکر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ سرخ مو کا کلکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دھنک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح روان لشکر برسر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر مہتر قران نامدار دربار افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہے اسکے جمال پر فریفتہ ہوکر نظارہ بازی کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہے مگر اس مہ جبین کی محبت مین حالت

تباہ ہی یکایک افراسیاب طرف ملکہ ماران زرین کن کے متوجہ ہوا کہا ای ماہِ آسمانِ حسن وجمال ای بدر درخشان فلک جاہ
وجلال اب تمکو ہم سامری جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال ہی کہ آجکی شب آرام
کرنیکی نہین ہو اپنی سرحد کی گرد آوری وجب لازم ہو ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی خدمتمین نہ آنے دینا بوقت سحر مع
اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا بادولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لے کر باغ سیب مین جاتے ہین
حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک دو غزلین سُنکے جائینگی ابھی تو سرشام ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی
افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلد ہی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہی کل
تاجداران جلیل بنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو بادولت کے گوش
ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہومین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین ای ملکہ حیرت
تم اپنے خیمہ مین سحر کا ال بنا تیار رکھنا وزراء امراسب کا خیال ہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو
تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھالیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا اماان مین کن
انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ
ماران زرین کن کو بھی رخصت کرین ہم جاکر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر
صاحبو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات کہے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہی کہتی ہے
لے ماران زرین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ وتاب ہے دیکھیے آخر شب کو لگتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے
شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر انکے ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بسا شطائف سے ایک
غزل سُن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہے ۔ اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھکو یار آنے کو ہے
بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہے ۔ ہوش ہی جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہے
مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل مین ۔ ورنہ خود ہونٹھون پہ جانِ بیقرار آنے کو ہے
دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین ۔ یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہے

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اٹھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے
چلے مگر ماران بہ تعجیل ٹھکر باہر نکلی کھڑے ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی قران نے جسب تا زنین کو تا کا تھا اُسی نے ماران کو
سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دوسرا آنا دیکھا کہ ماران نے ہاتھ مہ
نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اُس نے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین
کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھالیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا

کو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہیں جو کچھ کرنا ہو کرلو قران نے کہا اے فرزند
یہ ساحرہ جوماران نام آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہے اُسکی چتون پر اُستاد کا دھوکا ہوتا تھا
مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا یہی تین پہر درمیان میں ہیں صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان
امتحان میں سب کا کماں تل جائیگا دو دو کلام آپسمیں ہوے ہیں کہ صرصر اور صبار فتار پھرتی ہوئی سامنے
سے آئیں دیکھتے ہی دونوں نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونوں عیاران لشکر اسلام ہیں
قران و چالاک انکے نام ہیں چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو بغدا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا
اندھیرا ہوا قران نے اُسی تاریکی میں صرصر اور صبار کو گود میں اُٹھالیا ویرانے کی جانب بھاگا کہا اُستانی
اگر غل مچاؤگی گردن دبا دونگا پھر ملک کر رہجاؤگی دونوں کو سکتہ ہوگیا شیر کے قبضہ میں ہیں جانتی ہیں کہ آج
کا لیا جوش وخروش میں ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات ہے خاموش ہوکر رہ گئیں قران دونوں کو لیکر
ایک گوشے میں آیا درختوں میں دونوں کو باندھا برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ
دونوں صاحب یہاں آرام کرینگی اب جو بس بن پڑے جاکر و میں بھی جاتا ہوں اُسی مقام پر چالاک
رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر و برق بصورت صبار فتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک
سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ نگہبان حاضر ہیں پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہیں
سب نے کہا تیاری میں سحر کے مصروف ہیں اب تھوڑے عرصہ میں سحر تیار کر کے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف
پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت ملکہ و تنہا چوکی پر سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہے ایک گلدستہ
سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو میں رکھ لیا ہے چالاک نے بشکل صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائیں لیں ترقی حسن و جمال
کی دعائیں دیں پوچھا واری یہ گلدستہ کیسا ہے حیرت نے کہا اے صرصر صبح کو بہت قتل سد مسلمان آکر اپنی جان
دینگے اسوقت مونچھ ہلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار موجود یا سامری کہکر پھینک دینے کی دیر ہے دس بلکہ پانچ ہزار کو
یہ سحر جلادے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپکے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کہکر پھینکدے اور آپکے لشکر کا نام لے
حیرت نے کہا اے صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے کے لائق نہیں ہے یہ گلدستہ قیامت آئین ہے مگر مجھ سے
کیا پردہ ہے حقیقت میں اگر تو اُٹھا کر پھینکدے عرصۂ دراز تک یہ پھول چنگاریاں بنکر ہزاروں کیسے لاکھوں
کو جلادیں منظور یہ ہے کہ جسوقت لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر میں گل حیات اُنکا پژمردہ ہو جاے
گلشن مراد دشمنوں کا خزاں ہو بوا بہار کا بھی بڑا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر بھول جائیں ہواے گرم کے
جھونکے آئیں یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا واری شام سے جو اوس میں لونڈی پھری نشہ
اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے لونڈی کو شب بھر کاہش ہے چاہتی ہوں یہ نگوڑے عیار آنے نہ پائیں رات کو

سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل نمک حراموں کا خاتمہ ہوگا یہ خبر سنی ہے ملکہ بہار رومال سے
ہاتھ باندھکر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی
بوا حیرت کی کائین کائین کی جفا نہ سہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس
پیغام آیا تھا اُنکو مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا نہو کہ سزا ے جسمی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑے ماریں
مین لاکر اُنکو آپکے قدموں پر گرا دون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار کے ملنے کا سنکر مثل گل
شگفتہ ہوگئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار میں کرنے کو کہتی ہے چالاک نے کہا حضور عمرو صبح کا
صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور ہاتھ جوڑینگی ناک گرا ینگی جان بڑی چیز ہے سب کو
عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین کہ حیرت خوش ہوگئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا لو صرصر پیو
تم رات ہی کو جاکر بہار کو بلا لاؤ عرض کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام
بھر کہا حضور بھی نوش کرین حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے
حیرت پر مرتا ہے تنہائی مین خوب پیار کیا گود مین اُٹھا کر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اُڑھایا اب
باطمینان تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر رکھا اُسکا
اُتار کر اپنے زیب جسم کیا اُسی گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی اُسی ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ یاقوت جادو
وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب نہیں ہے گلدستۂ سحر ہمنے تیار
کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اب شب بھر سحر نہ کرونگی جب مسلمانوں کا سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر
سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑا کر قریب گنبد نور لیچلو وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو
سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی
کو بٹھا لیا اُسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر
گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب افراسیاب اسد غازی کو نکالنے اسی تخت پر بٹھالونگا جو بن پڑیگا
کرونگا چالاک تو بشکل حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کر سکیگا برق فرنگی
بصورت صبا رفتار بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشد زادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا
جامے خانہ مین جلوہ فرما ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو
نے ایک تختہ تصویرون کا کھینچا ہے اُسپر کچھ بندسے بنا رہا ہے مصور نے سر اُٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت
کہان آئین عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک
پتھر مارا پاؤن اُسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور طلایہ پر چلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے

کہا وقت بیوقت کے واسطے بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اتنے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑے چنگی سر موفرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے کہا یہی نقشہ ہے بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا اسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تمھین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیرزادیان گرد اگرد اس شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوشخو تخت اُڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر مہر افراسیاب بارگاہ ابرق کوہ شگاف پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہے ابرق نے خبر سنکر فوراً بلوالیا قران نے دیکھا ابرق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابرق نے پڑھا لکھا تھا اے وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہے ایک راز بھی کہدیا ہے تنہائی مین یہ دریافت کر لینا اس راز پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر مشقت ہے ابرق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے راز مین کیا ارشاد کیا ہے اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہے قران نے کہا برجو بار جادو میرا نام ہے کل ممالک کی خبر گیری ہمارا کام ہے سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرونگا حالات قتل اسد سے ماہر کرون ابرق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹادیا اول قران نے پوچھا میان وزیر یہ کیا تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پر یہ پتھر پڑے ہین ابرق نے کہا میان برجو بار جادو صاف تو یہ ہے کہ بوقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا برخ و بہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگے اسوقت بیٹھکر سنگدلی دکھائینگے یہ سحر سخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت نجائینگے پھر کامل پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک مار یگا لینا لینا کہکے للکاریگا مطلب ہوجائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپکو آگاہ کردون دہن آرزو آپ کا گل مراد سے بھردون ابرق نے منقل آتش لا کر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوئے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے ملازمون کو حکم دیا اُڑاکر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرما برف انداز کو جا کر بعد بکر پھر شمشیر غنام شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازمون سے تخت بلند کرا کے چلے اب

ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق شکل مصور بر سر قران بطور ابریق کوہ شگاف
ضرغام مطلع بر سرمار کے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر سحر کے سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ
گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اُڑ رہے ہین کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو کے تحریر کیے جاتے ہین
کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرہ پر فن ملکہ ماران زرین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران نے کہا
اے ماہ آسمان عیاری و اے نیر برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے
باغ مین نقب ہے اُسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جا بجا ساحران غدار ہین انکے مکان ہین
فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے ملکہ اسرار جادو نامی امان شب کو
ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھ لی تو انکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم
زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتین کرتی ہوئی اپنے ہی سر حد باغ سیب مین آکے پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے
ماران خواجہ کو لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر
نقب ہے اسی سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختہ سنگ ہٹایا دہن نقب نظر آیا باشارہ ماران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زرین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے ماران نقب مین گری قلابہ آتشین جلالت آئین منھہ سے چھوڑتی ہوئی
چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندر اندھیرا تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول لالٹین روشن ایک ساحر بعد کفر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہے آواز دی کون آتا ہے خواجہ نے آواز دی منم ملکہ اسرار جادو اے ہوشیار خو شخو آج
شب قتل طلسم کشا ہے قیامت کا سامنا ہے خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم
زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو باادب سلام کیا ماران زرین کن بھی بشکل اصلی بنی
ہوشیار جادو نے بہ تعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا منگایا شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین
عمرو نے بہ تعجیل تمام جام شراب اُٹھایا کھانی سے بڑیا دارو بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھہ سے لگایا کہا تو ہوشیار
تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہے یہ شب شب قیامت ہے اوراق سامری
مین صاف تحریر ہے کہ اس راستہ سے ساربان نزادہ ضرور آئیگا ایسا نہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا اے فرزند یہ وہ
مقام ہے کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا گموڑا عمرو اس مقام پر کیا آسکتا ہے بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب
کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہے تحریر سامری کا کیا اعتبار اُس نے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوش ربا
فتح ہو جائیگا سراسر عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا

لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سرکنگرہ باغ سیب پر مگر ہان یہ مثل
ٹھیک۔ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت+ جب تم نہ ہوگے ہمین کیا ضرورت ہی شراب کباب ہتیاد
ہمین تا بہ گنبد نور رجانا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین ہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا
ملکۂ عالم آپکے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی
اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ اے ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زبین کن
ان باتون پر تھر تھر کانپ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ رخ وبہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر
دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہے کہ اپنی کیے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام
بھر کر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہی ہو رہا ہی مین
عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اور مرے یہ کہکے ہوشیار کا کان پکڑ لیا کہا لونڈے چھوکرے عقل کے
ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے
در پے ہونگی دیکھین پھر دے سامری جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے نہ جاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے
انعام پاؤن گی ہوشیار گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ
سے لگا ہی دیا ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر اُٹھی
جام ٹکڑے ٹکڑے ہو اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش او ظالم مین نے پہچانا
ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اُٹھے عمرو مسند پر چاق و چوبند چست
و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اُس جال مین ہوشیار
پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل زنبیل کیا ماران زبین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ
کیا کار نمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت
نام ہے عمرو وہان کا تمام اسباب اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنے ماران نے کہا یہ
دو فقرے گوش ہوش سے سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہے عین بارہ در
کے سامنے ایک درخت نصب ہے اُسکا نخل بدعت لقب ہے یعنے یہان سے آگے بڑھ کر ایک جادوگر بدانجام نخل بدعت
نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اُسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے
ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائے گا
اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اُس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی
پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کریگا جانتا ہی کہ اسرار نام ہو صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہم کو تمکو بھی آکے

زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا اے رشک چمن اے ماران زرین کن وہ مسبب الاسباب ہے جان دیگر یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار ہمسے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر نور نظر اسد دلاور قتل ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ السمیع البصیر کرنا اب مجکو ہیچلا آئیندہ کیا ہوگا یہ سوچو بموجب مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ماران زرین کن مجبور ناچار مضطر بتغیر شکل اژدر رنگ تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زرین کن کے سوار ہوا اسی طرح نقب مین چلی دو کلمہ افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشنو ناظرین دالا تمکین ان مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرماوین عجب شرح وبسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہے اک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہو تن با صد شوکت و شان عمرو عیار مسلمان نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا رہا ہو جاے ابتدا تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا دعا گو مطبع اودھ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی عنایت بیجا نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفۂ حقیر پیشکش ہے مگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش ہے چند اشعار ساقی نامہ

ہے چند اشعار ساقی نامہ	کہان ہے تو اے ساقی خوبرو	پلادے مجھے بادۂ مشکبو
دماغ قمر عرش اعلی پہ ہے	منور معطر پلا جام مے	مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شراب مضامین سے سرمست ہون	مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن	شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو	مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو	خزانہ بیان کا اُلٹتا ہون آج
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج	بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین	گہرہاے مضمون اُگلتا ہون مین
چلاے توسن کلک جادو نگار	دکھا جلد باغ سخن کی بہار	چہرۂ عبارت آرای باغبانان

حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن فسونگری گلہاے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستۂ بیان مین زیب دیکر غنچۂ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمرو شب کو اژدر پر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو ہے لیکن اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بھڑک رہا ہے کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہے اگر یہ مضمون ماران زرین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً آتش قہر و غضب سے جلادیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دے گا

خوب جانتی ہو کہ اُس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تابہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اُس ملعون پر افتاد پڑے اور یہان شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب تیرے سامنے ہو اسی واسطے افراسیاب نے پردہ بارہ دری کے اُٹھادیے ہین اُس نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہو وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہو اب اسرار جادو حیران ہو کہ مین کیا حملہ چھیڑون کہ کتاب دیکھنے نہ پائے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ لاجواب خیال کیا ہو کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین جانتا ہون کہ دیکھون ملکہ یاران زرین کمن باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہو اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان ای عادل باذل شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت کر رہے ہین نوشیروان آپکے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین حاتم کی کیا لیاقت ہو جسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوشربا مین کی کہ کسی جاگدا کی آواز کان مین نہین آتی ایک ایک فقیر غنی ہو محتاج کا آپکے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہو فلک سرکش آپکا ممنون احسان ہو ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کین کہ افراسیاب بھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا یا بد دلت نے تو سنا ہو کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہین بیشہ طلسم ہوشربا کے شیر ہین اگر آپ ہان ہاں کین آسمان کی طنابین زمین پر کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھادیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے مین تخت کار مین شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُنکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ کو پسر خواندہ کرادیا تھا حشام کو جا کر بحرب بانی سمجھایا کہ ای حشام شاہ کو تمھارے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو مختار دین چلو شہر مین چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہو وہ دعوی سلطنت کرتا ہو تم آپنی تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانۂ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا میں معرکۂ کارزار مین حمزہ عرب نے بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے قبضہ مین کیا بارا سخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا تاج و تخت کو باختیار رکھا ہو زہی فخر و شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا نیاز مند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آیندہ انچہ رای موئے از ہمہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوشربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا غیر مذہب کو فرزند جانکر

اپنے ملک میں طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب شوکت و شان گرچہ حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان
فلک ہمت جو تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن میں ہنگامہ تھا کہ فاتح حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار رجال حمزۂ عرب پر مائل ہوئیں خنجر ابرو سے گھائل ہوئیں حضور یہ باعث زوال دولت سلطنت کیانیہ
ہوا کنیز نے تاریخ معتبر میں دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت تھا آخر میں باغ مراد
میں اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون سینہ میں مخفی کیا ہر چند گرمی عشق
نے دل و جگر کو جلادیا مگر اُس رابطہ و ضابطہ نے اف نکی شہریار اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ
ہفت کشور سے غرور میں اپنے زور کے باغی ہوا تھا بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ
اگر اے فرزند تم لندھور بن سعدان کو جاکر زیر کرو ہماری خدمت میں حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر
کے ساتھ شادی کریں شرف دامادی سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو یہ شہسوار میدان
یکہ تازی و سرفروش رزمگاہ جانبازی جفائیں راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان میں پہونچا بعد معرکہ
عظیم لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ میں تحریر ہے یہ تو مجمل تقریر ہے ای شہنشاہ حمزہ
نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کرکے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بدکار بدسرشت متعصب اُس نے شاہ کو صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے جب زیادہ
زور پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے حمزہ کو زہر دلوایا وہ باوصاف باطن تھا
زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ حمزہ ہندوستان میں مرگیا جوان دختر کا گھر میں بٹھانا بہتر
نہیں ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہر نگار صاحب عفت
نے اپنے تئیں اُس سے بچایا عہد کیا کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ میں آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اس شرط پر ملکہ کو
لیچلا راہ میں حمزۂ عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام
خدمت میں شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کردینگے فخر حاصل ہوگا ایسی
بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہر نگار کو قبضہ میں کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع
کرادیا آخر دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق
و اصفہان کوہستان شندر ملک کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے میں آئے آخر میں شاہ
بھاگ کر ملک ترکستان تک پہونچے خاقان اعظم سلسال بن زال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے شریک
ہوکر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی میں خاقان اعظم نے فرار برقرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے جلا کر مار ڈالا
حریسہ پکاکر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلادیا اب نوشیروان تھک کر ملک مدائن میں آیا حمزہ کو بعاجزی

لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نکرونگا صرف ملک مدائن کو چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند لکھکر بھیجدی اُسپر بھی کتفا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ نے اُنسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے ملک بملک پھرا یہانتک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے روز و شور تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُس نے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے نکالے کہ قدرت نے شکست کھائی ملک نمروتی چھوٹا مثل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر آپکے شہنشاہ جگندار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے بر سر مقابلہ ہی آپکے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپکے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپکے سردار مہرخ و بہار وغیرہ شریک ہوے یہان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانونکو ترقی ہے شاید خداوند لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کر دی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلپذیر طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہو گیا بگوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا جنگ ملک باختر مفصل بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک و مال کے کاروبار ترک کر دون اسرار جادو کبھی حال باختر مین اڑجاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قاسم نبیرہ حمزہ نور چکیدہ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشمش و دامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ و ساحر مشمش و عیار رہائے عمرو معرض بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سن سنکر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو کتب خانہ شاہی سے لکھوا دو ایک جلد یہ روز پڑھا کرون جسکے مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر اول کو نین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شایقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب کو

باتون مین محو کردون کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال ماران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعائے دل حاصل نہوگا ماران عمرو
صف شکن کو لیکر تابہ گنبد نور نہ پہونچ سکیگی اسواسطے یہ طول کلام ہی اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہی مگر شعبدہ سازی
فلک کجرفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت بر سر گردش ہی نیرنگ کھانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جان ہے
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
کیا توڑ کر پائمال جفا
چمن مین جہان گل کے انبار تھے

عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
تو وقت سحر شغل افغان ہوا
کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار
ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
مہینون کیا بیٹھکر شور و شین
فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
جو دیکھا تو لالہ بھی ہی داغدار
جا رنگ غم اور حال جفا
وہین اسپہ بدعت کا آرہ چلا
یہان آن تو باغ سیب مین اسرار جادو

نے دام قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر مہر عیاری لعبد گرفتار کرنے ہوشیار جادوبھی
بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر بعد کرد فرش بادتند نقب پختہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہی
گھبراتی ہی کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیز روی کردن بارہ کوس کی یہ نقب ہی پھر گنبد نور کی دیوار مین یہ نقب
پہونچی ہی صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہی بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہی یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بلندی پر
ہی اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہی ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہی دیکھیے مقام نخل بدعت سے کیونکر گزرون یا الٰہی جلد
تابہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منھ دکھائے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک
کمرہ نقب مین بنا ہی انتہا کی روشنی ہی ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر میمون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے
کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی جیسے ہی اُسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہی ماران نے آواز دی ای نخل بدعت
جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر
ہوئی خوار ہین برلے حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین نخل نے کہا ملکہ جادو تمھین کون روک سکتا ہی نالی
امان تمھاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک کنگرہ یہان کا پہچانتا ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہی
آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ طلسم ہوشربا کے نقب پر مامور ہین نشیب شب
قیامت ہی قول سامری جمشید بھی ہے ستارہ شناسون کی تحریر کا بھید یہی ہی خیر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش
سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے
نخل بدعت کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی جرح کی بات کہتا ہی کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت

آنا ماران واسرار کا اسکو بار ہی بھولتا جاتا ہی چونکہ ذلیل و خوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے ہین چست و چالاک و ہوشیار ہمہ تن چشم تیور پر قہر و خشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کا ندھے پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے باصفا بازوؤن پر ہتوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر ہونچی قصد کیا دبکر نکلجاؤن نخل بدعت نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ عیاری کا اڑ گیا نخل بدعت نے ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلد آیا کہ جیسے برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولہ مارا ماران کے گرد شعلۂ آتش آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کردون مگر نخل بدعت بلاے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا کر للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہمتو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ عمرو اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہو جائے لڑتا جاتا ہی اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدرہ سے اُترتے اُترتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار سحر ایسے کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دھم سے زمین پر ماران ماران لڑکر زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اُداس مُردنی منھ پر چھا گئی یہ بھیا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان بچلے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کر مرحمت
تو ہی خالق تجھسے ہی یہ مسئلت
رحم کر خاک مذلت سے اُٹھا
سر پہ یہ اعمال لائے ہین غضب

دیگر

ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت
کیا سیہ کاری نے منھ کالا کیا
میری عقد جرم کی تخصیص کیا
رکھتے ہین چشم عنایت تجھسے سب

دیگر

مجرم عاجز ہون کر تک تقویت
بات کرنے کا نہین کچھ منھ رہا
ہو رہے ہم جو درنگی خطب
تجھ سوا کس سے کہین احوال اب

نخل نے چاہا کہ سر ماران کا کاٹ لون خواجہ عمرو پہلو مین گلیم اوڑھے کھڑے ہین دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اُتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عذار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

مے کے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

جہان گیر عالم کا عیار ہون		او بیچیا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر

ادھر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آنخل غصہ مین پلٹا عمرو برابر تو پہونچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد کا سر پہ مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھا یا صداے گیرودار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نخل بدعت بود فسوس جان دادیم دریم و مطلب نخود نہ رسیدیم ہاے نخل بدعت کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے مین ماران اُٹھی کھڑی ہوکر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیون مارڈالا عمرو نے کہا وہ تجکو قتل کرتا تھا اور مین کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی رُستی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب مین افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہو وہ اب جلنجا ئے گا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہاے اب نانی کو میری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہو اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہو گنبد نور مین بارہ جلاد اسد اور مہ جبین کے نگہبان ہین ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہین حکم ہو افراسیاب کا اول تو یہان کوئی آ ہی نہین سکتا اگر سواے میرے کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا چاہتا ہو سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہو مگر وہان رات قلیل ہو بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر اس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجکو تاب نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہو کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہاے نگہبان نقب مارا گیا سواے تیری نواسی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجکو دھوکا دیا وہ کوئی اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اُٹھا کہ مین جا کر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدعت مرا ہی جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہی اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا کئی تلوارین کئی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہی چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی میلا نہوا اُف نکلے ٹکڑے ہوا وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بند ہوگیا افراسیاب تو اُڑ کر طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہی شل ماہی بے آب پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہو سکتی وہان عمرو روزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا

عمرو نے بہ تعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر ونکا بادشاہ کردونگا یہ تو آپسمین تقسیم کرلو رات بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب تبرسامری کی ہو اپنی جیب مین سے گلابی نکلی ایک ایک پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوئے آنکھمین مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھو مین ہتھکڑیان بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بہ تعجیل جال مار کر دونو نکو ادھر تو عمرو نے نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مروڑ کے چھین لین عمرو یہ فعل کر کے طرف ماران کے پلٹا کہا اے محبوبو چلا ورنہ افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر گنبد نور کڑکا اسرار جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہے چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہے ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھا تصویرون کا لیے ہوئے قران بصورت ابریق سحر کے تھے ہاتھین ضرغام بشکل سرلے بر انداز روئی کے گالون پر قطرے پانی کے پڑے ہوئے سر لے اصلی کے بنائے ہوئے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گردہند مصاحبون کے تخت اڑتے ہوئے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے ہین جیسے ہی افراسیاب مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہے گنبد نور مین پہونچا اسرار نکحرام نے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن آنا پھٹ گیا تخت پر چالاک گری یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھ چکا نقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زکرمش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای ساحران بیحیا مین نے اسد و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادۂ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزۂ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہی ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا روح بخش فیض نما پہونچی ہاتھون مین شیلے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے ابھی ہی ہیاہو جو کفار پر پھینک مارے کہ چالاک بصورت حیرت تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے اس جھٹکا کہا ملکہ حیرت لینا یہ گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون تھراتی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس جیب دس انگلیون سے

منہہ پر افراسیاب کے مارڈے پہلو سے برق بصورت مصور و قران بصورت ابریق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب نوٹ گیا غلطکین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارونکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحرسازان مذکور کے جو انکے پاس تھے پہنچے چالاک نے گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز دیکر اسی سامری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو اور اپنے نام کا نعرہ بھی کیا منم مہتر بن چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک — نہ آید باد گرد تیز گامم — خلیفہ اولم چالاک نامم

قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون ابر بہاری — جہان سرہنگ در خنجر گزاری

بمیدان اژدر آتش فشانم — منم مہتر قران شیر یانم — ضرغام وجانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ہ منم یکہ لیکن گران بر ہزار بد بہار و غبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرات پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے زمین پر یہ سب گرینگے اور اسرار بھی الٹتی پلٹتی جاتی ہی کڑک کڑک کے گرے عیارون کی کمرین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہی سحر افراسیاب مین مبتلا ہی ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبا یا یہان قیامت برپا ہی ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین گلدستہ مین اسکے شعلہ جو الہبرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا اسنے یہ نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہوکر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھرنے لگے سحر سرمار نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچیاؤن پر سر منڈلانے ہی ادلے پڑے ٹھنڈے جہنم مین پہونچے سردار تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا ماران نے سحر کر کے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی ہی یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و لطمہ صد گوش دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخود خان سیہ رو و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران و سیلان گوشہ گیر و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و منقال جادو و دابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضریر جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ شور انگیز جلالت آئین و قماق اژدر پوش و سالار مینوش و ملکہ طنبور سحرساز و ملکہ عندلیب نغمہ پرداز وغیرہ

رات بھر اپنی اپنی بارگاہوں مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلادان خسیس طینت و میمون خصلت خرسہائے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بد خو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین داروغہ استاد بر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب جاہ و حشم شہنشاہ نیلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ برائے انتظام کل شاہان و ساحران بد انجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانوُن اور عیار دنکے نعرے ہوے برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون ہیجا و اصل جہنم ہوے صداہاے گیرودار تا بہ فلک پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہے لکہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہے رعد کی گرج برق کی چشمک نئی تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے تبھیں تمام بجنیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہے عمل ہے کہ اب جان بچنا دشوار ہے کوئی کہتا ہے خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر بر عکس کی مفت مین ہم غریبونکے جان پر بنی کسی طرف شور ہے یا لات اعلے منات معلی توبہ کرتے ہین آپکے بندے مرتے ہین وقت دستگیری ہے کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہے بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آجکے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہے نہ فریاد ہے مطلب حاصل کرو جسکا مال ملجائے لوٹ لو اپنا بیگانہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد لینے لگے کاٹنے لگے مگر افراسیاب مین تاث پہونچا تھا کہ تپلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھینٹا پانی کا مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب نے اُٹھتے اُٹھتے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ جبرت ہے نہ سرمانہ ابریق نہ مصور مگر سحر انکے پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر صبار فتار جو درختون سے بندھی تھین کاہ کشون نے آکر انکو کھولا یہ دونون بد حواس افتان و خیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریاے خونریزان بہ رہا ہے افراسیاب منہم منہم کہہ رہا ہے بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئین دیکھا در بارگاہ پر سناٹا ہے خوف سے نگہبان بھاگ گئے

یہ دونون پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین خیال کرکے دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی
چڑھی ہی دونون پیٹنے لگین پٹی اُتاری منھ دھلاکر کہا بی جلد اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہی صاف ثابت ہے کہ
مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپکی فوج والے رو رہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مرچکے شہنشاہ کو سنا زمین پر
گرتے تھے پتلے نے روکا شاہان اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی
ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی
نگوڑے مسلمانونکو نہ دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجکو کون بیہوش کرکے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی
کیا اندھیر ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپکے سحر نے آگ لگا دی
ہزارون جلگئے لاکھون جان بچاکر ملگئے یہ سنکر حیرت گھبراکر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار
خیمہ مصور مین پہونچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا اُستانی صاحب دیکھیے
یہ کیا سامان ہی صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہی ہمیشہ جامے سے باہر رہتا ہی عیارون کی جفا سہتا ہے
صرصر نے منھ پھیر کر چادر اُڑھایا منھ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے نے گھبراکر آنکھ کھولی صرصر و صبا رفتار
کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا دوڑکر دو تھپڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرا ہوش
مین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہی صرصر و صبا رفتار مین مصور
گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس پہنا گھبراکر پوچھا کہ اسد قتل ہوگیا عیارنیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ
نہ مچلیے مصور جلدی لباس پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہی اس عرصے مین صرصر و
صبا رفتار نے جاکر سرما و ابریق کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوے
بدحواس کہتے ہوے کیون ملکہ خیر تو ہی صبا رفتار نے کہا چنو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمہارے
قیامت برپا کر دی یہان افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی
برف پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون او حیرت ناک تیری
کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے بلاے مسلمانان
بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے افسون سے مہلت نہو سرما و ابریق و مصور بھی پہونچے
افراسیاب نے کہا واہ مرشدزادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات
منھ سے نہ نکالیے نانا دادا سے کہکر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمہارے نانا دادا بیچارے کیا تھے
اُلٹی پلٹی نالایق تقدیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہے یہ ایسے نامرد ہین ایک بونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو
کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھر کا ملال افراسیاب و مصور و حیرت و سرما و ابریق نے عکر دوبد

نہر سے آتشین مرپا تھین اُنکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن ہوا افراسیاب کو پہر چہپا گنبد آکر یہ بلا کا جادو
مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے بچھو آگ کی بو باش سے جہنم مین تنبیہ شد گریہ وزاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مر گیا
کوئی کہتا ہے جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہے بھائی تونے شباب مین جان گنوائی کسیطرف سرپیٹ رہی ہین فہیدے
لپچے نوچیون کو ہے گئے افراسیاب نے سرپا و ابریق سے کہا ان سبکو چپ کرو خاموش ہون لاشے حلیہ اٹھواؤ
با دولت جا کر گنبد نور مین تو دیکھین اگر حرامزادی یاران خواجہ عمرو کو لیکر راہ نقب سے پہونچی چلا ہو تو حکم نافذ
تھا کہ سواے میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھون اُنکو بچاؤن سکیگا
سرپا و ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اٹھوانے مین
مصروف ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چیخ مار کر بالاے گنبد نور
آکے دیکھا اسد و مہ جبین ندارد حبابا دینے کے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین جھانک دیکھا بیچ مین سے
طبقہ ٹوٹا ہوا ہے لاشہ نخل بدعت پڑا ہے نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھ کر قہر و
غضب مین کانپتا ہوا بیرون نقب آیا تمام حاکمان دربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب
از قسم شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپس مین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم
کہتا ہے شہنشاہ کی غفلت حد پر پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی آور ارکین طلسم رازدار جا کر
شریک مسلمانان ہوے قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین
کون کون صاحبین بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اُڑا دین شہنشاہ
ہوشربا کی زندگی دشوار ہو جانے کا راستہ بند ہے ہر متنفس کو رنج و ملال پہونچے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے
اتنا تو کوئی دریافت کرے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہی اُنکے قید کرنے سے
کیا کام ہی نہ محافظ ہی نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین اپنی آنکھ سے
قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا ای بادشاہ عالیجاہ وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ
توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یاکردہ ہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر کہا مرشد زادے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپنے
سُنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے
وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا
کام تمام کر دین مگر شہنشاہ کے رازدار ہین اس سلطنت ہوشربا کے ہم خود مالک مختار ہین کل امورات ہماری
راے سے ہوتے ہین ایک قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے
آتے ہین مردونکی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب

ہے

پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہو کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہ ہوسکا ایک کہتا ہے عمرو کو چھوڑ دیا
لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اُگر بیٹھے تھے بیہوش کر کے شہنشاہ کو بھاگے کیا غضب کر گئے
لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جمع بچگئے یہ بھی عنایات و منایات ایلچی کو نہ سمجھیں آتا تھا دن بھیا
رات ہوگیا جیتی ہیں کہ افراسیاب غصہ مین تیوری پر بل منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن بلا لیے تہ ہو جز کن جیسی
قریب آ کر پہونچا بیلم ہوشن نے برائے مضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا
اسکا کون جانتا ہے عمرو کی کسنے رہبری کی کس سرکش نے خودسری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے دیکھا فرمایا غضب
ہین تاج کو کج کر کے مونچھون پہ تاؤ پھیرا کہا اے حاکمان دربند طلسم ہوشربا وائے ناظمان ممالک عجائب نیا مابدولت کسی صاحب کے
بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر آف کرون تمام کوہ و دشت کو جلا دون اگر دعوی خدائی کرون مُردے کو زندہ زندہ کو
مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑا دون سب صاحب بخوبی واقف ہین چند کس
ناواقف ہین اپنے بزرگون سے سنا ہوگا جبکہ زمانہ بدولت دریائے نیل کا پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے اے
شہنشاہ دریائے نیل پر نہ جائیے لوح لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب و غرائب ہے دریا تہ و بالا ہو مضائقہ ہے سیاہ رنگ دہانہ
کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک موج اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریائے نیل مگر و مچھلی
مچھلیون کی ماہیت سے کماہی کون آگاہ ہے اُس منزل جوش و خروش ہین کسکو رسم و راہ ہے ہر حباب بھی آنکھین نکالتا ہے صاف ظاہر
کہ قہر و غضب مین گھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے ہر دم آدمی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پر ہول کنارے کا کنارا بستر خوف تباہی جہاز
عمر روان ہے ہر ایک موج شمشیر براں ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اُسکا تلوار کا گھاٹ ہے بپھر اسکا جادو غنی کا باشی ہے ہزار ہا
اسمین جانور آدم خوار رہتے ہین وہان کی ہوا ہر اک مابدولت نے کچھ خیال نہ کیا بجوش و خروش پہونچا صاحب لوح تہمتن
فیل پیکر و قامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا ملانا کیا ہنسی تھا آپ صاحب فرمائین اسکو کیونکر نکال کر لایا شل کر ڈالیں کہ سنکے
چیر پھاڑ کر پھینکدیا اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہین مابدولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
و عیاران نامور بسازش لگھر اہان برا کام کر گئے غلامان نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا سمر جادو نے شب بھر
قصص و حکایات مین مصروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب صاحب دیکھین شب باغیون کو چشم زدن مین
لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین اسوقت آپ سب صاحبون کے مرحج تبسم نے خنجر دان کا کام کیا
اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان کلمات سے تھرا یا تا کافر اسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو
سامری زمان اور جمشید عہد جانتے ہین ایسے دبے کہ سر کو کب بنتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا
حقیقت مین افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابرو پر بل آجین تا بہ مرفق چڑھالے آنکھین جوش قہر و غضب
سے آگ آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندہ معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف دکھانے کے نظرون سے سب کی جانب جھ

سب کے طائر ہوش اُڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین صرف سترہ سو سردار ہین چھٹون عیار مکار وغدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین آپ لوگونکا مضحکہ کرنا بہت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوے ہین نہ ٹھہرونگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی بُرے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہے ارا کین طلسم ہوش رُبا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہے میرا وارث تنہا ہے نمکحرامون نے اکیلا کیا ہے یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد دیگر دنگش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین طبقے زمین کے تھراتے ہین عیّار بچیون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ اے بجنتو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر وصبا رفتار وشمیمہ نقب زن وشرارہ سنگ انداز وشاہین چنگل کشا دوڑین بدلکر شکلین ادھر مرے بھاگین دو کلمے لشکر عمرو کے سینے ساقی نامہ

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہے یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بارے
دل ہے مرا طوالنوان ڈول کب سے
اس دلو مین آفتاب آجائے
اُترے جسدم وہ رشک محفل
پھر جائین نشے مین کالے گورے

اے روز الست کے شرابی
دے جام ابھی سلامتی کا
لے میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
نظر دن ہی مین دیکھکر جی جاؤن
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل

ساقی ہے کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مرمر کے خزان کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
دلمین مرے وہ شباب آجائے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے

یہان ظل اللہ مالک ورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر صاحب قہر وخشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح مکمل آمادۂ مرگ مہیاے قضا زندگی سے بیزار مجبور وناچار حیران وپریشان متردد ومتوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہے غم والم بڑھتا ہے اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پر ملول ومکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریاے آتش ہو پھاند پڑین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کے بیرون بارگاہ آئین کہا لو یار وسحر ہوگئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہزادہ بدیع الزمان نہ سنا یا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یار و بڑھکر دیکھو شہزادہ بدیع الزمان کا کیا رنگ ہے خدا نخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اُتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لا کر خبر دو اپنی جا کر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ جائے افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گرد اہالیان قافلہ دیکھنے والے دیکھین ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین ہاتف غیب نقارہ

بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا دغیرہ بارہ سردار عیارون کے اپنے خیمہ
کو ہی مین تھامے ہوے ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اُترے
ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر آواز دی یارو برای خدا کچھ خبر اچھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو اول باغبان قدرت
نے آتنا جواب دیا ای ملکۂ عالم خیریت بکیان کرتے ہین خبیس ساحرہ کو مین لایا ہون اُسکو افراسیاب باغ سیب سے
گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً
سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار
بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیحیانے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑگئے تھے
آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار رو باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ نور سلام
مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین
جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان
اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل سلام مین پہونچی خوشی خوشی اُٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ
اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھاکر
صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور احتشام — شاہان سرفراز سب اُسکے ہین پاے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر — میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے سطرف خاک — اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال سقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون — افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام
شمشیر اُسکی خرمن اعدا کو ہی جو برق — آوے گر اُسکے ہاتھ مین یک لحظہ بے نیام
ہلجاسے اور ٹک صف اعدا کی اور کو — بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کس کے منھ مین زبان ہے جو بیان کر سکے مدلتمین حضور کی یہ چند اشعار آبدار

عرض کرنا واجب لازم ہی اشعار — اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بخاص و عام — نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
دیتا ہی تیرے عدل مین ای عادل زمان — زخم جگر کو سودۂ الماس التیام — کیا کیا ہی خوبیون سے کیا حق نے تجکو خلق
الغباے روزگار کے ای فخر و احترام — مذکور حلم کا مین کرون کیا بیان خلق — یا مین تیری شجاعت و ہمت سے آب کلام
تیرا ہی بار حلم ہی ایسا جسے قرار — کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیگر سرداران بارگاہ اسلام سے
بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا اے ملکہ اسرار برای پروردگار جلد کہو حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو

کہ قلب نا صبور کو گونہ تسکین ہوا اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ انجم سپاہ و پروردگار عالم و خدیو مہر اقبال کو ترقی عطا فرما کے
روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکھائے خواجہ صحیح و سالم ہیں کنیز حسنو صفت عکس ملکہ ماران زمین کن راہ غضب سے انکو مارا
تھا کہ پھر گنبد نور گئی ہے میں بڑے کارگزاری باغ سیب میں پاس افراسیاب کے رہی بات پھر اس تیرہ بخت کو تحقیقات کرنی
نہیں دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا ماران نے قتل کیا پس افراسیاب خانہ خراب
آگاہ ہوگیا مجھ پر بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو اندر نقب کے ہو نا ہر گنبد نگہبان
ہیں انکو زندہ گرفتار کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے
دریافت ہوتا ہے کہ اسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہیں معلوم پھر خواجہ عمرو پہ
کیا گزری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب لازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ میں کر لیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک
تشریف نہیں لائے خیر خواہان دولت کی کیوں نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے
تھے بہ تعجیل بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برق و چالاک جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ
آئے باغبان و بہار نے کہا اے عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہے اسوقت میں تامل و تساہل ہر امر
قتل کا قصور ہے سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہیں خبر لاتے ہیں ایسا نہو نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب
گھیر لیں از شہر نا پرسان تا کوہ بلور فوجیں فرو کش ہیں خیر خواہان طلسم ہوشربا مختر کش ہیں مہرخ کو بھی تاب آگئی
کہا صاحبو میں سب میں نامرد ہوں کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہوں شب بھر سرد ہوا کی آتش رنج و مصیبت میں جلا کی
سب سرداران جان نثار بیقرار ہیں چلنے پر تیار ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی اگر پیچان و خروشان غبار الم سب کے
دلوں پر تھے اسی جانب سب دیکھنے لگے بسان ابر رحمت یا آیہ فرحت وہ گرد شق ہوئی سب نے دیکھا آفتاب درخشان
آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری مثل صرصر اڑے ہوئے آتے ہیں ایک جانب ملکہ ماران زمین کن
مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اٹھے شعر اے پیک گلستان خبر یار بگو ؛ احوال گل
بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ دیگر ؛ از کجا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم ؛ باد قربان سرت حلقہ بسر ممالان الم ؛ خواجہ
برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم مشتاقوں کی روحیں پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائیں
خواجہ عمرو نے آواز دی اے سرداران نامی و جان نثاران گرامی رب اکبر صانع بجز و کل نے فضل اپنا شریک حال کیا
دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید
دکھایا باغبان قدرت یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوش ہو کے سوسنین ساقی تھی وہ دوڑ کر
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو گود میں اٹھا لیا ماران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان کرسیوں پر

ہمکو پانچوں عیار سامنے حاضر ہیں بسبب اشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب دیکھتے ہیں مصرع چون
گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ۔ ابتک اہلکی یہی جلوہ فرما ہیں مگر خاموش غیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ لہ خدا
کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو ہمیں مشتاق ہیں چند روز سے ہمیں بھی مشتاق ہیں دیدار فرحت آثار سے
دیدہ و دل منور ہوں یہ سنکر خواجہ نے منہ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہوا کہ بندہ لور سے انکو اتار لایا مگر وہ دونوں میرے
پاس نہیں ہیں ہیں دو چار دن میں تدبیر کر کے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ میں تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ میں
افراسیاب ملگیا اُسنے چھین لیا جلد فرمایئے اُسکا نام بتایئے ہم بیوا افراسیاب کے مقابلے کو موجود ہیں اور کسی کی کیا حقیقت
ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہیں وہان لڑائی کا کام نہیں ہے اس مقام پر فرشتوں کے پر جلتے ہیں
ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زبردست ہے عمرو نے کہا سنو سالکو بڑی چیز ہے لیکن دین میں زر رہن
جلتا ہیں مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی میں اس سے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ میں چھپا کھڑا تھا جب میں
نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھ سے چھین لیے میں کیا عذر کرتا یہ سُنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا
کرنے کو حاضر ہیں عمرو نے کہا صاحب سنو صاحب یہ روپے کا کام زبان سے نہیں نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے مجھے کسی سے
انکار نہیں ہے موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کریں ورنہ وہ مہاجن بڑا ظالم ہے نہیں معلوم کیا آفت برپا
کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا بیچ بارگاہ میں بچھا دیا فرمایا ہاں بسم اللہ سب صاحب کہیں یہ تو مجھکو
یقین ہے کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا
سود بھی پہونچنا دشوار ہے اُسکا بانی حمزہ نامدار ہے اُنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیرگیر میرا فرزند کرب والا تبار سے وہ شادی
جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابتک ایک حبہ بھی نہیں ملا
بعد چوتھی کے سب وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہیں سود بھرتے ہیں اب یہاں تم سب صاحبوں کے
بھروسے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جو جس سے ہو سکے وہ اسوقت دینے میں کمی نہ کرے اُس چادر پر اشرفیاں
توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہیں باتیں بناتے جاتے ہیں یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ
عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہیں نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہیں وہ داخل زنبیل ہو رہا ہے
یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہیں یہ مقدمہ فیض رسیدہ ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نہ جائیگا
علاوہ قرضداروں کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہیں انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ میں
ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہوں جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہیں پہونچاتے ہیں وہ غربا مجکو
عرضیاں تحریر کرتے ہیں دوبارہ بھیجدیتا ہوں سب اہل دربار خوش و خرم ہیں ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہیں خواجہ عمرو
کا بھی دماغ تر ہے تحصیل پر آمادہ ہیں تمام اہل ایمان لشکر ظفر پیکر مشتاق دیدار فرحت آثار سے خوشحال ہیں مگر خواجہ یہی فرماتے ہیں

کہ آج کوئی تنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سرداردن کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین

اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے / ساغر چڑھاؤن نشہ امی کا اُتار ہے
پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہے / گویا نہالِ قد شجرِ میوہ دار ہے
دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہے / یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے
سرسبز خط سے کیا چمنِ روے یار ہے / ہے طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے
چلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو / ہم خاک مین ملے اُنھین اب تک غبار ہے
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے / یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو کار / تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
نیرنگ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے / اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت و انبساط ہی جلسۂ عیش و نشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُولاتا ہی شب کو چمن مین گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر و نخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پُر ملال آئینہ ہی مقام حیرت کہان صاحب آئینہ ہی دو دن کیواسطے تاج و تخت ہی شاہ و گدا کو درپیش منزل سخت ہی ہردم دم کا شمار ہی رنج و راحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ و حشم کہان ہین ملول و غمگین پردۂ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آٹھ پہر گردش مین ہے جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون یہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے ہین شبنم اُنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نہ نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو معشوق گلرخسار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج و الم شادی و غم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہے جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا

اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا / بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا / مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب / جانے کے لیے ہے سبکا آنا / گذرا یونہین اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا ہین / کیا دخل مشیت خدا مین / اک نقش براب ہے یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہی یہ دنیا / فرصت نہین منھ سے بولنے کی / مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی / بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی / بندہ بندہ خدا خدا ہے

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین اسکی جا ہو
سبکے لیے اک یہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہو
چھٹکارا پھر نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھُد کھُد کے گڑھے پٹے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوئے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہوا اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
دھارس کو نہین یہ ذکر چھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہو
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہو
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ ہین بستر اے سب کا
جینا ہے جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دئیے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا نبی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہے صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو ان کی کنار مین رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات گر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت ان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہو درپیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
ہر وارڑون مین گھر بنا ہو سب کا
آگے پیچھے یونہین لگا تار
اس سانس پہ اختیار کیا ہو
اس موت سے کونسا بچا گھر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جسکے لیے یہ جہان بنا ہے
جیسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہو صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوؤن سے منھ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین جشن ہے لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد صاحبقرانی عمرو کی تحویل مین کہ یکایک ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا کہ مین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بعد قہر و غضب مین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا سبکو عیش و راحت مین مصروف دیکھا اللہ کارا او نگوڑا مرا اور اسی ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ ابدولت کو

دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت
وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہاے کمندہارین یا گرکر نقش زمین بنین
عمرو نے بھی نیمچہ ٹیکا کہ جست کرکے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر کیا کہ کوئی سردار ہاتھ
مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک سناٹا ہی سب سردارون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا منکے ڈھل گئے معلوم ہوتا
تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین عمرو مع کل عیار چالاک برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی
لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کرکے بارگاہ
سے بقہر و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پر ہوائیان اپنے اپنے مقام پر خاموش
دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کرکے باہر نکلا ہے کہ طرف سے شہزادہ پرسان
کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے جو تعاقب مین چلی تھی رواروی کرکے آپہونچی سب نے
دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارگاہ مسلمانان پر کھڑا ہے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کرکے غرق زمین ہوا
شہنشاہ توسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیر خواہان دولت
آ ہونچے آخر ہم کسدن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب نے جواب بھی نہ دیا ان
سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف
بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے
گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ
کے نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پائے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا اب طبقے کا
طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوے ابھرا مگر حال یہ ہے
کہ تاج سر پر کج آنکھین ابلی ہوئین معلوم ہوتا ہے حدقہ چشم سے نکلجائین گی بند قبا ٹوٹے ہوے زرہ کی کڑیان شکست
نعلین پارہ پارہ اس حال پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوے منھ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم
و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پر تھراتا ہے نیلم و توسن وغیرہ و کل ناظمان در بند طلسم ہوشربا
کے ہوش پران ہین غل کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے افراسیاب
پانچ قدم بڑھ آگرہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہر گیا پکار کر آواز دی اے سرداران شعبدہ باز و اے ساحران نیرنگ ساز تم مین سے
کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو ہاتھون پر اٹھائے تا بہ شہزادہ پرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ اے شہنشاہ گردون
بارگاہ تو شاہنشاہ طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت و طاقت مین سامری و جمشید پر
فائق ہے ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہزادہ پرسان لیجائے افراسیاب بصد پیچ و تاب

اُس بار کو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ مین آواز دی یار و دس ملکے سنبھالو تم لوگ ما بدولت پر صنحکہ کرتے تھے قوت و طاقت
و اختیار ما بدولت کا دیکھو چشم زدن مین آیا بارگاہ مین بیک چشم زدن کل کو بیہوش کر دیا اسمین سترہ سو سردار مین چھوٹے
عیار ہین اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر نا پرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک مین ملاؤنگا کوئی سوال کا افراسیاب
کے جواب نہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم مین تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اس حال مین دیکھا کہ
طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اُٹھائے ہوے کھڑا ہے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا آتی ہے قریب ہے
کنپٹیان شق ہو جائین سر پیٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے
خاتون محل خبردار زیر طبقہ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ مین کیونکر مانون
میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھین نکل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پانون بیکار ہو جائین واسطہ سامری
و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دلمین گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسلیون کے کڑکنے
کی آواز آتی ہے افراسیاب بڑا صاحب اختیار ہے ان کلمات حیرت آیات کو سُنکر دلمین سوچا کہ حقیقت مین اس
بارگران کو لیکر تا بہ شہر نا پرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے نامحمان در بند موجود ہین یہ بڑے
مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی اے غلامان
سامری جلد حاضر ہو ما بدولت کو بڑی ضرورت ہے عملیم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان
نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی اے شہنشاہ حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار قبیلے
قوی تن قوی بدن زنگی نیکے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون
پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب ما بدولت چھوڑتے ہین اُن
جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم و حجاب ہے سرکار اتنا بڑا بار
اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو انپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سر
طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا اے
شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہے کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہے اشارہ سے تو جبارون نے افراسیاب
جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بحساب مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر نا پرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہے آدمیون سے
معمور زمین ہے پشت پردہ چارون غلامان سامری طبقہ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین ہین ہے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس سب کو یہ شہنشاہ خیرخواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مراقبت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا

اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ بپا ہونا بلکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤں جسوقت
خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین جیٹھا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ
ہوا کہ خواجہ عمرو نے اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے رکھا
غبار دل مٹا یا ہنستا ہوا قصر مراٰت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور خیر تو ہے کوکب روشن ضمیر
نے ہنسکر کہا یہان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کرون ماشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ
یاران زمین کن کے نقب کو طے کیا اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اے خورشید روشن رائے طائران
سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک امورات رفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ
نگارین مین خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے ببصد کرو فر بجسن تدبیر قید سے
اسد غازی کو رہا کر لیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشن ضمیر
یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن رائے نے دو طائر
بھیجے ایک سمت لشکر ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہے
انکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہے گرد تمام شاہزادیان
صبح کو رنگت رخ فق چہرے سے ظاہر قلق حلم کی اپنے باپ کے منتظر ہے کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا
مناسب ہے افراسیاب بربادی مسلمانان کا طالب ہے یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا
ملکہ بران نے نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا او صاحبو خواجہ نے طلسم کشا کو چھڑا لیا
افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صداے مبارک باد بلند ہوئی ملکہ بران نے کہا اب سب ملکر لشکر مین
خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا
یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن کو جلسہ عیش مین جانیکی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو براے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر کرچکا ہون اسکو دیکھا چشم زدن
مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا اے
شہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب جادو کل سرداروں کو مع طبقہ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کر کے
لیے جاتا ہی غلام نے آنکھوں سے دیکھا ہا لیان لشکر عمرو مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اُس بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے زانوں پر ہاتھ مارا کہا او صاحبو
غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون اے خورشید
روشن رائے بران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سرداروں کو مع شیخ و شاب

لیے جاتا ہم سب کو داغ تلزودیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیرزن کو خبر دی ملکہ
بران نے بھی منھ پیٹ لیا یا تو خلعت لکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا تیاری جنگ ہونے لگی
کوکب روشن ضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا کہ
ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چکارا مار کر ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا
طرف سے برہمن رُوئین تن کے مرقوم تھا کہ اے شاہنشاہ گیتی پناہ براے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصر جمشید
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش سیارگان سے مانع خورشید
و ماہ بجاے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ
غیرت سے غش آجاے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ
دیا گرد پھر اتصدق ہوا عرض کی خیر ہے چشم زدن مین کیا ہوگیا فلک نے کوئی نیرنگ کھایا شعبدہ نو کا سامنا ہوا
کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ اُفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردار اُنکو بقہر و عتاب وہ خانہ خراب لیے
جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان
کہان اس نے جان لڑائی جان و آبرو بچائی مین اُسکی مدد کو نجاؤن منھ چھپا کر بیٹھا رہون مصرع و اسے برما و گر خسارتی
اگر خواجہ عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منھ دکھانے کے قابل رہونگا
صاحبان جرأت کیا کہینگے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشن ضمیر قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا
وقت پر اسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے نے کہا اے شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن رُوئین تن نے
تاکید لکھا ہی دشمنون کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جاے بخت بد روز سیہ نہ دکھاے خورشید نہایت خیرخواہ
حسن تدبیر سے کوکب روشن ضمیر کو روکا اور باتون مین الجھایا فوراً معرفت طائران سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف
اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہے خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر
سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دوپہر چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یا رب یہ کیسا غضب ہے مہرخ و بہار وغیرہ
قتل ہون ہم براے امداد نجا سکین بران کہہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر یہ بھی داغ رہیگا کہ
بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیرزن نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجاؤنگی
کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا
قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجرگزاری نے کس حسن تدبیر سے مجھکو بچایا
صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شرکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین طعن
و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہو ہمارا دل کا ہیکو ہی پتھر ہے نہ حیا نہ حجاب نہ خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا

ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان ناظمان دربت پریشان و دردمند آنکھین پُر آب دلین حجاب الفون کو
پیچ و تاب عجب ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہی بران نے کہا یہ بیٹھنا رونا بیکار ہے برای خدا آپ لوگ تنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان ہمعون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی ہی عقل میری جادۂ عدم کہاتی
ہی آبرو کہو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا ای گل رعنای شہریاری وای بلبل حدیقۂ تاجداری آپکی والد نامدار
کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا
ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش ستارگان کا سبب ہے اسمین بھی کچھ مطلب ہے حضور
جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہے حضور آبرو اس بحر جہان مین سب کو عزیز ہی
دشمنون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت زلیست دونون خراب حضور کو کیا کہ نادان ہین
عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین
ملکہ بران شمشیر زن ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہی ڈہلک گہر رشک چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہین نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر تصور خاموش کھڑی ہے
یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی ہن سونی صورت صاحب شوکت
و جلالت تاج زرین برسر خلعت فاخرہ دربر آسمان سے آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہے
وہ نوجوان تخت سے اُتر کر قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگاکر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان ای نیر تابان کوکب عالیشان
یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان بیر بھائی
تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی برای
جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب کہان ہین میری جانباز یان اُنپر عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا تا نشان
اپنا سمجھا یا بران شمشیر زن عم نامدار کہکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہوگیا افراسیاب
بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو برای قتل سمت شہر نا پرسان لیے جاتا ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہے
مجھے استاد برہمن کی تاکید ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ لیکن مقام غیرت ہی جای
عبرت ہی ایسے سرداران جلیل خواجہ ایسا عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت قتل ہوں ہاے
افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹا پروردگار چاہتا ہی تو ابھی جاکے سرداران اسلام کو
لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو فراسیاب
خانہ خراب کی مجال ہی کہ جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سر نہی ہیچم ز شمشیر جیبنبغ ہر چہ آید بر سرمن

یا نصیب ہو اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑتے ہر مقام پر ذکر ہوگا
کہ احول مربع نشین مسلمانون پر نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہو وہ زندہ ہے
ایک دن مرنا ضرور ہی اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہے اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند	کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل	گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر اے بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اُٹھا
نہین سکتا ہمارے اُنکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز
ہی یہ کہکر ملکا احول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اُسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت
اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن
مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی
کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹا مین سرداران
اسلام کو چھڑا لائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبر گیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند
سحر غائب کیے ہوے اپنے کو نظر سے مثل مردم کے دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا دم سحر و
افسون گری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو و فوج افراسیاب
سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو
تاجدارون کے بہ کبر و نخوت موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ نیلم
وای شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے ابدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے
باز آتے خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اُٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری
قوت و شجاعت مین بیمثل دیکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت و جلالت آشکار ہے
سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہے بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپکے سامنے سحر و ساحری
کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج و تخت ہین بیمثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور
و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپکے بندہ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے
اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طوافِ آستان مین ہو توقف ایکدم | نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیب | گلشنِ عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین نہ پائین بند ہین | غنچہ سربستہ کہہ سکتا نہین رازِ نہان
اسقدر بخشے جواہر دہ کہ جسکی شرم سے | پھینکدے دامن سے الماسِ کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے | صبح دم دیکھے اگر لطف بہارِ بوستان
حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو | زخم بھر دیتے ہین شانو نکے یہ گیسوے بتان

اِن اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ حلیم اس سے بڑھکے ما بدولت کی صفت ہے ہمکو تمسے کمال محبت ہے افراسیاب اِس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنسکے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طے کر چکا ہے مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑکے مانند کوہ پتون مین نخل کے چھپا یا جس بارگاہ کو پتلے اٹھائے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پہونچکے آیا پردہ اٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا ستر سو سردار و جملہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانون مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ضبط نہ کرسکا بیقرار ہوکے رو دیا خیال مین آیا کہ ان سب سرداروں کا لیجانا تو آسان ہے مگر علم نیرنج و شعبدہ کا بھی امتحان ہے افراسیاب خانہ خراب لعین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب کے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مرد ود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طے کر رہے ہین احول اندر بارگاہ کے اِن تدبیرون مین مصروف ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب بڑا بیوقوف ہے دل ہے یہ پائین کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا پتلے ہمشبیہ سردارون کے بنائے مرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مرخ نقلی کو بٹھا دیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھا دین اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درۂ کوہ ہے انھین لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال نکال کر لیجاتے ہین اُس درۂ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح ہے کہ سب سرداران مرخ ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود اُڑکر نکلجاتے جلدی مین احول کے پر سے سحر بھی نہین اُتارسکا اس خیال سے کہ شہر نا پرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے ستر سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درۂ کوہ مین اُنکے بیرون نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا افراسیاب اسی طرح نشۂ غرور مین جھومتا ہو قبضۂ شمشیر کو چومتا ہو اگر دا گرد بیٹھا جادو سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھو

صاف جو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہو گئے ایک متنفس نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا
مٹ جائیگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے
سحر و ساحری مین بھی یکتا ہے دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو ناظمان دربند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والون کا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزار ہا آدمی کوٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہین بارگاہ پر کسی کی زبان پر
صداے واہ کوئی آہ کرتا ہے اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا
لیتا ہے کوئی گلچین کا پتا دیتا ہے کوئی مثال شبنم گریان کوئی مانند گل خندان تپلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو بیچ
طبقہ زمین بیچ شہر ناپرسان مین نصب کیا چارون تپلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب تسلیم بجالائے افراسیاب نے
چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمہارے اوصاف شاہان طلسم باطن کو لکھکر آگاہ کرونگا
اپنے ہمچشمون مین آبرو پاؤگے فسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون رخصت ہوے اہالیان شہر محو حیرت ہوے
ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مہرخ اُٹھایا دیکھا سب خاموش سکتے ڈھلے ہوے آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون
بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو بہار کو اس حال حیرت آل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا اب
تمہارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو بڑا ہے اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی نگوڑا چپکا بیٹھا ہے بھڑوا
ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت و جلالت ہین مالک سریر سلطنت
ہین چارون کو تخت پر بٹھین جوتون کے دلدر جھڑ گئے تمام ہوش ہوا ہین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی
طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑکر دو
چار جوتیان انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما وابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے بہار و مخمور
کو الگ کرلو سمجھاکے قصور معاف کردونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم جلسہ عیش کرنا ہے اگرچہ گذشت
گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے
حیرت نے کہا اے وزیر اعظم مین اپنا سر پیٹ لونگی کنوین مین گرکے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمین کوئی
صاحب دخل ندین شہنشاہ اپنا جونچلا اُٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا پیار ہے انکی اذیت
ناگوار ہے مجھ سی کوئی نہ بوٹ مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو اختیار ہے خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر
بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑکے کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہے ہے
شاہنشاہ نے کیسا سحر کیا میری بہن گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ
ہو گئے حیرت غل مچانے لگی اے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سر کیا ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا گل گئے
اچارہ بن گیا تب کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ کہتی ہوئی مار مار نگوڑی باغیہ

جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار رگلی گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے جسنے جسکا ہاتھ پکڑکر کھینچا گویا دستگیر ہولی
ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا ای شہنشاہ آپ خود
اندر تشریف لائیے گنہگارونکا حال تو ملاحظہ فرمائیے اتنے کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور دیکھا سب ماش کے
آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن ونیلم نہایت مقرب ہین قریب
کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہی کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہو گیا مگر شاہنشاہ
یہ کسی بدمعاش کا کام ہی بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا داغ دل پر دھر گیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپکا
ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہی ایسی باتین کرکے پھر اُسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرا کے
تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا
آستینین چڑھائین تھرتھرکا نپا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑکر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا
معرکہ ہی یہ کسنے شعبدہ کیا ہی کسکی موت آئی ہی افراسیاب نے کہا صاحب تمھارے کہنے سے طبقہ کو تیلوکی سپرد کرکے
سردارون سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک
فلان درہ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درۂ کوہ مین رکھا ہی سحر میرا نہین اُتارا ہی اُسوقت تمنے پریشان ہوکر
یہ جھگڑا ڈالا اگر یا بدولت کے دوش پر ہوتا ایک مگس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا ٹانگین چیر کر پھینکدیتا اتنے
عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کر گیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود یہ سنکر تمام
تاجدارون مین غریو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا
پرپرواز پیدا کرون داراب ظلماتی ملازم ماہیان زمردپوش کا برابر کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا
شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پرپرواز پیدا کرکے بجوش
و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین ٹہل رہا ہی میدان خونی درہم و برہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا
کوئی حیرت سے دام غم والم مین اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے
لگے دوکانین تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیرین فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ آپسمین
باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یار دیو ہونا تھا ہو ا اب ناحق کد وکاوش ہی افراسیاب
کی بیکار کوشش ہی عمرو بڑا عاقل ہی فن عیاری مین کامل ہی کس تکلف سے بالائے گنبد نور پہونچا اسد دمبدم جبین
کو لیگیا ایک دن اسطرح لوح حاصل ہو جائیگی دربند تباہ ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران
عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا بھی اب سامان سلطنت درست کریگا اسوقت مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا
ہردم اسکا خیال تھا کہ افسر سر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے راز دار ساحران نامدار مین نشان

لوح کے دریافت کرکے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اُسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے ہین بھائیو جو
مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ نہ چھوڑینگے اورون کا
کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہو اب اجب لازم ہو دل اپنا اپنے فعل پر نادم ہو افراسیاب نے سرما سے کہا
میلے کو جاؤ سردارون کو روکو پیر بھائی میر اگیا ہو سب کو لیکر آتا ہے آج ہم کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو
زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہو کوئی نہین مانتا وہ جو عیارون نے سرماد ابریق و مصور وغیرہ کے سحر صرف
کیے تھے اُسمین لاکھون جہنم واصل ہوے رہ گئے پر وزیر اعظم کو اتنی مانند جواب دیتے ہین یا ہو وزیر اعظم اتنا ساتھ والے قتل ہو میلے مین آکر بڑا نفع ہوا
ابکیا منظور ہے ٹھہرا کیا ضرور ہو سرما سجھا لیتا ہے کبھی غصہ مین جواب دیتا ہے یارو ابھی سب مسلمان گرفتار ہو کر آئینگے اسی میدان خونی مین
مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور قتل کرین آپا ر لوگ جلسے مین آئینگے ہر صورت بھی ندیکھا کینگے شہر نا پرسان کا تو یہ حال ہے کہ
ہرسو ناکسی کے دل پر ہجوم غم و ملال ہو مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا نا ند سے نکلا قصد ہوا
اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا
منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی اُترا کہ احول درہ کوہ تک
نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین
تھا گولے پر لگایا گولا اُلٹا پلٹ کر سر پر داراب کے بیٹھا شعلہ ہا آتش نے نا ری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر
اسکی مشکین باندھ لون یا سر کاٹلون داراب شعلہ ہاے آتشین مین مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا
اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر بھیانکے پڑ گئے آبلون سے وہ لنگور بشکل خوشۂ انگور اُن آبلون مین جلن
سارا بانکپن بھولا جسم پر تازہ گل پھولا اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اُس نے
آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہو سب چوٹین خالی دین
مثل شیر غضبناک نعرہ کیا اور بھیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ نظم مصنف

ذرا ضرب برہانِ عالم تو روک
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخار یل پیلتن
من آنیم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی اوبھیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو اوبھیا یون نہ ٹوک
منم ناصر مہرخ ذی حشم
ہنر پر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا اگر ہو سلام ہے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
یہ بین ضربت تیغ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو ترا سر ہو اور میری تیغ

نعرۂ شیرانہ کرکے تیغۂ خارا شگاف نیام انتقام سے کھینچی اُسکا وار روک کر
داہنا قدم آگے بڑھایا پینترے سے کمر کو تاکر سر پاس خود سر کے ہاتھ مارا روینیے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا

تھا بخت سیاہ کا سا منا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا تھا آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ یکھا تیغہ تھا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازیں مہیب آئیں ہیرون نے لاکھو تدبیریں کیں کچھ بن نہ پڑا آواز آئی گشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود اد ھے تو لاشۂ داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفیلیں مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہاں احوال اسکو قتل کر کے نہر آیا تیغہ پاک کر کے کمر سے لگا یا چھینٹیں خون کی جو زرہ پر پڑی تھیں انکو دھونے لگا یہاں افراسیاب سناٹے میں کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہیں میلے والے سرکشی دکھاتے ہیں افراسیاب نے غصہ میں کہا اے وزیر اعظم نہ رو کو سب کو جانے دو پہر بھر میں سب اہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایاں ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج والم کی دکھاتا ہے وہ طائر بہ عجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پروں سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نکلا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی مضمون پڑھکر کچھ منھ سے نہ کہا پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ میں بھی ہمراہ چلوں دشمن کا کام تمام کروں افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب میں آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامن گیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہے اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو میں سلاتے ہیں اُسکو مکان تنگ و تاریک میں بند کر کے چلے آتے ہیں نظم

ناسازی زمانہ کہیے کہاں کہاں تک	بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جاں تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہاں تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہو گی کہ وہاں افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانوں سے اُڑے اژدروں نے مسکن چھوڑے پتوں نے محبت شجر سے منھ موڑے پہاڑوں سے پتھر گرنے لگے کل صحرا میں تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جا دو پہنچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیوں احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگار و نکو

نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کردے دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھکے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھاکر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر زانو پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب اُسکی جو پڑی دن کے بھل زمین پر بعد سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمکحرام بد انجام سنبھل مین آ پہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک گرز احول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب کو تیورا آگیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو نملے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل اُٹھارہ سو ملک کا سردار ردل کھاکر بقہر و غضب تمام اُٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچی اژدہا غار سے بل کرکے نکلا بڑی ذلت اُٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سرکی کھا کر خیرہ سر سنبھلا سوداے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ افراسیاب

مرا نام ہے شاہ افراسیاب
دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
بلائے جہان سحر مین بیعدیل
مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل
اکہ بین چرخ افسونکا خورشید ہون
زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
نہین کوئی عالم مین میرا نظیر
مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کردن
فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون

بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اُڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہے پتھر آپس مین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا درد مند اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا بلحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اُٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تلج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مہرخ وغیرہ کی درہ کوہ مین آیا اتنا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کہ حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کرکے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درہ کوہ مین نپایا مثل نخل صحرائی بڑی سختی اُٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھاکر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نپایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوے آخر بدحواس ہوکر بیرون درہ کوہ آیا ران پر

ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا بران شمشیر زن دختر کوکب نکال کے لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو واحول سے لڑائی مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارونکو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اُتارا قصد ہوا سب کا سحر اُتارون مگر دیکھا سب کے سب منکے ڈھیلے ہوئے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مرداریدنکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا دہ خون اختر پر ڈالا مرداریدکو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کا سہ مین چند غوطے اختر مرداریدکو دیئے آبروے مرداریدپانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دُھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا اے نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اُٹھکر کنارے ہوجیے افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اُتارنے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اُتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیو قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اُسکا پڑا پھڑکتا ہی جا کے اُسکے دفن کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران و افراسیاب سے سحر چلنے لگا بران نے بجرأت تمام سینہ اپنا سپر کردیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھونے مصروف دعا طفلان غنچہ کو کلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان دہن کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچش اُلجھن مین خاطر مشوش ابر اک باران سحر برساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد

رنج والم یہ غزل گاتی ہے غزل

بشکل اشک ہون ناقدر و بیقدر
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا
وہ مشتاق شہادت ہے دم ذبح
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا الزام گر

مٹانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
ہوا سر یہ بھی شائد حسن اغیار
گلہ بھی غمگر ہوکر لب پر آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اٹھایا

ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پرملال دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت وہ تین سحر ملکہ بران شمشیرزن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر پیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کررہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہے ہر مرتبہ کہتا ہے کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب چار طرف سے گھیرا ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے بھبھوت کی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیرزن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے زمین پر گری زبانین بند جھولیان سحر کی بھل گئین افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ نچھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے مین آ پہونچا

نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر
یل صف شکن صاحب عز و شان
خبردار سازم کہ ہشیار باش

منم قاتل کافران جہان
لقب یافتم خاص روشنضمیر

ہنر بر دہ مان کوکب نامور
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر
ازین خواب خرگوش بیدار باش

افراسیاب نے دیکھا کوکب بہ سطوت و صولت تیغہ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین انگوشت بر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر روکا شعلہ ہاے آتش دونون کے سحر سے اڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا باران سحر پہلے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی ہے حاضر ہے ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہے مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا ہے نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین قمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی

اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سُرخ ہوگیا
چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار پکڑ کے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر
تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب
نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے
آتا ہی افراسیاب کچھ پڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان
کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کہنا تجھپر سایہ سامری و جمشید کا رہی دشمن تیرا جفائی شکست
سے منہ ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہے
ڈوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی
مین زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی
دیا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے آواز دی منم ہنر بر دشت طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر پلٹا عمرو نے
حباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھا کر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب تلوار لیے ہوے
جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی زمین سے نکلین نکلتے نکلتے
ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر کے مجسم پر کوکب کے پڑے کوکب انکے
دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب کو دبایا دونون پالون مارکر غرق زمین ہوئی
صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اُتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب
دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کار نمایان کیا اسوقت
افراسیاب نے خاتمہ کردیا تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پریزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہے
عکس سے تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپ مین خواجہ سے
شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے ہاتھون کے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ
انپر سے سحر اُتار دیجیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ آنا تو مژدہ سنا دو کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو
نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی یاران کے ساتھ تعب سے راستہ جابجا مسدود منتظم موجود افراسیاب
نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے یہ مجال نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طی کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ
شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ
سُرخ ہوگیا پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دمیدہ سحر موجود ہی اُسکو بہت جلد لاؤ

ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوش رو فوراً شیشۂ آب نایاب کو لائے کوکب نے اُسی پانی سے منھ مہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً اُٹھ بیٹھے سب سرداروں کے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دُھلایا بران بھی اُٹھیں ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ مو ے کاکلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمیں گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج والم تھا اب قدرت سے باغبان قضا و قدر کی پربہار ہوا شاخین جھومین درختوں نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیاں نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیاں گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار ہا ریختہ

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ میں
کوئی کھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ میں
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغ میں
زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ میں
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ میں

دیکھو الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ میں
یہ تماشہ یاد رکھنے کے ہے قابل باغ میں
نام عاشق اُس سے ہونا تھا جو حاصل باغ میں
آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغ میں
بید مجنون کے تلے ٹھہرا ؤ محمل باغ میں

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے
تازہ ان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی بین روے گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجوں کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ میں

کچھ دنوں ہے سربلندی پھر وہی افتادگی
اپنے اپنے وقت پر ہر شئے کو ہوتا ہے یہی
نخل عریان منتشر ہے پھول کی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بن گئی آہ عنادل باغ میں

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خود نمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغ میں

اسقدر طوفان اُٹھا سب شناور ڈر گئے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر پر پاکر گئے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پہلو سے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ
میری باعث منت گلچین سے ہی اسکو فراغ

دیکھتا ہی جب کبھی ہوتاہے وہ گل باغ باغ
سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ

بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین

سب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکر یہ باغبان قضا وقدر برزبان آپسمین ایک ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب بران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز خوشتر و وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے بلور چہاردست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین ہو لیتا آراستہ کرو براے لشکر وردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہی دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہے کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہے ساقی نامہ در جشن رہائی مہ جبین

ہی غیرت باغ ہر برو دشت
کچھ لب سے مرے اسی لگا دے

اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہے نام حمل کا مہر آباد

بدمستی بادہ خوار کے دن
تزئین سمن کے ہین یہ ایام

کیا رنگ چمن بہار پر ہے
عالم گل و لالہ زار پر ہے

شمشاد کھڑا ہی سخت حیران
اور دیکھ کے جلوہ ہاے شمشاد

ہی وجد فزا نواے بلبل
قربان ترانہ ہاے بلبل

کیا چیز ہے ہاے ہاے قمری
باندھے ہی ہوا نسیم کتنی

کیا کیا ہی بچار ہا ہی دھوم ابر
آتا ہے مدام جھوم جھوم ابر

سیر گل و لالہ زار دیکھین
بیٹھین لب آبجو پہ یکدم

شاید اسی طرح چین آئے
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے

مسرور ذرا ہو جان غمگین
ہو چارہ پذیر درد الفت

پامال کرے نہ یون غم عشق
جینے دے عذاب ہمدم عشق

ساقی ہین یہ روز ہای گلگشت
ساغر کئی متصل پلا دے

ہین جلوہ نور بہار کے دن
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام

آتا ہے نظر جو سرو بستان
پابند طرب ہے سرو آزاد

دلکش ہی غضب صداے قمری
ہی روح فزا نسیم کتنی

چل سوے چمن بہار دیکھین
پی جائین سبو سبو پہ یکدم

پائے دل بیقرار تسکین
اڑ جاے جہان سی گرد کلفت

اس رنج عذاب سے چھٹین ہم

اس حال خراب سے چھٹین ہم		خوناب کہانتلک پیے دل		ترپے ہے شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی وزمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر وتقریر وہمصفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان ؛ چنین می نگارند باعز وشان ؛ شہنشاہ خنجر گزاران وسر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ ریش کافران افسر عیاران صاحب جاہ ووقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ وبہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ براے ملکہ مہ جبین تبکلف تمام تخت طاؤسی آراستہ ہو وبراے ہژبر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سر حلقۂ پہلوانان اعنی اسد غازی ذلکل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر وجان نثاران ناموری کمر ہمت باندھکر بصد کر وفر آمادہ ہوے بارگاہ گردون اشتباہ زر لبفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبۂ پرنور جسکا خورشید درخشان ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار تفنائین پردہ پوش صاحبان عفت پردۂ پردۂ حجلہ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر دمنا عان چابکدست سرگرم ہوے نازنینان دریادل جوانان آبرومند دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف وشفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر وماہ فلک کو اسمین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کر کے حمام خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگذاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ وبہار وجملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حور نژاد دولہن کے استقبال کو باادب تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین اپنی تیز زبان پرناز کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہانپتا ہوا بڑھکر آتا ہی اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہی کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کر چکے ہین سلح جانے تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ ذلکل جواہر نگار پایہ چہارم تخت پر بصد کر وفر بچھایا گیا یکایک صدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح مریم وجمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رنگ سر ولب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو دین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نہ تلوار ہین قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہی گل تر کہنا ناقص مثال ہی لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ غم اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت ووقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پرنور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب شمس جبہت افروز بہاندی

دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبوں سے پیدا اعجاز کرامات ہر قیصر صولت رستم ہیبت صاحب عظم و شان
روح روان حمزہ صاحبقران کے لیے سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوار کے
شاہزادہ والاقدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش یک ایک حسن مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم و ہمراز گرد ملکہ
مہ جبین ایک پہلوے تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت
باغبان قدرت جو بیٹھے پہلو بہ ہمشل و یکتا ملکہ سرخ موے کاکلکشا چالیس شیر چالیس وزیر حکما و ندیم نمکخواران قدیم
اپنے اپنے مقام پر سرخم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کر و فر جاہ و حشم سے خواجہ عمرو مرغ زرین بنے ہوے
خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ سی آنکھیں چمکتی ہوئین پشت پر جانباز یکرنگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام
شیردل آفتاب عالم افروز مہتر جانسور صاحب بندہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک بناے عیاری
سے آراستہ قنطورہ ہاے زربفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کر کے اولاً اول خواجہ عمرو
نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا نور نظر مین تو خدمتگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے
ہم لیتے جائینگے جمع رکھین گے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین
گذرنے لگین سب سے پیشتر ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ داری شکر ہے جس روز سے بھاگے دشمن قید ہوے تمھاری
نیابت مین عمدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سوا ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ انگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے
سامنے اس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بدیع شاہزادہ شکیل نے تیغۂ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر
خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان
کے ہمایون جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکو دو خانۂ کعبہ کو روانہ کرین تمام سردار شادان و فرحان نذرین دینے مین
مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی روغن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شہنائی مین بجا رہی ہین
نائین اُڑا رہے ہین اسد شیردل ذنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین
تخت طاؤسی پر بشوکت و سطوت جلوہ فرما طائفون کی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین دار و غۂ
ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کار گذاران سبکے ناظر ہین ہزار ہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہ مین اپنے اپنے
مقام پر بازارین دلچسپ دو رویہ دکانین عمدہ دکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش
و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دکانین لیکر اشیاے نفیس جما رہے ہین
چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس

قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اعنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش جاندنی آراستہ کرکے برلب ملاحظہ تماشائے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی لامان روشنی مین مصروف ہوئے اشتعال جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
شب شادی کی دھوم کیا بات
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
کر چمن زار و دشت و در کی سیر
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
شادمانی سے ہو نوا پرداز
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
وجد مین لوٹ جائے پرستون کو
محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگ رخ ہوا ان کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

زہر دون کی نہین ہے گنجائش
نہین ستون مین روغنی کے دیے
روز روشن تھی روغنی سے رات
لادہ جون آفتاب ساغر زر
ہین نہال آج آشنا و غیر
ہر طرف رقص مین ہین دلربان
ہے یہ منظور سب درست ہون ساز
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
یاد دے تاک سرو مستون کو
شیشہ شیشہ شراب ہے درکار
مایۂ ناز خوبرویان کو
ہوکے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

شیشہ باز فلک سے آتشبار
انجم ہے چشم روشنی کے لیے
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
آب گلرنگ سے لبالب کر
گل نمط دل شگفتہ سبکے کریے
پاے کوبان ہین سلسلہ مویان
گل و لالہ سے چشم باز کرے
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب
صحبت عیش کو چمکا ایکبار
اُس پری کو نکال شیشے سے
حکم کش ہے سپہر مینائی
تھا تحفہ بندی جابجا ہو رہی ہے

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُنکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور ستون مین تارنگاہ پریرویان یا شعاع آفتاب تابان یا مین سفیدی سحر جھل معشوقان صفا پرور کی چربی اُنکے فتیلے نازنینان جو ریکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مرد نگ ہے آبروئے گوہر بے بہا جسکو دیکھے دنگ ہے

نظم

نیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شراب ساغر الماس
زور دیوارگیریون پہ بہار

نور ماہ ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کھیلے پستان شاہد دلوار

پردے بارگاہ زربفتی کے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ شہنشاہ کو رشک خضر ضمیر کی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن تخت سے اُتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہر جبین و اسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار ملی محفل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا

لگئے یاقوت نگار بڑی دھوم سے اٹھا معلوم ہوتا ہے کہ بڑھے ہوا دریا کا خوش رواں جوش مارتا ہے ملکہ بران گر بربزادیاں حور پیکر و زیر زادیاں رشک شمس و قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ میں ہو کمین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئیں تو قریب تخت ذرنگل زرین پر بیٹھیں خواجہ عمرو نے پوچھا اے نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری میں کیا دیر ہے ابھی ہم تک تکتے انتظار ہیں آج نہیں شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہیں تشریف لایا چاہتے ہیں یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ بر جیس زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب نیل مست پر سوار ہے شعر ہے سواری کے فیل کی وہ دھوم ہے جیسے ابر بہار آوے جھوم ہے علم زرنگار کی چھڑ بغل میں دبائے ہوئے پھر پرا زرنشان پرچم گیسوئے حوروشان اس شوکت و شان سے شہنشاہ بر جیس فیل سے اترا الست بارہ ہزار جوانان خوبرو خوشخو چھڑ کو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ میں صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ جمشید بن کوکب مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم سبزہ آغاز جرأت و شوکت میں سرفراز گھوڑے سے اتر کر یہ بھی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابکی ابر عظیم اٹھا کئی ہزار طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے روے ہوا پر ٹھہرے ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر گرد پہلوؤں میں چار وزیر بطور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شانہ کے ہاتھ رکھے ہوئے اس شد و مد سے آکر پہونچا تخت جواہر نگار سے اترا مع شہنشاہ بر جیس زرین علم و جمشید والا حشم قریب وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوئے اسد نامدار برائے تعظیم کوکب روشن ضمیر ذرنگل سے اٹھے کوکب نے چاہا قدموں سے لپٹ جاوٴں اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے جمال بمثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی چشمہ چشم سے اشکوں کی طغیانی عمرو نے بڑھ کر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز عیش و فرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہیں مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی برج گنبد نور میں غروب رہا کیا کیا رنج و الم سہے یہ شاہ جلیل پروردہ مہد ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم اسد دن کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوئے اسی کی حیرت ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر کل سرداروں کے آنسو بھر آئے ہر ایک نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگوں ہو پلٹ کر تحفے الماس کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوئے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر تمہاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہو گی تم رنجیدہ ہو گے تمہارا ملال ہمکو گوارا نہیں ہے لاؤ بسم اللہ خوشی تمہاری گلے سے اتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر میں

شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا کوکب روشن ضمیر کو ذنگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل
کوکب نے اسد نامدار کو دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عرصہ دراز طرف ملک کوکب کے گئے او شرافت
کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہو حیران جمال و محو دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا کہ ای شہنشاہ طلسم
نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کار نمایان ہوے گنبد نور مین زبانی جلادون کے ہمکو خبرین
ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آکر آفت برپا کی اور لوح جاہل کی سُن سُن کے دل گھبرا آتا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر
یہ حقیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر نانا جان کے ہین وہ اگر زیر کر کے لیگئے ای شہنشاہ اس رہائی کو قید سے
بدتر جانتا ہون جس خواہش مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گروہ و رستم شکوہ
سر فتنہ ملک باختر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو ہیچک
بالکل بیکار مجبور و ناچار چھوٹے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید افراسیاب کی چھڑاتا
بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے
ہین بلغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر افراسیاب کو باغ سیب مین آئی
ملکہ حیرت جادو و سرار برف انداز و ابریق کوہ شگاف و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان
پہونچے میلہ تو درہم و برہم ہوگیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو
ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ مین اُٹھا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان
دونگا حیرت رونے لگی بال کھولدیے کہا ہی ہزار دشمن شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت خاموش رہو
ایسا نہو میرا بچہ گلا کاٹ کے مرجاے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران
زمین کن داسرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے
ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ مین اُترو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب
بھی بول اٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میرے طلسم کی مفقود ہے بالکل بوہے ماہیان زمرد پوش نے
براے تسکین افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور و صورت نگار وغیرہ
کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے شراب پلا کر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر
و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیاریان افتان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب
نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای صرصر ملکہ حیرت مع لشکر
مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم سب بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگ نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین نابدولت خود کد و کاوش
کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا

پانچون عیار پچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو استادہ رہتی ہے بموجب طریقۂ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار پچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہے سب سے زیادہ مرشد زادہ مغرور بدخو سمجھا رہا ہے کہ ای ملکۂ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سبکو دیوانہ کرکے نہ مارا تو اپنا نام نبیرہ سامری نہ پایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے غل مچا کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ پھر شہنشاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن براے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان یہین بہار ہے غنچون کو خار ہے

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
رکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہووے یاد
موسم ابر ہو سبو بھی ہو
منھ ہزار اس طرف کبھو بھی ہو
ہے غرض عشق صرف ہے لیکن
نار کرنے کو دیار د بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہے ہر میر

شادی ایسی بھی اتفاقی ہے
اے مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد
گل ہو گلشن ہوا ور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل گاہے
شرط یہ ہے کہ جستجو بھی ہو
اسکو بلبل ہے دم کشی کا داغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمۂ نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ سد نادار تو اسوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہے تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر ہیج مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرد اگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہے ہوش ہے کہ اس محفل نور آگین مین تشریف لایا ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک قاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین استاد براے عاشقان جلاد ساز لیے ہوے کوئی ناساز نہین تا نین پڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہے ساقیان سیمین ساق جام وصراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہباے گلگون کا جوش ہے صداے ہوشا ہوش ونوشا نوش ہے خواجہ عمر وکرسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم انور جلوہ فرما ہین پانچون عیار منتظم کاروبار اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن وعیش دیکھکر محو حیرت ہوئی الٹے پانون پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہے اسوقت تو تم محو حیرت ہو

صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہو کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا
نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہے روشنی ایسی کہ دیدہ دل روشن ہوتا ہو بارگاہ مین جاکر جو دیکھا
مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحبقران نگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہو ایک
ایک نازنین پر جوبن ہو حقیقت مین اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہو اب سوقت کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے
فرمائش کی ہو نے نوازی کی خواہش کی ہو حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نے
طور سے لے بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپکے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح اسی جلسہ مین
چھوڑ آئی آنکھوں کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہو لونڈی تو جاتی ہو آج کی شب وہین رہونگی خواجہ عمرو کی نے نوازی
سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر
ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دل کو اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا
مشکل ہو جلسہ عام ہے روک ٹوک کا وہان کیا کام ہے ہزار ہا طائفہ آیا ہو اس اژدحام مین کون کسکو
پہچانتا ہو مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل لہرایا بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائین ہم آپ
چند کس چلین صورتین بدل لین ہماری اہلخانہ کو ناٹکہ بناؤ ہمکو انکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوچیان
بنو بہلی مین سوار ہو کے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت مین جلسہ بھی دیکھو یہ رائے
سب کو پسند آئی صرصر تو خود بیقرار ہو اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہو اب صرصر نے رنگ روغن عیاری کا نکالا
مصور سے کہا داڑھی مونچھین مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت انکی صرصر
نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پاجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار اُسکی جورو کو
ناٹکہ بنایا اپنی بھی مع چارون عیار بچیوں کے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی حیرت جادو
خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جوبن نے روغن لگایا حسن پھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور مرصع کا پانچون عیار
بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت کے لیکر بہلی مین یہ سب
سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ ارباب نشاط حاضر ہو جو طائفہ آتا ہو
اُسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان
مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا
کا سُنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی نوجوان جمال بیمثال حیرت کو دیکھکر بیقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ
رکھدیا کہا بی بائی صاحبہ آپنے بڑا احسان کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین
کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور

بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ
صرصر پہ پڑی کلیجہ تھام لیا قریب آکر پوچھا کیون بی تمھارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُس نے
مسکرا کر کہا نام اپنے گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو
دیکھا ہوگا آپ تو تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سُنکر
بیقرار ہوگیا اب جو بھلی بیچ نین سے پلٹن رسالونکے گذری روشنی تو ہر مقام پر بے تحاشا ہر جوانونکی جو نگاہ پڑی آوازے
کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جانے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے
کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے کے پار ہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے
بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ
رکھدیا دل مین یہ آیا کہ برق نگاہ گردن خرمن ہستی بھڑکا دے گستاخ کی جلا دون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
بواسطہ سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہوجائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چونٹیون کے سرداران مرخ
دوڑ پڑینگے اتنا جو کیا او کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے
دل سے کہتی ہی مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا بنگئی بھلی کا ٹھہرنا مشکل ہی جوان تماش بین بھلی سے لپٹے جاتے
ہین کوئی اشارون سے پوچھتا ہی کیا خرچی ہی حیرت غصہ مین سرخ ہوجاتی ہی جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے
کوئی میان مصور کے قریب آن کر کہتا ہی میان صاحب آداب عرض ہی یہ جو آپکے قریب ہین گوری بی یہ کیا مینہ
لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہی ہم تو نائکہ سے ملاقات
کرینگے خوب بالائی پر اٹھے کھلائینگی صرصر پہ تو ہجوم ہی یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہی مگر اپنی حرکت ناشائستہ
نادم دل سے کہتی ہی اے صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہی آغاز مین خیال انجام نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار
ہوجائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے
الگ ہوجائینگے بمشکل بھلی خیمہ تک پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہوگئے ہر ایک نام پوچھتا ہی مصور جلدی سے خیمہ کے
اندر سب کو لیکے داخل ہوگیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دوہتڑ مارا کہا مرشدزادے آپنے غضب کیا کسبی بنا کے
لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب بیحجاب ہوتی ہی مردوے مجھپر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سُن پائیگا میرا خصم مجھکو کھا جائیگا
آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے
ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہی جب پنچایت ہوتی ہی چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین
راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو
جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اُٹھائی ہے تو اپنی قوم کی صورت بنائی نبیرۂ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی

نم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تعین کر داروغہ صاحب خوان کھانیکے لیکر آئے سر سے مزدوروں کے اتروائے حیرت کے پاس
بیٹھکر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کیجانب دیکھا مصور جلدی بیچ مین آگیا کہا داروغہ صاحب
جھنگی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہے بڑگی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے صرصر نے کہا موئی کلموہی تیری ہی
شامت دامنگیر ہے جا کے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک ایک یہ گرا پڑتا ہے کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ خالی منھ سے مزا لیتا ہے جو روا
کی تو جاکے خبر لے وہ گھر میں فراق ہوگی نئے یار کو بلاتی ہوگی یہ سنکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا اپنے پکڑکے ایک طمانچہ مارا
داروغہ صاحب ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نور ربانی
کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجئے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمائیے صحبت مین بلوائیے داروغہ صاحب
نے کہا ابھی جاکر بلواتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہی یہ تو بتلا ناچ خواجہ عمرو کی ذی نوازی
مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی تک طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہے ملکہ مہرخ نے
آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ لٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائے گا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین
پائیگا سب طائفے مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا یہان حیرت
نے غصہ مین کھانا نہ کھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ زردے پر خوب ہاتھ مارے یہ تو بیفکرے ہین لیکن حیرت
کو نہایت انتشار ہے مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہے کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان
شیخ ہینگا صاحب چلئے نوچیون کو اپنے ساتھ لیجیے سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا
ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذی نوازی کے بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانے کا اتفاق ہے کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین
کسی طرح سے رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کرکے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہے داروغہ
نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے مگر میان شیخ ہینگا صاحب
ہمارا خیال رہے بی جھنگی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکونکے تیر چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہگئی داروغہ نے ہنسکر
سینہ پر ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہانتک ہتیلی دو دن کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل
بارگاہ فلک اشتباہ ہوے دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران
نامدار عیاران خنجر گزار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار بصد شان و شوکت
سے جلوہ فرما ہے زیور مین پھولونکے لدی ہوئی عروس شاداب بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور جھپکا موتیے کا سر پر
بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آثار جلالت
چہرہ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے مملو کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لیس ہے
ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام ساحران دربار کی خدمت مین

مصروف ایک جانب بادشاہ باتوقیر نوجوان جرأت میں نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حشمت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لا اعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار
تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلے اساس
ز قالین و جازم نیوٹے قیاس
تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین تاج شہریاری زیب سرانور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پرنیر اقبال نظم

امارت عدالت کا اُنسے رواج
حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج
مہ آسمان حشم ذی وقار
سمن بر سمن بو حسین گلعذار
رعب و جلال دیکھکر یہ سب اسواسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشۂ بارگاہ میں بیٹھنے کو

جگہ ملی اُس ہنگامۂ عیش میں کسی کی نگاہ نہ پڑتی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری میں مصروف خلعتہائے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہیں کبھی اسباب ضروری لیکر اندر آتے ہیں حکم خواجہ عمرو بنام مہترقران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہیں حکم پاکر اشارہ کرتے ہیں برق وغیرہ فوراً بجالاتے ہیں اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل بکیفیت تمام دور جام محل میں گرمی صحبت میں کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعد وفی الاشتیاق اشد الموت خواجہ چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اُٹھی خواجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا نا جان گائیے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندوں کو اشارہ ہوا ساز آپس میں ساز کرنے لگے دم سروں کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہیں طرف خواجہ عمرو کے ہیں صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی ذی کی نکالی تانگنی تڑپتی ہوئی ہاتھوں میں لی دہن پر رکھکر دھر بھو نکی یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا
وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہو چکے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں
کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا
بات رہجائے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
میرے گھر کا ہے کہ آپ آئیے گا
ایسا جا نباز کہاں پائیے گا
کس طرح ہجر میں جاتی ہے جان
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیروں کو بلاتے ہیں آپ
ہاں بجا سچ ہے ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ

ایک کروٹ میں بدل جائیے گا | اے خلیل افعی ہیجان ہے یہ | زلف کو چھو کے خطا پائیے گا

سب گانے پر عمرو گوش بر آواز ہیں یا دیں اپنی قیدکی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہ رہے ہیں صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہے کہ تصویر بنگیا ہے کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا ہیں بے سبب نہیں کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق میں جلد پنجم طلسم ہوشربا میں دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہیں ہے نصف باقی ہے اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمائیے جسمیں سوگند و قسم ردیف ہے عجب کلام لطیف ہے عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہے عاشق زار فراق عذاب میں بیقرار ہے زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین

بسرِ عربدۂ دوست قسم | دیگری نیست ہمہ اوست قسم
بہ نمکہاے تکلم سوگند | بہ اداہاے تبسم سوگند
نمکے بر سرِ داغم بفشان | بوے گل بر سرِ باغم بفشان

بہ سرِ نرگسِ مخمور قسم
بدلِ عاشقِ رنجور قسم

بہ بر و گردن و غبغب سوگند | بہ سر و سنبلِ اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بیمارم | مدہ اے دوست دگر آزارم

بہ حناے کفِ پاے تو قسم
باز گفتم بہ اداے تو قسم

بہ گلِ عارضِ رعنا سوگند | بہ خمِ زلفِ چلیپا سوگند
عاشقم عاشقِ گفتار تو ام | عاشقِ قامتِ رفتار تو ام

بدمِ تیغِ سیہ تاب قسم
بصفاے دلِ مہتاب قسم

بصفِ خنجرِ مژگان سوگند | بدلِ خونِ شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو | محو مہر و غضب و کینۂ تو

برخِ عارضِ گلفام قسم
بہ بناگوشِ دل آرام قسم

	بجفاہاے تو دلبر سوگند تند خو سنگدے شہبازی		بہ سر جعد معطر سوگند نیست غیر از تو مرا غمازے	

ان اشعار محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال
آنکھون سے آنسوؤن کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہواے محبت عمرو مین محو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے
صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھو یہ بیشک حید عصر ہے حیرت بھی کہ رہی ہے
اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہے صرصر نے کہا داری عیاری مین بھڑے کا کب
نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپسمین چپکے چپکے یہ باتین ہو رہی ہین کہ قضا ے کا ذکر مشہور ہے ع دل را بدل رہی ست
در مین گنبد سپہر۔ حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرا
برق نے پوچھا کیون مرشد زادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل بے منزل
بیتاب ہے کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جلسہ عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ
ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہے راجہ اندر کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہے کیا کیا
نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہے قبلہ و کعبہ نے ایسی دہائی طبیعت بھر آئی مخفی کی اشعار
ایسے پڑھے کلیجے پر چھری سی چلنے لگی یقین ہے کہ عیار پیمان اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہے غافل رہنا اسیر
مقصود ہے برق نے کہا مرشد زادے بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہے استاد آج رنگ مین ہین فرمادیا ہے
سب باتون کا خیال رکھنا یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی بچے
سب طرف شراب پلا رہے ہین ادھر نہین آتے دور یہی ہمین نہین پلاتے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادی چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربانی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہونچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہے چالاک نے کہا
ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار پہچان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منھ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہے اب تو پلٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتی ہین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر کہا جانی
ذرا سر تو اٹھا دیا ادھر سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لائین اپنے ہاتھ سے تمھین پلائین حیرت نے سر اٹھایا گھبرا کے کہا نہین
مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی
جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا دل سے کہتا ہے یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہے سامنے آنکھونکے ملکہ حیرت
ہے مگر یہ بھی عیار ہے فرزند عمرو نامدار ہے گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہے

ہیچھے ہٹتی ہو نہین نہین کیے جاتی ہو چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا نا ریستان کا مزا چکھا حیرت نے اُٹھا ہاتھ بالا ٹہلتے ہوئے مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب فدا یہان تشریف لائیے آپنے گلوریان یہان نہین ہو جائین اے ظرافہ کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا ہے یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ و ناز حیران ہوکر وہین بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے مگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمھارے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہے یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہے نام خدا کیا سراپا ہے صانع ازل نے جسم انور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہے صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بنہایت ہے اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک زنین سے میان چالاک گھل مل کے باتین کر رہے ہین ایک خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسکے بیٹھتے ہی شمیمہ نقب زن بوبہیا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو ہا ہنے آپکے سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہے ہم سب پر احسان ہین صرصر منہ پھیرے بیٹھی ہے اسکو یہ گمان ہے کہ صورت ہر اک کی تبدیل ہے شناخت کی کیا دلیل ہے خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی گھوڑے جوان ہین لیٹے جاتے ہین مگر ہے صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام اسکا بد ہے یا سامری جمشید وقت مدد ہے یہان چالاک برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جا کر اُستاد سے اطلاع کر دو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اُٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپکے لیے شراب کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہے کسی کے ہوش درست نہین ہین اس وقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہے رخصت جان حال مین تبلا نہین سکتا	رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہے ایجان کہ کہین جا نہین سکتا	مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان	سنتا ہے مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق	لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا	ڈھونڈے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
چھپا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تقصیر شب وصل ہی شکوہ بھی تمھارا
شرم آتی ہی تا نوک زبان آ نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دل عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا

مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کھوئے ہوئے آرام بشر پا نہین سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر کان مین عرض کیا استاد جلد صلاح بتائیے مصور وصورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین جنگل گشا مع دو کنیزون کے صورتین بدلکر آپکے دربار مین آئی ہین مصور صاحب فرماتے ہین ہوئے سبکے سوار ہین شیخ مینگا بھڑوے کا نام ہی اس انتظام مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا ای برق نہین معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر ای فرزند بہت معقول یہ ہی آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمائیے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہین معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اچھا کیفیت سے شراب پہونچاؤ بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کر دین بھی آتا ہون برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان مین کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار مین آگئین ہین نے برق کو بھیجا ہی سب کو جاکر بیہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کر یگی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر مین چلے مگر مہتر برق فرنگی گلابیان لیکر چلا تھا اثنائے راہ مین چالاک ملا کہا بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا اُستاد نے ارشاد فرمایا ہی کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائین چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجکو گوارا نہین ہے میری معشوقہ کی زبان مین سوزن دیا جاے میرے کلیجے مین سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی مین جاکر اُسکو آگاہ کر دون وہ بیچاری نکلجاے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہین اُس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہین عمرو نے کہا اے برق کیون دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچہ چالاک کو مارے کہا کیون نالائق عرصہ کرتا ہے عیار پہچان ساتھ ہین ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین اسد کے آئی ہین وہ شیر سحر سے آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گولہ مارے قیامت ہو جاے اگر ہم سبکو مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جاکر سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر

آئے میان مصور واسطے شراب کے لئے ہوئے تھے گلابیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا ٹھہرو صاحب ایسے چالاک برق گلابیان
دیکر ہٹ گئے گوشۂ بارگاہ مین آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب پی جو رد کو پلائی صرصر نے کہا مرشدزادے سحر
بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی فتور برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین
کون کسی کو پہچانتا ہے عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب
ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا لو صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا
کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوگئے
ہونے سے عیار نکلے چالاک تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ
سے لپٹا خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوزن
دیا عیار بچھونکو کمند سے باندھا اتنے مین بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو ہے
کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب ملکہ پکڑے ہین اسد غازی
کی آئے تھے برق وغیرہ نے بیچارونکو گرفتار کرلیا اسد غازی نے کہا نامردی سے گرفتار کرنے کی سند نہین ہے
ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب نے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے یہ جرات و شوکت کے پابند ہین
کوکب نے کہا ای ہنر پیشۂ صاحبقرانی وای نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمۂ سحر ہین سب مکار غدار اگر عیارون کا قدم
درمیان مین نہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایان کیے آپ تعزیہ داری
کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوئے ہین وقائع نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ
عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا میرے پیر و مرشد میری ترقیان لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی رائے کا پابند ہے
لوائے شوکت انکا آسمان سے بلند ہے مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ
ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک مقدمہ یہان کا ہوش ربا ہے اتنے اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجۂ
افراسیاب گرفتار ہوئی جلدی سے ہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک ایک پوچھتا ہے کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے
دیکھا کہ مصور کی مشکین بندھی ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار پیچان رسن مین آفتاب
اقبال حیرت گہن مین یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چوکنا گھبرا کے ہر طرف دیکھا کہ
بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہے کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب ساقی ہے لاؤ لاؤ کیے جاتی ہین
زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی
جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان چاہو جاؤ
رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمہارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف

تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اُٹھی کہا
بوا برائے خدا طلسم کشائی کی اطاعت کرو تاج و تخت لے اب تو اقبال مندی طلسم کشائی تمپر ظاہر ہوئی تمکو قدرت پروردگار
دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہے خزان کے دن گئے ہر دشمن
مثل لالہ دل داغدار ہے تمہاری کیا شامت تھی کیسی بگڑ آئین یہ صلاح کسنے بتائی مصور تو بیغیرت ہے تمہارے حال پر
حیرت ہے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہے تو کچھ زور نہین چلتا ہے ہر وقت
آسمان رنگ بدلتا ہے اے ملکۂ عالم نظم

گر ہوے صاحب جوہر کو مقدر عزت　　جو ہر فرد ہے بالفرض کو کیا بے قسمت
قاضی چسنخ جو تو ہے تو یہ کیا گر ہوے　　مثل دہقان فلک کے کھیتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو تو اور خفیف　　جر اثقال ہین تو جتنی اُٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین　　نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہو دلی بے تقدیر　　حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
ہو ریاضی مین ہین صناع اگر بخت ہین بد　　نقش باطل ہے تری شکل وہ جیسی صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منھ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام مسلسل موتیون کی لڑی
معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے مگر حیرت جادو نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا اور گھڑاتی
ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا علم و شان نہ دکھا مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی ہین تمہاری اطاعت کرون
دشمنون سے محبت کرون اب تو میان مصور کو بھی غصہ آیا ہونٹ درست ہوئے پکار اُٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے
فریاد کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ کرا دونگا بدولت
کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتر اسی مین ہے کہ زبان سے سوزن نکال ہو ہیق اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا
میان شیخ ہینگا قینچی نہ بگھارو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو لیے بیجا جورو کو مائلہ بنایا آپ تو مساق بنکے آیا غیرت
نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار
بیٹھو تم دخل نہ دو ہان جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار
روتی ہی ہے عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہیں سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار ہوا بہار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ کے
جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر کوڑے کے خط مین یکایک زمین تھرائی صداے مہیب آئی قریب تھا
کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند
سنگریزے اُٹھا کر مارے تھر تھر ہنسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ دیا سب کو سحر کرکے اُٹھا لیا نعرہ کیا اے شیدائی مسلمانان تم

سمجھو ن کی قضا قریب ہے پیر کشی بابدولت پہ لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ ٹھکنا زادہ بلائین نازل کرونگا کہ خود
اپنے اپنے گلے کاٹکر مرجاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا آتا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا
عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرہ کی
صدا آتی ہے کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زد جہ کوے گیا ع
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب اور صلاح مین کرنا ہے یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب قتل نہین ہو سکتا
بس ایسی کد و کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو جا ہی چکا تھا یہان کوکب
وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہوگیا مگر افراسیاب حیرت وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین
پہونچا سب کو ہوشیار کیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے افراسیاب نے کہا مرشدزادے واہ کیا آپنے کمال کیا
اگر مین وقت پر نہ پہونچتا سارا بان زادہ سب کو قتل کرتا مینے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فردکش ہو مسلمان مطلق
نہ جائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اڑتی ہوئی چڑیا کو وہ
لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم ہون سرتابی
کر سکتی تھی فرمانے سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر مین خود صاحب
توقیر ہین ظاہر مین سوار ہو کر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز و اکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھائینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر مقابلہ مین اترو
مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب
سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے
فکر لوح واجب و لازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کانین کہا ہم تو رخصت ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے
رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہار وغیرہ سرداران طلسم نور افشان بعد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے
روانہ ہوئے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جا سکتا ہے کسکی مجال ہے یہ بابدولت
ہی کا کمال ہے کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم و خیال بھی نہین جا سکتا ایسے ایسے مہملات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہو کر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا
شمع رائے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے کھلے کلام بے پردے باغبان سے پیشکش کیے فرمایا اے باغبان
عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی
کانون مین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلا کر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس
جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ نخلہ کعبہ سے آئے ہین تو یہ تمھارا حصہ ہے

برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا اُستاد مفصل فرمائیے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہی عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز
تمھارے بغیر کھاتے ہین پہلے نور نظر کھائے تو بڈھا باپ بھی چکھے برق کہتا ہی اے اُستاد خدا کیواسطے صاف بتلائیے
عمرو نے زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا اُستاد مجھے
رو کیے میری جان گئی ہاے مجھے بیہوشی کھلادی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا برق کو عمرو نے
اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی کہا دیکھو بیٹا عطر بکنے آیا ہو کتنے تولہ
کا ہی اترانا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہوکر سر جھکا کہ کہا کیون قبلہ وکعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا
بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی سنکھیا بھی موجود ہی جو حکم ہو کھالون جان قدم اقدس پہ نثار کردون
عمرو نے زور سے اُسکا کان پکڑا کہا کیون بے جوانا مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین
زکام ہوگیا دماغ بند ہی ہم سوچے کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ حسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بنگیا ان نالائقونکی
حرکتون سے کلیجہ چھن گیا یہ کہکر روئی بخوبی بروئی دماغ سے ضرغام کے لگادی ضرغام چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے
اُٹھا کر اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاءاللہ وقت پر
ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر اپنے کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت وملکہ بہار جادو ورعد وبرق
وبرق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو وملکہ مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت
ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہوکر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر
بسفر رفتنت مبارک باد ÷ بہ سلامت روی و باز آئی ÷ اس سفر سے پروردگار ہمارے مالک وحاکم کو خیریت سے لانا
جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی وخرمی دکھانا کل سردار یون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور
گریہ وزاری بلند ہوتا ہی عمرو نے ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اُسکی
عنایت ہی مین نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچائے پھر
تم سبھون سے لائیے فرماکر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال رکھنا جامع المتفرقین
پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہے مگر
کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کرسکون جان لڑاؤنگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران نامدار درہ کوہ سے نکل آئے
دوڑکر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش سن میرے
ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر ہی خدانخواستہ اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے
پڑاو چھوٹنا نشان شکست ہی مقدم یہی بندوبست ہو قران نے عرض کی آپ بڑا بھاری سر پہ بار رکھتے ہین خدا اسکا
انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان ونالان چھوڑکر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے تنہا پھر کہدیا اے نور نظر

ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بناکر روز دکھانا عیارپچیون سے اپنے کو بچانا اور راہی قران باغبان و رعد وبرق وبرق لامع وبہار ومخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین اُنکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نکرنا یہ نہ ثابت ہوکہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھابجھاکر قنطورۂ زرنفتی وبیناوہ سقرلاتی وگوہن عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دبالون پر پرواز پیدا کرکے نیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمایئے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پایئے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیمچہ ٹیک کر مثل برق جہندہ سایۂ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش لوح طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل و ہوشیار کا جرات خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین ملاحظۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تابہ بلغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھردے
ہوش مین آنشہ ہے تجکو
مست تغافل کب تک رہنا
جب تو سُن آواز کسی کی
صبر شکن ہے بانگ تظلم
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشۂ دل ہے
بادہ سرشک اور چشم ہے پیالہ
بادۂ الفت زہرا ثر ہے
ترٹپے ہے سینہ بات کیسے
لب جو کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہے چشم بھی ہے
گردش بالین گردش گردون

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیمار غمک پڑی کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے تجکو
ربط لب و مینا نہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبالِ جان ہے جینا
ہائے وہ مستانہ ہے نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے
درد اُٹھے ہے سانس لیے سے
چشم کشائی کو وہ کنی ہے
یہ بھی مگر اک نقش قدم ہے
جوش طپیدن حوصلہ فرسا

جام شراب احمر بھردے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہاؤ ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہے بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی بھی جان شکنی ہے
ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہے
باد صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے نالہ لبھا

حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پُرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی

مضطر باشد باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہے
نقش قدم ہے صحرا گردی

گریۂ خونی غیرت جیحون
عرصۂ دامن صحن بنا ہے

سیاحان منازل رنج و مصیبت و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب لالے و کان مصیبت آیات راہ پُرخطر مالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن سازیکہ معنے ساز کردہ ؛ سخن را این چنین آغاز کردہ ؛ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ برائے جستجوئے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اُڑی ہوئی جاتی ہے جب جھمک کر دیکھتی ہے خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہے جی مین کہتی ہے اے مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحرائے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹکے ہین نخل ہوائے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا بونڈے گرد کے پیچ و تاب کھاتے بشکل دیو مہیب لا حت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت با عنان قضا و قدر سے صحرائے سبزہ زار ملا برائے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اُتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کردی تھی اب نوش فرمایئے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہے تامل کرنا سراسر قصور ہے عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ کھجورون کا گر گیا یہان جنگل مین کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہے لاؤ تمھارا کڑا بیچ لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جا کر زود تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرد چڑے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین زخم اچھے اچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا بنیا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھ دی کہا لو بی بی کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا لیا کیا کہا بھڑ بھونجے کو دیدیا اُس نے یہ جوار تو دی ہو زن مین ڈیڑھ سیر ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑے بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہے جب بزرگون کے نام بتائے تب اُس نے کڑا لیا ورنہ چور چور کر کے مجکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوالی کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیرادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ

ہوے اسی طرح قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے دم بدم کمال گھبراتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری
اور خواجہ کا تمام لباس اُتار کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو
اس دیوار کے اس پار باغ غافل بر ہوشیار ہے عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہے میں سحر کر کے دیوار میں در بناتی ہوں
آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے میں بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت
باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ مخمور نے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھ کر کھڑے
ہوے اس امید پر کہ جب دیوار میں در بنائیگی میں فوراً جست کر کے اپنے کو اس طرف پہونچا دونگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بعد کر کے فرد دیوار پر مارا کڑاکا ہوا در آہنا پڑا اتنا کہ ایک آدمی دیوار آہن کے
اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہے در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا عجب مقام قیامت خیز ہیبت انگیز نظر آیا تیر اجل کے
گڑے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال لگے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہے بجاے گل و ریحان
شمشیر و سنان مثل درختوں کے دہقان بدبخت نے بوئے ہیں اُنکی سیر نے ہوش کھوئے ہیں اصل بیان یہ ہے
ایک چمن میں پیکان تیر ایک چمن میں سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلواریں قبضے اُنکے نابود دنبالے مثل برق چمک رہے
ہیں سارا باغ اسی عجائب و عذاب سے مملو ہے چند نخل بھی جا بجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے
صداے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہیں جیسے ہی در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے
لگے اے ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے
دیوار میں در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھ کر رک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن میں وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ
کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مخمور اشیاے سلاح جنگ سے پانوں
تل رکھنے کی جگہ نہیں اگر میں جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا اے مخمور سرخ چشم آج
مجھکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے میں دوستی کے دشمنی کرتی ہے کیونکر ایسے مقام پر
جاؤں اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلواروں پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے
کی صورت ہے تو بیشک ایسے طرفدار افراسیاب ہے مکر میں بیمثل و لاجواب ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو
قسم ہے سر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب تک جانیکا یہی راستہ ہے اور بڑے بڑے مقام خوفناک
ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہے نثار کروں مگر اس مقام پر بالکل
ناچار ہوں آنا جانا در عرض کرتی ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس کبھی پھر دروازہ بنانیکی
مجاز ہوں اس مقام کی صاحب راز ہوں دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار
میں در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے نا امید رہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکایا آنسو آنکھوں سے جاری ہوے ملکہ مخمور سرخ چشم

بھی بلک کر روئی زبان پر یہ اشعار حسرت دیاس کے جاری ہوے اشعار

ملک الموت ہے ہر ایک بشر — دادخواہون کے شور سے دیکھو
آئینے نے بھی اس زمانے مین — تیغ کے سے نکالے ہین جوہر
آب نیسان ہوا ایک بدگوہر — جسکو دیکھو سوا یہ بیداد
ذکر انسان سے دیو مجنون ہو — آدمی سے پری کو آئے حذر
شاہ فرہاد و بے ستون کشور — نہ امیرون کو پاس بندی عدل
اسکو سنو رستم زمان کا خطاب — جو کرے قتل خورد سالہ پسر
طرز حرف ملامت مادر — ہین گدا پر غرور شیر دیہ
چمن آرا کو رسم پرایش — اک بہانہ ہے بہر قطع شجر

کوئی اس دور مین جیسے کیونکر
چونک پڑتا ہے فتنۂ محشر
آتش نسل سینۂ جانسوز
کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر
ہو پے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بگینہ جو کیا ہے خون پدر

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخمور ان مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم سوا نہین کہ پھر زندگی مین آقائے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سوائے اس رستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ دربا ئیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہی بچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رکنا ورنہ سر پٹک پٹک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے تمامے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہائے کمند آصفائے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ مرگ مہیائے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصہ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الو یارو پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کر کے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس بلغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوشربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھونا یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے بیٹھے صدائے حیرت خیز سے انکے تو ہوش اڑے مگر کلیجے پر پتھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو در سے نکلکر انتہا کا بلند ہوا

جو نخل اصلی تھا اُس تک تو نہ پہونچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین دنبالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہو قریب ہے کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی اے سامع الدعوات اے کریم کارساز اے بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھالے گا اس مقام پر آفت مین کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا اے خالق کونین رب المشرقین والمغربین مین تیری ہی مدد کا خواستگار ہون

نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب　　دعائے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہانندہ دانم ترا　　درین عاجزی چون نخوانم ترا
عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم　　بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم
سپردم بتو مایۂ خویش را　　تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان قدرت پیدا ہوا غل کیا اے خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہونچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گوے ترنج و نارنج باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوے حقۂ آتش بازی نکالکر مارا ہزارہا جادوگر گوشہ ہاے باغ سے نکلتا چلا آتا ہے باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر روتے ہین باغبان پر بلوۂ عظیم ہے جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا ہر طرف سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے ہو زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو جھیل رہا ہے جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین بیتر ابدلکر سامنے آیا اللکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے قلماقی سے حباب بیہوشی منھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم　　رنگ از رخ تیمک بخنجر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی　　تیغ از کف جم و سکندر ساغر ببرم

جادوگر زمین پر گرا عمرو نے گلیم اوڑھ کر غائب ہوا ابھی جست کرنے نہ پائے تھے کہ کان اُس کے پھٹا بیت کہ خنجر مارا سر اسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے کچھ جنتی ہوے اس طرح پر سر غل مین ہر صف مین کسی کا سر بلند کا ہاتھ کاٹ دیتے ہین کسی کے پاؤن اُڑا دیے کبھی جنگل کی بات و تیغ دہا صدہا کے منھ مجلس ملے کبھی

ظاہر ہوئے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پاؤن تھام لیے تاکہ اُسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوئے بہ تعجیل گلیم
اوڑھ لی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمانس پر زور زمین چلتا برق جندہ کا حال یہ تجلی کا روکنا تو کتنا محال ہے
اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین تاریل عمل ہو رہے ہین مگر باغبان قدرت
مجمع ساحران مین گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوئے لباس عمدہ
زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان
قدرت پر کاروسحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کیکے برق چمکائی
سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام
اسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے
وہ بچیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر
پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا منھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے
جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم
ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت
قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بچیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بچیا منھ کے بل
زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو شجر البغض باغبان سے یہ ثمر حاصل
ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت
قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا گلیم اوڑھلون ہوشیار نے وہین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر
گرا زمین نے پانون تھام لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان مین بھی بیکار ہوا سحر مین ہم
بیمیا کے پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان برستا تھا ہو القدرت باغبان
قضا و قدر پھولون کی پنکھڑین آئین ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ مین آرسی ترچھی
بدھیان گلے مین طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے
کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہی خواجہ بیکار ساحران غدار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین بہار نے نعرہ کرکے
گلدستہ مارا پھول برسے ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد مین طاقت نرگس چشم مین بصارت
یہ رنگ دیکھتے ہی اُٹھکر گلیم اوڑھلی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی اسی طرح دو تین
گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہوئے پھنسے گلشن حسن بہار کے ہوگئے غافل
و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن جوہر شمشیر سے خزان آئی اپنے علمدار کے چمن کیرہ و

تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے جلادیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے
گل عارض بہار مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چیخ کھا کے گرے سر پھٹ
گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق چمکی خون کی ندی بہادی مگر غافل و ہوشیار
رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونون ملعون ٹھہرتے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلادیتے ہین رعد و برق و باغبان
قدرت برا تنہا کا بلوہ ہے ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چارون پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر گری اوس بیچارے کے
دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دریا برین باغ کی تھراین مکان جلنے لگے ہوشیار
جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہو کے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے
گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر برق لامع مجھے ذرا بھی تھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہے
برق لامع ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے
ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اوس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اوسمین سے
کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری
کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار
سب کو جواب دے رہا ہے بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اداس لیکن زبان کاٹی خون لیکر جسپر خون مارتا ہے
قطرہ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہے آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہے ساتھ والون کو صدا دے رہا ہے یارو
یہ چند کس ہین بیکس و بے بس ہین بلوہ کرداب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون نام کو ہوشیار
ہون اسقدر ساحرون کا جماو ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار
لگادیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے
جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع و رعد
و برق دریاے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہے کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے
دعا کی اے ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا اے

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم و بصیر	شہا تو کریمی و رحیمی و غفور	دست مگیر کہ درماندہ و بی بال و پریم
خداوندا تو میدانی کہ بد کردیم و بد فعل	ز دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ	نہ طاعت و نہ سزا دارم نہ فعلی نیک کردار
اسیر غم تو دارم تو ولی ستار یا اللہ	ز دست بیقرارم فریاد رس آلہی	جز تو کسے ندارم فریاد رس آلہی

سلطان بے وزیری خلاقی بینظیری | چون دست من بگیری فریاد رس آہی | از لطف خواجہ قبول ہوئی سعادت

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جسکے سامنے خورشید
عالمتاب مانند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار سیحیا نہ ماہر ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بران ماہ رخسار
ہے کڑاکے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے
ناریون کو جلایا سیہ بختون کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بران بہ فسون گری ناموری و وقار ؎ منم دختر کوکب
نامدار ؎ زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر ہوشیار جادو
پر کھینچ مارا موتی شکست ہوئے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوئے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا وہ دریا دل
ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی ندی خون کی بہی ابر رعد و برق وغیرہ کو بھی
مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے
ہو کر سر پھوڑنے لگے کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلا کے
اُٹھی انکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر
تیغہ سحر کھنچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار
اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہی ہین کوئی پامال کوئی غربال صفون کو درہم و برہم کرکے
قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے
آنکھ چار کر کے ہمپر وار کر ہوشیار جادو بیٹا ملکہ بران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے
پھینکے رائی کے دانون کا کیا شمار ملکہ بران سحر اس سیحیا کے دفع کرتی ہوئی ہمدردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس سیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جوڑے سے نکالا خبردار
خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا لاش جلنے لگا
بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا
فرار پر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز دی یہ سیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو
خبر یہان کی پہونچائینگے رعد و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کردیا تا بہ
شام سب ساحران بد انجام واصل جہنم ہوئے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے خواجہ عمرو بھی
ظاہر ہوئے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکے
سمجھین ہوئے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہے یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کہین کچھ مقام مقفل
دیکھا سوٹین سے قفل کاٹا اندر جاکر جال مال ملا اسباب جو پایا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوئے باہر تشریف لاکے فرمایا

اے باغبان قدرت یہان تو خزانے ہین ایک حبہ نہین ہر کیسا یہ بیحیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد ٹکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جنجھی کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو نیچے حوض مین پھینک دیا جنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل و ہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بُران ناہمدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب غرائب کو اپنی ہمت سے فتح کرایا اے شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیحیاؤن پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بجا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی اپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین لشکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پُر خطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدہ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا کہا اے باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندہ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن صلاح کرنے مین مصروف ہوئے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جا کر روپوش ہوا

اشعار در توصیف صبح لاالعلم

سپہدار مغرب علم بر کشید
چو بر تخت مینا نشست آفتاب
گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ
سر نازنینان بر آمد ز خواب
چو شاہنشہ روم لشکر کشید
ز طاؤس زرین زبون گشت زاغ

بوقت سحر سرداران نامور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پُر ہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہو ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پایا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جائے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پائے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے بانہائے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہائے خودرو و طائران خوش آواز چشمہائے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوئے جاتے ہین کسی قدر راہ جب طے کیا پھر دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر

سفید کی اُسیر کار گزاران چابکدست نے نسبت کاری کی ہی گلشن بیخزان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دونا ہوا تک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش دار گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قمر
کر رہا ہی عجیب گلریزی
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا
جس سے ہون شاد قلب ہای ملول
کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پہ اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین لسی ہی کیا بوہی
تاک انگور ریزہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا بھلی لگتی ہی سبک خیزی
جا بجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ سے کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہی آج گذر
دیکھی ایک شان باغبان قضا
ہی کسی جا پہ بیلا البیلا
کہین نسرین و نسترن کی صف
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج واندہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھو لو ایک پانون سی ہین کھڑے
داغ لالے مین لسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون

جھومتا ہے قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہی ہین کاغذ پر
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہے بہتر
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا
ہی کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہے نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب وہ ورد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
سب پُر ناز گل چمن کے دامن مین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
شکل مینا ے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہے
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

دیگر

باغ مین آمد بہار ہے آج
باغ مین سرو جوئبار ہی آج

آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہے آج

قمریوں کا مگر شکار ہے آج
اے قمر باغ کی صفت جو لکھی

چشم نرگس جو وا ہے گلشن میں
گلشن نظم پر بہار ہے آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ میں گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوائے باغ دماغ میں بھری بند قبا کھولدیے خراماں خراماں روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم میں پھولوں کا زیور اٹکھیلیوں سے چال چلتی ہوئی ہاتھ میں سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اُسپر دولائی آب رواں کی آستینوں دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تاباں سامنے سے نمایاں ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش جمال پر پڑی چھری نگاہ کی دل محبت منزل میں گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا کلیجہ تھرایا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھیں مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ ساں اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے میں جاکر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشوں پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خراماں مثل طاؤس طناز جب بصورت بہزاد اُس پریزاد کے عقب میں عرصۂ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہ غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جاکر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کون اے شخص کیا صورت ہے کیوں دمبدم ترقی حسرت ہے مجھسے کیا چاہتا ہے کون مانع ہے خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا اے سرو چمن خوبی واے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہوں اب تاب صبر و ضبط باقی نہیں قریب ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوار است گفتن معنی ناگفتہ را
سیر گلشن نشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر صرف شاہد دل عمر ای بیخبر
گر دہد جا بعث ... خانقاہ رفتہ را [illegible]
... بیٹھے چھٹکر قید ... لطف
مجھے ... ہم اے جلاد کرنا

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
پنجۂ ہمت بگیر دامن یاس و امید
چند چون طفلان بگند الہی حساب ہفتہ را
کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
بہا جائے پھر کے آزاد کرنا
مسیحائی دکھا ... بعد مردن

میکند گر نالہ بلبل در چمن عیش مکن
چون زلیخا گریہ چنگ آریم عمر رفتہ را
مخفیا آنکہ ز چشم ترک سیاہ اصل [illegible]
ہمیں دشمن سمجھکر یاد کرنا
کہیں وہ آفریں ایسا پڑی ہاتھ
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اُڑا دو خاک میری ٹھوکروں سے　　اگر منظور ہے برباد کرنا　　ادب سیکھے نہیں ہیں نو گرفتار
بتا کرتا عدو سے بیداد کرنا　　مزا تھا بے بسی کی گالیون مین　　اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازہ اُٹھ سکے میرا تو تم ہی　　ادا رسم مبارکباد کرنا　　اُس ماہوش نے مسکرا کر جواب

دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا اپنا عشق جتاتا ہی
ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہے خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد و مناکحت کی تاکید کی ہو مگر عقل
سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے
پس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان ازل سے
خوف آتا ہی قلب تھرّاتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حسن مین خزان آ جاے ادمخالف برباد کرے اگر اپنے کو تو م باغبان سے قرار دے
کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہے کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا
کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہے غلامی مین فخر سراسر ہے جس خدمت کو
حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن اگر چھری گلے پر پھرے گردن نہ ہلاؤن اُس نے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی
کہ ای شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتا نا شرافت و نجابت
کو چھپانا جب چند دن مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے
شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودہری بروقت نسبت
امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودہری قبول نہ کرے گا آیندہ ای شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر
رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا ای گل گلشن مہر و وفا ای رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل
کرون گا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر
گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراشکر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ
پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی ای شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو
جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین شامل ہو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل
کے سائے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سرو قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن
نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس ملکہ حسن
و نازنین پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہو [illegible] مین رعشہ رنگ متغیر ہیات مضطر ہوا کلیجہ تھام لیا [illegible]
حسن و جمال سے تھرّایا لڑکھڑایا بے اختیار پکارا شعر مطلع کہا کون کسطرح سینے سے لپٹے تیر جاتا [illegible]
دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو مطلع ٹھہرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو ٹکرا دیا غمزے [illegible]

ترے طوف حرم کو غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک مذلت بسکہ آب روی ما
چین پیشانی نہ بیند گوشہ ابروی ما
از برای خاطر آزاری فلک تا کے توان
آخرش ای ماہ تو یکدم نظر کن سوی ما
دیکھو تو انکا شوخی سے دل دستہ اٹھائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون حینا
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروی خود بنا ید رنگ آبروی ما
پنجہ غم سالہا شد پنجہ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم نجست وجوی ما
دل ضعیف و غم قوی تنہا درین عشر ترا
مری طرف مرا ابر درد گار ہو جائے
نہان تو دل مین ہوئی ہو کسیکی حسرت دید
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہی ہو کرتے ہی آنکھ

گر بفرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خودست این قوت بازوی ما
بہر بوی پیرہن چشم تمنا شد سفید
وای گر مخفی نبوئی ہم سر زانوی ما
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق ہو توفیق
جو آنکھ سے کہین آشکار ہو جائے
بغل مین میری رہی اُسی کے پہلو مین
جلا ادھر وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب آنے غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اس آفت جہان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشہ جرات کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کر اٹھ بیٹھا حسرت و یاس سے اُسکو دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچہ دہن وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیون اے جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھا کے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینہ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا دوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان گوہر بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون اے مسیحاے زمان مسیحائی فرمائیے باعث زندگی دشوار ہے دل درد و منزل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بعد غمزہ و انداز مسکرائی کہا اے تاجدار والاقدر اے افسر افسران اے پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا مین کون غریب باغبان بچی ہون اے شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے لیے لیاقت تری حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دست جناب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجکو کیا کہینگے مین نہ برادری مین بدنام تیر اندا انجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت سے اس ناموری مین شوکت ہے دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نسے گا یہ سنکر اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا اے شخص یہ بڑی شکل ہے علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا ہیا جبر سے جرات پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہے مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے شادی بھی ہو توف والدین کا داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہے باغبان بچی کو کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس تم کو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہے پیشہ

باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون رعد نے کہا مجھکو سب کچھ
منظور ہے یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہے اُس باغبان بچے نے رعد کے ہاتھوں مین بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود وزرہ اُتار کے
ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ باغ ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہو سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا ہمے جان جہان کیا تدبیر
معقول بتائی فوراً خود وزرہ اُتار کے بیخ نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھوں مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچے
کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صحرا کو طے کرکے مثل بہار اس باغ جنت نظیر
مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ
لہنگا دوپٹہ زعفرانی خراماں خراماں سامنے آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ
بران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہے اسنے شرماکے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل سحر مین کہتے ہین اسی باغ
ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہے تم سے
بہناپا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی آپ شہزادی میری مجال ہے کہ آپ سے دوپٹہ بدلوں لونڈی
ہو کر آپ کو بہن کہوں ملکہ بران نے کہا ہماری یہی خوشی ہے ہمکو منھ بولی بہن بنا مین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا
حضور یہ ناممکن ہے ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہے تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونیکی کھرپی ہاتھ مین لیجیے
ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہے یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھوں مین
لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق
اسی طرح باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین الجھین ہوئین بعد سبکے باغبان قدرت
اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک
کی محبت مین ملکہ بران مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بہناپا کیے دوپٹے بدلے ہین
ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھر رہی ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بنگاہ حسرت
دیکھا ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی اے شہنشاہ عیاران
میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرتا ہے کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد سے کہ ہم ہمہ احسان ہین
ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپ کی شادی کردونگا اے
رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کردونگا یہ سنکر عمرو و رعد وغیرہ قریب باغبان آئے مگر وہ باغبان بچیان
حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے باغبان کے
آئین کہا اے شہنشاہ [illegible] سے ہم نے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیا نام کیا
دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان

حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہے مبہوت ہو رہا ہے ان سبکا یہی حال ہے اب قتل کرنا بہت آسان ہے اگر جان بخشی کیجیے آپکا احسان ہو باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمہارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہے ہر شے کے لیے فنا ہے باغبان قضا و قدر کو تماشا ہے گلگشن کی بھی زبانی عیان ہو آج بہار کل خزان ہے خمسہ

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد — فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مئے خوابے دارد — آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد
باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہے سر عشاق پر آوردہ زلف — ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردہ زلف
روز کس کس کی یہ تعیین آہ سیہ کردہ زلف — ماہ و خورشید نمایش ز پس پردہ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار — یہ ہمین زندگی تازہ ملی ہے ہر بار
جان بیجا دے اجل تو بھی ہو مزہ دشوار — آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن است اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہو روان سیل سرشک — دیکھتی ہو تری باتون کے نشان سیل سرشک
تو جہان جائے ہو بہہ جائے وہان سیل سرشک — چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد — نثار ہوتا ہون جب حوال نظر آتے ہین بد
ہون تو بیجرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد — غمزۂ شوخ تو خونم بہ خطائے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جھڑتے ہین شرر — اس تپ و تاب مین آتا ہو دل افسردہ نظر
دیتا کس کس خام کو ہے حسرت قاصد داغ جگر — چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد دگر
ترک مست است مگر میل کبابے دارد

اب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال — کیا کہون سینے مین کیسا ہو بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہو محال — جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہو بیتون مین کو خدا فضل کرے — سخت بدخواہ عزیزان ہو کہین جلد مرے

اُس سے کہتا ہو کہ خاموش ہو یا آہ بھرے
کہ کند سوے دل خستہ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابی دارد

غزل

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
مہندی تھے انکے پاؤن کی یا نقش پا ہوے
لوجی گئے جو آکے کہا تم نے مرگئین
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوئے
شاکی ہے اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
جوڑے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
کم ہوگیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی قضا نے جان
تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہو نہین لبر ہو کہ شیخ
بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعر اب سُناؤ اس انداز کے جلال
انداز قافیہ ہو ردیف اس مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک باہر نخل چمن کو بہ نگاہ حسرت دیا س دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی حسرت سے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کر کے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے جس سے چراغان جلنے لگی عمرو نیچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیچہ زمین پر پڑا ہانے کھکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقان ماہ رخسار کو خاک ریزی دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ ملی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین تبھی انکے ساتھ ستی ہون مگر گر کر بیہوش ہوگیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہوگیا کہ جلنے سے اُن باغبان پچیون کے بیہوش ہوگئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ اب تک قلب پر صدمہ عظیم ہو باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار پشنگ طلسم کشا مین تقبال خندی مین بھی کیا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہے مقام لوح کا یہی راستہ ہو یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپ کے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرکے تو یو نہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپکا تابعدار ملکہ بحران و بہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بحران نے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا کی طبیعت نے اور کیفیت پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین

جب تو افراسیاب کو اطمینان ہے جاتا ہے کہ اس راہ پُر خطر سے گذرنا نا ممکن ہے مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہے اگر مین
شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپکو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر ہو گئی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولو العزم
صاحبان افسون دیر رنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے
آتش کے دانے ہاتھوں میں لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر غنچہ
چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجرِ آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُٹھنا نالہ کرکے آگ مین گرنا
عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش
اشکار ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس
و بلبل سب جلکر خاک ہوگئے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلہ
پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم باسمی ہوا گلچین دباغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیادان دام بردوش عندلیب خوش نوا کے
رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت
ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اُسنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ
حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور
شعر جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ہ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام
زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا
تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین ہر طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان کی کھایا سب کے دل غم سے بھرے
ہوے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرا
مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست باندھی اُس مقام ویران
سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرائے پُر فضا ملا غنچہ آرزو کھلا دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی
شاہدان گل خودرو کی زیبائی جا بجا گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جا بجا پھولون کے
انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی

روضۃ ماء نہرہا سلسال ۔ دوحۃ سجع طیرہا موزون
آن پُر از لالہ ہای رنگارنگ ۔ وین پُر از میوہ ہای گوناگون
باد در سایۂ درختانش ۔ گسترانیدہ فرش بوقلمون

عمرو آگے عقب مین باغبان و ملکہ
شمسہ و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُر فضا ملاحظہ کرتے ہوے چلے آتے ہین کنارے
ایک نہر کے آکر بغرض تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑون پر اسباب

لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹو پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال پھکا درست سفر پر چسپ پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوے مرزائی اُتار کے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اور راج کا ایک سونے کا اسی سطح مرزائی اُتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ لقول تھنے گنوار کے لٹھ سخت منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا اسی ننگے پیر جوتا پہننے سے بیر تہمد کسے ہاتھ مین ایک جانب کا نوار تھی ہزار در ہزار کانور کاندھون پر بم بم کی آوازین بلند ایک سے ایک پوچھتا ہے بھائی اشنان ہزارہا برہمن ہاتھون پر تلک لگائے ہوے تیمری دھوتیان بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچاروں کہتے ہوے چمرودھے جوتے تیل مین ڈوبے ہوے اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھیر ونکتے ہوے کسی جانب ہزارہا چار یان گنگام کے لینگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی توال کی گوٹ پھنسی کرتی سینے پر چھاتیون کی لوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمینداروں کی عورتین گنوارنیان بنگلے گلبدن کے جھوٹا لوٹا چوڑا جوڑا نینو کی دولائیان انوٹ بچھوے پانون مین جابجا درختون کی چھانون مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول بر نجی لٹیا غزل گول بیٹھا ہوا آواز دے رہا ہے بھائی مسافر جل پیو ٹھنڈھا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہے بھجن گا رہے ہین مسافروں کو سمجھا رہے ہین کسی جانب نہایت کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے مین دیلے ہوے جالی کی لیس بچا بچا سجاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اڑاتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جہیم سے

اڑتے ہی رنگ رخ ترے نظروں سے تھا نہان
ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بد کام کا آل برا ہے جزا کے روز
پامال ہو نہ جاے سرافراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
مومن غم آل کا آغاز دیکھنا

غیروں پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا
اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا
دیکھا اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا
ای مرسبر کامل عاقل جاہل مجکو لگاکے اب کہان لیے جاتا ہے یہ سب کہان جلتے ہین کیا کہین میلا ہے ای ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہے مین خوب جانتا ہون جادوگردن کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مار و سونے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہوجاتے ہین تدبیر بڑے نباہ ہو بلکہ عمران کی وجہ سے خالف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یا ابھی اسکو ٹوک ٹوک کے مار یگی ایک ایک کو للکاریگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہے

ورنہ تم سب صاحبوں نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد بہرام راکس ہوں گا تمہارے سب کے سروں پر آکر کھیلوں گا
گھر سب کے خاک سیاہ کر دونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے میں خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے محسن ساحران
شہنشاہ خنجر گزاران لوائے شوکت صاحبقران باجستانندہ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہے اس راہ میں مجبور
ہونا چاہیں تلاش لوح میں خدا آپکی جان بچائے منزل مقصد پر پہونچائے خدا ہمارے باطن سے ماہر ہے حضور پر
بھی ہماری جانبازی ظاہر ہے ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہیں یہ منزلیں بڑی دشوار ہیں سوائے اس راہ
سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہیں قلب کانپ رہے ہیں کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلوں کو طے کرائے
افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہ سب گنواروں کا میلہ جاتا ہے اس سرحد کو صحرائے مصر کہتے ہیں
متعلقۂ یونان بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہیں جنھوں نے اپنے زور علم پر دعویٰ خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا یہاں سے بارہ کوس پر دریائے قہار وزخار ہے بعد سال بھر کے کنارے دریا کے میلہ ہوتا ہے
ہزار ہا دیر تعمیر ہیں یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہیں آج سے کل تک اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا
بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن بر آمد ہوگا اُس دریائے بیکنار سے ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہوکر
پانی پر قرار پکڑتا ہے اسوقت لاکھوں آدمی اسپار کنارے پر جمع ہوتے ہیں صدائیں یا سامری جمشید کی بلند ہوتی
پاٹ کا غریو چند ساعت وہ گنبد تا آب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہے تھمے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکمانے اپنے علم و حکمت سے تھمے پر قائم کی ہے چند ساعت میں وہ پتلی حالات آیندہ و گذشتہ
بیان کرکے ایک آواز دیتی ہے کہ زمین کو زلزلہ ہو جاوے دریا کو جوش و خروش نمونہ طوفان نوح ظاہر ہوتا ہے اُسکے بیان
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کسی کو عبرت کسی کو حیرت کوئی غرق دریائے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد ساعت
وہ گنبد اُسی طرح دریا میں غائب ہو جاتا ہے بس میلہ درہم و برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد نورتن کہتے ہیں
بیچ میں اُس گنبد کے حکمانے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہے وہی باغ سیاب کا راستہ ہے حضور کو وہی منزل گنبد عجائب
در پیش ہے غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا کہا اے باغبان تم بھی تو
ساتھ چلوگے اس راہ خوفناک میں ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہے غلام اس معاملے میں مجبور و ناچار ہے
گویا یہ منزل عدم ہے دوست و عزیز ساتھ نہیں دے سکتا یار وفادار کا کام نہیں جسقدر معلوم تھا عرض کیا یہ بھی عرض
کیے دیتا ہوں اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہ ہوئے پھر سال بھر کامل انتظار میں گذریگا درمیان سال میں وہ گنبد
کہاں اس حوالی میں ٹھہرنا دشوار ہوگا کہیں مقام قیام نہیں ہرچند کہ جب خدا آپکو منزل مقصد پر پہونچائیگا یقین ہے
کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کرکے حاضر ہوں آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتیں کرتے ہوئے اُس مقام سے
اُٹھے ساتھ اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریائے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہے کہ اے عمرو کیا ہوگا لیسے

مقام عبرت خیز ہے کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین بعد
قطع منازل و طے مراحل بوقت شام یہ سب کام راہ کو طے کر کے قریب پاے تہار وزغار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے
اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع ہزارہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت گھنٹے زرین پر آ
گھنٹ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جا ہوا بارنگا ہین خیمے سراپردے استادہ رئیس و امیر آ رنگا ہوئین
داخل ہین سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان
وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس راہ پُرخطر کو آپ طے کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در
کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر ہے زبانی افراسیاب کی سنا ہو کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے
ہین اگر سیماب جادو مارا گیا یا گرمی تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب اسوقت
فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی تلکہ مین نقد جان گنوائیے فرش تو میرے پاس نہین ہے مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن
باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان کوئی ہمارے پاس حاضر نہین ہے لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھ دیجیے
باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب طلسم ہے دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے
مہرین کر دین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو
روپیہ بھی کیا چیز ہے جنگل مین منگل ہو باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑے دور پر آکے دیکھا سامنے مین
نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول آراستہ بیچ مین ایک مسند
فرش مفروش گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار
نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون
نے خوشامد کر کے بنا لیا ہے مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بُران شمشیر زن کو مسند پر
جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین کسبیان میلے
والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہے شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجا پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران
نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ لو اور منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمھارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار
نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کمسر عسیر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہے کچھ
ہمسے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہے غنیمت ہے اسوقت سب
صاحبون کی یہی خواہش ہے کچھ گانے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ بنا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون
ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیکے مین بلا لاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ کے
پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپکے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوش ہی تمھاری اے مخمور تیرا اقبال محبت ناگوار ہے چند

اشعار تمہارے ہی خوشی سے گاتا ہوں یہ فرما کر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئے ہیں جب سے نا تمکین خوف پرسش تمکین آیا — ہوئے بیدار رہے ہم وقت خواب پسین آیا
اٹھے شعلے درون سینہ جو تعظیم میں میری — سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم — نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا
وہ تھا محروم راحت میں وہ مقتول جفا تھا میں — خدایا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا نہیں آیا
نہ پایا کوئی مجھ سا بے زبان شاید زمانے میں — کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا نہیں آیا
وہاں تم گھر میں بیٹھے ہم نے توبہ کی تجب سے — نہیں عصمت کا دھیان آیا ہمیں بھی پاسی
ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پست پستی سے ہوا باہم — فلک پر روح آ پہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ میں نے اسقدر تیر التصور تھا — کشش تیر موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا
کہاں تک شکر ہو اے صید افگن تیرے احسانکا — کہ جو تیر نظر سینے تلک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستوں کا — بہار اپنی دکھانے کونسا خلوت نشین آیا
نہیں ہو جائے آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل — ہوا کم زور راہی بس مکانوں جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہے جہان سے جانے والوں کو — وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا
ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا — ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا — ہدف ہو کر گیا اس کوچے میں جب شانہ بین آیا
غرض کیا نشۂ دیدار کو ہے اس سراپا ساقی — اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے — سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہیں آیا
پھر آئی فصل گل اٹکھیلیاں کرتے ہیں دیوانے — تسلی پر تنا سودائے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن میں ہم نہیں رکھتے — گیا محروم ہو کر جب کوئی یاں نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح میں پڑھئے — مگر اب کے جوش مضمون کا طبیعت میں ہمیں آیا

ملکہ بران کو چوٹ کھائی ہوئی ہیں خیال اصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے نا امیدی کی امید پھر ان دیدہ جاوید ضعف کو قوت زردرو صعوبات ہر دم ہجر کی شب کا سامنا امید وبیم کا معاملا اسی عقدۂ مشکل میں ندیم نے ہمدم نالہ و زاری زرد منزل سے ہر وقت تکرار کرتی ہیں اور خانہ خراب یہ کیا کیا ہمیں آفت میں مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سنے دل بھر آیا آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل خاک بسر چلا ملکہ محمور و ملکہ بہار ایک بار ایک بیقرار باغبان قدرت بصورت گل تصویر کو ستون رہ ملتجی ہی حال میں کمند کی غفلت گئی

روز یعنی مہر گیتی افروز دریائے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کر کے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب تیرہ چون شد از نظر غائب — غبار زنگ ظلمت محو شد از عرصہ غبرا
سحر کز جانب مشرق برآمد رایت بیضا — فروغ برق زرین شاہ شام شد پیدا
فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا — جہان گردید از تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کر کے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اُٹھا کے دعا کی اے ستار العیوب اے دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر صرف ہوتی ہین ہاتھ پانون چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہو کے کیا کیا شرف حاصل ہوئے

نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
نے عقل بسیط اسکا ترلو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہو گم کہ بس تجھی کو
یعقوب کو مدتون رلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہے
نے نور مجرد اسکا سایا
ہر جا یہ ہے تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شے مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داؤد
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا الٰہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ رے تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجھکو ہی سزا ہے کبریائی

اے رہبر خضر و الیاس اس ہی قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچانا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ مہران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری عیاری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہے مقام انصاف ہے ادھر ہاتھ بلند کئے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کر کے خواجہ اُٹھے یا نہال عیاری چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر سمجھا تا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمائیے گا گنبد بے نور مین فوراً جائیے گا اب وقت بہت قریب ہے لائق ملاحظہ معاملہ عجیب و غریب ہے کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہے غیر و مہر و فقیر وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہے سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہے ہر گرداب چشم خونخوار موجہائے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوئے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرنے تھے مردمان آبی فریاد کرنے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تیلی ظاہر ہوئی بعد تیلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے اُبھرا لیکے چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیائے گنبد زبرجدی پر نگاہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنیٰ اعلیٰ پیر و جوان صدائے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینکتے ہین کوئی دود گلہ سر تیے لایا کسی نے شمعی بند کہ کے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گیت وان دیا تیلی نے آواز دی

اے بندگان سامری و جمشید اے پرستاران ماہ و خورشید اے مطیعان لات و ہبل اے پیروان ملت و مذہب باطل آگاہ ہو
گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہے سامری پرستون کو اضطراب ہے اس ملک مین اور مذہب شائع ہوگا تمہارا ریاض مدتون کا
ضائع ہوگا آب و ہواے طلسم ہوشربا خلاف ہے مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف ہے خرابی بربادی قریب ہے معاملہ عجیب
و غریب ہے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہے مثل چشم ماہی کھلا ہے تیلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین
اُسی سمت دیکھ رہے ہین تیلی پکار رہی ہے ایہا الحاضرین اے مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمہارا مغرور ہوا پابند
عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ
کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین
جسکے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہے کسی طرح
چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہے حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اڑاتے ہین کچہریون مین ہر لونگ پڑے ہین
نا منصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا نا آشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص ہوس ہمہ تن
بھائی کا بھائی دشمن ہے باپ کا بیٹا رہزن ہے رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان گلون کا کلیجہ خون جانور بیچارے تہ جال
مین چھپتے ہین چڑیمار راستا جھٹکی لیے پھرتے ہین اے سامری پرستو آج کا میلا آخر ہے آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس
جلسے مین نہ آئینگے غرق دریاے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہے کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہے
جسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری و جمشید
لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر بریدہ جادوگران و ریش تراشندہ کافران آگیا نام و مقام سنو
آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہے کون پہچان سکتا ہے ساحرکشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہے کہ عمرو عیار
اُسکا نام ہے تمام اہالیان جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چار جانب تکنے لگے باغبان نے کہا لو خواجہ
علیہ السلام اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی مین پہونچائیے اب تامل نہ فرمائیے دیکھیے گنبد ہرا یا وقت اُسکے
غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہے خطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکاے تو کیا ہوتا ہے اور
تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلا آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ
آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت
مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت
ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہے غرق ہونے کی کوشش ہے بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی
ہشو ہشو کہکر نعرہ کیا اے ساحران غدار و اے کافران ناہنجار منم نہنگ بحر عیاری و گرگ بیشہ صدف
تلازم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنقلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار و رافع

بدعت دمامہ و مشغش منہ دمکن بناے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار حمزہ ذی وقار
سے ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ
ہے یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جاکر لوح لیتا ہون افراسیاب ناہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو
سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا کلاہ نمدے کی سر پر نمدہی کا کرتہ
زیب جسم انور ایک جانگیا کھاردے کی پہنے ہوئے اُسمین زنگ ٹکے ہوئے ناریل سا سر کلوے سے گال
زیرہ سی آنکھین مردار یدسے دانت طباق سا پیٹ ناگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ
تین گز کا ادھڑ کا منہ لانوگز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہے بادشاہ کو دوڑکر مارتا ہے اس صورت زیبا
طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدسیر گھبرا گئے پیشانیون پر ہیبت کے موت کے پسینے آگئے اپنے
خداوندون کو پکارنے لگے یالات اعلیٰ منات معلی ہیتے بیتے دُم خبیثہ سر گائے کا بچھڑا اُلو کا لوٹا
جھوٹ کا جھوٹا ارگل خرگل خیراڈ باے پونے دو سنو خداوند مدد کو دوڑو یہ ساربان زادہ گنبد بے نور
مین جاتا ہے روح کو تمہاری ستاتا ہے اس ظالم کو درد کو لوح کی تلاش ہے بڑا بدمعاش ہے قتل کی کیے
بندون کی فکر ہے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہے زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے
رہ گئے مگر یہ ہنرمند بیشہ جرأت صاحب سطوت و لیاقت جانباز سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی طرف متوجہ نہوا
نام خدا لیکر نیمچہ ٹیکا جست کی جیسے طائر اڑتا ہوا جاتا ہے نک کر اُسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین
گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے
تھے یارو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب روشن ضمیر ملکہ بران
شمشیر زن یہ سب موجود ہین رہبری ہلاکے لانے نہین معلوم ہلانے غافل و ہوشیار رہے کیونکر گندے ان کو سب کو
مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت
سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام لڑنے کا نہین ہے نکل چلنا مناسب ہے فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن
مین سب کی نگاہون سے مخفی ہو گئے سب بھیا سر پیٹتے خاک اُڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تو دل
تیر غم و الم کے نشانہ ہوے ہر ایک کرکرتا تھا کہ یارو کیا بلا کا عیار ہے بڑا طرار و فرار ہے کس ہجوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کا
رنج و ملال مین دیکھا اب بندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب یہ پیلا عمر بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ پہنچا عیش جو ہم سمجھتے تھے خلق کو خود
نے افراسیاب کے یہ روز بد دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح
نہ پائینگے یہ سب اسی طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہین

اب حال خواجہ سُنیے نظم		منشی غنائی کند آمد بجان		درین زیرہ چہ دو آسمان

درین پردہ آواز تا لم چو نی | یا حوال ہم یا یا حوال کے | کوکب درخشان برج غربت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ شجاعت ماہ شب افروز آسمان جرات یعنے خواجہ عمرو جب
گنبد بے نور مین داخل ہوئے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا اندھیرا تھا کا تعبد عرصہ دراز پاؤن
زمین پر قائم ہوئے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان دریا ہے نہ مار معلوم ہوتا ہے گنبد بھی معدوم ایک صحراے
ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہین نشان انسان وحیوان نہین درخت بے برگ شاخ بگولے ریگستان
وسیع و فراخ جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی دشت ہولناک بے خس و خاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین
تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز بوم شوم مین صداے بوم نہین
ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چکاچوند رہا ہے اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا تو جو
آب مین چار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑی جب اُس سے سیرابی
غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہے پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے طپش
قلب تمنا پر ہونٹھون پر جان مضطر کبھی کوس کا میدان طے کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہے کوئی مقام
سایے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

دشت پر ہول ہر طرف سنسان | مسکن خوف و بیم ہو کا مکان | بونڈرے گرد باد کے ہر جا
کرۂ نار دھوپ سے صحرا | تابش آفتاب زورون پر | قرص اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش و حرارت سے قلب تھرایا دن
سارا اسی دوادوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ آرام ملیگا
ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ سمجھا جاتا ہے شب کو اور
زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دور سے
چمکتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہے اور اُس
چاٹنے کی فکر کر رہا ہے اُس وادی جہنم مین اوس کہان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی ہے اُس پر پھنی اوس پڑی کہین
اژدہا آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہے اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہے آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سے غم و الم نے
گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبح کو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو صاحب بھوک
پیاس سے عجیب حال ہوا تھا کا غصہ آیا خیال مین کہا ہم تو ٹھہرے بھوکے پیاسے مر رہے ہین برق و ظفر غلام
مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے
اڑاتے ہونگے اے خواجہ جو ہم سمجھے تھے وہی ہوا لا زمان افراسیاب پڑے مین کہ ہمکو دستی کے دشمنی

کہ گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جاکر کہینگے عمرو کو ہمنے مارا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر
عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے گنبد بے نور مین چلدیے کود پڑے وہ بیچاری
پتلی خیرخواہ تھی اس نے نیک و بد سُنا دیا ہمارے قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھیگا ایک دن مکار جہنم
مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کرکے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑگئے ہین
زنبیل سے برق نے ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے تھرا گئے ضرغام تو چپکا کھڑا
ہو گیا مگر برق تو بڑا تیز ہے پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہے کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہے عمرو نے کہا میری
پاپوش جانے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آکر نکلا باغبان وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے
دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب یہی لوح ملنے کا راستہ ہے مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا
بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے بیابان کی کلیجہ بھُن گیا مین تو اب
نوبت بجان و کارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہے کہ میرے پاس سے جائیے برق نے کہا اُستاد
گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا
غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر رہ نہ جائینگے اگر اصل ہین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا
تو انشاء اللہ اُن سے بدلہ لینگے اُنکو بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپنے بہت خوب
کیا ہمکو نکال لیا صلاح کرکے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر پھر نہال
کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے سے دفان ہو اب اُن
پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع ہین بے صبر ہونے سے مجھکو مانع ہین مجھکو زبان درازی
زیادہ نہین پسند آتی ہے بھوک پیاس سے میری جان جاتی ہے بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ
پانی پلاؤ برق نے کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر
شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را ؛ مصرع صبر تلخ است ولیکن
بر شیرین دارد ؛ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو
مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون اُسکے دل سے
پوچھے تم تو زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے
تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہے اپنے حال مصیبت مآل پر مجھے
حیرت ہے ہائے مین نے اُن ملعونون کا کیون کہنا مانا اپنے کو کس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہے مگر
ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہے کہا بہت اچھا واللہ ہم جانتے ہین آپ کا ہمکو خفا ہوتے ہین

پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق
مطلق رحم کریگا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت
مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہے اس گرمی مین شعلہ مزاجی دکھاتا ہے پال پوس کر جوان کر دیا جاؤ کماؤ کھاؤ کبھی
کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ
آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی ٹکا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہے ہم
کیا کرین کیون آپ مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہے انکا غصہ آپ ہمپر اتارتے ہین ناحق
ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہے انسے کیون نہین مانگتے جاؤ جاکے طلب کرو
عملداری پر کمر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ دیس کرو محکمہ اول مین جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر
نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ٭ وکیل نالہ در فکر اپیل است ٭ ہم جانتے ہین تم سب کچھ کرو گے ہمارے منھ پہ
کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہے عیاری کس جانور کا نام ہے عمر بھر
کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام تو یہ سُنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے
نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پدرشی تو ظاہر ہے
نہین لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین عمرو نے
دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا دہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی
تڑپ کر بھاگا کہا استاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور ڈر کر کہنے لگا
استاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے ایک کے
کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا ابے نالائق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہے برق نے کہا
حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلیچہ آپکے پاس ہے وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے
کہا وہ تو مجھسے چھین لینگے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اسمین حکم ہے جب آدمی
چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلیچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا استاد خدا سے ڈریے
چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہیگا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی
جیسے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری بڑی ہوئی ہے تو آدھی آدھی بانٹ لو
برق نے کہا استاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی
دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام
نے کہا لے برادر برق قبلہ وکعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب

گویا دکر وہ جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہو ساتھ رہنا مناسب نہین
نام ہمارے اور تمہارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوشربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو
یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا
پھر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے
پرہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہے طبیعت تسکین نہین پاتی ہے
اب سوچے کہ اے عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے
والے اگر ساتھ رہتے قوت بازو و زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہر طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام خراب ہے ترقی جنوں ضطراب
ہے لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے بیٹا برق و ضرغام کہان گئے آؤ میرے
پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے اگر سُنا بھی تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوے اپنی
حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی
دور راستہ طے کر کے اُسی صحرائے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی
ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہے دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو کاش کسی راہگیر سے
ملاقات ہوتا تو دریافت کرون کہ یہ کیا مقام ہے اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہے اب تو جیسی پڑے جھیلنا
چاہیے مگر برق و ضرغام کا جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے
اب وہ بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے اے عمرو عقل پر بھی زوال ہوا اب فرزند و شاگرد کے
واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ مین خواجہ کھڑے
تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہے مگر بدحواس مثل صید خائف چوکنا
ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہے کہ پانی کی جستجو اُس بے آبرو کو ہے وہ ساحر قریب پہونچا
تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہے ادھر آ مین کچھ تجھسے پوچھتا ہے وہ قریب آیا کہا
بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے کیسی کسی مرد آدمی کو یونہین پکارتے ہین عمرو نے کہا
ہماری یہی زبان ہے تیرے باوا کا اجارہ ہے ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا
کیا نام ہے کون یہان کا حاکم ہے کون یہان کا ناظم ہے اُس نے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے
منھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو سرحد سیمابیہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہے
شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو و ساحر خوش و نیک خو لوح طلسم ہوشربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون
صاحب ہین کیا کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم گستاخی کا بھرتے ہین

عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہی ہو میرا چہرہ کیسا ہے قد و قامت کتنا بڑا ہے اسنے کہا صاحب آدمی معلوم
ہوتے ہو عمرو نے کہا او نار بی تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے خاک کیون نہوا بد طینت کا نام قہر و غضب سامری
ہے ہر رگ رگ مین آگ بھری ہے مگر دیکھ اب تجکو جلاتا ہون او جہنمی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین
نکالین سرخاب جادو گھبرا کر بھاگا عمرو للکارتا ہوا پیچھے دوڑا ابے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سن
تجکو آدھا جلاؤنگا نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز جدا کر کے اڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو تجکو کیا ہو گیا ہے عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اس کو گرفتار کرتے اسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا عمرو
دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو سے خائف ہو کر بھاگا
باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہے وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت
تکلف سے آراستہ ہے اسپر سات گلدستے جسمین گلہائے عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون
طرازی سے درست کر کے رکھے ہین ان گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہے
تاثیر اسکی یہ ہے کہ **افراسیاب** نے **سیماب جادو** سے کہدیا ہے کہ جب **عمرو** مع **اسد غازی** سرحد باغ سیماب
مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہو جائیگا ابر سیمابی رنگ تازہ
دکھائیگا یعنی چیخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہے **سیماب جادو** بارہ دری مین بیٹھا ہے یہی ذکر
ہو رہا ہے کہ باغیون نے بہت سر اٹھایا ہے طلسم کشا کو رہا کر لیا **سیماب** اپنے رفقا کو جواب
دیتا ہے رہا ہونا **اسد** کا بیکار ہے لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ **غافل و ہوشیار**
فتح کرے گا باغ **باغبان** سے کیونکر گذریگا دیوانہ سڑی بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی مست
ہو جائیگا اگر **باغبان قدرت** نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل ہے کون ایسا مرد
کامل ہے اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیاہ بیہ مین گرمی سے مر جائیگا تشنگی نہ بجھا سکیگا بعض کہتے ہین حضور
عمرو بڑا عیار ہے نہایت مکار و غدار ہے شہنشاہ عیاران قاتل ساحران لقب ہے بڑا بد مذہب ہے
ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو
بھی ایک قدرت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین
باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی شریک ہوا بی بہار و باغبان کا ساتھ
ہیکڑ ہوا افراسیاب غافل ہوا ان تینون کے قتل واجب لازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب

بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہو جسدن چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق
ہر ایک کا کلام ہے سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا
باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو عزیز ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ ہین
انکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین
دیکھکر مست ہو جاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین
نرگس شہلائے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام در پیش مصاحبان سیماب کو پس و پیش کہ
سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہے
سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند منہ سے بات نہین نکلتی حضور حضور کہتا ہے کبھی اپنے جسم پر ہاتھ
پھیرتا ہے سیماب جادو نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلائے
تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا پہلے تھوڑا پانی پلایئے غلام کی آبرو بچایئے آبدار نے لاکر جام آب دیا
سرخاب نے جب پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہے غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہے شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور یہ سمجھ لین اتنا جانئے ہم لوگ یکہ تنہا پائینگے مسلمان
آپکا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے یہ قہر سامری بڑا منحوس ہے جنگل مین بوٹیان ہمیان
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کانٹون مین الجھکر نہین گرتا ہے جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سنکر تڑپ گیا
کہا اے سرخاب مین اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ با تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر
سامری سے ملاقات ہوئی انھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھ پر نگاہ ڈالی کیون نہ
جل گیا حضور یہ گرما گرمی سنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی پر پرواز پیدا
کر کے اڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا اے سرخاب کیسا قہر سامری کسے جلائینگے کیسی ہو گئی
بالکل مہمل باتین کرتا ہے تجھکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا آشنا سا یا غیر آشنا سا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت
مین نے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ
بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے بالکل آیا سیماب کے
دل پر غم و الم چھایا طرفہ ابر سیاہی کے دیکھا ابر مین جنبش ہے کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار
حوالی باغ سیماب مین آگیا اے سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اسکو بلا لا خبردار تامل نہ کرنا
وہ ساحر نہین ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہو جائیگا سرخاب جھپٹا پھر آ زمین پر کر چلا جانب
مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کتا لیکے ہوئے کہین جا کر چھپے

مگر سرخاب بیقرار رہتا ہے انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک طرف جاتا ہے ہیکل خیال کو دوڑاتا
ہے ہوائے گرم چل رہی ہے بونڈے گرد کے چار جانب سنسان اُس ویرانے میں دیکھا ایک سیٹھنی برہمنی تھالی
ہاتھ میں اُسمیں کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیاں البیلی
کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہے سرخاب چال ڈھال دیکھکر گرا کلیجے پر خنجر سا چلگیا پکارتا
ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ میں کہاں جاتی ہے خفا گری کی اُٹھاتی ہے اُس نے پھر کر دیکھا
ہنسکر کہا کیوں رے کیا تو کوئی قزاق ہے جو عورت کو اکیلا پا کر راہ میں گھیرتا ہے تجھسے کیا بتاؤں کہاں جاتے
ہیں ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہیں سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ دلرُبا کی کلیجے میں
چھُری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتیں محبت کی گھاتیں یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے
کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے
لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہو کہا لچھمی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے میں تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤں
تمھارا بھی علاج کروں مسکرا کر اُس نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا تو کوئی بڑا بید ہے یا حکیم ہے ہم کاہیکو ٹھہریں
کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہے مہاجنوں میں بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی بیٹھیگی
سرخاب نے کہا میں بھی کھاتہ دیکھ لونگا دکٹی کا سود لگا دونگا دو باتیں سُن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ میں
بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہے کونسی دوا بتلاتا ہے سرخاب نے کہا یہ بوتل میں کیا ہے اُسنے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانیکی شراب
ہے کہا پرشاد ہمیں بھی دو اُس نے بوتل آگے بڑھا دی کہا لے یہ پرشاد ہے مگر تیری جان کو جلاد ہے ادھر پیے ہو ٹھگا اُسمیں
زہر ملا ہے سمجھکے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا سرخاب بیقرار ہے اس دھمکانے ڈرانے کو کب
مانتا ہے بوتل اُٹھا کر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہے
اس شراب میں کیا ملا تھا اُس نے کہا جو میں نے کہا وہی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کف مار سب کچھ اُسمیں ملا تھا
نالائق تو کیوں پی گیا ہمیں نہیں پہچانتا وہی قہر سامری بات بات میں افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران
ماہ آسمان وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے بتعجیل
سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے پشتارہ دوش پر لگایا طرف باغ سیماب کے چلے
یہاں سیماب جادو نے ورق سامری میں دیکھا بیقرار ہوکر کہا اے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے
بھائی کو پکڑ لیا جلد جا کر عمرو کو مار عقاب چلا صحرا میں آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش
آتا ہے پکار کر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے جواب دیا بھائی پیچ ساربان زادے کو پکڑ لایا ہوں مگر بڑا فعلیا ہے خوب تلوار
چلی ساحر کبھی ہے بڑے بڑے ظالموں نے سحر کیے مگر میں آپکا تعلیم کردہ ہوں بھٹ سے زور شور سے گرفتار کیا تو بھائی

اسکو قتل کر و سرکاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام دے گا جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب
خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اسکے سرخاب کو بشکل عمرو عیار بٹھا دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو دم جلتے
ہو میرا خون بہت ہلکا ہے کسی کی فصد کھلتی ہے تو مجکو غش آجاتا ہے عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے
گلے میں گیند پھنسا ہوا ہے غین غین کرتا ہے اشاروں سے یہ مطلب ہے کہ میں تیرا بھائی ہوں خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا
دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہے جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی اسکا مددگار آجائے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت
بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سرخاب جادو کا سرکٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام میں سرخاب
جادو ہوں عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو میں کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا
نتیجہ مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اڑ گیا وہاں سیماب نے دراق سامری میں دیکھا
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو یارو عقاب نے سرخاب کو مار عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران
غدار چلے یہاں عمرو دونوں کے کپڑے اُتار رہا ہے کہ سامنے آکر ساحروں نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہے ہم آپہنچے
عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آ چکے ہیں سحر کیا چاہتے ہیں عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسیکا منھ پھکا
کئی ناری واصل جہنم ہوے دس پانچ اسمیں کم ہوے انکے غول میں سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحروں نے پیچھا کیا
جب وہ قریب آجاتے ہیں عمرو نعرہ کرکے جا پڑتا ہے ساحروں سے بھاری لڑتا ہے کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر
حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر بڑا دہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و
فطرت و تدبیر سے نہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا میں جاتا ہے ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہے کہ
ساحروں کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھوں عمرو نے برناش کے دانے ماروں خواجہ نے
بتعجیل تمام تیر کیفے میں رکھکر مارا حلق میں پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی
ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر سر پیٹتے
خاک اڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا اے شہنشاہ کون کہہ سکتا ہے کہ عمرو ساحر نہیں ہے علم
افسونگری سے ماہر نہیں ہے بہت بڑا جادوگر ہے صاحب فضل و ہنر ہے دم لینا مشکل کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا
پھر سحر کرکے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھیں کہاں تلاش کریں اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیاہی کی
جنبش میں ترقی ہے زیر ابر گلدستہ بھی شگفتہ ہیں جیسے آمد بہار میں پھول کھلتے ہیں طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے
ہیں صفت باغبان قضا و قدر میں بولا چاہتے ہیں سبز پتیوں پر زمرد یکانی کا عالم شاخیں دست تمنا رنگ و بو
میں بھی ترقی ہے قریب گلدستوں کے ہواے سرد چل رہی ہے سیماب جادو نے کہا یارو وہ باغی سرحد باغ سیماب
میں موجود ہے ما بدولت جاکر سامنے ابر سیاہی کے جلوہ فرما ہوتے ہیں ابر پر نگاہ رہے دروازہ باغ کا بند کرو اسد ورفتہ

موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہے دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہے
نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بران
نہرین مثل آئینہ حیران جابجا خاک اُڑ رہی ہے باغ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبون پر
دم ہے دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جاگتی جوت کا جبدن سے حوالی طلسم ہوشربا مین آیا ہر روز
نیا انقلاب ہے ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کا رہا ہونا گنبد نور سے چھوٹنا
مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا کیا مشکل ہے نہین معلوم کون کون کہان ہین ہمراہ
کتنے ساحر ہین باغبان نمکحرام محمور دشمن جان بی بہار رازدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ
لائی ہونگی انکی سحر و ساحری افسونگری چستی و چالاکی ساربان زادے کی بیباکی سب طرح کے سامان مسلمانون کو
مہیا ہو گئے ہمارے افراسیاب صاحب عیش و عشرت مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آجتک کوئی
تدبیر نہ ہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادۂ غرور مین مست ہین آٹھ پہر شہزادیکے طلب
مین مصروف ہین صدہا شاہزادیان واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر مین آٹھ پہر انکے جمال کی نظارہ مین زمان
سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو اپنے مالک کی شاد باد کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی
آپے سے باہر ہوے اب غفلت کے انجام ظاہر ہوے سر کو آ پہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہے اب بھی
اگر سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم و برہم کرے خیر اب ہم خود انتظام
کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہے جاؤ دروازہ بند کرو بندوبست کرو اب جبتک ہم
نہ حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے
کرسی پر بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار غدار حربہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہے
کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے ایک درۂ کوہ مین جا کر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین
کر رہا ہے کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سرخاب عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی
باغ سیماب مین ناممکن اسی صحرا مین پھر ملک بھر کر نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہے عمرو اس سوچ مین کھڑا تھا
کہ دیکھا ایک جادوگر اُڑتا ہوا اسی جانب چلا آتا ہے عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر
ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا کہ پانی پیے عمرو نے
آواز دی او بد خو بے آبرو نا ہنجار بدکردار پانی سے لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اس ساحر نے
پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آئیے کلمات بیہودہ نہ فرمائیے عمرو
نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالیگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ارے تو کون ہے تیرا کیا نام ہے کہان سے آتا ہے کہان

جاتا ہو کیا کسی کا نامہ دار ہے یا چور اُچکا مکار ہے ہم خاص طرف سے سامری جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین آکر اژدہا پانی پیتا ہو یہ پانی نہین کف مار ہے ہر ایک موجہ اسکا تیغہ آبدار ہے حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمہ فنا خفا نہو اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلائینگے ٹھنڈک مین ہٹھلائینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال سنو مین قاصد ہون خداوند اوند کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہے پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دینا کہ آگاہ ہو جائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوئے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دوڑے چھاگل مین پانی چھلکاتے ہوئے لائے دو ڈبیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہے کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگجاتا ہے آدمی دھوکا کھاتا ہے ساحر نے خواجہ کے قدمون بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت آئی اس نے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپکے مزاج مین بڑی ظرافت ہے پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہے اسکو ظاہر ہو جائے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے چڑھادی نامہ اسکی جھولی سے لیا اسکی شکل بنکر تیار ہوے طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

اے ساقی گلرخ و گل اندام | مے پھول کا آج پھر کوئی جام | ہاں زور خمار پست کر دے
ساغر وہ پلا کے مست کر دے | بے قلقل و شیشہ اپنا ہو قل | اب نشے کا ہے اوتار بالکل
ہون تنگ تری رکھائیون سے | دم ناک مین ہے جمائیون سے | بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
منہ شیشہ مے کا کھول ساقی | یو نہین الکل سے جام بھر دے | کانٹے مین نظر کے تول کر دے
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہے | پیمانے کی احتیاج کیا ہے | ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
جیسی مین چاہتا ہون ویسی | رنگین خوشبو کہن مزیدار | شیرین سرخوش ہو تند گلنار
توشین جان بخش روح پرور | بیغش روشن صفا مقطر | روح افزا و نیم رس شفق گون
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون | آئینہ مثال پاک شفاف | قلب صوفی کی طرح سے صاف

دیدے کہ یہ روز وقت ہے سحر
لے ادھر بھی بادہ خوار آئے
لڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
ملا کو بُلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو ہے سُنی سُنائی
مے لیتے ہین قرض دوام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے
گویا خاموش دونون آفت
شعلے ہین مزاج آگ کا ہے
دیگر ساقی دریا دلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلائے
بادل کی گرج سنائین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجائے
مہتاب منیر جام بنجائے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

مانگی ہے پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہو کفر کی
چپکے چپکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ
ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہے
دینا انکو تو دام دے کے
باتین جو کرین تو دل لبھائین
بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھون مین زبانین سر مین آتش
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون چھینٹون کی جو بوچھار
کیفیت سحر ایاغ دکھلائے
مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجائے

من گر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
مے مفت کی ہو اگر روا ہے
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین
غصہ انکا ستم بلا ہے
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب کھلائے
قلقل کی صدا ہو خندہ برق
ہو جوش پہ بحر لاغر مے
نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
طوطی مرغ کباب بنجائے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان
وہ لکھتے ہین سطرح یہ داستان

نہنگ بحر عیاری نامور نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامہ دار خدا وند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوئے قنطورہ لار ہجتی پتیا بہ سفر لاملی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاءاللہ باغ مین رنگ جمائین گے سید غازی کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی نہین معلوم کہ در باغ بند ہے پہلے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہے انتظام کر رہا ہے حقیقت مین اُس ابر سیابی کی یہ کیفیت ہے جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوتے جاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہے سیماب بیقرار

دمضطر ہے ساحرون کا جادو اسکے قریب بڑھتا جاتا ہے کہتا ہے دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہے کیا سوچا ہے بڑا حوصلہ کر
مگر قضا دامنگیر ہے بڑا عیار با تدبیر ہے یہ بیان کر رہا ہے سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہین اس
صحرائے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکہ اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا
بڑا صاحب اقبال ہے روشن ہے کہ اوج پر اُسکا نیر اجلال ہے ایسے شدید سحر رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جفائے قید شدید
سہنا اسی شیر کا کام ہے بڑا صاحب جرأت و لیاقت ہے وقائع مین تحریر ہے مورخین کی صاف صاف تقریر ہے کہ آٹھ برس کے
سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولا اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اُسی کمسنی مین اٹھارہ امیرزادے
ساتھ تھے ہوشنگ شاہ کو زیر کر لیا اُس دربند پر قبضہ ہوا القا کے صدہا گانون لوٹ لیے زیندار نام سے اس جوان
تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ
اُس کمسنی مین غالب ہے قدرت خداوند سے لڑا بھڑا بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جانے تھے
اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے دس ہزار اُنھون نے مارے دو ہزار انہی نے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے یہ
جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب ہوش ربا مین قدم رکھا ہے دیکھیے
کیا ہوتا ہے باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہے دروازہ بند ہے ابر کو دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نامدار بشکل قاصد خداوند داؤد راہ کو طے کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب سے خبر کرو کہ حجر جادو
شہر داؤدیہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہے اندر طلب کرین فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوے
چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا اے برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ
بند ہے شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہے سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان زادے کی آمد ہے اسواسطے بند و بست
کر رہے ہین اور وقت آنا کیون غل مچاتے ہو سر کھائے جاتے ہو خود بھی خداوند داؤد آپ ملینگے تو دروازہ نہ
کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ یہ بڑا غضب ہے ہماری آمد کا یہ انتظام ہے ہمین اپنی قدر نہین شہر مین
جابجا نام ہے شعر ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل مین ہے زہے رتبہ عیب کینے کا کہ اُس کے دل مین ہے؛ عمرو ہر چند پکارتا رہا ہے ایک ایک کو بلاتا ہے
کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جاکر خداوند داؤد سے کہدو ہون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آجائیگی زمین
باغ سیماب ہلجائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سر دخرس بدخو شیر زمین سے
پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون
کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ
نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی نین سکھ کی دھوتی نری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موتے

کرتے ہاتھ مین تھمن رہا آئے عمرو نے اُسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند واقودہ کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات
لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ کی ممانعت ہے باغ
مین آنے کی کونسی صورت ہے تو اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران
اس سرحد مین آیا ہوا ہے دوہی خارف عقاب کو مار ائی سو ساحرون سے لڑا صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے
دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپاتے پھرتے ہین بھائی میرے
بھی تھالی لٹیا چمن مین دفن کردی جو کچھ نقد ہے اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت بیوقت بھگدر پڑتے نکل بیسہ ہاتھ
رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کر کے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو
نے کہا بھائی دروازہ کھولدو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ
نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سُن لو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا قسم
خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دو گے قدرت سے کہکر تمہین بادشاہ کرا دینگے ایک قسمت لوا دینگے عزت ہو سلطنت
کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر
کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زرجدی پر بیٹھو گے میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے
دربار مین بار نہ پائینگے مگر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دو چار کرور جمع رہینگے
دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند کرتے ہین دھڑ نیچے کی
علت مین پکڑوا ابوانا اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھالی ہے سب کا وہ مرم ناس کرتا ہے کہا رنگا نچہ پینے والون کا پاس
کرتا ہے اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش ہوش سے سنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا ہمکو اپنا
اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے کی ناک کٹوا دینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہے ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین
تم کھڑے رہو عمرو نے کہا ارے تو بڑا گدھا ہے ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آتی دمبدم سیماب کا نام لیتا ہے
بارے کی کیا حقیقت ہے دو چنگاریان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر ایک کام کر قفل کھولو ہمین اندر نہ آنے دو جو مال
خداوند نے بھیجا ہے وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو سے یہ خوف ہے ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے
چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ قریب آیا کہا مال کیا ہے عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہے اسکا لینا
کیا بڑی بات ہے باغبان بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن
زعفران زار کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہے مفت مین مال ملتا ہے اس عہد مین
کون دیتا ہے کا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پا کے ہم نوکری کا ہکوکرینگے کانون مین جا کر
بٹھاکر چا جائے جہان بیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نامہ کچھ نہ بیعلم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا

اچھا بھائی کھولو مال لیلو ہمیں سے بوجھو اُتر جائے مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائے گی غبان نے جیبوں کی کنجی کھولی
قفل کھولکر زمین پر رکھا زنجیر کھولا کے دروازے مین گھٹنا اڑا دیا دراز سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
شکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُس نے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا عمرو کے منھ مین
پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر غبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا غبان نے ہائے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا
بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا غبان بچے ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا
بھاگا جاتا ہے عمرو نے آواز دی لیے مال تو لیتا جا دوسرا کڑا بھی مجھے دے دے تو جا کر کسی چمن مین بیہوش ہو کر
گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین
سیاس بن طہماس برائے مقابلہ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل
کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ لی تھی
اسوقت نکالی اسد غازی کو اڑھائی سلاح جنگ بہ تجمل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے آراستہ کیے کہا ای
نور نظر تیرے سمجھتے تم کو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہے اب وقت جرأت ہو اور ہمت کر اپنے کو گلدستہ اُس لوح تک
پہونچاؤ تاکہ طلسم عالم منفصل اپنا شریک کرے لوح طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہے ہر دم لیے آہن کا چھلنا
جان پر کھیلنا ہین ایسے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپکے تصدق سے یہ ہی نصب العین
یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغۂ بید ریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صف شکن
بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے
چرخ مارا ابر سیاہی بڑھا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے
آ گیا افراسیاب نے علامت تباہی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیاہی کو اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب
ہے ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ ہیبت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپنے طائر درختون
سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرۂ اسد

اسد شہسوار رزم کرد روز جنگ
باشیر اسے کفاوان بیہا

بدرم دل قیصر و حرم بلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

ہوا نابکاران پر دغا شیر بیشۂ مین آ گیا بدن تھکا رگ بلتا ہو سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی
برآمد ہوا جیسے دہقان کے کھیت سے طلوع نیر اعظم چہرۂ آفتاب عالمتاب عرق جلالت و داب پیشکار تہور
و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحراے ہیبت تیغ برق مثال
دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ کر گرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نہ پائے ہان یارو ہاد لو
طلسم کشا کو چہار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر

خنجر برہنہ ہاتھوں مین جادوگرونکا جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیردل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسدنے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھایا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر عرق زمین ہوا انگین تھرائین روح بخش جسم ان سے راستہ پا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہے کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہے اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہے مگر دل سے دعا ہے کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بہ گلدستہ ہاے لوح رسائی نہایت دشوار ہے جیسا ہجوم کفار حقیقت مین سیماب نے گردش چبوترے کے صفین باندھین ہین یوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریائے فوج ساحر کا جوش بگیر و بزن کا خروش

نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ با شیدا ے کافران بیحیا
منم رہبر و جادہ صفدری
نظر کردۂ شاہ عالی جناب
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
یم کمر کا دمبدم جوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
بقہر و غضب کافرونسے لڑا
لڑائی مین مصروف بخوف بیم

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حقۂ نفط دن سے چلا
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
قسم مہر خالق سے وہ شیر نر
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

ہر اک کافر روسیہ تھا بہ تنگ
دہ نعرے اسد کے بوقت وغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
من آنیم سر کوب افراسیاب
تزلزل فتد از میان مصاف
کبھی حملہ در گاہ روپوش تھا
لگی آگ منھ نار یون کا جلا
کبھی نیچے کھینچکر جا پڑا
بہ اوج اقبال و فضل و ہنر
مگر سیماب خانہ خراب نے دیکھا کہ صدہا

ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بیحیا سحر کر رہا ہے دم فسونگری کا بھر رہا ہے مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے سحر جواب دے رہا ہے اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیر دل پہ تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھاکر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر گاٹھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے تھراگیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ کھلائی دیا تیغ برق خصال تڑپکر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پہ گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے لگی سیماب جا پڑا چھپکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہے تا بدولت کے سحر نے تاثیر نہ کی اس قسم سے دل ناامید ہوا سیماب

اسمین کچھ بعید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست وچست وچالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیای سحری سے مملو غریب
ایک نخل کے آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا ایک بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا شاخسانہ ہی
ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا غنچۂ خاطر پژمردہ نہین
کھلتا ہزار ہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید
سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرکن شاخ نخل امید مدد کیجیے آپکے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے
ایک برق چمکی آواز آئی ای سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
کے ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا ہوگی سحر تاثیر نکریگا جمشید نے برسون
خاک چھانی تانا تمھاری کی خوبروئی سے سوت کا تاگا کڑیان بنائین روئی دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر
تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر مین تاثیر بھرگئی کیون کوئی بیر قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہونٹھ ہلائے
جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو
تیرہ درون اژدر دم کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھو مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا ای اہرمن طلسمی
طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر
چھین ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پا گیا زندگی سامری
پرستون کی دشوار وہ جوان عالیوقار رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن بیلتن تیغہ تولتا ہوا سامنے
اسد نامدار کے آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہم سے وار کر
اسد غازی شیر دلیر ٹوکتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر کانٹھا ہزارون ساحر نیزہ
و شمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی بدگہر نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے
کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اٹھا لون سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے
لنگر منھ کے بل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری
او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی نمکحرام یاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین منھ کی
کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے
اسد غازی غصے مین بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھو سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد
لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پانوٴن تھام لیے ہاتھ بھی بےحس وحرکت ہوئے چہار جانب سے ساحر
اسد پر بلوہ کرکے چلے عمرو وکلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے

کرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقۂ روغن نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے عمرو جست کرکے برابر اسد کے آیا شل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھی کبھی بیقرار ہو کہ ظاہر ہوا شل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اتار کر اسکے سر پر ہاتھ بیچے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے لڑا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوئے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکارکہی نظم دعائیہ

اے کشایندۂ خزانۂ جود — نقش پیوند کارگاہ وجود
کوکب آرائے آسمان بلند — ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند
بودنی را ہمیشہ بود از تو — بودنا بود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدۂ تست — ہر چہ چیزیست آفریدۂ تست
در بنائے بہ فہم عالمیان — در نگنجد بود ہم آدمیان
آدمی کیست خاک بے سروپا — گو بداند خدائے را چو خدا
سخن آنجا کہ از خدادانی ست — لاف دانش دلیل نادانی ست
مور کافتد میان دریا بار — کی رسد از شناوری بکنار
عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت — از خجالت بپائے بس بگریخت
ہر چہ اندر جہان بداند کس — ہمہ دانندگان تو دانی و بس

دیگر

خدایا بجاہ و خداوندیت — کہ بخشی مقام رضامندیت
طمع نیست از کشت بیحاصلم — بخشنودیت کار دارو دلم
بسے شرمسارم ز نفس فضول — ز طاعت نکرد ز عصیان ملول
کہ نیایدم ہر دو نبود روا — چو عصیان بود طاعتم ناسزا
ندارم بجز عجز چیزے بکف — شد از کف مرا نقد فرصت تلف
ببخشید سوئے جگر خوارگی — من و دست و دامان بیچارگی
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش — سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
نگیری چسان دست افتادہ را — کہ خود از کرم ہستیش دادہ
بیک عمر در نعمت زیستم — گدائے درت نیستم کیستم
اگر ہست بنا ور دیگرم — دگرنہ بجریان مران زین درم
در افتادگی از کہ خواہم مدد — مدد از کہ افتادگان را رسد
خروشان خراشم جگر در قفس — کسے نیست غیر از تو فریاد رس
زخاک قفس ارمغان بہار — نسیتم صفیر دل سوگوار
بہر حاجتم از تو امید وار — کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی اجان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے شل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہنچے پہلے عمرو سے

سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیردل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ
مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوئے گل حیات گلعذاران مرجھائے طفلان غنچے کو اضطراب
شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے نہو سکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کافرون کو ڈبوؤن لب نہر سے صدا آئی
بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لانے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے
ہوش اُڑ گئے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہو گئی ہزار ساحر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے
سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا لٹکا کر مارا کئی سو کے سر پھٹے نشیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے
باغبان نے پھولون کا گیند مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چنگھاڑ ماری کئی سو
لڑکھڑا کے گرے جو مغرور تھے انکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے قیامت
برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے سر ٹکراتے تھے بُران کا اختر مروارید
چلا جس بدبخت پر اختر مروارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر ٹپک کے
جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے
باغ مین لاکھون کا کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون کی
بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین الامان کر رہے
ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا سب کو جواب دے رہا ہے سردارون کو تو
اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا کر دی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا
باغبان قدرت پر سیماب جادو غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا شین
ت برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا اور دے زیبا باغبان گلگون ہو گیا بہار نے
بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمھلایا
برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلا دیا صدہا کو خاک
مین ملا دیا آخر سیماب نے کارد سحر پھینکی برق لامع کا شانہ تراشا گیا بُران نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ
سرداران نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے خون سے
ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیماب ملکہ بران سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلائے روزگار ہو بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا
ہے ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہے پہلو نشین سامری رگ ریشہ مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بد سرشت
بدخو آخر سر بُران کا برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہے ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہے اے

اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ سخت جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ایکجانب نقیب کرکیت صدائین دے رہے ہین اے بندگان سامری روز جوانمردی ہے باغیون کا ہنگامہ ہے نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمہاری زر سرخ و سفید سے بھردیگا ان صداؤن کو سنکر ملازمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا پران پر بلوہ ہے چہار جانب ساحران ناہنجار نے گھیرا ہے گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ مرگ مہیا ہے قضا ہوئی جو الفاظ تحسین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی اے نگہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کرتا ہے چرخ پیر رداے کہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس شکل کھلی شہرت نظارگی ہے آج
رہتا ہے اپنا گوشہ بیت الحزن درست
جاتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا وہ طرح زلف عروس سخن درست

شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
کر باغبان شب فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
زخمونکے مدتون نہین ہوتے ہین درمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
نکلا تمہارے منہ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
ہوتا نہ ایک تا بگلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو کیا تھین
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ دوئی سے آئنۂ دل ہے پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہو جی بھر گیا نسیم

اس سحر مین بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے نہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر اوس سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قرب تھا کہ سب کو خبر ہو کے کان کے پردے شق ہون ہرچند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لڑکھڑاکے زمین پر گرین لب مین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش ایک سمت بہار نامدار بھی گرکر بیہوش ہوے سیماب تیغ کھینچ کے چلا کہ جاکر سبکو قتل کرون عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا بیقرار ہوکر رو با خالق بے نیاز کو پکارا خداوند اان سردارون کو بچانے بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم ضیا جبین پشان سر کوب کافران برہم زنندۂ فوج ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب شمشیر عمرو نے دیکھا کہ گرد تر شو بر

کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا تاج زرجدی بسر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت
مین یکتا پہونچتے ہی سحر کیا بُران و باغبان و مخمور و رعد و برق تند و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد تیغہ ٹیک کر سنبھلا
کوکب نے دیکھا یہ سب تنہا گئے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکلجاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب
ہوا پر جا ناپید اہوکے نکل گئے کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ بڑھیے
غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہے یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر
پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل اہل جہنم ہوے سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہے جستجوے لوح مین یہانتک آئے
صاحب جرأت و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردست جرأت فریدون فر سکندر حشمت اگر اب بھی قدمونکو بوسہ دیکر
اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عنقریب طلسم تمام ہوئی جابجا ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی
رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس اقبال کے شریک ہوجائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا
ہوکر جہنم واصل ہوگا شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب مصرع
تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست ٭ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر نکی جواب دیا اے کوکب تمنے غضب کیا
دین جد و آبا چھوڑ دیا باپ دادا بیوقوف تھے آنکھوں ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہے شہنشاہ
طلسم ہوشربا سے تونے دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہے سوراخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ نہ ملتی تھی ایکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا
طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگنے راستہ نہ ملیگا جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی
بہا دونگا میرے سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہے مین کیا دین جد و آبا سے پھر جاؤنگا جسکو
دیکھا نہ بھالا اسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سنکر کوکب روشنضمیر کی ابرو دن پر بل آیا قبضۂ شمشیر برق مثال پر
ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہے افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش
کی مگر کچھ نہ کرسکے جہانگیر بن صاحبقران کو لاکر منھ کی کھائی وہ غیرت دلیر ہمارے آقاے نامور کا نور نظر تھا شیر بیشۂ
فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا
اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت
مین چور تھا اپنا زور بازو دکھلا اسمیں نام مردکے نام سے نہ ڈر اسیماب یہ سنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا گو سے تیغ و ناوک سب اسباب
جھوٹی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر رفع کردیے چمن ہاے طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا خنجر
آیا تیغہ سحر کرسے نکالکر کوکب پر چلا پڑا پتھر سے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت ہاتھ بڑھایا
فلانی سیحا کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان چور کر انگلیان ڈھیلی ہوجائینگی کوکب نے جھٹکا مارا

سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤں نکل جاؤں سحر کروں مگر وہ دست زبردست پنجۂ اجل تھا کسی پیر نے بیمار کی دستگیری
نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا آتی تھی کوکب نے بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اوس خود سر کا چنبر گردن سے اوڑ گیا
لاشہ زمین پر گرا سیماب کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تاریکی
چھا گئی سارا باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور رہا ہو بلند سنگباری برف باری کر کے پیر بھی ٹھنڈے ہوئے بعد
عرصۂ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ میں روشنی ہوئی تاریکی
دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اوتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے
لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا جادو جمشید میں نے اسد کو اوڑھا کر الٹوا دیا مگر اس بیحیا نے سحر سے
جادو جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا بُران وغیرہ سب مجبور ہو چلی تھیں کسی کا سحر اوس پر غالب نہوا خدا نے
تفضل اپنا شریک کیا بُران وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج
و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا اب سیماب گون مشاہدہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں
ہو اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشا کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون
پر ہاتھ ڈالیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اوسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پہونچیگا لوح دستیاب ہوگی اور شہریار بمقام

عیش و فرحت ہی شعار مخفی	ما با و صبا را بہ گلستان گذری ہست	مرغان چمن را بہ رہ گل نظری ہست
نومید نباید شدن از گردش ایام	ہر شام کہ آید زپے آن سحری ہست	بنشین بہ نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست	گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نداوند	بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست
چشم برہ قافلۂ بوے وصالت	در کوے تو از باد صبا باخبری ہست	بیداد من این ہمہ با بر دل مخفی
اندیشہ ناغیر تو ہم را دگری ہست		

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا ہے دل غازی
اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہے گل زخم تحمل جسم پر کھلے ہیں بد میاں پڑی ہیں
مگر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آگئے بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو کھلا ہے طرف
گلدستون کے جاتے ہیں ظاہر الحق رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں
کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر بعد مرگ کے چبوترے پر آیا دس
بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہر رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں
آغوش تمنا سے طلسم کشا کے مشتاق پھولوں کو جدائی دم بھر کی شاق شاخیں آگے بڑھ رہی ہیں پتیاں
لہرا رہی ہیں نقش پائے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھروں کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہے اے سواغ
صبا جسقدر ان وا ہے رنگ و بوئے گل صدقہ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی

پھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمہ زخمون کا بھول گیا ہی دہن زخم سے صدائے مبارکباد بلند ہی اعضا شگفتگی مین کون دمندہ ہی
مگر قضائی کار اتفاقات روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سر حکومت پر بیٹھا ہی سامان عیش
و عشرت مہیا ہی سرداران لق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب
کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی داسطے لوح کے عمر بھر سر ٹکرائیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار
و غافل کو طے کرے یا گنبد بے نور مین کودے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین
قصہ پاک ہو سیماب جو حاکم باغ سیماب ہے یا بدولت کا قوت بازو زینت پہلو یا بدولت کا تعلیم کردہ پڑا نامبردار اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم کی کہان ہی جب مین نے
قہقہہ فیلسر کو مارا تھا لوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی سب کہتے تھے ای شہنشاہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام
کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپکے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا
نہ ہنسے حق کہاتا ہے اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے اُسکا شیطان
بڑا بے پیر ہے قدرت کی تقدیر اُس بیحیا کی تدبیر جب آنے ہوش ربا مین غدر ڈالدیا دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان
لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال کرین اسد پہلوان لگا نہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا
عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑین گے اب آپکے غلام بڑے روز شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ
و بہار وغیرہ کی مشکین باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین ملکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھ پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب غافل نہ خواب خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا
کہا یا ردبارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر
کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کمبخت سخن ناشنو ہو ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوادیا
ہو شاید عیارونکے دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی ہو
رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آکر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا
کیسا ہے طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کسیی بلکے تماشا نہین دیکھنے گئین صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین
لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف چالاک قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام
کا بالکل نشان نہین ثابت ہوتا اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع وغیرہ
نامدار نہین ہین چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر مین نے
پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا

کتاب لاؤ فوراً کتاب گم شدہ کتاب کی تعظیم کرتے ہی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب میں کھڑا ہے لوح لیا چاہتا ہے یہ کہکر مثل برق چمکا و بصورت رعد گرجا پر پرواز پیدا کرکے آسمان میں دوڑا ساحروں نے چاہا ساتھ دیں افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہیں ہے مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہے یہ کہکر غائب ہوا یہاں اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہے مگر گردش فلکی ہمراہ ہے پاے جستجو کوتاہ ہے فلک سرگردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال گل عیش پژمردہ غنچہ مخاطر ناشگفتہ گلشن عیش ہے درخصت بہار شکل آمد باد خزاں آشکار قریب گلدستوں کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش و طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم نہ بڑھانا افراسیاب پہونچا اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہوا لاکھوں کا کشت و خون کیوں ہوا اسد پر مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود نہیں ہے کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہیں افراسیاب نے منہ سے اُف کی مثل تنکے کے اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا وہیں سے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خبردار کہاں جاتا ہے ہاے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے مگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہے مگر کوکب تعاقب نہیں چھوڑتا یہاں اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس مجبور فرش خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہے قریب ہے کہ روح قالب سے نکل جاے مثل تصویر تصور کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھیں عمرو کی پتھرا گئیں رنگ رخ سے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو تشویش اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد میں اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہاں آسمان پر کوکب افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہے کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہے افراسیاب پر حیرت طاری ہے چاہتا ہے مقابلہ نہ کروں ایسا نہ ہو کسی بلا میں پھنس جاؤں لوح میرے ہاتھ سے طلسم کشا سامنے موجود ہے سارہان زادہ بھی دیکھ رہا ہے جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش جرأت میں چاہا لپٹ جاؤں لوح چھین لوں افراسیاب سقدر بدحواس ہے سواے دفع سحر کے کوکب پر اب تک کوئی سحر نہیں کیا یہی فکر ہے کہ نکل جاؤں جب کوکب نے قریب آ کر ہاتھ تلوار کا مارا لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ میں تھی چمکا دی کوکب کو غش آ گیا آہ کرکے اُلٹا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کرکے نکل گیا سوار زرین پوش پیدا ہوا اُس نے کوکب کو گود میں لیا طرف

طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اس باغ ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہو
عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا
کہا او بداقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے
عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانؤن مین جان نہ تھی دو قدم
آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے
ٹکی کی چال مقدمہ ہوا کی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہے سب کوشش بیجا ہو ہاے تیری محبت
مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان
جی چاہے جاؤ مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منہ اُٹھا دیا
چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت رمال جمع ہوتے مقدمہ خاص مین حکم لگاتے شل جانوروں کے گنبد نور
مین قید ہوکر بیٹھ رہے ہین اپنی جان آبرو مٹائی تا بہ گنبد نور رہو پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپسے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتا او دیوانے مین کیا کرون اسد زار زار مثل ابر نو بہار
رو دیا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمہارے
نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب کی صورت نہ دکھائے اتنی ذلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اسیطرح طعن و تشنیع دیکر جو عمرو نے کہا اسد دلیر شرم و حجاب مین عرق
ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بداقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے تباہ ہوے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکرا کے جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجے گا
والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم حضور کو زندہ
نہ ملینگے قبلہ و کعبہ دین ستون اسلام گرب عالیمقام اُنکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس
و بیبس کہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایئے گا اگر ہوسکے تو ساحران
طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے
افراسیاب ضرور مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے ایرج
نوجوان بہ بلغار آئینگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار
کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک طرف
چلا اسد نے جو یہ بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دلمین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹکے مر جاؤن اس بیکسی مین نام کر جاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے
زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بداقبال و بدنصیب ہون دلمے
بہ حال انکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب نہوا اب سواے
جان دینے کے کیا چارہ ہے دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ مہیاے قضا زخم دار
بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار
نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کج رفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
واربان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑ کے افتان و خیزان حیران و پریشان ایک جانب
چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئنہ حیران شکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہوا سوچتا ہے کہ اب
کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہے کہ اسد کہین چلا جائیگا
اسقدر متردد و متوحش ہے دل مین خیال ہے کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہے اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا
ہوش اڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہے اے نور نظر اسوقت مین ہوش مین نہ تھا
جو کلمات مین نے کہے انکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہے ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین
کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سنا
مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہے عمر بھر نانا جان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سننے کے لائق
تھے یہاں غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا
عمرو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے اسد دیکھتا ہے مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا
عمرو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مارکر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن
کر رہا ہے کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا
نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ انپر اتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اس سے بڑھ
اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے اے عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا
ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے غلامون نے کبھی نہ سنے ہونگے کیونکر اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو
اس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بحالت عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد نمازی
غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہوکر ایک طرف چلا یہی سوچتے ہوے دل مین یہی ارادہ ہے
یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مر جائیے یا کسی کنوئین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو منہ دکھلانا بیجا ہے
مقام ہمنوا خاطر نظر ہونا یقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے

کوکب زخمدار ہوکر قصر جمشیدی میں گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمر بدحواس عالم یاس میں ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہیں ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمان حرسم زندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کا طلسم جمشید یہ فتح کرکے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر سلام

ساقی نامہ مصنف

تندخوئی باعثِ آزار ہے
بے نمک ہے سو کہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہوگیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہے
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہے
پھر بھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرات پلادے ساقیا

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے
اے تنگ ظرف تو اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوہ مے نے پلایا خون سب مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہے
نازبیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا

چین ابرو بے محابا کس لیے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
دل ہوا گھٹا ترشی ابرو نہو
مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرائے سخت مشکل کیا کہون
کیا رکے ہر ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہے
چھرکہ غازیان دیندار و مجاہدان

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری و کاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبدہ اپنی سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہے حال جنگ جرات و سحر آغاز کرتا ہے شعر مسخر کن ملک تحریر سحر رقم کرتے ہین کہ تقریر سحر سابق مین تحریر کیا ہے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بصد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوے تھے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کرا افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد نابکار روانہ کیا یہ بھیا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہے یہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان برائے نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصۂ دراز سے نشان نہین معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہاے جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہوکر نکل گیا تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر

ہین بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے واسطے تمکو جانا واجب لازم ہی اُسی وقت جو اھر
با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس عیاران نامی کے براے تلاش نورالدہر وایرج باے شاطری
مارتا ہوا چلا مگر نورالدہر وایرج قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبز وار
نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ زر بفتی استاد کرائی بازار مین آراستہ ہوئین
لشکر اُترا دونون شیر یعنی ایرج ونورالدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارۂ گل و ریاحین مین
مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھہ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست
پہلوان دور کابے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بعدہٗ افسری کرگدن مست پر سوار لاکھہ
سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اُسی دشت پُر فضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین
اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کر و یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان
سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج ونورالدہر نے شاپور روشن نگار سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر
دریافت کرکے پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور وقوت پر اُسکو
بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نورالدہر وایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشیدی فتح کرکے
پلٹے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ حال سنکر نشہ اُتر گیا غصے مین
کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے
اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہے کہ
مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین
قدمون پر خداوند کے گرا دینگے میری عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئے گا
عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا ابھی
تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور
ایک نامہ تحریر فرمائیے کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نمانینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشۂ
کبر و نخوت مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کرائے ملفوف کرکے آواز دی ای پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر بارگاہ مین فتاح
طلسم جمشید کے جائے باآشتی سمجھاکر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت کے لائے سرشار کوہی سپہ سالار
لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران والے گرساسپ جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادہ

والاقدر کے چلا شاہزادہ نورالدہر کو شبر نگاہ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے
نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی رازدانے نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جائے کہ بدمست
کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر
بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر جادہ افگن ہین
لئے خیمون کی طنابین اُس بیحیا نے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ اُلجھا
مونچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین
مگر سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بجا ہو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا
تو کوہی تپھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہو چکا تھا اُس نے
پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر
ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر و ایرج دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پشت پر ہر بیشۂ کلمگان
صاحب سالطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو بر قد و بر شکل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے
سرشار کو بھی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار
نے ذکل آہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا بنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دور جام
پے در پے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا البلا کر پکارا اُٹھا منم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اُسنے جواب دیا
کہ پہلوان بحر زور زبردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر
کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر
ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دو دمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان افعال کی
بیحیا کو سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ایسین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین
ہمارا ایلچی بھیجا جائیگا نورالدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار تہنے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا
دنیا ہمکو منظور نہین پیشکش و بیحیا بگڑ کر کہا اے جوان کیا مین خالی بیٹھا سر ہون ابھی مال طلسمی منگوائے مین مال طلسمی
بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر تم دونون کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا اے سرشار
یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہمسری سمجھ لینا مگر یہ بیحیا کب سنتا ہے رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈال کے کہا چلو اُٹھو نابدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو نخوت نورالدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے غیظ سے جبین

بول سکتا مگر ایرج کو تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع
کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بنا کے بدمست
کی آستین جلاوے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج
پر وار کیا ایرج نے دخل پر بیٹھے بیٹھے تھپکی ماری تلوار اُسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار
کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا صرف دو انگلیان پڑین
تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اُٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر
مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار
بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب
آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام
کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اُسنے جھک کر پُرزے نامے کے اُٹھائے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر
سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو دایکنے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے
تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔
ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بکٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست
نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہے مال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی ہین بارگاہ مسلمانان مین پہونچا
کئی سو جوان مجھکو لپٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوے تھے نامہ
چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا
کہا اُن دونون جوانون کی شامتین آئی ہین خدا اُنکی دستگیر ہو کیا معقول تدبیر مین ہے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے
بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار
منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمایئے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست نے تمام لشکر مین
قرنا پھنکی لاکھ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست قہر و غضب اُڑاتے ہوے گینڈے کو
چلاتا ہے یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا مٹھیون پر تاؤ پھیرتا ہے نور الدہر سمجھاتے ہین
اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین
اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات سخت سننے کی
عادت ہے مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے معقول دونگا سب سردار ایرج کو

والاقدر کے چلا شاہزادۂ نورالدہر کو شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے
نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی راز دار نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جائے کہ بدمست
کا ایلچی آتا ہے کوئی کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر
بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین
کئی خیمون کی طنابین اُس بیحیا نے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ اُلجھا
موچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین
مگر سواے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بجا ہیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا
تو کو بھی تپھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے چُھٹ نجاینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا دربگہ سالار کو حکم ہوچکا تھا اُس نے
پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سرداروں کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر
ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر و ایرج دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر ہزبر بیشہ کلمگان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پیکر فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے
سرشار کو بھی دربار دیکھکر دنگ ہوگیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار
نے ذیگل آہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے سر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی نیچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دور جام
پے در پے ہے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا منم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اسنے جواب دیا
کہ پہلوان پُر زور زبردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر
کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر
ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان مغال کی
بیحیائی کو سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ایسین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین
مہا ایلچین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار تم نے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا
دینا ہمکو منظور نہین پیشتر کہ دو بیحیا بگڑا کہا اے جوان کیا ہین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی منگواے دیتا ہون مال طلسمی
بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر تم دونون کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا اے سرشار
یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہم سے سمجھ لینا مگر یہ بیحیا کب سنتا ہے رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضے پر ہاتھ
ڈال کے کہا چلو اُٹھو بابدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو بخوف نورالدہر خاموش ہے مونچھ کاٹ رہا ہے منھ سے نہین

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہیں او ملعون دور ہو اپنے حمایتی سے جا کر اطلاع
کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جلکے اسکی پتی بنا کے بدمست
کی آنکھوں میں چلا دے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج
پر وار کیا ایرج نے دخل پر بیٹھے بیٹھے چھکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہاں ہاں کرتے ہی رہیں
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار
کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اڑ جاتا صرف دو انگلیاں پڑیں
تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھا کے زمین پر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر ماروں کہ سر
مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جاے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے میں رک گیا سرشار
بارگاہ میں آنکھیں بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب
آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام
کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اسنے جھک کر پرزے نامے کے اٹھائیے گھبرایا ہوا باہر آ گینڈے پر
سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دوایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے
تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب تواں تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭
ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ میں بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست
نے پوچھا کیوں برادر خیر تو ہے حال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہیں جیسے ہی میں بارگاہ مسلمانان میں پہونچا
کئی سو جوان مجھکو لپٹ گئے اسپر بھی میں نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ میں دس بیس لپٹے ہوئے تھے نامہ
چھین لیا دیکھتے دیکھتے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال میں بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا
کہا ان دونوں جوانوں کی شامتیں آئی ہیں قضا انکی دامنگیر ہوئی مقتول ہے بیچ میں ہے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے
بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھیں دونوں کے سر جا کر نذر دونگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار
منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست نے تمام لشکر میں
قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب میں چلا مگر بدمست قہر و غضب اڑاے ہوے گینڈے کو
چلاتا ہے یہاں بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہیں ہوتا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہے نور الدہر سمجھاتے ہیں
اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستوں کی کیا کیا بدعت اٹھاتے ہیں
اپنی بارگاہ میں طرح دیتے ہیں ایرج کہتے ہیں بھائی صاحب میں آپکا سا مزاج کہاں سے لاؤں آپکو کلمات سخت سننے کی
عادت ہے میں ابھی بارگاہ بدمست میں جاتا ہوں انشاء اللہ ملعون کو سزاے معقول دونگا سب سردار ایرج کو

سمجھا رہے ہیں شیر کو بہلا رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی کانون میں آواز آئی صدائے ہاہو سے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو
کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کہ شاپور و شبرنگ دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا اے شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آ پہونچا سنتے ہی
ایرج و نورالدہر دو شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضہ ساطور پر ہاتھ ڈالکر کہا اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں غلام
جاکر ان بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر
و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کوہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا اہالیان فوج نورالدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بیحیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نورالدہر نے بتعجیل پشت اسپ پریوش پر سوار ہوکے نعرہ
کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم دلقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ہے ایرج نوجوان بصد شوکت
و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج ملک سمیرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران اقلیم و آفاق گیر ہے
سپاہ سے صدا بلند ہوئی منتم ہنر پیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن صفدر طہماس بن عنقوطل دیو پیرور آب
سرداران ایرج و نورالدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے بڑھکر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کارزار
ہو و لالا زرد رکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مر کر گرے ملک الموت کو خواہش ہے اس جنگ
مین ٹڈی کا ہشر ہے کہ برائے قبض روح گماشتے قرار دون مگر ایرج نہنگانہ بلنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ
چار ہوئی بدمست نے للکار کیون او فرزند حمزہ میرا بھی کے ساتھ بڑا مکر کیا ہزار عن ملکہ لپٹ گئے وہ جبرنامہ چھین کے
چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ ایک پر دو دست انداز ہون نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغاباز
ہے بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان اے سرشار اس جوانکی زبان کو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا
آواز دی کیون بیحیا سوئے ہے اور کون شخص دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے
جا پڑا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بڑھ بچا کر پھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اُسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا مارا چورنگ ہوا کیا شاپور
نے آواز دی اے شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو بھی یہ رنگ
دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس بد دستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے ہاتھ
تلوار کا مارا تیغہ لنگروار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار بدمست کی جو بڑی
گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ ارا تیغہ چھنا کہ نکلا مگر چادر خون چہرہ
نے نظیر پر آئی بچی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اُسنے گینڈے کو ہٹالیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا نکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست
نے چاہا سر کاٹ دون نورالدہر ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا او کوہی

خبردار دست خود رانگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا اڑا دیا بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر نے تیغہ خارا شگاف پہ گانتھا آواز دی او بدمست شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ؛ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ؛ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اُسکا سپر ہے اگر ایک بھی پر ظاہر مین ہوتا تو اڑ جاتا وار نہ روکتا مگر تیغۂ برق مثال تڑ سے بگری اُسپر کے دو ٹکڑے ہوے خود و بلغہ عرق چین کو کاٹکر سر پہ گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ ہاتھ تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سے بھیجا کے جاری ہوئی نور الدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کو ہی آپڑے ایکطرف طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریا خون بہ گیا ایک جانب سے نقد ریح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان حم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے برآمد گبیر اگیر
یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر
دلیگو نہراہ عین زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر سے چلنے لگے ؛
نیا مون سے خنجر نکلنے لگے
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
کرون کیا بیان ماجرائے ستیز
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما
نثار دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب
سر سلطان تھے مثل حباب
یہ کیونکر کہون مین کہ بیکار تھی
قیامت وہان اک نمودار تھی
بپا پے تھی یون ضرب گرز گران
کہ حسبطرح سے بیک آہنگران
زدو کشت اُسدم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
اہی مردان گشت نبرد رستم و اسفندیار کھیاد گار

شیر بیشۂ کارزار ہو شعر بیاہ لیجا عروس موت کو ؛ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لشکر کوہیان ورد مند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے منھ کے بھل گرتے ہین بھاگ کر کو ہی پڑاو پر آئے ایرج و نور الدہر وہان بھی آپڑے پڑاؤ کو ہیون کا لُٹنے لگا بازار ہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خالف بھاگا بھاگا پھرتا ہے ہوا الیان لشکر مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریا خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے کے پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگا سنا ور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریا لشکر کوہیان جو جعل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل سلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ ایرج و نور الدہر مین آپس مین ہمچشمی ہے اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر کہیان کو مارا نور الدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریا نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی صدائین گھوڑے کوتل

پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھالا تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین شل کمر سر خم تلوارین بیدم
نیزے شل جسم مدقوق نحیف وزار سنانین بنا نہین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل قہر ایک نقطے کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوئے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے گھٹتی ہر کوہیون کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی
ملتی ہر چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہے کہ کوہی فرار پر قرار کرین مگر قضائے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی
آشنا ہر جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق و ای محب
واثق مسلمانون سے بگڑی الجھنا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو
اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین پر واضح ہر ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چارسو
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت مین چلی اُسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج
کا ستھراؤ مسلمانون نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہہ رہا ہر بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے منھ کوہیون کے لڑائی سے پھرے ہوے دو جوانان
صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہے
دم جرأت کا بھر رہا ہر پہلوان یگانہ رستم خصال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم
بڑھ نہین سکتا یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی ترنج نے
نعرہ کیا باشیدے مسلمانان منم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت برپا کردی کوئی گھوڑے سے
گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گوے ترنج و نارنج مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار
حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کمندون سے حباب ہاے بیہوشی سے
قتل ہوئین ہر چند شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہر نکل چلو جان بچا کر ٹل چلو پھر آکر عیاری
کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھنا بھی دشوار ہر زمین و آسمان
شعلہ بار ہر کہین پانی برس رہا ہا کہین نہر آب جاری کہین نخل تھرا کر گرے گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جابجا منھ کے بھل
گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند چاہا کہ جست و خیز کرکے نکلین مگر ترنج نام عیارون کے سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو
و شاگردان عمرو کے افسر ہین دیکھا دبلے پتلے تانبے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہر ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو دیکھا
کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گیے کبھی جنگی بان و انار اُن شعلون سے دو چار
جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی
ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری لیے ہے گلبدن بڑھی کہ پیچھے سے سر کاٹ ڈالون
جیسے ہی وہ قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک

نعرہ کیا منیم شاپور شیردل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا اپنی مصاحب خاص کو تڑپتے
پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کا مقابلہ کرتا ہے دوسرے نے لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی
مری پھر دونوں نے قیامت برپا کردی الگ الگ لڑنے لگے ایک کی ایک مدد کرتا ہے یہ شعر زبان پر جاری ہے بان
بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را براگندگی آرد انبوہ را یہ سب حرکتیں ان عیاروں کی ترنج
جادو نے دیکھیں دور سے للکارا اے عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤگے
عیاروں نے پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کرکے نکل جائیں مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ ترنج نے
ایک نارنج پھینک مارا دونوں عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوگئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیوں کو اشارہ کیا کہ پہلے
ان نگوڑوں کو گرفتار کرو ان مکاروں نے بڑے داغ دیے نور الدہر و ایرج و طہماس وغیرہ سب ایک
مقام پہ پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہیں مگر ہاتھ دستگیری نہیں کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی
ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑوں سے گرکے بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدمست
رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان میں لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا
کیسے کیسے صف شکن مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا اے بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کردیا
تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسم بامسمیٰ ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کرلاؤ طوق و زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا سمجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کریں اپنا رفیق بنالو ورنہ فوراً قتل کرو
بدمست نے بلاکر آہنگروں کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا
سب کو قیدخانے میں بھیجا از سر نو بارگاہیں استادہ کرائیں ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ میں آیا سب رفیق
و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ ایرج و نور الدہر کچھ گرفتار ہوئے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ میں چھپے بدمست
کی زخمدوزی کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست زنگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے میں بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے انپر صندوق ہاے کلاں مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج نے چاہا مال اتروا کر داخل خزانہ
کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوتا ہے گانا سنیں شراب پئیں ہم تم لپٹ کر
سوئیں ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے بیہودہ باتیں کرتا ہے دیکھ میرے ہاتھ پاؤں میں درد ہے رنگ چہرہ کا زرد
ہے اب یہ بتلا کہ ان سرداروں کے مقدمے میں کیا منظور ہے بدمست نے کہا میں ان سب سے سوال سامری پرستی کر چکا
پسران حمزہ نجبالات وصنات کبھی نہ قبول کرینگے سنا ہے اکثر قید ہوئے تلوار کے تلوں پر رکھی گئیں گر اپنی کہی سے نہ پھرے ملکہ ترنج نے
کہا سامنے تو بلوا دیکھو اب کیا کہتے ہیں کچھ جواب سخت دیتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں بدمست نے داروغہ زندان
خانے کو حکم دیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سامنے بدمست کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر انکا رکھا ہے قید آہنی میں سب

گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین گیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من دوین مجلس و درین ما و ابر کسی باد کہ بدانند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق مطلق ہے بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق بلایا ہمارے ہوتے دوسرے خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر تریج کی نگاہ جو جمال ہمثال نور الدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین خیرکے نیچے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین برہمی ایک جانب طہماس ایسا جوان قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پر مائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہے ان لوگون نے نام جرأت قائم ہے اگر یہ بڑے ہوتے خداوند لقا کلے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انہین اچھی ہے کتابین اُٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا مخفی ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہے دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہے رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہے قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہے ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہینگے بدمست نے کہا ای ملکہ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحبان توقیر سب کو ہی ستے کی موت مارے گئے کوئی منہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہے وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہے گو قدرت سے برگشتہ ہے فولاد فولاد شکن کوہی ارکن کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی غولاد نے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صنا غیرت نے جان دی مین ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تمھارا کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ تریج عاشق ہو چکی ہے چاہتی ہے انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و فیروز گمت و شاپور کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پر آیا گردن پر کوے کا خط دیا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقائے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقائے نامدار کا ملال نہ دیکھون جان اپنی اسکے قدمون پر نثار کرون
جلاد اُدھر پلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا ہمارے حکم مین رخنہ
انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کرکے
زیر کرادیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتے کی موت مارا جاتا او روباہ خصال ان شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست
نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار رہی ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین خلل ڈالیگی تجھے بھی
قتل کرونگا کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج ہنسی کہا گھوڑے
قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان پہلو مین
آنکھون مین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب تیرا بڑے قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست
تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا اے حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانہ ماش کا مارا تیغہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین
پر گرا اُسی مقام پہ پا بگل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُتر الگا غل مچانے اے ملکہ ترنج ٹھہر جا اری
تجھے مجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد نوکر تیری خدمتگزاری سے کبھی منھ نہین موڑا اگلی
باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر و ایرج و طہماس
شعلہ ور ہی گرمی محبت سے استخوان جل رہے ہین قالب صبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اٹھا کر
دوڑی ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے ذکر کھے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست کے
دو ٹکڑے ہوئے ہاتھ ہلاکر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کی پلٹی کہا تم لاؤ ٹکڑو تم کیا کہتے ہو
یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کو ہی گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین
مسیان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا غرور آ گیا تھا آپنے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم
ملکہ ترنج نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین ما بدولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست کا
مزبلے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بعین ناز کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نورالدہر و ایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے تھے
ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید کو رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا اے شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمہارے
واسطے اپنے پرانے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نورالدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے
سر جھکائے ہوئے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت ہین
کا نمک بجا لائینگے آپکو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو کو [illegible] نہ چھوڑنا چاہیے
بڑے مکار غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نکیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان
خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی پیمانے حاضر ہوئے اول طرف نورالدہر کے متوجہ ہوئی کہا

کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو منھسے بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد
آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار کر دونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کر سکیگا ایرج نے نورالدہر کے
چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب تم پر بہت مہربان ہین بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو بحثی کر سکینگے کیا مجال ہے کہ دنگل رستم کا نام لین نورالدہر نے
غصے مین جواب دیا اے ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہے ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو

مجھکو نہ ملا ہون مین کھانے جاتا ہے ذرا مجھکو　ہاتھ نہ لگانا مین بھی تجھی ہون

ابیات

نادان کوئی لیتا ہے تلوار کا بوسہ
آتا ہے مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشہ ہے اسکے
جب زلف تری لیتی ہے رخسار کا بوسہ

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لبون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
موتی جو تری نتھہ کا بنا تا ہمین اللہ

نورالدہر نے کہا اے ملکہ عالم یہ تمھارے ہی لائق ہین جوان خوبصورت ہین ایرج نے کہا
کاؤنی سی بات ہے ستر پیرون کا سا طور باندھتے ہین بڑے مشتقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین نسے باہر ہون سانی جوان
شراب پی لین بہت خوش ہولی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ مارا جام زمین پر جا کر گرا
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا اے جوان تو بڑا بدمزاج ہے عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہے مین الگ
اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہے رات ہونے دے ایرج و نورالدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو
ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے لم قدے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی
کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہے بیوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہے میرے مزاج سے تو آگاہ ہے ذرا سی بات پر
مین نے بدمست کو مارا بھیڑا بنا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے ہین آپ بھرے جاتے ہین
انسانیت سے باہر بس چل اٹھ دیر کر اسی مین تیری خیر ہے اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کمبخت یہ دونون جوان دل لگی
باز ہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نکمے جا کر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے
فرزند ہین ہم سردار ہیم میاز نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہے یہ حسین خوب رو پہلوان
پھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ جرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا
اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تمھین ہو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا
ایرج کے منھ سے لگا دیا کہا اے پی نخرا نہ کر بڑا چپت ہے تیری پھبتی دیکھونگی ایرج نے منھ پھیر لیا ترنج نے کہا پیلا جام اگر
تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی تشنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی

غزل قبول

سوز درون کی اے دل اسکو خبر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہین ہون کسکو

آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
شل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے
اک درہم سا ہے سب کو اسکے کمر نہین ہے

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی	روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہے
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو	اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہے
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا	تن پر جو سر نہین ہے بس درد سر نہین ہے
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار	کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے لینے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کو ہوئے بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو ہتڑ مارا تینون سردار زمین پر گرے سحر مین تینون کو بتلا کیا کہا اے جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہے انصاف کرو میرے حق تمھارے واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہے اگر میرا کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج و نور الدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہے ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کر لونگی مجھے کیا پڑا ہے اپنے نصیب کو جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون گلو ڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نور الدہر کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج غصے مین کانپ رہی ہے کوہی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی اے ملکہ عالم جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چتر قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار بجو کرتے ہوے چلے آتے ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا بانے پر ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا اے جبرئیل قدرت یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندہ ہی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہے اور قدرت نے بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بندہ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے کہتی ہے صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا بالکل جوت کا خداوند ہے رات دن ذات سے اسکا تعلق بند ہے اسمین بھی کچھ مشیت ہے قدرت کی حرمت ہے کہان سبکو نہین ملتے ہین دنیا کے تماشے دکھاتے ہین جسدم ہی بیٹھا [illegible] آئیگا ایک ایک [illegible] حباب بحر عالم بیٹھ جائیگا اب مجکو یقین ہے کہ طرہ سنجری سے ملے گا

غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو یہی عرض کرتے ہیں آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہو جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوں جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمہارے بڑے مرتبے ہیں خداوند ہمسے فرما چکے ہیں اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمہاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو میں تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہے کہ جہاں تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہوں شکار سے تھکے ہوئے آئے ہیں آرام پائیں نور قدرت تمہارے پیٹ میں اتاریں یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکا لیا شرماگئی گھونگھٹ نکالکر کہا اے جبرئیل قدرت حکم خداوندی میں کون دخل دے سکتا ہے مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہے چلیے تشریف لے چلیے چھپر کھٹ درست ہے مگر لونڈی کی طبیعت سست ہے یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والوں نے کہا ملکہ ترنج سے تنہائی میں کچھ باتیں کرینگے تم سب صاحب بارگاہ میں باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو یہی وکنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب میں شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمیں باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہے تجھسے قلبی محبت ہے اے ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ میں آئی سند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہیں ناز معشوقانہ دکھاتی ہیں یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی میں نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا اے جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا میں لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر تو سر کیا ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑکتا ہے دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہے میرا دم نکل جائیگا تمہارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیوں پیاری کیا ہمیں ترساؤگی شربت وصل نہ پلاؤگی تشنۂ جام وصال ہیں قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہیں اشعار

زخم تن ابروے خمدار سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہر بوسے ہمیں تو دیتا ہے
نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے
کور ہم ہو گئے رونے میں کٹی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہم نے
تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
حسب رنج و الم یار سے پایا ہم نے
دل دانا کے لیے ہوتا ہو رہزن رہبر

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن اے یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ دوا مرہم ملا
درد کو مرہم زنگار سے پایا ہم نے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ میں نہ ہوگا اے یار
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہم نے

کیوں اے جان جہان ہم تو بیقراری میں حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہے ملکہ ترنج نے کہا نہیں اے جبرئیل قدرت آپ سے انکار کیا آپ خداوند زادے ہو جبکہ وہ خالص قدرت ہیں مگر میں دل کو کیا کروں گھبراتا ہے اگر تم کیا کروگے سر کھولے ہو منجھ کو گئے لیکن ناچار سنگ ہو قدرت سخت بدولت مجھسے کرو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ سب مجھ ہاتھ لگاؤ نہیں تو میں چیخونگی سارا خیمہ سر پر اٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا ساجانی

چاہے جتنی قسمیں لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے نوشتہ لیلو و ضامن لیلو کہ
عوض چاہے فرشتہ لیلو خداوند تعالی کی قسم تقاکے باپ کی قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی ہوند یارنڈی نہ کرونگا دس ہزار
کنیزین واسطے خدمتگزاری کے پانچ ہزار روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی
چوری ہے اب تو ملکہ تریخ بھسل گئیں شمشمار کے ہنسین کہا مردوے کیوں اتنی قسمیں کھاتا ہے باتیں بناتا ہے کبھی
بھی دنیا کو دیکھا ہے اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہے یہ وہی کھیل رہا ہے جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھو گے یہی حکم دوگے تنخواہ تو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب زیادہ نہ
بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبوں سے ملکہ تریخ کے لگا ہی دیا ملکہ تریخ نہیں نہیں کر کے
پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے یاقوت
نے کہا اری شراب نوشیدہ گرمی کی ہو تو کیا بعید ہے ملکہ تریخ گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے
نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو ساتھ والوں نے باہر کنیزوں کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ تریخ کا کام
قصہ پاک ہوا صدائیں مہیب آئیں آندھی سیاہ اٹھی ابو الفتح وغیرہ ساتھ تھے انھوں نے بارگاہ کو مزید قصابان
بنا دیا کنیزان ملکہ تریخ کو قتل کیا ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ شلبور قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر
درہ ہائے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آیا نور الدہر نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا اے
برادر تمھارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا
جا کر شاہزادوں کو تلاش کر راہ مین غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہے خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ
بتعجیل تمام لشکر مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچاتے ہیں آپ مع لشکر منزل
بمنزل آئیگے نور الدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسوں عیاروں کو بھی مخلع کیا جواہر
بن عمرو مع عیاروں کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا
بشوکت تمام بکیفیت بالا کلام بسمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان
سنیے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہے سلیمان عنبرین مو سے بھی عرض کرتا ہے یا خداوند میرے
کلیجے پر صد ہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے
مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین ابدولت کو نہیں لڑنے دیتے جسدن لونگا انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین
ہلا دونگا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی پڑا ابھر دیا
طلسم ہوشربا کا وہ مدد عدم مدد انکی رائے پر موقوف ہے عرصہ سے کوئی ساحر نہیں آیا اگر تم زدان ساحر کے
آنے سے بڑی چہل پہل ہو جاتی ہے آپ تامل فرمائیے یقین ہے کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانوں کا

پیشدستی کا طریقہ نہین ہے یہی بڑی خیر ہے نہین تو تمھنا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمھارے
دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہے بختیارک نے کہا حضور بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے
پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے
طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا اسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھی لقا پکار اٹھا اے بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران
غدار پشت پر بصد کر و فر آکے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا اے بندۂ سرکش سر خود از سجدہ
بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرضی افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمین لکھا
تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہے کل مسلمانون کو قتل کر کے آپ کو
بالائے قیطول پہونچائیگا تیمور کو دنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے
کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جا کر رہا کر لیا
بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایک دن ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ
ناممکن ہے لوح طلسم ہوشربا معدوم ہے جسدن افراسیاب بگڑیگا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے
نام پر طبل جنگی بجوائین دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا
مگر نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی و ابو طاہر خونریز جواسیسان لشکر اسلام ہر وقت
برائے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر
و دنگل آصفی بمنزلۂ آصف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چارون چالاک
حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

گل سرخ تا بد چو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہے اس نے طبل جنگی بجوایا
دوسرا مژدۂ فرح بخش غلامون نے پایا ہے کہ جس سے روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب
نے جانبازی کر کے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا اسد کو بڑے کر و فر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوشربا
مین ہنگامہ ہائے عظیم برپا ہین مشہور ہے کہ طلسم کشا لوح کی تلاش ہے افراسیاب مشہور کرتا ہے کہ میرے
طلسم کی لوح نہین ہے مگر رازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب کہ انشاء اللہ
طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہے کہ ابھی تک ملکہ بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو نے اس مقدمے مین بڑی کوشش
کی طلسم اتنا وسیع ہے آج یہی سنا ہے کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناحق در بند کو تخریب کیا ہے شہزادہ سو ملک بادشاہ

تلوار اُسکی بے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لا کر حضور سے ملائے صاحبقران نے فرمایا
عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے ہم سب کا حقیقت مین سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون
پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم
وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار سب تھا ایک سال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار
تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہوجاے دختر بلند اختر حکیم اشراق رشک ضمیر مہین بین
رشک ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان غرور شان ملکہ رضیہ سلطان مجھپر مائل ہوچکی تھی درویش ذاکر و ذاکر
و ظفران زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے
مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کار در استخوان ہو نچا مین صاحب اسم اعظم
تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول
و رنجور تھا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوشربا ہے دیکھین عمرو و اسد کا خدا ہے
ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرما کر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بتفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقار خانہ کو حکم ہو نچا طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	زنا ہید مریخ کرد این سوال	جہان را مگر روز آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ آن طبل اسکندر است	کز آواز او گوش گردون کرست

صدای طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوشربا سے آیا ہے سرداران نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا
حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو
ٹے کا کام ہے سحر و شعبدہ مین طاق نام ہے کس سے لڑینگے مجبور ساحرونکے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک مٹھی خاک اڑا کر پھینک دیتے ہین ساری
ہی یاری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پاؤن بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح
ہوجاتی ہے ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہے لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح رائے عالی ہے
کہ جواہر مین عمرو و فتح کو مار کر ایرج و نور الدہر سے رخصت ہوکر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین ہو نچا
ایرج و نور الدہر بھی ابھی باغ مین ہین مگر جب لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ
دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہے شعبان خنجر گذار روح روان عمرو نامدار جو ہمارے عیاری سے آراستہ ہوکر اُٹھا
سردون بارگاہ آیا مہتر برق خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہے کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ
نے سب کچھ سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے بڑے مدد لگا آیا کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا جملہ سرداران تہمتن

و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہے سحر و ساحری مین کس کا زور چلتا ہے ارادہ ہے کہ جا کر اُس مردود کو مار دون
آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون یہ کہکے کہا مین بھی ہمراہ چلون شعبان نے کہا آپ صاحب حفاظت لشکر مین مصروف
رہین پروردگار معین و مددگار رہے یہ کہکر پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز
جب طبل جنگی بجوا چکا لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور
صاحب ذرا عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہے دل مسلمانون کا دکھایا ہے تیرے پیر و مرشد کے
نور نظر شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا ملک جی
آپکی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف
کیا آگے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام ہے غرور کا انجام ہے تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ مزیدار
مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوئے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا
چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا
شعبان بشکل ساحر لشکر مین آیا ہے فکر تیمور مین پھر رہا ہے دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہے
بتعجیل کہین جاتا ہے شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہے شعبان نے کہا آپ کہان جاتے ہین چوبدار
نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جابجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی
رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا مرد ہے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ
بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ لائے ہین پرانی آشنا ہے ایک مقام تنہائی پاکر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے ملکے
بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوئے چلے راہ مین جو اکثر
ساتھ والے ملے پوچھا میان مرد ہے صاحب خیر تو ہے کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے
کٹنا پا کر پڑا ہے رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس زیور سے
آراستہ سازندے موجود انتظار مین بیٹھی ہے شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیسے مرد ہے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپکو یاد فرمایا ہے سازندے بھی اُٹھے جب ڈیوڑھی لا کر تھمی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا
ہے مین آپکو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہے ذرا سی بے احتیاطی ہو جائیگی گدھی بنجاؤ گی دھوبی پکڑ لیجائیگا گھونٹے سے
باندھ دیگا گدھے سواریان گانٹھینگے کہین چین نہ ملیگا مثل مشہور ہے کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی
تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان مرد ہے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو یہانکے حالات
بتا دو ہو یہ جو مین گدھی ہو گئی تو تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوندی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مرد ہے

نے کہا گھبراؤ نہیں ہم سب ترکیبیں بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا سحر خیمے میں لے گھسا اور تنہائی میں پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری
کھالو یک نگل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہوگی ہم تمہاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے ہیں گلنوش نے منہ کھولا شعبان نے
گلوری منہ میں دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی پیک حلق سے اترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اتار لیا
گلنوش کو ایک گوشے میں چھپا دیا اسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی میں پاؤں پھیلا کے بیٹھے سازندوں کو
ساتھ لیا کہاروں سے کہا مہرا ادھر جلدی جلدی چلو یہاں تیمور ٹہل رہا ہے کہ شعبان بشکل گلنوش اترے تیمور دیکھکر
باغ باغ ہوگیا کہا کیوں ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہیں تمنے دن بھر ہمارا خیال نہ کیا اور ہماری یاد
نہ آئی شعبان نے ٹیٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے
تمہارا سونٹے والا ہو چکیا نے میں آتی کیا کہا جائیگا صبح کو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہے
پھر وہی جلا کا سامنا ہے سامری جمشید میری جان بچائیں تیمور نے کہا اے جان جہان مسلمان بیچاروں کی کیا حقیقت
ہے کل سب کو قتل کرونگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا شیر قدرت لقب پاؤنگا شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہونگا
مجھے تو دن بھر گذرا ہی سنتے سنتے کان پھٹ گئے کہ ہزاروں ساحر یہاں آئے عیاروں نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہیں دم بھر میں
تولہ دم بھر میں ماشہ جو چاہا تقدیر کردی تیمور نے کہا تیرے بارے میں تقدیر معقول فرما چکے ہیں کتنے ہیں تجکو طرۂ پیغمبری دینگا
صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کمبخت اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتۂ حیات قطع ہوا الا غلط انشا غلط تیمور نے
ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزیں گاؤ بیجا باتیں نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے

غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں	گل لالہ میں مسکن ہو مہ کامل میں ہوتے ہیں
عدم سے شوق سے آئے لیلے دنیا سے حسرت میں	نہ اس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان آج شب کو یہیں رہو سازندوں سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتیں کرینگے
سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے آئے شراب
کے نشے میں مردہ بنکر پڑا رہ میں اپنے خیمے میں جاکے آرام کروں تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان
نے لیا منہ بنا کے تھوکنے لگا شروع کیا کہا کیا کیا ہے اسمیں گو ملا ہے تو ہی پی تیمور اٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ
گلنوش میرے کلیجے میں آگ جلتی ہے تمام جسم میں آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمیں سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اٹھا بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی گر کے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کروں پھر خیال آیا اگر تو ہزاروں جادوگر یہاں مجکو نکلنا مشکل
کر دینگے یہ سوچکر جلدی میں زبان بہن سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور
کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمد پوش عیار فرامرز بن نوشیروان بختیار کے اس گنا تھا کہ اے صابر تم اب تک شفیق ہو گئے

کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرائے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان ہین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین
جواب دیتے تھے اب مجسے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام
کا خاتمہ کرا دون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ
میرے لشکر مین جاتا ہی ضرور تیمور کی فکر کریگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا در بارگاہ شاہی پر آیا
فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُس نے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر مہتران کہان سے آتے ہو صابر بڑا نامی عیار ایک ایک کو پہچانتا
ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اسوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا جنہون نے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دستبرد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین چار خدمتگار پہرے پر
ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے انکو غنیمت ہوا گوشہ بارگاہ مین جا کر
سو رہے صابر برابر چھپرکھٹ کے آیا کیفے مین داروے بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مار کر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراپرچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھا کر
جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراپرچہ چاک فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق
بڑا غضب ہوا کوئی امیر با توقیر کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار ہی پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا برق نے کہا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو برائے تلاش نور الدہر وارژن نکل گیا کوئی بیچارہ بشکل شعبان
آیا ہوگا اسلیے صورت شعبان مین رمضان ہوا برق بیقرار ہوکر دوڑا رات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی
فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی
گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو چرا لے گیا اہل اسلام کو
داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود بدولت سائیس سے ارشاد ہوا کہ
جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے
بارگاہون سے نکل آئے سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خرامان اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجر گزار
نور نگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران
بر دوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طی و پے کر رہا ہی نہایت خوش و بشاش دل سے کہتا ہی آج لاکھون روپیہ
انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد
تعاقب مین چلے ہمنگاس نے آواز دی کون آتا ہی شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُس نے آواز صابر کی
پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ
نامور کو گرفتار کرکے لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا تھا کہ ای شعبان سیاہی کے رفع ہونے واجب ہوے

پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیمچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہے اُسنے دیکھا ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر
پر رکھا ہے بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہے صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ
تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسیمین ہے کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے
صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑکر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا نیمچہ چلنے لگا صابر نمد پوش عیار قدیم
نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہے ان دونون مین تو تلوار چل رہی ہے وہان بختیارک
کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رنجیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے نکلا دربار تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا
جابجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہے کوئی حقہ بھر رہا ہے نشے باز لوگ
اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے گشتی بوتل شراب کی سامنے رکھی ہے رات کے بچے ہوے کابلی ہشترہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر
رکھے ہین بعض چرس کی چلم چڑھا رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر سالبھان کے دم لگاؤ ہمارے ہی
ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون سے پوچھا تمھارے
افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان چپ رہو رات سے بی جی صاحب
آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہے بختیارک گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب
مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون انھون نے کہا صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھکے
پردہ اُٹھادیا دیکھا بھیرون ناچ رہا ہے بختیارک نے کہا او نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسی کی شکل بنکر
کوئی عیار چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا اے کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجائے ابھی نہ قتل کیا ہوگا
اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے بختیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد چلیئے اے خالوے قدرت
آپنے سُنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کرکے لیگئے آپ جلد بڑھکر خبر لیجیے ضیغم دور کابے مرکب پر سوار ہو
مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزارہا القار پرست جھپٹے یہان شعبان و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہے
شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے
لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد اُڑی ضیغم خون آشام بدانجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی
اے خالوے قدرت جلد آئیے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہے مین چھوکرے کو گرفتار کرلایا ہون ضیغم نے یہ سنکر
گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منھ پر تھوک دیا کہ ایسی منھ پر دعوی عیاری کرتا ہے مگر گھبرا گیا سوا ابھی ل
چہار جانب سے نیزے اُٹھا اُٹھا کے شعبان پر چلے شعبان نے نکالکر حقہ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منھ
جلنا ہی شل ہمیہ خشک ہونے کے قریب تھا کہ نوک نیزہ پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اُٹھالین اس عیار طرار کو ہلاک کرین

کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوچین
کافرون کے دیکھا لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر
نمد پوش کو نیمچہ مارا شانہ اُس بیمیا کا نشانہ ہوا اشتار سے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین
منھ پر حباب دافع دار دے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے شعبان خنجر گزار
دریاے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہے ای شہریار اُٹھیے اُدھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار نے جلدی مین
سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی سحر کر کے اشتار سے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے
دریا خون کے جاری اُٹھتے اُٹھتے اُس بیمیا نے گولہ مارا اکثی سوار منھ کے بھل زمین پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے اُدھر
نقارے پر چوب پڑی زمرشاہ باختری سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا ادھر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر
مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحبقران کو تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب
مصیبت مین مبتلا ہے الیاس نوح بیقرار شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر: میر عرب ضیغم روزگار
ہر حکم خدا بستہ شمشیر چار : یکے تیغ صمصام و قمقام نام : یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام : بہ کافران از جہان پاک کردہ
سر سرکشان جملہ در خاک کردہ: تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر جا پڑے جلدی مین خود ہو زرہ داؤدی زیب جسم نہین کرنے
پائے ادھر الیاس نوح نے فرامرز کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ملازمان لقا سنجانی باختری
مشتری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہین جو وقت جو سحر مین مبتلا پایا تو قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم
پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہین یکا یک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام
مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرہ لندھور: جزیرہ ہا
دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان : اگر نام من می دانم منم لندھور بن سعدان : دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب
نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر ست منم مالک اژدر خصم گیر : سپہ دار در لشکر اہل دین: تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار
چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالایقو نامرد سحر کرو حمزہ عرب سے اپنی جان بچاؤ وہ
صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہے سمت اسم اعظم پڑھکے دم کرتے ہین سردارون کو بچاتے ہین اکثر مدور رفت مین
کئی زخم کھائے سراطہر زخمی ہوا مگر کفار نے بسبب ساحرون کے دبا ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھکر گولہ مارا دو دو سو جان بحق ہوگئے
کسی نے آبرد نے پانی برسایا نام جرات ڈوبو یا کسی نار سی نے آگ برسائی کہین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے ایک مقام پر صاحبقران گھرے
لڑ رہے ہین ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اُس شیر بیشہ جرات کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا بدا امیر پاتو تیر جگت سے تلوار کی پلٹے
تیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹکر ہاتھ تلوار کا مارا اسکے گینڈے کا سر کٹ گیا منہ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے
ضیغم کو اُٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی مین مصروف ہوئے مگر غش چلا آتا ہے جب

بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا
صفون کو درہم برہم کر رہا ہی بیجا نارنجی ہزارون کو جلا دیا ہرچند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہین مگر تیمور سحر طراز
کو جو اسطور سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے اُسنے بڑھ کے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا
گولہ پھٹ کے گرا کل سپاہ پامال ہوے دلمین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم افسونگری مین ماہر ہی ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران
پر سے صدقہ ہوکر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران پر کچھ تاثیر نہوئی تیغہ سحر کھینچکر
جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر رد کا شعلہ ہاے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوے امیر نے خنجر دال
پھینکہ ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سر خود سمیت برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اُٹھی صدا لے گیر و دار بلند ہوئی مگر صاحبقران
نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے ٹکان سے سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب
مین حمائل کیے بیہوش ہوگئے مرکب جہانپے رکاب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بے زبان ہی تھان پر نہ جائیگا
جدھر منھ اُٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے ہی مالک کے بدحواس ہوے لاشہ تیمور سحر طراز اُٹھا کے طرف
طلسم ہوشربا کے بھاگے بعد نکلجانے ساحرون کے اہل اسلام نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لقا شکست کھاکے
بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر از دامن دشت کوہ اور سنگ : گردے برخاست توتیا رنگ : بختیارک نے
دیکھا آگے آگے دو سو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک
پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکبون پر
نخوت چہرون سے آشکار بختیارک نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی خناس وسواس
گئے چشم زدن مین پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبر مو کا برائے مدد قدرت آیا ہی بختیارک نے کہا
جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین مصروف ہین مسلمان آمادہ بے ادبی ہین آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب
ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور تھا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر
تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون یہ لوگ
بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہین دیو ہو تو اُسکو بھگا دین شیر کے کلے چیرین اگر دریا دلی دکھائین نہنگان
خونخوار کا خون بہائین سیر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش و خروش ہون مردمان آبی روپوش ہون میدان
رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب انتا ہون لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل
اژدر بل کھاکے نعرہ کیا باشید اے مسلمانان منم پہلوان جہان رستم زمان پیل دمان ازرنگ کوہی الٹی سمجھ
خیر ہے کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو سپاہ گری سے ہاتھ اُٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا دامنگیر ہے

تیغہ میرا برق نظیر ہے بلبلاتا ہوا فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج گھٹکی تازہ دم اہل اسلام کو غم والم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا ہے تیمور سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و افسون سے مہلت پائی ہے
اب جو یہ بیجا دو لاکھ کوہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اوٹھ جائین
شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل
از پردۂ بیابان گرد برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا شاپور و خسر رنگ
نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اوسکے مرنے سے بجھو عزلوہم ہوا
اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قد و قامت مین مثل دیوجات ہین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی
لندھور و مالک نے زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین یہ سنکر دونون شیرون نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیون کے درہم و برہم کر دے لقا نام سے ایرج و نور الدہر
کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتین دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون نوجوانون کے
ہاتھ سے شکستین کھائین ذلتین فاش اوٹھائین مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین گھما رہے ہین بندون کو اپنے للکار رہے ہین
ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی شکست دیتا ہون بڑا اوچھین لیتا ہون
بختیارک نے آواز دی قدرت نہین سے تقدیر کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہے
لڑے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گذار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر
قبضہ کروگے تو قدرت چلے آئینگے تمکو دنگل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ تک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور بنشۂ بادۂ حماقت سے چور ہو چمک چمک کے لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان
ایک جانب ایرج نوجوان جنگ دستانہ کرتے ہوے آتے ہین ایک جانب ہزبر بیشۂ کلنگان طہماس
بن عنقوبیل و دیو پرورش شیر نر جھومتا ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا
اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عرصۂ دراز سے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کہ پتا کھڑکا اور
بندہ سرکا بیبنگ ساحر موجود رہے جنگ کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہے دور سے لینا لینا
کر رہے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین مصروف
ہین خوب بھڑکر تلوار چلی ہے قرولی کی نوبت آگئی ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی
گھٹا ڈھالون کی چھائی ہے سر قتل اعادون کے گر رہے ہین سراے کفاران مثل حباب دریاے خون مین

پیر رہے ہیں شاہزادہ ایرج و نور الدہر بن بدیع الزمان بحر زخار فوج میں شناور ہیں حال کافرون کے ابتر ہیں
ادلان اول ایرج نوجوان نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موچھوں پر
تاؤ پھیر کر ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو لیتا ہون نور الدہر
بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تین روپیہ کے
سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر ٹوکتے ہی جا پڑا آواز دی
او بیرہ حمزہ مین آیا یہ کہہ کے گینڈا بڑھایا نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پرپوش پر کوڑا کیا دور سے ایرج
نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت
ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیر زادہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہو ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج
قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہے اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے
ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے پیلتن کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغہ دو دمہ سکندری کو جلوہ دیا
کرہ بن اسقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب اصیل بادرفتاری دکھا دے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا اے
تیغہ برق مثال طبقے زمین کے ہلا دے نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادہ نور الدہر نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی پر گانٹھا وار اُسکا روک کے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا
مارا تیغہ خارا شگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کی دو ٹکڑے ہوئی یا تو قبہ سر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ
پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دل سے کہا غضب ہوا کشتی گیرزادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو
مٹایا تختہ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب پہونچے شمشیر بےنظیر نور الدہر کی جگرگاہ تک اُتر چکی
تھی ایرج نوجوان نے برابر آ کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے جھوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت
جرأت نہنگ دریاے شوکت نور الدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشتی نہین
جاتی شرم نہین آتی ایرج نے کہا مین نہ آ جاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پار دیتا
آنتین ڈھیر ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہین نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا مردہ کیا
خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا قسمت کیا کر لیجیے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج افسر لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب
برداشت ہو کہا لو کشتی گیر زادے لے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرہ کی پناہ نہ کرین دو سپر کے
ہون نور الدہر نے سپر اُٹھادی مگر تیغہ ایرج نوجوان نے گوشہ سپر کو کاٹ کر زخم سر پہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے

آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او کرپاس فروش بازاری
آج دعوے جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کا مارا
ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب رکتا تھا سپر کو کاٹ کرتا دوا بروایرج خوشخو پہونچا
ایرج نوجوان نے تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر چادر خون منھ پر میعاد عاد رشک دراز گردن سردار
ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا اے شاہزادہ نورالدہر بس لیا ہنو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے
ساطور کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والاقدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہی میعاد
طرف طہماس کے پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر رو کا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے
پہلی شکست یہی ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا یہ حربہ تو قیامت کا ہوا زخم کاری کھایا قریب تھا کہ میعاد
مارا جاے سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نورالدہر زخمی ہورہے ہین کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر جھوم کر
زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نورالدہر و ایرج کو الگ کیا سردارون کو
آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علٰحدہ ہوے غصہ مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو میان
پر جا پڑے ازرنگ کو بھی مارا جا چکا تھا سب کو بھی لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جمجاہ
سرداران تہمتن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا جد عالی تبار
کہان ہین شعبان خنجر گزار نے عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوے تھے خدانخواستہ گرفتار
نہ ہوگئے ہون عیاران اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے مین چشم زدن
مین گئے فوراً واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو چھان
ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تومیان خیبری و مہر سنگ ملکی و ابوطاہر خونریز سامنے
حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہے زخمداری مین آقائے نامدار کو گھوڑا نکال لے گیا بادشاہ نہایت
پریشان خاطر ہوے سردارون کی زخمبندی کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جو مال طلسم جمشیدیہ لیکر
آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش صاحبقران جاتا ہی بادشاہ
نے کہا اے برادر اے عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب بجاے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت
تمہارا نہونا شاق ہوتا ہے خبر لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے کہا انشاءاللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد
پلٹیگا میری کیا مجال ہی کہ عہدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال سکون بادشاہ نے کہا اے جواہر بعد چالاک بن عمرو
کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا ماشاءاللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو

نے دعائے جان درازی دی باغ جیاری ذات پر آراستہ کرکے براے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کے روانہ ہوا یہان
تقانے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو ہمنے بہشت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر
کرکے تیرے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم و برہم کراؤن گا نامہ اسطرف جاتا ہی جوا ہر بن عمرو براے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی اسکو راہ مین چھوڑو

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا زخمدار ہی مین گھوڑا نکال لیگیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر فرہن ہو چلا کسند
رکھا ہی کدھر کو ساغر مل
پھر آب آتشین پلادے
جنگل مین اور گل کھلا ہے
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہے
اک دیو سیہ کو مارنا ہے
اُس شیر جری کا اب بیان ہے
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہے
اب ختم پہ جلد آگئی ہے
اس ہیچمدان کو دین دعائین

گلرنگ نکال بادۂ تند
آنکھون مین ہے خمار ساقی
اس دل کی آگ کو بجھادے
بدمست جو بزم پاک مین ہے
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہے
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
جو صاحب تیغ سر فشان ہی
آن قاتل کافران بدخو
حسرت دل مین یہی بھری ہے
اے مہر سخن عروج دکھلا

شیشہ کی سُن رہا ہون قلقل
نشہ کا ہے اُتار ساقی
دشمن مرے دوست سے ملا ہی
یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
اک سر سے بھوت اُتارنا ہی
چمکے گی دم مین سیف خامہ
نامی و گرامی و جری ہی
برباد کن یلان بدخو
شائق ناظر بھی حظ اُٹھائین
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہرستان
شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانائے شیرین بیان رقم کرتے ہین اسطرح داستان
کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے اشقر دیوزاد
مرکب امیر والانژاد کو لے نکلا مگر بے زبان تھا ان پر نہ جاسکا جدھر منھ اُٹھا ادھر چلا یا ہُوئے دلیران کی صدا کان مین
بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منھ ڈالا جسم کو جنبش دی
صاحبقران زمان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا
کیونکر اُٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار ہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہی
پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہے مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اُسکا حصار ہوشنگیہ ہی ہوشنگ دزد
جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی مین آتا ہی جاکر لوٹ لیتا ہے

اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے قتل ہوے ہین اسوقت برائے سیر صحرا مین آیا دس پانچ
جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی نگاہ شقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا
چرنے مین مصروف ہی ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہی ہوشنگ نے
پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب بے نظیر ہے اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین
لیچلو اُسکے ساتھ کے قزاق دوڑے شقر چونکہ چرنے مین مصروف تھا اُسنے ہاتھ ڈالدیا شقر نے سر اُٹھا کے دیکھا منھ کھولکر
سر چبا گیا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے شقر نے کسی کو پشتک ماری کسی کو دولتی
لگائی کہین لغلہے سم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر شیہہ کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا
قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازوؤن پر سے کمندین کھولین ہٹو ہٹو کہکر بڑھا جب قریب پہنچا
دیکھا ایک جوان خوش رو رشک یوسف کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے
حیران جمال محو دیدار ہوکر ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہے
کسی نے بدولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیردل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے مال بنا نہین لینے دیا
نقد جان دیکر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہی نہین معلوم مردہ ہی یا صحیح و سالم ہی چار پائی لاؤ اٹھا کر
لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکارا قریب صاحبقران آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست
زبردست سے نہین چھوٹا وجد کر رہا ہی یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اُڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یارو ایسے جوانان شیردل بھی
پردۂ دنیا پر ہین پرزے پرزے اُڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت دکھائی صاف
تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جسکو تاکا بے مال لیے بیمانہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے
خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے مال لیے نہ پلٹے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا بھکیت ہے
مرکب ایسا عمدہ زیر ران دوچار ہاتھ سے گئے زخمی کرکے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ زخم جنگل
انتہا کا زخمی تھا بیہوش ہوکے گر پڑا اُس قلعہ سے چار پائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی شقر دیوزاد ان سب پر
آنکھین نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھکر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقائے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہین
تیرے آقا کے دشمن نہین ہین شقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہی سر جھکا کر چار پائی کے ساتھ ہولیا ہوشنگ صاحبقران
کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا قصر ہائے عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابکدست حاضر تھے
اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی
کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب نسب پوچھون رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہے
بعد عرصۂ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پر دیکھتے سے

آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے
ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے
محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے
ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو ہوشنگیہ
کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر اُن سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان
عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کے نام و نسب سے آگاہ ہونیکا امیدوار ہون یہ بھی فرمائیے کہان لڑائی ہوئی کس سے
تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ
کا نوکر تھا آپسمین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہو گھوڑا اسطرف نکال لایا اسمعیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے
سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون
مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پا کر چندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے
منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضاے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے
عمر بھر تمھارے احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا
ایسے کلمات نہ فرمائیے مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی
مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش
آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کر کے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود و زرہ چار آئینے موزے ورلگے کمان کیانی
دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہے ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پیما
مثال اسکی یہ ہے کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے تہور و جلالت آشکارا آنکھین رشک غزال صحرا ہمت
و سخاوت ذلیفی خلیلی تا بہ دوش شیرون کے تہور صف شکن صفدر بہادرون کے فخر صاحب جوہر شمشیر و سپر ہوشنگ ذرد
جمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہے کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے
برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون ہر وقت جمال ماہ تمثال سے میرا قصر برج اسد سے بہتر ہے ہر در و دیوار روشن و منور ہے الغرض امیر
با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج اژدر شکن ہوے شیرون سے بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغہ برق تاب
سپر پشت پر شاکر سرمست آفتاب ہوشنگ پروانہ جمال صاحبقران ہے آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہے لوے
زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہے شمشیر زنی کا چرچا ہے ہوشنگ ذرد نے اشارہ کیا ایک معشوقہ پریوش سامنے
آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سازندے ہی گلے کٹنے لگے ساز آپسمین ساز کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز د
گداز ہا لیان محفل متوجہ مگر وہ سر جبین گشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبرفشان ہر مرتبہ سامنے صاحبقران

کے آکر بیٹھ جاتی ہے مسکرا مسکرا کر بتاتی ہے پردے مین اپنا حال دل سناتی ہے یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہے غزل عاشقانہ

رحم قاتل ہے اسیر درد و غم یونہین رہے
اسکی زلفون کا الٰہی پیچ و خم یونہین رہے
ایسی ہمت ہو کر رکھتا ہون تجھکو نکھبی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب الم یونہین رہے
محو الفت ہون ثواب و جرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سرگردان قلم یونہین رہے
گو نہ دیکھا زندگی مین دیکھ لونگا بعد مرگ
ہو فلک ہاے ستقول و قسم یونہین رہے
ہر نگہ سے دل مین کھینچا عشق کامل نے اُسے
کیون نہ آنکھون سے نہان باغ ارم یونہین رہے
تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
عمر بھر ہم صورتِ نقش قدم یونہین رہے
دیکھ کر ہمسر کر دل جو طلب ہے دو بار اکرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب ہین دل بیتاب کو کہتے نادان
تم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
دیکھتا انتی آفت کوئی عاشق نہ جلال

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم یونہین رہے
شکوۂ بے التفاتی ہو عبث اُس شوخ سے
خوش غلک اسمین ہے تو تجکو الم یونہین رہے
مین جو پہونچا مضطرب زیر زمین ہو زلزلہ
ہاتھوں مین دونون فرشتون کے قلم یونہین رہے
تم کرتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو مرے
وہ دہن گر فی الحقیقت ہو عدم یونہین رہے
عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
حشر تک خالی لب یرو حرم یونہین رہے
یار نے صحرا نوردان محبت مین گیا
راستی عشق سے جانباز خم یونہین رہے
شعر ناموزون و موزون سے کبھی ہین ادا قع نہین
رشک آتا ہمین ایسا اُسے پیارا کرتے
بے نشان ہو گئے ہین تھے اپنے تمھارے شہرے
کہ سمجھتا نہ اُسے ہم جو اشارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
آنکھ ملتے ہی جو وہ ماما تارا کرتے

گو نہ اس پھندے سے چھوٹونگا گر وہ حسن کا
یہ غنیمت ہے جو مجھسے وہ صنم یونہین رہے
حسن غصہ مین ہے وہ اب روح کرتی ہے دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم یونہین رہے
جبتک ہے دل وہ نہ لکھیے جواب خط شوق
ہے محال اپنا اگر سینہ مین دم یونہین رہے
وعدۂ اقرار وصلت کر کے مارا ہجر مین
آئینہ سکندری اور جام جم یونہین رہے
کوے جانان کی نفعل سے حشر تک ہم شرمسار
گو مرض ہے پانون مین لیکن بسم یونہین رہے
کوچۂ جانان مین چل سکتے نہین وہ ضعف سے
اے قبول اچھا ہے جو میر الجرم یونہین رہے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
تم مٹاتے ہین ہم نام تمھارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بنگئے اب میرے رقیب
جی بھی تو پاس نہین ہے جسے مارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
ہوشنگ درزمہ نالہ ائے محبت پہلو مین

صاحبقران کے بیٹا ہے دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہے اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہہ رہا ہے آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر روزگار سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر مین مہمان آیا ہے مجھے سرفراز کیا ہے مگر یار یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہے نام بھی اسکا کچھ اور ہے بجا ئیو جاے غور ہے تیغہ برق تاب سپر رشک گردۂ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر دلدوز سنان نیزہ پر سیر سے کی کنیان نثار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ بس کیونکر کہون کہ بادشاہ جلیل نہین ہے

بلکہ فخر شاہان عراق وچین ہی مین اسکو رخصت نہین کرونگا خلق مین یکتا جب انس بڑھیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤنگا
قزاقی ترک کردون ملک گیری پر قدم مارون ایسے جوان منچلے میری نگاہ سے نہین گذرے سب نقا جواب دیتے ہین حضور حقیقت
مین آپکا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا یہی قول ہی اگر یہ جوان آپکی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لین اگر رستم
ہوتو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے لڑیگا شیر کے کلے چیر ڈالیگا صورت سے
جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی و نامدار ہی بعد برخاست جلسہ بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہی تہین
یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سبجگہ لڑائیون مین شریک رہا تو ان مین سب کچھ بیان کیا جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے ہا تو نوشیروان یا
خداوند لقا کے ملازم تھے ٹال کر کچھ اور ذکر شروع کردیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہے
سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی غرض نہین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع سازو سامان ضیا و شعاع محفل چرخ
زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیروین اٹھی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو
کھلا ہی سرگروہ باغ باغ غم سے فراغ **ہوشنگ** کا قصد ہوا کہ **صاحبقران** زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ
ہوکر کہا آپکے نیاز مند کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپنے اپنا نام نامی اسم گرامی **سہیل یکہ تاز** تبلایا ہی لفظ یکہ تاز
پر ہمکو ناز ہوا مگر **سہیل** آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کسنے نام رکھا آپ رشک آفتاب و ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ
صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپکا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا بے نظیر جمال آپکا رشک مہ منیر
صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان و سہراب ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمہارے نزدیک
ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھلجائیگی تمہاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمہارے مہمان ہین
تمہارے ہمپر بڑے بڑے احسان ہین ہنوز کلام معجز نظام **صاحبقران** زمان ناتمام تھا **ہوشنگ** زرد اٹھہ کھڑا ہوا
ہاتھ اٹھا کر طائفے کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہے پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سردارون سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہے کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک گوشہ مین جاکر
بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب **صاحبقران** زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی معاف فرمائیے شکر ہے خداوند لات
و ہبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپنے صحت کامل پائی نشان اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت
روانہ ہوجائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی **صاحبقران**
نے فرمایا کیون برادر خیر تو ہے ہمسے تو ظاہر کرو تمہارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون **ہوشنگ**
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہی کسی آفت مین غیر کو پھنسانا عقل کا قصور ہی

امیر نے فرمایا اے برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی درپیش ہے صاف یہی پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ
ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعے مین
رہتے ہین بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ ملازم لیکر میری سرحد سے گذرے مین جاکر لڑا ہمراہیان
خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لیا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ قزاق کا یہ کام ہے اُس نے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان بردست
کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجھکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپ کو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون آپکے آذوقہ اتنا قلعہ مین ہے کہ برس
چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کے نکل جائین کسی صحرا مین
جاکر چھپ رہین قلعہ کو دے دین کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ و دشت مقام ہی لوٹ مار کا یہی انجام ہے صاحبقران
زمان نے سر ہوشنگ دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر گھبراؤ مت لشکر تیار کر اُس بہانے سے ہم مقابلہ کرینگے تا بہ آہن حصار لڑتے
بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا
ہوشنگ نے کہا اے جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن پس اب آپ اسمین کچھ نہ فرمائین
جلد قلعہ سے نکل جائین صاحبقران نے خود سپر الوند پر رکھا زرہ پہنی گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و تشار کرو
راہ و دور دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہرچند ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار
جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے مین اس جوان کو لڑنے نہ دونگا پہلوانون مین بدنام ہو جاؤنگا بہادر ضعیف یہی کہینگے مہمان کو اپنے
آگے مین بلا کر قتل کرا دیا مگر اُسکی صولت و شوکت مین فرق نہین سربازی کرنے کو موجود ہے غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استادہ کرائی
خیمے استادہ ہوئے چند ساعت دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی کہ ہوشنگ دزد
واسطے مقابلہ کے آیا ہے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا واہ قدرت خداوند لقا قزاقون کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلہ مین آیا ہے لشکر لیکر اُترا ہے
قضا دامنگیر ہے ایسے کلمات لاف و گزاف کرتا ہوا دنگل کرسی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے
بموجب حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لیکر چلے یہان صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما تھے ہوشنگ دزد
سرنگون نہایت پریشان ہے مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہے اے جوان تیرے اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اُترا مجھکو یقین تھا
کہ یلغار کرکے آ پڑیگا اب بیچ رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزار ہا کوس نکل جاؤنگا کیا مجھکو پا سکتا ہے راتون کو آکر وہ شبخون
مارینگا کہ ان سپاہیون کو بھی چھوڑ دا دونگا ہم سمجھ گئے نہین لڑ سکتے ہم لوگون کا یہی کام ہے قلعہ آہن حصار کو جاکر تہ و بالا کر دونگا سلطنت مین خلل
ڈالونگا امیر فرماتے ہے مین اے برادر نہ گھبراؤ یا تو طبل جنگی بجوائے گا یا یلغار آئیگا جواب پائیگا منھ کی کھائیگا آہن حصار کی بھی
زیر و زبر ہو جائیگی تم اس معرکے کو ہمارے سپرد کر دو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر سے نچے
ہوشنگ کو دعا دے جان و مال کی خیر منائی عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل صبح کو میدان کارزار مین مقابلہ کریگا گر حضور

نہایت مغرور ہو جام بادہ نخوت سے چور ہو کر **ہوشنگ** چاہتا تھا کچھ جواب دے کہ **صاحبقران** نے فرمایا ای برادر **ہوشنگ** اپنے لشکر میں بھی نوازش طبل کا حکم دو متردد نہو ہم جس سے مقابلہ کرینگے **ہوشنگ** نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان میں بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی **ہوشنگ** کو نہایت تردد کہتا ہو **قنطور آہن کلاہ** نہایت زبردست ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہو جان دینے مین سپاہی کی عزت ہو قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہو مگر ہم اُسکا نکلنا گوارا نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہے کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہلڑ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین ادہر **قنطور آہن کلاہ** جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا **ہوشنگ** ورز دکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہو کیا اپنے دلمین سمجھا ہو ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین **ہوشنگ** کی گئے دربار مین اُسکے ایک جوان فخر رستم و سام وزیریان مقام صدر پر بیٹھا تھا **ہوشنگ** حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے **ہوشنگ** کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرات مین یکتا ہو ہمنے اس حوالی مین اسکو کبھی نہین دیکھا **قنطور آہن کلاہ** نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہو وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہے یا کوئی شہزدہ ہے کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہین اوج عزت و وقار ہے **قنطور آہن کلاہ** نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بدولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈہے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاق پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضر باش ناظر باش بلند بہر رات رہے سے نقیبون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا **نظم**

که دنیا بے ثبات و بے قرار ست
جوانان دل قوی دارید امشب
جوانو جوانمرد ہشیار ہو
سلاحون سے اپنے خبردار ہو
نقیبان سو بسو گشته خروشان
که فردا روزگار کارزار ست

یکایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا **ابیات**

عَلَم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہیر انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا **قنطور آہن کلاہ** بصد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر **ہوشنگ** نے بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے **صاحبقران** اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے **ہوشنگ** دزد سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا **ہوشنگ** دزد کو مع فوج پشت پر لیا بعد گرد فرمیدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقیبان بلند آواز نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہو نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار مین اٹ گئے تنہائی مین

قبر کی کون کس کا ساتھ دیتا ہی منزل ملک عدم کا سامنا ہی زاد راہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
پھر تو آنی مرغانِ خوش آہنگ کہان

یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان

جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان

فلکِ تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان

سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان

حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
مسکراہٹ کے اب آثار نہین اُنسے عیان

مہ رخسار مکدر ہین تن آغشتہ بخاک
نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہِ تابان

نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقتِ نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آگئے دل مین ہو کہ لڑین بھڑین مرجائین نام کرجائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھراتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ زمین عالم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زورین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے نگراد ہوشنگ دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال سے ہاتھ باندھکے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرادونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ دزد گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطور آہن کلاہ برسر رحم ہی مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کر لونگا کسی طور سے ادا کردونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کہہ چکے بعد ہمارے تمھین اختیار ہی لیکن اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ دزد نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ کی نگاہ پڑی ایک جوان خیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب بادرفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا اٹھو جیسے غنچہ گل لطف جو کا کل چالاک و چست اعضا سب درست عیوب سے پاک نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے

لکھا ہے عجب رنگ مشکین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

ترپتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
کاوسکا محتاج ہو کس طرح
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
ہر ایک نعل ہے نیچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے

قنطور آہن کلاہ حیران جمال محو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہے بارادۂ لگا در بڑھا امیر نے اُدھر ڈسپر کی لگائی کہ پانچ قدم گینڈا قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرۂ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح رائے ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزد بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت و لیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینیکا مشتاق ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا اے جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشتاق ہے بدولت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف کیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اُس نے کہا اے پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا عیار وسردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہو کر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے جوان تو ہی صاحبقران داماد نوشیروان ہے ان قزاقون سے کیونکر ملا جیسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزد کا نوکر ہون بدلے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنیکا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین مدت مدید سے آپکے مقابلہ کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ برسر مسلمان لشکرکشی ہو مگر یہ امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ وزد نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا او صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہے یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ و ہمراہیان ہوشنگ وزد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تعریف مین مصروف ہین کبھی کہتے ہین اے افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہے یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران ہے اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزد کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب و پیکار رہے اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے لندھور ایسا بادشاہ اُسکی ملازمت سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کمترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہمسر ہے

ایسے جوان کی ہیبت شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہے بیان تو یہ صفت وثنا رہو رہی ہے صاحبقران
اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور
آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر وغضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بڑھکر
بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گینڈا مرکب
تاب نہ لاسکے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی ہوشنگ دزد کھڑا دیکھ رہا
ہے دونون لشکرون مین صداے تحسین وآفرین بلند ہے قنطور آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا
پہر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے قنطور
آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے
چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی
جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جاے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے
سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپنے اطاعت کی ہم بھی اسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان
طرف ہوشنگ دزد کے پلٹے فرمایا اے ہوشنگ فرزند تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہو
ہمارے حسب ونسب سے ماہر ہوے ہوشنگ دزد نے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے
حضور کے نثار ہے آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمۂ
طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر
غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچائیے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمائیے ہوشنگ
دزد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران
زمان نے فرمایا اے برادر بیان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے لقا سے مقابلہ ہوا تھا
جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن
ایک لمحہ تامل نکرون اور اے برادر یہ بھی سب صاحبون کو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ دزد
نہ کہے ہمنے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل وجان قبول کرینگے مگر آج کی شب
غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمائیے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو
کوچ کرینگے یہ فرماکر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران
زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بٹھایا ناچ
شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر باشارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ آئی مرے مرنے کی دعا ہو — مین سُنکے کہون کو نے و اسکا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اس سے گلا ہو
احسان ہے اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس — تار ایک ہے بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ — دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو نمین حیا ہو
آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو منھ سے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین ہالہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہے فرق — آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہے کچھ یار کو جاکر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر — دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد — کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم — کہدے گئے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد — آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا — ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

مین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ دزد و حمزہ کو گرفتار کر کے خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیچلون تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بیچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبر موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑ رہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیچلیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر ناز ہوگا ہوشنگ دزد بھی دل سے مطیع ہوا ہے ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب مین بیہوشی ملائی مین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر صولت و شوکت کو جام شراب اُس بدست مے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ دزد نے بھی پیا صاحبقران زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب تھی دیکھو بیچین کر دیا جام ذہب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ ننگا [illegible] بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بندگان خدا قتل ہوے یہان تمھاری قضا لیکر آئی تھی صاحبقران زمان [illegible] ٹیک کر

چاہتے ہین اُٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان
گھبرا کے اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ اُٹھے اُنپر ملازمان قنطورہ
آہن کلاہ جا پڑے ایک کو دنے ملکر گرفتار کیا فوج پر شبخون مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ
سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد والم محبس مشرق سے زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر
پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر
چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہے کہ خانۂ زنجیر مین مسکن ہو طوق ذرنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر باتوقیر
کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی اے آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار
ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا اے برادر کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ
اُس نامرد نے حماقت کی دعوت مین عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہے
رہا ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؛ اے برادر بقول سودا زمانے کو
ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہے فلک کجرفتار گردون غدار کو ہر وقت گردش ہے نظم سودا

سواے خاک نہ کھینچونگا منت دستار ۔۔۔ کہ سرنوشت لکھی ہے مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم ۔۔۔ اگر نہ رو دے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا ہر صبح ۔۔۔ زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے ہار
عجب نہین ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے ۔۔۔ زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہے کنار
شراب خون جگر ہے مجھے گزک دل خویش ۔۔۔ صداے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت ۔۔۔ نت اُٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہے خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب ۔۔۔ شکست سے نہین دیتا ہے ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے ۔۔۔ بجاے اشک مین آنکھون سے پوچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ ۔۔۔ کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہے ادبار

اے ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہے ایسا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہے
اِس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہے نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہے مردی و جرأت مین فرق نہین
آیا مگر قنطورہ آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطورہ آہن کلاہ
نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا نیر اقبال اوج پر

غلام پر قلعہ ہوشنگیہ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو سامھنے کر مقابلے مین آیا
مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ ذردکی بہی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید
صاحبقران سے کر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اُترا ہون جس طرح حکم ہو قید دشمن خداوند
لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت ولیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی اُسنے
خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کج کیا نخوت سے موچھون پر تاؤ پھیرا
کہا یارو قنطورہ آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
کو گرفتار کرکے لاتا ہے جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اُس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام آئینہ بند کیا
جاے دوکاندار واہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جاے ڈھنڈھورا پیٹے کہ کل دشمن خداوند لقا
کی قید شہر مین آیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطورہ آہن کلاہ
نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار
مین ہنگامہ ہے تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کمرون پر کھبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی کہہ
صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہے جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک
باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرنا لوک عقرب چشم زحل پیشانی بڑا پہلوان نامدار فخر رستم و اسفندیار ایسے
سامنے فیل مست کی حقیقت نہ جانتا تھا حمزہ سے آکر ہم نبرد ہوا اُسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہوکر
آیا ہے یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہے تمام امرا ور ؤسا نبیسے مہاجن مرد عورت ادنی اعلی خرد وکلان پیر جوان
قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ ہلڑ ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان زرشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت وشان چہرہ ماہ تابان جلالت ولیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار
پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چار سو سردار نامی نامدار قنطورہ آہن کلاہ
آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ دار اُن قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس
کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہے زمانہ سعید
ہے یہ وہ شخص ہے جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹادین چند خداوندون
کو قتل کیا نام لات ومنات مٹاتا ہے بجاے دیر مسجد بناتا ہے شکر خداوند لات ومنات ذلیل
وحقیر ہوا قنطورہ آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسپر جنہم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اس نے اُسکے منھ پر ہاتھ رکھ دیا کہا
اے بھائی تو بہ کر دگردش فلک سے ہر شخص ناچار ہے دنیا مقام عبرت نہ جاے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون ۔ کہ مہر سنگ دلان کیونکر یہان گئی ہو سما
گداز عشق ہوا اتنا کہ چند قطرۂ اشک ۔ مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا
گذر ہوا طرف میکدہ مرا ایک دن ۔ تھون کی چشم مین جون آئے شیشۂ صہبا
دے نگاہ جو کرتا ہون میکدہ کیطرف ۔ گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان و جام چشم پُر آب ۔ ہے آہ و نالہ مین نے گریہ در گلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین ۔ جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ اے نادان ۔ مقام رنج و مصیبت ہے صاف یہ دنیا

اے برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے
گذارا بہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہے کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہے ایک
کتنی ہے بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرماتی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر
اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور
بازون ستون قصر جرأت و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا ہے بوا یہ جوان
تو نور کا پتلا ہے کوئی چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کسی کا قصد ہے کہ جان و مال نثار کرون ایک
کھیلی کھائی کہتی ہے اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا سردار مغرور خرس پیکر
صاحبقران زمان کے ارابے کے قریب ہے امیر نے فرمایا اے پہلوان دوران ذرا حکم دو چند ساعت
کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہو کر گذر ہوا ہے بہت آباد مقام ہے
ملک زر ریز زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہے پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین
آنکھین سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے ہووے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے
مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہے ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھسے بہتر کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت
یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کہیگا
تو بے آبرو ہوگا یہ فرماکر دونون ہاتھ شیرانہ ارابے پر جمائے بقوت تمام لنگر مارا ارابہ چلتے چلتے رُک گیا بیل دبیل
بگلے رستون کے سڑاکے پڑ رہے ہین قدم نہین اُٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور ہوا یا قیدی
بگڑ گیا ارابہ نہین ہٹتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنا سنا کے نیزہ جسم سے صاحبقران کے ملا دیئے
جسم اطہر مین گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد سنان نیزہ سے کیا ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو
اپنی ہی کرین ثابت قدمان کو سے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام پر دفن ہوگی اب چھیر چہار جانب سر اُٹھا اٹھاکر

عجیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت و لیاقت ہے
تاجران عالم اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر اک اقلیم مین جاتا ہو تلوارین سپرین
نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اُسنے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے
لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اس قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس
سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے مغرور خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت
اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لو گے خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے
قلعۂ آہن حصار مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال سے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون
خداوند فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت دربند فرعونیہ کے تمام عالم مین جاہ و جلال
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر شمشش تھا ایک ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا دربند اول سہیلیہ سہیل چرم پوش
نوجوان خونخوار کئی مہینے آپکے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر دربند نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی
ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہو کہ یہی
شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کرونگا ہم لقا بالا
سیاہ پوش سے لڑائیان اسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی
تھی زبان دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان اٹھارہ سے
من کا گرز کاندھے پر رکھکر میدان مین آتا ہے جسکی ہیبت و سطوت سے چرخ چنبری تھراتا ہو اُس ایسے رشک رستم کو ہر
جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن مین جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر تاک معشوقۂ فرزند خداوند لقا پر عاشق ہوا چار باغ ملک
حرمان سے استقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو فہمر نامی بدنام سور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ملک مین
مین کیے جنگ ہفت صف مین ساتون صفین توڑین کمربند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہے اسکے فرزندان و برادران پہلوانان عالی وقار سے نہین ڈرتا ہے
مین جاکر بلطف عرض کرتا ہون وہ لنگر اپنا اُٹھا لینگے مغرور خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرایا اور رک گیا مگر خواجہ
خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بکشادہ پیشانی فرمایا
ای خواجہ خورشید اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے
جسم حضور کا فگار ہے جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہے وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین
چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہے آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہے

صاحبقران نے فرمایا اے خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفائین
اُٹھائین اس زخمداری کا کیا افسوس ہے یہ فرما کر میرنے دست حق پرست اُٹھائے ارابہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے
کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفار ان
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو قید کرکے قنطور آہن کلاہ لاتا ہے وزرا و امرا و اہالیان شہر
تماشا دیکھین یہ خبر محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہے ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور
آپکے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد نوشیروان قید ہوکر آتا ہے تمام شہر آئینہ بند ہے تمام اہالیان شہر
واسطے تماشے کے جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہے ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہے
وہ نوجوان بڑا زبردست ہے مگر بلفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہے کہ کونسی دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی
اس جوان کو منسوب ہے ملکہ پروین وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہے داماد ہونیکی یہ دلیل ہے
دختر شہنشاہ ہفت کشور ملکہ مہر نگار سیمین عذار سہی قد ماہ پیکر ناز نینان جہان کی افسر شہرہ حسن و جمال انکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان
قید ہوکر جو آیا ہے یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوانمرد قاتل پہلوانان نامی ملکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمہ خیبری
کہ جسکا نوے ارنج کا قد و قامت تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت نوشیروان
چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار
کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا اس وجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے
بڑی بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فخر حسینان جہان ملکہ مہر گوہر تاجدار
تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ملقب بہ ثانی سلیمان حسن و جمال مین یکتا ہے انتہائے
رستمی یہ ہے کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہے شہر دن شہر دن بھگاتا پھرتا ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ
اس صاحب حشمت و جاہ کو قید کرکے لایا ہے ملکہ ماہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار
امیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہے اسمین ملکہ مع پروین وزیرزادی و چند انیسان خلوص
سہیم باخلاص جلوہ فرما ہے جسوقت یہ ہنگامہ ہوا یعنی صاحبقران کے تان نے لنگر مارا بلڑ ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی
بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھئے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہے بلڑ ہو رہا ہے ایسا زبردست ہے
ارابہ نہین بڑھتا ہے ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران
زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ سے غرور و شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار خشم و ستم خشم یوسف جمال آسمان لیاقت کا
ماہ کمال پلہ اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہے دست و بازو قوی تیور برہمی

نظم جلال

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

کھلتی نہین ہے آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین ہم پری آہ مین
کتنا ہے نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون اُنھین کی نگاہ مین
اللہ ری تیرگی کہ بہ رنگِ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے یہ نکلا غزل

آنکھون مین ہوکے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ مین

چمکا ہے صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
اگر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین

آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اُٹھی ہے میرے جہازِ تباہ مین

یون آہوانِ دشت کی آنکھوں مین کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہے آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آواز تک نہین ہے غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اسقدر
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا
چھیکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رُکتا ہے دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین

چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین

ای آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار ہین
آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین

کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبطِ فغان کے ہین

فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین

منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم تھکائے ہوے آسمان کے ہین

اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین

عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے
نقش زمین ہین داغ دلِ آسمان کے ہین

نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
مٹ جاے حوصلے جیسے نام و نشان کے ہین

حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑ ہی تو یون
انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین

زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہگئے
رنگ آنسوون کے چال مین مجھنا تو انکے ہین

دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
پہلو نئے نئے تمھین امتحان کے ہین

رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لیگی ای جلال
جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز و وحشت انگیز زبان پر جاری بدحواس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہے مبہوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشہ بادہ عشق کی کیفیت پشیانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے ارلیے سے اٹھائے خون جسم سے بہتا ہوا نگاہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہاے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری کہا ہائے ستم غزل

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے کبھی اُس سے پھر گئین یہ بھی
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہے مژگان یار کی الفت
کہ جسکو دیکھکے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے سبب آہوے چشم یار سے دل
درازدست تری گوشوار ہین پلکین
جلال شاعرون مین کیا کچھ نہین یہ کہتے
کبھی چھری کبھی نیزے کٹار ہین پلکین
یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات وعدہ کی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ لیجائے گی کہین بس ہرگ
جو دل مین چبھکے نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ای دل
کہ تیر افگن ضیغم شکار ہین پلکین
رُلا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون مین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین
سیہ گھٹا مین برستی ہین جیسے بارش مین
گواہ طول شب انتظار ہین پلکین
کھڑی ہو سینون کو مانے ہو صف عشاق
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کو جیسے نا آشنا ضبط نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پُر درد سے کھینچی شکل شمع سحری لہرائی زمین پر گرکے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی ہمہ داری کیکے دوڑی سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بیدمشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوے آب رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ ماہ عالم افروز نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھکر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا قید صاحبقران کی جا چکی تھی بانا بہ

مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دو کانین ویران بازار سنسان وہ صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے
کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ مکانپر
آیا اسیطرح خاموش باغمین آئی ہری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکے بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا
ستارہ گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے مگر حال
صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ وہ مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی لیے دربار مین شہنشاہ زرین علم
کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا
صاحبقران کی جو نگاہ اس بارگاہ ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ
قریب شاہنشاہ زرین علم کے ڈنگل پر جاکے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعہ
ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصہ سے زخمی ہوکر آئے تھے ہوشنگ دزد نے علاج کیا بروقت میرے
پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین نکلے مین نے دو پہر کی کشتی مین زیر کیا فتح
ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ ڈالکے فاش زین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم
یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ
دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہے صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی وابدی سرکشی
کو ہماری کسنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہوکر آیا تو کیا خوف ہے تیرے دربار مین کوئی ایسا ہے کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو مردی و مردانگی
سے میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہے کہ رسی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا
فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے لعنۃ اللہ
لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بیحیائی نے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب تبلا نامردی کا کسکی ظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہے تو نے اسے
مکر سے گرفتار کیا صاف صاف تبلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھسیانا پڑا یا بادشاہ سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے
آپکے سامنے مکرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدی مصرعہ باطل است آنچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر
طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا
آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر نازاں
تا ہے پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ
غیبی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی لینے

ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصّہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت ؛ بہ نعرۂ
اولین این قید بشکست ؛ قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا
سر پھٹا چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم ہوا اسی کی
تلوار صاحبقران نے اُٹھائی ہوشنگ دزد مع چارسو سرداروں کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران شعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال
منم آفتاب سپہر کمال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد لقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران درجہان نام شد

بارگاہ شاہنشاہ زرین علم مین
لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چارسو جوان چھوٹے مثل شیر خشمناک
مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی اوحمزہ مین آپہونچا دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر نہران
فیج کو آواز دے ... رہا ہے ہان یارو بلوہ کرکے ان جوانون کو گرفتار کرلو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑلو کفار نے
بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہین اپنے کو قریب قنطور پہونچادون مگر یہ ہیجا ہمراہیان ہوشنگ کے جا پڑا
دو چار کو قتل ہی کیا مگر قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے
بھی حکم دیا ہے ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین کیا عجب ہے کہ زبان
تیر دکلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان تیر سہمے ہوئے ترکشون مین طائر قرینہ
دیدۂ جوہر تیغۂ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنیے یعنے وہ گرفتار دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب
محنت و غم اندوز یعنے ملکۂ ماہ عالم افروز اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دلمین پیچ و تاب کھاتی ہے زلف مسلسل امیر با توقیر
یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریاے محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار
پروین وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہے حضور کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہمسے تو فرمائیے
لونڈی سے نہ شرمائیے ملکہ نے سر اُٹھاکر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم
دہن بالکل معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے مین وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان نہین
کرسکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی
عرض کی دہائی ہے یہ نگوڑا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جاکر بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے
لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹیں دیدے پھوٹین سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون سر کٹے

ہوے پڑے ہین بس یہ زبان درازی اُس کنیز بےتمیز کی سنکر ملکہ جھلاکر بول اُٹھی او حرامزادی بدزبان کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہے خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگادے نرگس آنکھین نکال لے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھادون نگوڑی کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اُسکو تو جواب دیا مگر پروین سے کہا بوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاء اللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انہی بات ہے اُنکا خداے نادیدہ اُنکو بچائے پروین یہ دعا کرکہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کہ کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اُس خواص کو بلایا بمحبت پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے پا مین ہتکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سر بسر خلاف تھا بیہوش کرکے لایا یہ نمک حرام پکڑا ہے مغرور خرس بیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا زبردست ہے ہتکڑیان کٹین ہاتھ الجھے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا الغرض لشکر مین غل ہوا الطانی پڑی ہی اب تک اُس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہے ہوشنگ وزیرزادہ کو بھی چھوڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین بیباک لڑتی مین چست و چالاک یقین ہے سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران عالیشان سُنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ بر سر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہے مگر صاحبقران بصد شوکت و شان شیرانہ رستم و اسفندیار مین شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر دار گردون سر دم از چرخ برین
نرزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر مارتا ہے ملکہ گھبرا جاتی ہے الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سر پر لڑتا ہیون ہاتھ اُٹھا دیتی ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ کبھی منھ چھپا لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھاکر دعائین دیتی ہی ای حمزہ کے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہے اپنے بندۂ خاص کو بچائے غربت مین مصیبت سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکلجائین اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیر دن سے آنکھ چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام انصاف ہے قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ غمگسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز منھ کی کھائیگا ــ پروین

اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک خداوند لقا پر لعنت کرونگی
ای بوا پروین تم خفا نہونا میرے اسوقت حواس درست نہین ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے کچھ بینڈ بھیکا ہو گیا
سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اُنھنے یہ مضمون
تحریر کیا عجب تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے اتنے خدا کیونکر ہوے
سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہی کہ خدا وحدہ لاشریک ہی کیون پروین یہ بات عقل سے نزدیک ہے اُسدن سے میرے دل مین
کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہی ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران
ازبان غالب آئے انکا دین سچا ہے وحدہ لاشریک یکتا ہے پروین نے کہا واری ہمیشہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین
آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور تیغہ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب
صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اُسوقت اُس مقام پر انتہا کا ہنگامہ ہی زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہوشنگ
نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہی جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا
صاحبقران نے صفائی سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین یہ نگوڑا
مسٹنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مرلوڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو اُس دیو خصال کو یہ
شیر غضبناک کس زور و شور سے ریلے لیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے یہ زخمدار ہین مگر با حواس اُسکے چہرے سے
حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے بھڑوا ہانپتا کانپتا ہے دانت نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری
ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بھیا دغا باز نے سرکشی دکھائی
ٹکر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون آنکھین بند کیے جھوم رہا ہی
صاف روشن ہی کہ آنکھو نمین اندھیرا آگیا ہی یہان دربار مین ابر تیغ برس رہا ہے سر مثل اولون کے گر رہے ہین تکہ
قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہین تیرے پیچ پر صاحبقران ریل کے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹا جاتا ہی دونون
مونڈھے پکڑ کے صاحبقران نے ہکہ ارا دونون گھٹنے اُس بھیا کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران
نے دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر یکے نعرہ زد مبر منزل مصاف ؛ کہ سیمرغ لرزید
در کوہ قاف ؛؛ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز نے کہا اے وزیرزادی
دیکھو کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خداے نادیدہ برحق ہے پروین نے
کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چیخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا اُس ہنگامہ مین کہ
پلک جھپکانا دشوار ہے چہار جانب سے تیرون کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدہ مذہب گھٹنا اُسکے ادھر

سینہ پر رکھ کے فرمایا حالآ درشناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل نے جواب سخت دیا یہ شیر بھرا سینہ سے
اُٹھا ایک پائون قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست سے تمام کر القصد کرو فر جھٹکا مارا قنطور کو شل کر پاس کہنہ
چیر کر پھینکدیا ملکہ واسطے سجدہ کے جھک پڑی پکار اُٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون بوا پروین
انتولقا بھڑوے پر لعنت کرو پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف
ہوشنگ نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ زرین علم گھگیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے انجام بہتر ہو
واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہین صاحبقران لڑتے ہوئے
تا بہ جلوخانہ پہونچے تھے کہ نیّر اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین
جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران
گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہے بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ
آئے دیکھا شہنشاہ زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہے منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے
اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اُسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے ہین
گھوڑا اکڑ کا کڑکا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار
شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر کہا ای پروین اب شبکو اُس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون
سے بھی غیر حال ہے ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیّر برج حسن و جمال بیقرار و اشکبار برج قصر سے
نکلی پیچھے ہاتھ مین نکلتے ہی سُنا ہر کو دبرزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہے کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہے
ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی
کوئی فرزند کا نام لیتا ہے صدائے نالہ آتی ہے ہائے کوکھ اُجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا
میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ اُنکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات تخت سرداران فوج کو کہے
غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا وہ بیحیا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا
امیر بھی تنہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہرچند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر
سنبھلا نہین جاتا رکابون سے پائون نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران آئے

کوئی اس رسم وراہ سے آگاہ ہنوا کسنے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پُر ملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین
مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہے غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت
اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اُترے دیوار سے
پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ ہی یہان
سرداروں نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور اسکو گرفتار کر لیا حکم ہوا اسکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق
کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پڑا سمن برنے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین
ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ رونیلگی کہا لوا
پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمسے صدمۂ ہجر
نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے
رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑا ئینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال یہ
آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رای سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنۂ حرفِ نصیحت آلودہ	طرز تلقین و حشمت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہیر کہ اشعار

مجھسا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپشِ دل کی حدتین کیسی
مجھ سی نازک پہ شدتین کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زادِ جنون پنہان دل
خار غم تیر سینہ کاوی ہین	مژہ سرگرم خون ترادی ہین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش خمارِ مدام	خواب و خور صورتِ شراب حرام
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش	دیدۂ نم دُکان شیشہ فروش	دل تنگِ ہجوم درد و محن
زخم نو ہمنشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
جھڑے پھولونکے بدلے منھ سے ہزار	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
حُوت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ بات کا سر پانون	اُڑ گئے ہوش رکھکے سر پر پانون
چاک دل کشتِ زعفران دیدہ	رُخ گلگون گل خزان دیدہ	بیتاب و بیقرار دل کو تڑپین کلیجے ہین

پھڑکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوز تپشِ عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق
دیدار دلکو جستجوے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی

وہ فن عشق کے استاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو ورد یہ فسانہ ہے — جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہے
ہو گئے آہ مبتلاے فراق — پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق

اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل باغ ہون بخت نارسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہے مگر زین ڈھلکا ہوا ہے شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہے ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہے خون سے رنگین یال ہے ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہے مگر قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہے مگر کسی نے مار ڈالا ہے کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہے جب ملکہ بڑھتی ہے کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مردے کے قریب نہ جایئے ملکہ نے کہا اونا لاالقو نفس کی صدا بلند ہے مردہ یا زندہ کیسکو کہا جایگا پروین نے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہے ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اسکا راضی ہو اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج و مصیبت سے چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہے زیر سایہ دیوار باغ پناہ لی ہے رحم کا مقام ہے نہین معلوم کون گمنام ہے ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابرو خمدار سے خود زخمی ہوئی ہے اسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جھوٹھ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار ہے کسیقدر زخمدار ہے یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جایگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنیلگی اتنے مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ صاحبقران کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہے ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہے سب زخمون مین میر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین تا نگاہ رستم زخمدار ماہ تابان شفاخانہ شفق مغرب مین براے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت شہب فلک پر سوار ہو کر عرصہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نور انی چہرۂ انور سے پرنور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب — شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
یافت ز انوار فلک انقلاب — جوہری چرخ جواہر فروش
مہرۂ مہر از دل صندوق چیخ — کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رو مال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہے گلچینی گلشن جمال مین مصروف ہو کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار

سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو **شعر** بہر خندہ کز لب بر انگیختے ✤ نمک بر دل خستگان ریختے ✤
دیگر زلف معنبر برہ رویت تیرہ شب است و وادی ہوسا ✤ جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا
ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سر سبز و شاداب گلہاے زنگار رنگ سے معمور چمن ہاے طولانی ہر نخل
لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثناے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو نہر قمریان
مصروف حق سرہ فاختہ کی صداے کوکو صاحبقران نے حیران حیران باغ اور جمال اُس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا
شکر پروردگار عالم **شعر** للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✤ باز آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ✤ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا
اسکی رحیمی و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بقصور سراپا نور رب غفور براے خدمتگزاری مرحمت
فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہر یار
مزاج کیسا ہے شربت انار مین حاضر ہے نوش فرمایئے امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین نہ
ہوش فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پروین نے کہا کہ ای شہریار آپ جنات سے زخمی ہو کر بیہوش
ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا قصد ہے کہ آنکو صحت حاصل ہو ایک بندہ خدا کی جان بچے
اسواسطے یہ اہتمام ہے صاحبقران اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جبکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت
فرمائین تو ہم پیئین اگر زخمی کو اُٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا لو صاحب پیو صلاح خشد بلاشد
ہم غریب الوطن جانکر اُٹھا لائے زخم دوزی کی شہر یہ نخرہ ہے امیر نے ہاتھ تھام کر کہا ای شاہنشاہ خوبی واے رنگ بوئے
گل حدیقہ محبوبی بار احسان سے تمھارے سر خم ہے مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہے تمھارا مذہب کیا ہے پروین قہقہہ
مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا
صاحب جبتک اسکی شرح نہوگی تمھارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہے خاص مقدمہ مذہب مین کلام ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا
صاحب کوئی ناز اُٹھاتا ہے کسی سے لڑنا پڑیگا فرمایئے تو کیا کرنا چاہیے مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہے صاحبقران نے
کلمہ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پروردگار کے
بھیجے ہوئے برحق ہین نقارپرست و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب
حق کا اعتقاد رہے ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہے مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین
مُتلا مُتلا کے عرصہ دراز مین الفاظ کلمہ طیبہ ادا کیے پروین وزیرزادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی
اب صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران کے بیٹھی
دلنواز گائن سامنے آئی تسلیم کر کے بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوے دلنواز نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی **غزل جلال**

کردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی ✤ روتا ہے کہین درد کی آواز سے کوئی

کہتی ہے شب وصل کہ تجھسا بھی نہو گا — غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر — معشوق بھی آتا نہیں اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن تھے — زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمیں ہے اُس سے نہوئی آنکھ بھی محرم — یون راز چھپاتا نہیں ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بیخبر عشق — انجام سے واقف ہو نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو — رتا نہیں شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے — ڈرتا نہیں یون عشق مین غماز سے کوئی
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور — پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کاٹا ہے پرون کو مرے صیاد نے کیکر — پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہے جو قاتل سے کرے خونکا دعوی — کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر شوق — تھکتا نہیں منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو دماغ تر خیال خیر و شر دور تاب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری ہوتے سحر شمع ہائے مومی و کافوری لعل لبان نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ ہا رہے مملو خستون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رو دیا ملکہ ماہ عالم افروز کی آنکھون مین جاگنے کا خمار متوالی ردیک دام رخسار

دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندہ شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل قیصران و پریشان کوئی عرض کرتاہے میرا باز و ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہے آنکھون کا نور جانا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتاہے کہ یارو نہ گھبراو یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا اشرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اُسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر جلیس کا نام اور سب کے لکھو لو قدرت سے اُنکو سکو زندہ کرا لینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرہ پیغمبری پاشینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلاکو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کی چلین زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشنگ دزد سیلا کو دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہو شاید مجبور ہوکر خداوند لقا کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہو کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند سے قدرت کو دل سے اُنکی سرکشی پسند ہو دار و غہ جیلخانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے دس جوان پشت پر

پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر مدار شاہنشاہ زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ عرب کیا ہوا داروغہ نے عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرأت لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اُس درندے پر یہ روباہ خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہو کر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد ختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ نکل گیا اُنھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین یہ ہی کہ یا تو اس شہر مین اُسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہوا تلاش کرین مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی دم وزیر نے دست بستہ عرض کی حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہی آج دنکو اشتہار دیجیے کل بوقت سحر بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا نمونۂ قدرت خدا ظاہر ہوا بموجب **مصرعہ** عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد؎ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو لیجاؤ ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کر دے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر غائب ہو گئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اُسکو گرفتار کر کے لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ دزد کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے جلوہ فرما ہین دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو مین دربار مین تمھارے باپ کے جاؤن بیحیا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قید ہے یا کہین نکل گیا لفظاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر دراسلے خبر کے نکلی اب وقت شب ہے ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ ماہ پیکر انیس جلیس سامنے حاضر ہین قریب ہے کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش

طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواسی مین ہانپتی ہوئی آکے منھ کے بل گری ملکہ نے کہا خیر تو ہے عرض کی
واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے
دربار مین بلایا حضور کو نیا یا ہرکارے کوہ و برزن مین پھر رہے ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہے ہوشنگ کے واسطے
قتل کا حکم ہوا ہے صبح کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہے رات بھر پہرے پر بیٹھا جاگ رہا ہے حکم ہے ہر طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون سے دیکھکر آئی
سارے شہر مین ہنگامہ ہے اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی صاحبقران نے قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہے کہ جو میری زندگی مین میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی
ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی کہا کیون شہریار کیا قصد ہے امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہے اپنے بھائی قنطور سے زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت
آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہے پچاس افسر اُسکے ہمراہ ہین آپ خبردار یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون نے
پر کوئی افتاد پڑی مین بیدست و پا کیا کرونگی کنج باغ مین تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کنیز گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین
ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہان سے نکل جائیے
فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین نہ دخل دو ورنہ ہماری تمھاری
صحبت نہ نبھےگی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے
صحبت صاحبان سپر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق نرہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اُٹھے غصہ مین جو امیر نے یہ کلمات فرمائے
ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر
پروین سے کہا کیون بوا یہ بڑے طوطا چشم ہین اسوقت تیور ہی اور ہین جام صہبائے بیوفائی کے دور ہین اے پروین
آنکھون کو دیکھکر مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصہ مین ہل رہے ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوؤن کو غصہ
مین پیچ و تاب ہے کہ ناگنیان اچھل رہی ہین جبین پر شکن موجہ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبرین آئینہ رخسار پر مار سیاہ کی لہر ہے غزل جلال

دیکھیں آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین	کبھی لگ اپنی ہی تو آئینہ ہو آہین جبین
مانگ ہے آرزوکش دل نہین سر پر انکے	تیغ کھینچے ہوئے ابرو بھی ہین بالین جبین
خوف اسکا ہے کہین صبح نکردے شب وصل	خندہ زن ہو کے تمھاری گل نسرین جبین
چاند کو دبدبہ اُس رخ کا دبالیتا ہے	رشک عرش ہے اللہ رے تمکین جبین
چہرہ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر	مانگ کی طرح کبھی ہے کبھی تحسین جبین
خانہ زادون مین تری چشم کے ہین خشم و غضب	ہے اگر چین جبین بندہ دیرین جبین

مشورہ کرتی ہے کیا جانے مرے قتل مین کیا
عشرے مین جھولتی ہے یار کی تلوار ہلال

شکن ابروے پُرخم سے تری چین جبین
اُس ستمگار کے ابرو نہین یا ہین جبین

رعب وہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پرسوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال تلقب بہجوم غم وملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دو رستہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسارہ پر حیرانی زلف مشکگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا دامن تھاما عرض کی ای شہریار ہمسے صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری مشکل آسان کیجیے اگر آپکے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ تو تم وقت ہین شاید لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نرہیگی باپ کو ضرور پہونچے گی ہمی کنیزین جا کر سب حال کہین گی یہ شفقتلین خاموش نرہینگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت ورسوائی ہو ایک اور راز کی بات ہے وہ آپسے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت کی تصویر کسی نا جنسے یاقوت شاہ جبریل قدرت لقا کو پہونچائی اُس نے بہت پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کرکے روانہ کرو یہان بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر چکا ہے سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا بیحیا سنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہے کوئی خدانخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہے اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہے قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیمقدار تمکو با عزاز و اکرام سیجا لینگے پردہاے چشم مین جگہ دینگے اور یا بحول و قوت الٰہی جو میری نیت مین ہے یعنے جا کر مہجور آہن کلاہ کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منھ سے نکل گیا شعر گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہے کوئی دم جیسے تو ہم واپسین ہے وہ دن اور وہ وقت اے شہریار خدا نہ دکھلائے کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپکے محلات معلّات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بہن بیری کہیگا صاحبقران نے آنسوؤن سے ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے دل کو صدمہ ہوتا ہے تمھارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پر دل گھبرائیگا ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوے تیغہ عقرب سلیمانی بغل مین رہبری کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے بحسرت

دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے مُردنی چہرے پر ہاتھ
پانون بحِس و حرکت پروین نے ملکہ کو اُٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ کہتی ہوئی کہ ہاے اس ماہ فلک حسن کو
تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا
بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے
گھبراکر اُٹھ بیٹھی کہا صاحبو براے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
اُنکے دشمنون پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جادو ن دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اُٹھی واری مین جاتی
ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھرونگی نہال کردونگی غنچہ دہن
مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے
ہاتھ اُٹھاکے پکاری اے آسمان کے خداے نادیدہ میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے
تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن سب اندھے ہوجاءین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے
کہا واری مجھکو ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجاے سب دشمنون کا منھ
بند ہوجائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی تررت پھرت کی پڑیا بی ٹاپک کی سپیاری پیر ملٹو کو جوتیان یہ سب
ٹوٹکے آزماے ہوے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے
مین اپنے وارث کو اُسی سے لونگی رتجگہ کرونگی یہان باغ مین یہ حال ہے ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہو
مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دوپہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلاے شب
تا بہ کمر پہونچی ہے ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مہجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شب گرد اجواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع دس جوانون کے
قید ہے مہجور مغرور شراب پیتا ہے دُرد قیدیون پر پھینکتا ہے زبان تشنیع کھول رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ
اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کا پھل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے
قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمہ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا
میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصہ مین اُٹھا یہ
کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پُرملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے
جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغہ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران عالیشان

یکے تیغ صمصام صمصام نام سر سرکشان جملہ برخاک کرد		بحکم خدا بستہ شمشیر چار بزن کافران از جہان پاک کرد		امیر عمر ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب آ گئے پلٹ پڑا
ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقائے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آ گئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا
آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا اِدھر سے صاحبقران شیرانہ اُدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ
بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو
قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے اُٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اُٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقونکو
چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا اُو بے حیا مردان عالم پر یہ بدعت اُس نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھا وار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی
سر پر اُس خود سر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اُس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبہ سر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا دس پانچ
جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار ان مین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ
وقت شب ہے ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اتنو ہمراہیان ہوشنگ نے گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک جانے پایا
رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر نکلے اس شہر نامردان مین کہان تھے امیر نے
فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر قتل سنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان
دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے مگر دریائے خون مین نہائے ہوئے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم فروز
مصروف دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہے کیون صاحب
کیا دیکھا ہائے افسوس وہ کیلیے وہان نامردون کے ریلے خدا اُنکو بچا کے لائے کہ سامنے سے تمشا دوڑی ہوئی آئی
کہا حضرت کچھ لوگ آتے ہین مگر سب کے لال لال کپڑے ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین
ملکہ دوڑی افتان و خیزان در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس جوان امیر کی
مٹھی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ملکہ نے بنگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی دوپٹے سے خون
زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر
نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے پروردگار کی مہجور کا معشوقۂ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی
واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو اتنو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری
ای بوا پروین تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کر دو فرش و فروش سے آراستہ

ہوشربا اب کہاں کبھی پہونچا اور وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون کے ہمپر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین پردہ کرین ہم ہٹ جائین بھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہم سب تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دشمن جوانون کے بٹھایا کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے ہوشنگ کی نگاہ اس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق شفیق جان بخش و محسن ہے پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام سے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہے پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہے باد رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہے جس سے دریافت کرون مردے کیا جواب دینگے آخر پلٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ فتور کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہے سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کُل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہے تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش نکلا اُستادان سخن نے تحریر کیا ہے کہ تین دن کے عرصہ مین باد رفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے دن قریب شام سٹکا اندھا سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شاہنشاہ کہین گنہگارونکا پتا نہین ملتا غلام ناچار ہے بادشاہ غصے مین بھرا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت ہے کل صبح کو تیرے

واسطے سحر قیامت ہو تیرا ہی قول ہے کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہے پھر یہ بے ادبی کسکا کام ہو باد رفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کا بنیا ٹھہرا تا اُٹھا رو تا ہوا باہر آیا شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے باد رفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتین گدہے کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہو کوئی سرکش جو نا لگا گیا غصے مین ہمیر فرماتے ہین کل صبح تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و عفت ہے اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر اُمل ہین اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہہ سکتے ہین شاید کوئی کنیز یا وزیر زادی نوجوان کسی ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد چلیے دیکھ کے چلے آئیے باد رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باد رفتار انسان وغیرہ حیران و پریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند رہتا ہے خوف ہے کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہو کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہے اندر سے گانے کی آواز آتی ہے سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا ذوق ہے صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمند بالائی چست کر کے برسر دیوار آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ بادلہ کا استادہ ہے سردار یداستادہ چوبین الماس نگار گلدستے چنے ہوئے مسند زرنگار پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان اُسکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان دس جوان شیر صولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے فلک کج رفتار رشک سے جل رہا ہے مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکہ عالم ہمکو کئی دن کا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہے ہر وقت یہی خیال ہے لقا ایسا دشمن موجود ہے ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین فسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد متمکن ہونگے کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو خیر ورنہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہے کہ اے شہریار برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجئے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہے طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہے وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہے ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لئے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہے تو مجھے پہلے ایک ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون تیغچہ کھینچکر جا پڑون پھر خیال آیا کہ یہ جوان قاتل قنطور آہن کلاہ ہو

بوستان خیال - جلد دوم عہ/
" جلد سوم للعہ/
" جلد چہارم لعہ/
" جلد پنجم سے/
" جلد ششم ۶ہ/
" جلد ہفتم ۶ہ/
" جلد ہشتم ۷/
" جلد نہم عہ/
سوانحعمری عمرو عیار - نہایت دلچسپ قصہ ہے عہ/

جادۂ تسخیر ہم رنگ فسانۂ عجائب - عہ/
سنگاسن بتیسی ۴/
گل بکاولی - ۳/
قصۂ گل و صنوبر - ۲/
قصہ اگر گل - ۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ - ۶/
سیر مقبول - ۲/
لطائف ہندی - نہایت دلچسپ لطیفے - ۲/
فسانۂ معقول - ۲/

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولون کے ترجمے

فسانۂ آلہ دین ولیلی عہ/
فریب حسن عہ/
فسانۂ سوزن عشق عہ/
فسانۂ لارنس وروتھہ عہ/
فسانۂ حسرت وصل ۵/
مارگیرٹ ۶/
روز الیبرٹ للعہ/
ناول اسرار عہ/
دیگبز ولسیڈا عہ/
شام جوانی حصہ اول عہ/
حصہ دوم ۹/
دھوکا یا طلسمی فانوس - عہ/

دیگر مصنفون کے انگریزی ناولون کے ترجمے

تسخیر عہ/
خون ناحق ۶/
شاہد طرار ۸/
طلسم خیالات ۱۱/
ثمرۂ نیکی للعہ/
قصہ حاجی بابا اصفہانی عہ/
کرشمۂ تقدیر ۷/
لال کپتان ۵/
نیرنگ فرنگ ۱۴/
شہید جفا عہ/
سیتا سے/
ہنگامۂ عشق ۷/

ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

خوبی قسمت ۱۱/
بوالہوس ۱۲/
جوش خون ۱۴/
چابک سوار معشوقہ ۱۲/
بادشاہ سلامت ۱۵/
خلق مجسم ۱۴/
حور عین کامل ہر دو حصہ ۱۳/

متفرق ناولون کے ترجمے

گمنام ۹/
الو کی دم فاختہ ۵/
کلجگ کی کھونٹی ۵/

- الف لیلہ دنیاز اولطرز ناول ۱۲/
- معشوقۂ فرنگ ۵/
- اسرار ہند ۵/
- منارۂ قیصری ۱۰/
- مجموعۂ افسانہ دلپذیر عہ/

بنگالی ناولون کے ترجمے

- بنگالی دولہن ۱۰/
- پرتاب ۱۰/
- روہنی ۸/
- مار آستین ۸/
- مرنالنی ۸/

اوریجنل ناول

- حرمان خاتم ۴/
- خوش نصیب ۶/
- خواتین ثلاثہ مستورات کے واسطے نہایت ہی نصیحت آموز ناول ہے عہ/
- جام زہر ۱۰/
- راز عشق ۹/

- طویلہ کی بلا بندر کے سر ۲/
- طلسم شرر عرف گلاب کنور ۱۲/
- عیارون کا عیار عہ/
- فریب نیرنگ ۴/
- مفید خاص وعام ۱۴/
- ناشاد ۷/
- نئی نویلی ۳/
- نئے بگڑے ۵/
- وقائع نادری ۵/
- ہم خرما وہم ثواب ۵/
- شمس و قمر ۲/
- خواب کلکتہ حصۂ سوم وچہارم ۱۲/
- سبز باغ ۵/
- التمش [illegible]
- سندر شانتا کامل چار حصہ [illegible]
- بزم اکبری ہر دو حصہ [illegible]
- مکاری کا پتلہ ۱۰/
- جفا و وفا ۱۰/
- دلچسپ حصہ اول ۴/
- بلاس کماری ۱۳/

- پھول وتی عرف سندر شانتا [illegible]
- دربار اودھ حصہ دوم ۹/
- حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث ۲/
- کرشن کانتا ہر دو حصہ [illegible]
- شوکت آرا بیگم حصۂ اول ودوم مجلد کاغذ گندہ [illegible]
- " " بلا جلد کاغذ معمولی [illegible]
- " حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ [illegible]
- " " بلا جلد کاغذ رسمی [illegible]
- ملا زانغلول ۸/
- خاتون اودھ ۱۰/
- منصور و مینرہ ۶/
- دیر پرتاب [illegible]
- لال جین ۱۰/
- فرمان قضا ۸/
- عائشہ بیگم ۱۰/
- سیف کمال ۴/
- حامد محمود ۸/

المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرت گنج لکھنؤ